تاریخ طبری

عہد بنی عباس

جلد سوم حصہ دوم

سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

(عہد بنی عباس)

جلد سوم حصۂ دوم

تصنیف

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب ایم اے
رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۴ھ م سنہ ۱۳۴۴ف م سنہ ۱۹۳۵ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
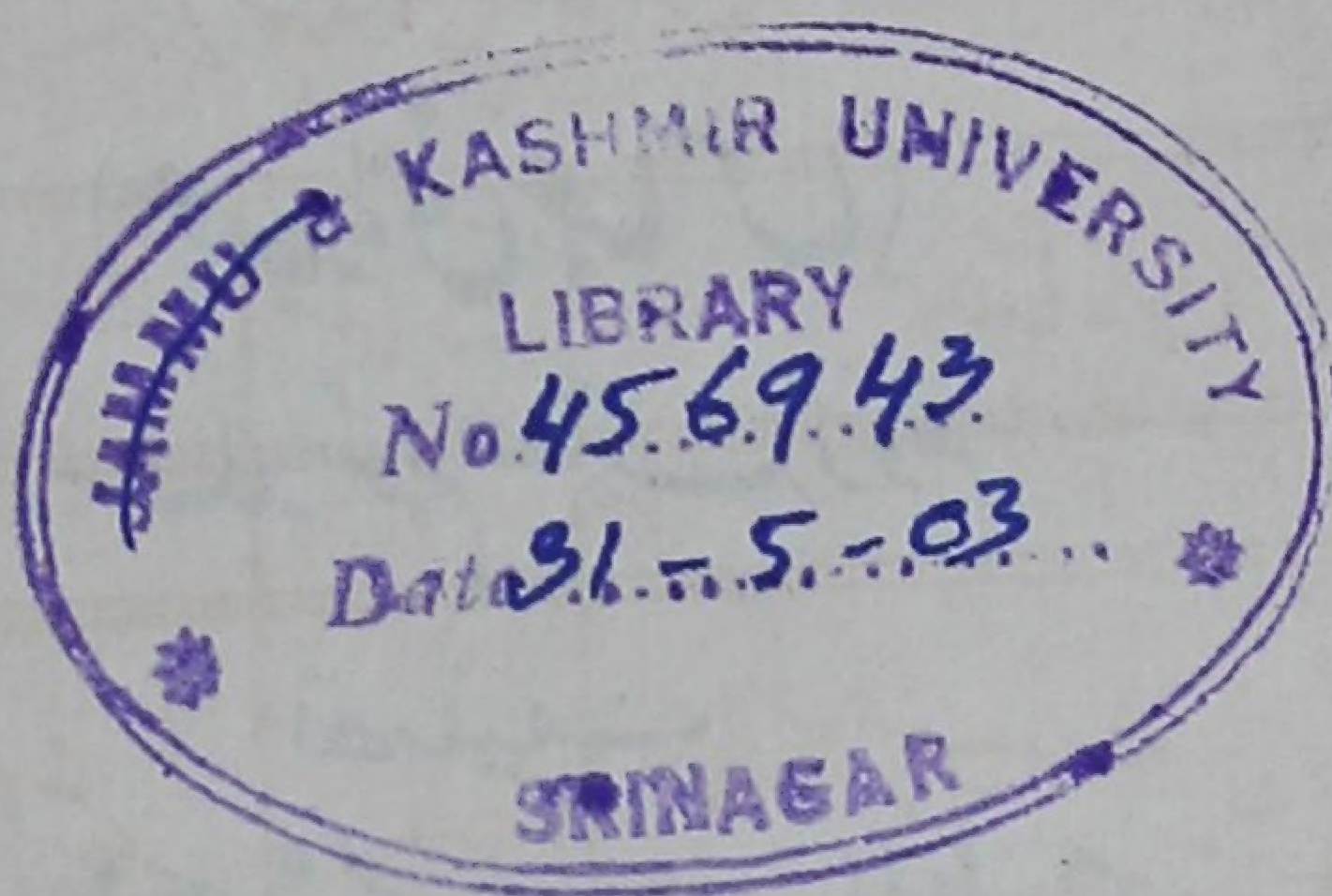
فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد سوم حصۂ دوم

(عہد بنی عباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافت ہارون الرشید

جس جمعے کی رات کو ان کے بھائی موسیٰ الہادی نے انتقال کیا اسی رات کو رشید ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی، جس روز رشید منصب خلافت پر فائز ہوئے ان کی عمر بائیس سال کی تھی اکیس سال بھی بیان کی گئی ہے ان کی ماں یمن کے مقام جرش کی رہنے والی خیزران نام چھوکری تھی یہ مقام رے میں جب کہ ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں تین راتیں باقی تھیں منصور کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے تھے برامکہ یہ کہتے ہیں کہ ہارون یکم محرم ۱۴۹ھ ہجری کو پیدا ہوئے تھے کیونکہ فضل بن یحییٰ ان سے سات دن بڑا تھا اور وہ ۱۴۸ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم پر جب کہ سات راتیں باقی تھیں پیدا ہوا تھا فضل کی ماں زینب بنت منیر رشید کی دودھ پلانے والی مقرر کی گئی رشید نے فضل کے ساتھ زینب کا اور فضل نے رشید کے ساتھ خیزران کا دودھ پیا۔ جس رات ہادی کا انتقال ہوا اسی رات کو ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو باہر لاکر بیعت کے لیے دربار میں بٹھایا اور ہارون نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو قید سے رہا کر کے اپنے پاس بلایا یہی رات تھی جس میں ہادی نے

یحییٰ اور ہارون کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا یحییٰ حاضر ہوا اسے وزیر مقرر کیا گیا اس نے یوسف بن القاسم بن صبیح میر منشی کو طلب کر کے اسے فرامین لکھنے کا حکم دیا، دوسرے دن صبح کو تمام فوجی عہدہ دار دربار میں حاضر ہوئے یوسف نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد نہایت خوبی سے ہادی کی موت ہارون کی خلافت اور اس حکم کا جو انھوں نے لوگوں کو عطایا دینے کے متعلق دیا تھا اعلان کیا۔ اس موقع پر یوسف نے جو تقریر کی تھی وہ یہاں نقل کی جاتی ہے۔

"تمام تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں اور رحمت و سلامتی اس کے نبی صلعم پر ہو، اے اہلبیت نبوت خلافت اور رسالت اور اے اس حکومت کے انصار اور اعوان اور فرمان بردار جماعت یاد رہے کہ اللہ نے اپنے فضل و احسان سے تم کو جو بے شمار نعمتیں ہمیشہ کے لیے عطا فرمائی ہیں ان میں اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے تم کو اتحاد و اتفاق دیا۔ تمہاری بات ور کر دی تمہارے بازو قوی کر دیئے، تمہارے دشمن کو کمزور کر دیا۔ اور اس تحریک کو جو حق و صداقت پر مبنی تھی غالب کیا اور تم سے اللہ نے یہ کام لے کر تمہاری عزت افزائی کی اور اللہ بیشک قوی اور غالب ہے، اس طرح تم اللہ کے برگزیدہ دین کے انصار بنے اور اللہ کی شمشیر برہنہ کے ذریعے سے تم نے اہل بیت نبی کی حمایت کی اور تمہارے ذریعے سے اللہ نے ان کو ظالموں غداروں، قاتلوں اور مسلمانوں کے روپے کو غصب کر کے حرام کھانے والوں کے پنجے سے نجات دلائی ان نعمتوں کو یاد کر کے تم اللہ کا شکر ادا کرو اور اس بات سے آگاہ رہو کہ اگر تم نے اپنے طرز عمل کو بدلا اللہ بھی اپنے سلوک کو بدل دے گا اللہ نے اپنے خلیفہ موسیٰ الہادی کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کے ولی عہد ستودہ صفات رشید اب تمہارے امیر المومنین ہیں جو بہت ہی مہربان اور رحیم ہیں وہ تمہارے نیک کردار کو صلہ دینگے اور تمہارے خطاوار سے درگذر کریں گے اللہ اپنی نعمتوں سے ان کو ا

بہرہ اندوز کرتا رہے اس منصب خلافت کی ان کے لئے حفاظت کرے اور ان کو اپنے دوستوں اور فرماں برداروں کی طرح دوست رکھے ہم اپنی طرف سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ شفقت اور نرمی برتینگے استحقاق کے مطابق تمہارے عطایا تم کو دیں گے اور ان مقررہ عطایا کے علاوہ وہ خلفار کے حق کا جو روپیہ سرکاری خزانوں میں جمع ہے اس میں سے بطور مدد معاش اتنی رقم ماہانہ اضافہ دیں گے اس مدد معاش کی وجہ سے تمہاری مقررہ عطا میں کوئی کمی نہ کی جائیگی اور نہ یہ رقم اس میں سے آئندہ وضع ہوگی، اس کے بعد جو روپیہ بچ رہے گا اُسے وہ ناگہانی حوادث اور فتنوں کے انسداد کے لیے جو اطراف واکناف سلطنت میں مبادا پیش آئیں اس وقت تک جمع رکھیں گے جب تک کہ توفیر آمدنی سے سلطنت کا مالیہ اپنی سابقہ خوشحالی پر عود کرے چونکہ اللہ عز وجل نے تمہارے متعلق امیر المومنین کے حسن رائے میں تجدید کی اور ان کو تمہارا خلیفہ بنا کر تم پر احسان عظیم کیا ہے اس لئے اب تم پھر اللہ کی حمد اور اس احسان عظیم پر اس کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر ازدیاد نعمت کا باعث ہوتا ہے اور اللہ سے امیر المومنین کی درازی عمر واقبال کی دعا مانگو تاکہ تم ان سے بہرہ ور ہوسکو اور اب خلوص نیت سے انکی بیعت کرنے کے لئے اٹھو اللہ ہر سمت سے تمہاری حفاظت اور اعانت کرے گا اور تمہارے ذریعہ سے (تمہارے ہاتھوں) تمام معاملات درست کرائے گا اور وہ اپنے نیک بندوں کی طرح تم سے حسن سلوک کرے گا۔

محمد بن ہشام المخزومی بیان کرتا ہے کہ موسیٰ کی وفات کے بعد یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا وہ اس وقت بغیر ازار پہنے لحاف میں پڑے سو رہے تھے یحییٰ نے امیر المومنین کہہ کر ان کو بیدار کیا رشید نے کہا تم کو ہر وقت میری خلافت کی سوجھتی ہے کب تک اسطرح تم مجھے پریشان کرتے رہو گے تم جانتے ہو کہ یہ شخص میرا کیسا

دشمن ہے اگر اسے اس کی خبر ہو گئی تو بتاؤ کہ وہ میری کیا درگت کرے گا یحیٰی نے کہا اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ دیکھو موسیٰ کا وزیر حرانی موجود ہے اور یہ اس کی مہر خلافت ہے، یہ سن کر رشید اپنے بستر پر اٹھ بیٹھے اور انھوں نے کہا کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں،
ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک دوسرا چوبدار حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے رشید نے کہا کہ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھدیا اور اب پھر انھوں نے یحیٰی سے کہا کہ مجھے مشورہ دو یحیٰی نے کہا کہ آپ فوراً اس کے ارمنی گھوڑے پر سوار ہو جائیں رشید نے کہا میں نے یہ بات مانی اور میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ میں اس کی پشت پر صبح کی نماز عیسا باد میں پڑھوں گا اور ظہر کی نماز بغداد میں پڑھوں گا نیز یہ کہ ابی عصمہ کا سر ابھی میرے سامنے پیش کیا جائے۔

رشید فوراً بستر سے اٹھے کپڑے پہنے اور روانہ ہو گئے نماز صبح سواری پر پڑھی ابو عصمہ کو اپنے سامنے قتل کرا کے اس کے کاسۂ سر کو ایک نیزے کے سرے پر بندھوا دیا اور اسے اسی طرح لئے ہوئے بغداد آئے اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن رشید اور جعفر بن موسیٰ الہادی گھوڑوں پر سوار سیر کے لیے جا رہے تھے جب یہ عیسیٰ باد کے کسی پل کے قریب پہونچے تو ابو عصمہ نے مڑ کر ہارون سے کہا کہ تم ٹھہرو اور ولی عہد بہادر کو پہلے گذر جانے دو ہارون نے کہا جناب والا نے جو حکم دیا ہے میں اس کی بجاآوری کرتا ہوں ہارون اپنی جگہ ٹھہر گئے اور جعفر پہلے گزر گیا چنانچہ یہی واقعہ ابو عصمہ کے قتل کا سبب ہوا،
بغداد آتے ہوئے جب ہارون پل کی کرسی پر آئے تو انھوں نے غوطہ زنوں کو طلب کیا اور یہ بات بیان کی کہ مہدی نے مجھے ایک انگوٹھی دی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور اسے جبل کہتے تھے اسے پہنے ہوئے میں ایک دن اپنے بھائی سے ملنے گیا ان

سے مل کر واپس جا رہا تھا کہ سلیم الاسود مجھ سے اسی مقام پر آملا اور اس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کو حکم دیتے ہیں کہ یہ انگوٹھی آپ میرے حوالے کریں میں نے اس کو اسی جگہ دریا میں پھینکدیا تھا۔
غوطہ زنوں نے اُسے ڈھونڈ نکالا اس کے ملنے سے ہارون بے حد مسرور ہوئے۔
ہادی نے رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنا لیا تھا اس وقت عبداللہ بن مالک ہادی کا کوتوال تھا، ان کے مرنے کے بعد ہی اسی رات کو خزیمہ بن خازم اپنے پانچ ہزار مسلح موالی کو لے کر جعفر پر چڑھ دوڑا اور اس نے جعفر کو اس کے بستر ہی پر جا دبایا اور کہا کہ یا تو اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ ابھی کام تمام کئے دیتا ہوں، دوسرے دن علی الصباح تمام لوگ جعفر کے آستانے پر حاضر ہوئے خزیمہ اسے لے کر سامنے آیا اور اس نے اسے محل کے پھاٹک کے بالاخانے پر کھڑا کیا اس وقت تک تمام دروازے بند تھے جعفر نے سب کے سامنے آ کر اعلان کیا کہ اے مسلمانو! جس کی گردن پر میری بیعت کی ذمہ داری ہے میں اسے اس سے بری الذمہ قرار دیتا ہوں خلافت میرے چچا ہارون کا حق ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔
عبداللہ بن مالک کے نمدوں پر حج کے لیے پیادہ جانے کی وجہ یہ تھی کہ جب اس نے اس حلف کے کفارے کے متعلق جو اس نے جعفر کی بیعت کر کے اپنے اوپر عاید کیا تھا فقہا سے فتویٰ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ تمام دوسری قسموں کا کفارہ نہیں ہو سکتا ہے لیکن اس سے عہدہ برآ ہونے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ پیادہ حج کیا جائے اسی بنا پر وہ پیادہ حج کرنے گیا۔
خزیمہ کی اس کارروائی سے رشید کے دل میں اس کی وقعت پیدا ہو گئی اور اسے بڑا رسوخ حاصل ہو گیا موسیٰ کے انتقال کے دن

چونکہ رشید ابراہیم الحرانی اور سلام الابرش سے ناراض تھے انھوں نے حکم دیا کہ ان دونوں کو قید کر دیا جائے اور ان کی تمام جائداد ضبط کر لی جائے ابراہیم یحییٰ بن خالد کے پاس اسی کے گھر میں قید تھا محمد بن سلیمان نے ہارون سے اس کی سفارش کی کہ آپ اس کی خطا معاف کر دیں اور اسے رہا کر دیں اور میں اسے اپنے ساتھ بصرے لیے جاتا ہوں ہارون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

اس سال رشید نے عمر بن عبد العزیز العمری کو مدینۂ رسول اللہ صلعم کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ اسحق بن سلیمان بن علی کو مقرر کر دیا۔

اس سال محمد بن ہارون الرشید پیدا ہوا۔ یہ اس سنہ کے ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ راتیں باقی تھیں کہ جمعے کے دن پیدا ہوا۔ مامون اس سے پہلے اسی سال نصف ماہ ربیع الاول میں جمعہ کی رات کو پیدا ہوا تھا اس سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزیر مقرر کیا اور کہا کہ میں اپنے اوپر سے اس ذمہ داری کو اتار کر تمام رعایا کے معاملات تمھارے سپرد کرتا ہوں تم اپنی صوابدید پر کام کرنا جسے مناسب سمجھنا مقرر کرنا جسے مناسب سمجھنا برطرف کر دینا اور اپنی رائے سے تمام امور سلطنت طے کرنا انھوں نے اپنی مہر بھی اس کے حوالے کر دی چنانچہ خیزران تمام امور کی دیکھ بھال کرتی تھی یحییٰ تمام معاملات اس کے سامنے پیش کرتا اور اسی کی رائے کے مطابق حکم نافذ کرتا۔

اس سال ہارون نے حکم دیا کہ ذوی القربیٰ کے سہام مشخص کئے جائیں اور پھر ان کے مطابق انھوں نے وراثت کو بنی ہاشم میں برابر برابر تقسیم کیا۔ نیز اس سال انھوں نے ان سب لوگوں کو جو کسی خطا کی وجہ سے بھاگے ہوئے یا روپوش تھے عام معافی دی البتہ زندیقوں کو جن میں یونس بن فروہ اور یزید بن الفیض تھے معاف نہیں کیا طالبیین

میں سے طبا طبا ظاہر ہوئے یہ ابراہیم بن اسماعیل اور علی بن الحسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن ہیں۔ اس سال رشید نے سرحدوں کو جزیرہ اور قنسرین کی ماتحتی سے علیحدہ کر کے ان کو ایک آزاد ادارہ بنایا اور اس کا نام عواصم رکھا۔ اس سال ابوسلیم فرج ایک ترک خادم کے ذریعے سے طرسوس آباد کیا گیا اور لوگ اس میں جا بسے۔

اس سال خود ہارون الرشید مدینۃ السلام سے حج کرنے گئے انھیں کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اہل حرمین کو بہت کچھ دیا اور وہاں بے شمار روپیہ تقسیم کیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حج کے ساتھ وہ جہاد کے لیے بھی گئے تھے۔

اس سال سلیمان بن عبداللہ البکائی کی امارت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔

اس سال اسحٰق بن سلیمان الہاشمی مدینہ کا والی تھا عبیداللہ بن قثم مکہ اور طائف کا عامل تھا موسیٰ بن عیسیٰ کوفہ کا والی تھا اور اس کی طرف سے اس کا بیٹا عباس بن موسیٰ کوفے پر اس کا نائب تھا۔ بصرہ، بحرین، عمان فرض، یمامہ اور اضلاع اہواز اور فارس کا والی محمد بن سلیمان بن علی تھا۔

۱۷۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابوالعباس الفضل بن سلیمان الطوسی خراسان سے مدینۃ السلام واپس آیا جس وقت یہ مدینۃ السلام آیا ہے۔ اس وقت مہر خلافت جعفر بن محمد بن الاشعث کے پاس رہتی تھی اب رشید نے اسے جعفر سے لے کر ابوالعباس کے سپرد کر دیا مگر کچھ ہی مدت

کے بعد ابوالعباس نے وفات پائی رشید نے مہر خلافت یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دی اس طرح دو وزارتیں یحییٰ کے تفویض ہو گئیں۔

اس سال رشید نے ابوہریرہ محمد بن فروخ کو قتل کر دیا، یہ جزیرہ کا والی تھا ہارون نے ابوحنیفہ حرب بن قیس کو اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا وہ اسے ہارون کے پاس مدینۃ السلام لے آیا اور قصر الخلد میں اس کی گردن ماردی گئی۔

اس سال ہارون کے حکم سے طالبیین مدینۃ السلام سے خارج البلد کر کے مدینۂ رسول بھیج دئیے گئے البتہ عباس بن حسن بن عبداللہ بن علی بن طالب کو رہنے دیا گیا اس کا باپ حسن بن عبداللہ بھی مخرجین میں میں تھا۔ اس سال فضل بن سعید الحروری نے خروج کیا ابوالخالد المروروذی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال روح بن حاتم افریقیا آیا اس سال ماہ رمضان میں خیزران حج کے ارادے سے مکے گئی اور اس نے حج کے زمانے تک وہیں قیام کیا اور پھر فریضۂ حج ادا کیا، اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۷۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید مرج القلعہ اس خیال سے گئے کہ وہاں کسی عمدہ جگہ کو اپنی فرودگاہ کے لیے انتخاب کریں یہ خیال اس لیے پیدا ہوا کہ مدینۃ السلام کی آب وہوا ان کے ناموافق مزاج ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے وہ مدینۃ السلام کو بخار کہنے لگے تھے وہ مرج القلعہ جا کر بیمار پڑ گئے اور واپس چلے آئے۔

اس سال رشید نے یزید بن مزید کو آرمینیا کی ولایت سے علیحدہ

کر کے اس کی جگہ عبیداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔ اس سال سلیمان بن علی کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔ اور یعقوب بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ہارون نے اس عشر کو جو اہل سواد سے نصف پیداوار لینے کے بعد لیا جاتا تھا معاف کر دیا۔

۱۷۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں جمادی الآخر کی بالکل آخری تاریخوں میں انتقال کیا، اس کے مرنے کے ساتھ ہی رشید نے اس کے تمام مال متروکہ پر قبضہ کرنے کے لیے سرکاری عمال بھیج دیئے چنانچہ نقد روپے پر قبضہ کرنے کے لیے خود ان کے مہتمم خزانہ کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا، اسی طرح لباس، فرش غلہ، چوپائے (یعنی گھوڑے اور اونٹ) عطریات، جواہر اور دوسرے اسباب اور سامان معیشت پر قبضہ کرنے کے لیے اسی شعبے کا ایک ایک عہدہ دار مدینۃ السلام سے بصرے بھیجا گیا ان عہدہ داروں نے بصرے آکر اپنے اپنے شعبے کی ہر اس شئے پر جو محمد نے بطور ترکہ چھوڑی تھی اور جو خلافت کے زیبا تھی قبضہ کر لیا انھوں نے صرف کاٹھ کباڑ چھوڑ دیا۔ چھ کرور نقد ملے، دوسرے اشیاء کے ساتھ یہ رقم بھی کشتیوں پر بار کی گئی۔ جب ان کشتیوں کی آمد کی اطلاع رشید کو ہوئی تو انھوں نے حکم دیا کہ زر نقد کے علاوہ اور تمام دوسری چیزیں سرکاری توشہ خانے میں داخل کر دی جائیں روپیہ کے متعلق انھوں نے یہ کیا کہ اپنے مصاحبین اور ندیموں کو بڑی بڑی رقموں کے چک لکھوا کر دے دیئے گویئوں کو بھی چک دیئے مگر وہ اتنی چھوٹی رقموں کے متعلق تھے

کہ سیاہہ میں ان کا اندراج نہیں کیا گیا ان چکوں کو انھوں نے اپنی رائے سے لوگوں کو دیدیا انھوں نے اپنے اپنے وکیل بھیجکر چکوں کے مطابق وہ تمام نقد روپیہ وصول کر لیا اور اس میں سے ایک دینار یا درہم بھی سرکاری خزانے میں داخل نہیں ہوا اسی طرح انھوں نے محمد کی اس جائداد غیر منقولہ رشید نام کو جو اہواز میں واقع اور بہت سیر حاصل تھی اپنے صرف خاص میں شامل کر لیا۔ اس کے توشہ خانے میں اس کے عہدِ طفولیت کے کپڑوں سے لے کر (جبکہ وہ لکھنا سیکھتا تھا اور جس کی وجہ سے ان پر سیاہی کے دھبے موجود تھے جو دو سال کے تھے) اس کے زمانۂ وفات تک کے کپڑے موجود تھے، جو تحائف علاقۂ سندھ مکران، کرمان فارس، اہواز، یمامہ، رے اور عمان سے اس کے پاس آئے تھے جن میں ہر قسم کا خشک میوہ، روغنیات، مچھلیاں، غلّے پنیر وغیرہ شامل تھے اس کے ہاں سے برآمد ہوئے ان میں سے اکثر خراب ہو چکے تھے جعفر اور محمد کے مکان سے پالنسو مرتبان سڑی ہوئی چیزوں سے بھرے ہوئے راستے پر پھینکد یئے گئے تھے جو سب کے لیے ایک مصیبت ہو گئے تھے کہ ان کی بدبو کی وجہ سے کوئی شخص مربد سے گزر نہیں سکتا تھا۔

اس سال ہارون اور ہادی کی ماں خیزران نے وفات پائی۔

یحییٰ بن حسن اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جس روز خیزران نے انتقال کیا یہ ۱۷۳ھ ہجری کا واقعہ ہے میں نے رشید کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک سعیدیہ جُبّہ پہنے اُوپر سے ایک پرانی نیلگوں طیلسان اوڑھے تھے جو ان کی کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ننگے پاؤں تابوت کا پایہ پکڑے کیچڑ اور مٹی میں چلے جا رہے تھے اسی طرح وہ قریش کی ہڑواڑ آئے اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر موزہ پہن کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اترے جب مقبرہ سے باہر آ گئے تب ان کے لیے کرسی رکھی گئی جس پر وہ اب بیٹھ گئے فضل بن ربیع

کو بلایا اور مہدی کے حق کی قسم جسے وہ بہت ہی خاص وقت پر ذکر کرتے تھے کھا کر کہا کہ میں ہر شب ارادہ کرتا تھا کہ تم کو کوئی اہم منصب دوں یا تمہارے ساتھ کچھ اور سلوک کروں مگر میری ماں مجھے اس سے روکتی تھی اور میں اس کے امتثال امر میں چپ ہو جاتا تھا اب میں مہر خلافت تمہارے حوالے کرتا ہوں تم اسے جعفر سے لے لو۔

فضل بن ربیع اسماعیل بن صبیح سے کہنے لگا چونکہ میں ابوالفضل کی عزت کرتا ہوں اس لیے اس بارے میں اسے خود لکھنا اور اس طرح مہر لینا تو مناسب نہیں سمجھا کیا بہتر ہوتا کہ وہ خود ہی بھیج دیتے۔ فضل نفقات عامہ اور خاصہ کا مہتمم مقرر کیا گیا نیز بادوریا اور کوفہ کے پانچوں پرگنے اوس کے تفویض کر دیے گئے ۱۸۷ھ تک اس کا عروج برابر بڑھتا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کا ایک ہی دن انتقال ہوا تھا، اس سال رشید نے جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان سے واپس طلب کر کے اس کی جگہ اس کے بیٹے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے مدینۃ السلام سے احرام باندھ لیا تھا۔

۱۷۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال شام میں فرقہ واری ہنگامہ برپا ہوا۔ رشید نے اسحٰق بن سلیمان الہاشمی کو سندھ اور مکران کا والی مقرر کیا۔ اور امام ابو یوسف

بن ابی یوسف کو قاضی مقرر کیا۔ اس وقت ان کے باپ بقید حیات تھے اس سال روح بن حاتم نے انتقال کیا۔ رشید باقروی اور بازبدی گئے باقروی میں انھوں نے ایک قصر تعمیر کیا۔ عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔ ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ پہلے مدینہ گئے وہاں انھوں نے بہت سا روپیہ تقسیم کیا چونکہ اس سال مکہ میں ہیضہ ہو گیا تھا اس لیے وہ مکہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو پہونچے اور سعی اور طواف کر کے چلے آئے وہاں قیام پذیر نہیں ہوئے۔

۱۷۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رشید نے اپنے بیٹے محمد کو مدینۃ السلام میں اپنے بعد اپنا ولیعہد مقرر کیا اور اس کے لئے تمام عہدیداروں اور فوج سے باقاعدہ بیعت لی امین نام رکھا اس وقت امین کی عمر پانچ سال تھی۔

امین کی بیعت

فضل بن یحییٰ بن خالد کا مولیٰ روح بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عیسیٰ بن جعفر فضل بن یحییٰ کے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم میرے بھانجے یعنی محمد بن زبیدہ بنت جعفر بن المنصور کی ولی عہدی کے لیے بیعت کرالو وہ تمھاری اولاد کے برابر ہے اس کی خلافت تمھاری خلافت

ہے فضل نے اس کا وعدہ کر لیا اور اب اس نے اس معاملہ پر توجہ شروع کی چونکہ اب تک رشید کا کوئی ولیعہد نہ تھا اس وجہ سے بنی عباس کے کچھ لوگ خلافت پر نظر رکھتے تھے اسی وجہ سے جب رشید نے امین کے لیے بیعت لی تو ان لوگوں نے امین کی کمسنی کی وجہ سے اس تجویز کو ناپسند کیا۔
مگر محمد بن الحسین بن مصعب نے یہ بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان گیا تو اس نے وہاں بہت سا روپیہ تقسیم کیا اور فوج کو متواتر کئی تنخواہیں دیں اس کے بعد اس نے محمد بن رشید کی بیعت کا لوگوں پر اظہار کیا سب نے اس کی بیعت کی اور امین اس کا نام قرار دیا جب رشید کو اس کی اطلاع ہوئی اور تمام مشرق نے اس کی بیعت کر لی تو اب انہوں نے بھی محمد کی ولیعہدی کے لئے بیعت لی اور اس کے لیے تمام سلطنت میں احکام نافذ کئے جس کی بنا پر ہر جگہ بیعت ہو گئی۔
اس سال رشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اپنے ماموں غطریف بن عطا کو مقرر کیا اس سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن ویلم گیا اور وہاں اس نے شورش برپا کی، اس سال عبدالرحمان بن عبدالملک بن صالح موسم گرما میں جہاد کے لئے گیا اور اقریطیہ تک جا پہونچا، مگر واقدی کہتا ہے کہ اس سال عبدالملک بن صالح جہاد کے لیے گیا تھا اس مہم میں شدت برفباری سے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں رہ گئے، اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۷۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رشید نے فضل بن یحییٰ کو علاقہ جبال، طبرستان۔ دنباوند، قومس، آرمینیہ اور آذربیجان کا والی مقرر کیا۔ اس سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن

بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے دیلم میں خروج کیا۔

یحیٰی کا خروج

ابوحفص الکرمانی نے بیان کیا کہ یحیٰی بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے متعلق پہلی اطلاع یہ ملی کہ اس نے دیلم میں خروج کیا ہے اس کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے بہت سے اضلاع اور شہروں کے باشندے اس کی طرف جھک پڑے ہیں، اس خبر سے رشید بہت غمگین ہوئے اس زمانے میں انھوں نے نبیذ بھی نہیں پی انھوں نے فضل بن یحیٰی کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ یحیٰی کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا فضل کے ہمراہ تمام بڑے سپہ سالار تھے نیز انھوں نے فضل کو اضلاع۔ جبال۔ رے جرجان، طبرستان، قومس، دبناوند اور رویان کا والی بھی مقرر کر دیا اور بہت سا روپیہ اس کے ساتھ کر دیا فضل نے ان اضلاع کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا اس نے مثنیٰ بن الحجاج بن قتیبہ بن مسلم کو طبرستان کا والی مقرر کیا، اور علی بن الحجاج الخزاعی کو جرجان کا والی بنایا اسے پانچ لاکھ درہم دیئے اس نے شہر بین پر پڑاو ڈالا شعرا نے اس کی تعریف میں قصیدے لکھے اس نے بیش بہا صلے اور انعام ان کو دیئے اکثر لوگوں نے شعر کے ذریعہ اس تک رسائی حاصل کی اس نے بھی ان کو خوب روپیہ دیا اب خود فضل بن یحیٰی اس مہم پر روانہ ہوا اس نے امیرالمومنین کے آستانہ پر منصور بن زیاد کو اپنا نائب بنایا یہ فضل کی تمام عرضداشتیں رشید کی خدمت میں پیش کر کے ان کے جوابات اسے ارسال کر دیتا تھا چونکہ منصور برامکہ کا پرانا دوست اور رفیق تھا اس لیئے وہ سب اپنے معاملات میں اس پر اور اس کے بیٹے پر پورا اعتماد رکھتے تھے، اب فضل اپنی چھاونی سے روانہ ہوا رشید ہر خط

میں اسے لطف و احسان اور انعام و اکرام کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔
فضل نے یحیٰی سے مراسلت شروع کی اپنے خطوط میں نہایت نرم لہجہ اختیار کیا اس کی خوشامد کی اوسے اللہ کا واسطہ دیا عواقب سے ڈرایا اور مشورہ دیا کہ تم اپنی اس معاندانہ روش کو ترک کردو اور تمہارے ساتھ بہت حسن سلوک کیا جائے گا۔
فضل طالقان رے اور دستبلی کے علاقہ میں اشب نام ایک موضع میں فروکش ہو گیا وہاں نہایت شدید سردی پڑی اور برفباری ہوئی، یہ بغیر پیش قدمی کئے اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور یہاں سے اس نے یحیٰی کو متواتر خطوط لکھے نیز دیلم کے رئیس کو اس معاملہ میں لکھا کہ میں تم کو ایک کرور درہم دوں گا تم یحیٰی کو اپنے علاقہ سے خارج کر دو، بلکہ فضل نے یہ رقم اس کے پاس بھیجدی، یحیٰی نے مصالحت قبول کی اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دینے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ رشید اپنے ہاتھ سے ایک پرچہ پر وعدۂ امان لکھ کر اسے بھیجدیں فضل نے رشید کو لکھا اس سے رشید بہت خوش ہوے اور ان کی نظر میں فضل کی عزت اور بڑھ گئی، انھوں نے یحیٰی بن عبد اللہ کے لیے معافی نامہ لکھا اس پر تمام فقہا، قضاۃ، بنی ہاشم کے اعیان اور اکابر مثلاً عبد الصمد بن علی، عباس بن محمد، محمد بن ابراہیم موسیٰ بن عیسیٰ اور ان کے ہم مرتبہ دوسرے عمائد کی شہادت ثبت کی نیز اس کے ساتھ بہت سے تحائف، خلعت اور انعام جنس و نقد کی شکل میں بھیجے فضل نے یہ سب کچھ یحیٰی کے پاس بھیجدیا، یحیٰی فضل کے پاس آگیا اور فضل اسے بغداد لے آیا یہاں رشید اس سے بہت اچھی طرح پیش آئے اس کی تعظیم و تکریم کی بہت سارو پیہ یکمشت اسے دیا اور بڑی مقدار میں اس کی مدد معاش مقرر کر دی، چند روز تو اس نے یحیٰی بن خالد کے مکان میں بسر کئے اس کے بعد رشید نے ایک بہت پر تکلف مکان اس کے قیام کے لیئے دیا۔ بجائے اس کے

کہ وہ یحییٰ کا انتظام کسی دوسرے کے سپرد کرتے خود رشید ہی اس کی ہر بات کے کفیل تھے۔ یحییٰ کے مکان سے چلے جانے کے بعد انھوں تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی ملاقات اور سلام کے لیے اس کے پاس جائیں اسی کے ساتھ رشید نے حد سے زیادہ فضل کا اعزاز اور اکرام کیا۔

مروان بن ابی حفصہ اور ابو ثمامۃ الخطیب نے اس سلسلہ میں فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے فضل نے ابو ثمامہ کو خلعت کے علاوہ ایک لاکھ درہم نقد دیئے ابراہیم نے اس قصیدہ کو راگ میں بٹھا کر گایا۔

عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بیان کرتا ہے کہ جب یحییٰ بن عبداللہ دیلم سے آئے تو میں ان سے ملنے گیا وہ اس وقت علی بن ابی طالب کے مکان میں مقیم تھے میں نے ان سے کہا اے چچا جان نہ آپ کے بعد اب کوئی خبر دے گا اور نہ میرے بعد کوئی خبر سنے گا بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنے معاملے کی حقیقت سے آگاہ کریں انھوں نے کہا بخدا میری مثال حیی بن اخطب کے ان اشعار کے مصداق تھی۔

لعمرک ما لام ابن اخطب نفسہ ۔۔ ولکنہ من یخذل اللہ یخذل

یجاھد حتی ابلغ النفس جھدھا ۔ وقلقل یبغی العز کل مقلقل

(ترجمہ) تیری عمر کی قسم ابن اخطب نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس کے لئے باعث ننگ و عار ہو مگر کیا کیا جائے جس کی مدد اللہ نہ کرے وہ بے یار و مددگار رہ جاتا ہے، اس نے طلب مجد و عزت میں نہ کوئی کسر اٹھا رکھی اور نہ کوئی جتن باقی چھوڑا۔

نوفلیوں کے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم عیسیٰ بن جعفر سے ملنے گئے وہ اس وقت تکیوں پر جو ایک دوسرے پر ان کے لئے رکھے گئے تھے

ٹیکا دیئے کھڑے تھے اور کسی بات کو یاد کر کے خود بخود ہنس رہے تھے ہم نے اس کی وجہ دریافت کی کہنے لگے آج مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے جو کبھی نہیں ہوئی تھی ہم نے کہا اللہ جناب والا کی خوشی میں اور اضافہ کرے کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ مسند پر بیٹھے بغیر کھڑے ہوے اس واقعہ کو بیان کروں میں آج امیرالمومنین رشید کی خدمت میں باریاب تھا انھوں نے یحیٰی بن عبداللہ کو طلب کیا وہ فولادی بیڑیاں پہنے قید خانے سے حاضر کیا گیا بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیرؓ بھی انکی خدمت میں حاضر تھا، بکار آل ابی طالب کا شدید دشمن تھا اور ہمیشہ ہارون سے ان کی شکایت کیا کرتا تھا اسی وجہ سے ہارون نے اسے مدینہ کا والی مقرر کر کے اسے آل ابی طالب پر سختیاں کرنے کی ہدایت کی تھی۔

جب یحیٰی کو آواز دی گئی تو رشید نے ہنستے ہوے اس سے کہا کہ آیئے آیئے یہ تو اس بات کا مدعی ہے کہ ہم نے اسے زہر دے دیا ہے یحیٰی نے کہا ادعا کے کیا معنی یہ دیکھو میری زبان کا کیا حال ہے اس نے اپنی سبز شدہ زبان باہر نکالی جو آبلوں سے پر تھی اسے دیکھ کر رشید کا رنگ متغیر ہو گیا اور ان کا غضب اور بڑھ گیا!

اس رنگ کو دیکھ کر اب یحیٰی نے منت سماجت شروع کی اور کہا امیرالمومنین ہم آپ کے عزیز قریب ہیں ترک یا دیلم نہیں ہیں ہم اور آپ ایک ہی خاندان سے ہیں میں آپ کو اللہ اور رسول اللہ صلعم سے اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس قید اور عذاب سے مجھے رہا کریں، یہ سن کر ہارون کا دل تو نرم ہوا مگر اس زبیری نے رشید سے بڑھ کر کہا امیرالمومنین اس کی نرم اور عاجزانہ باتوں میں نہ آیئے یہ باغی نافرمان ہے اور اس کی یہ تمام گفتگو مکر اور خبث نیت پر مبنی ہے اسی نے ہمارے شہر مدینہ میں بغاوت برپا کر کے اسے ہمارے رہنے کے قابل نہ رکھا۔

اس گفتگو کو سن کر یحیٰی کو طیش آگیا اس نے امیرالمومنین سے اجازت

لیئے بغیر لکار سے کہا اللہ تم کو سمجھے ! تم ہو کون تمہارے لیئے ہیں نے مدینہ کو ناقابل سکونت بنادیا۔ کیا خوب !!" زبیری نے کہا امیر المومنین سن لیجئے جب آپ کے سامنے اس کی یہ گفتگو ہے تو آپ کی غیبت میں تو یہ کیا کچھ نہ کہیگا ہماری اہانت کے لیئے یہ کہتا ہے کہ تم کیا ہو" یحیٰی نے اسے خطاب کر کے کہا ہاں ٹھیک کہتا ہوں تم ہو کون اللہ مدینہ کو تم سے بچائے، عبداللہ بن الزبیر مہاجر تھے یا رسول اللہ صلعم تو ہوتا کون ہے کہ کہہ سکے کہ ہمارے مدینہ کو ہمارے لیئے ناقابل سکونت بنادیا گیا، میرے آبا اور ان کے آبا کی وجہ سے تمہارا باپ ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا"

اب اس نے رشید کو خطاب کر کے کہا امیر المومنین اصل میں تو اہل عزت ہم اور آپ ہیں اگر ہم نے آپ کے خلاف خروج کیا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم نے تو اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمیں بھوکا چھوڑ دیا۔ تم نے تو کپڑے پہنے اور ہمیں ننگا رہنے دیا تم تو سواریوں پر بیٹھ گئے اور ہمیں پیدل رہنے دیا ہم آپ کے مقابلہ پر اپنے خروج کی یہ توجیہ کر سکتے ہیں اور اب بھی ہمیں اس وجہ سے مورد الزام قرار دے سکتے ہیں تو یہ برابر کی چوٹیں ہیں عوض معاوضہ ہو گیا اس کے بعد یہ یقینی بات ہے کہ امیر المومنین ضرور اپنے قریبی اعزا پر فضل اور احسان کریں گے مگر سوال یہ ہے کہ یہ اور ان ایسے دوسرے فرومایہ اشخاص کو یہ کیسے جرأت ہوئی کہ وہ آپ کے اہلبیت پر زباں درازیاں کریں اور آپ سے ان کی چغلخوری کرتے رہیں بخدا یہ ہماری شکایت آپ کی خیر خواہی کی نیت سے نہیں کرتا ہے بلکہ جس طرح یہ آپ سے ہماری چغلخوری کرتا ہے اسی طرح ہمارے پاس آکر بغیر ہماری بھلائی کی نیت کے آپ کی چغلخوری ہم سے کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے آپ کے تعلقات خراب ہوں اور ہم میں سے جو بھی برباد ہو اسے بغلیں بجانے کا موقع ملے، امیر المومنین خدا کی قسم ہے کہ جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ مارا گیا تو یہ میرے پاس تعزیت کے لیے آیا اور اس نے کہا کہ اس کے

قاتل پر اللہ کی لعنت ہو نیز اوس نے تقریباً بیس شعروں کا مرثیہ مجھے سنایا اور یہ بھی کہا کہ اگر خلافت کے لیے تم جدوجہد کرو تو میں سب سے پہلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور یہ کہ بصرہ کیوں نہیں کیا چلتے ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں۔

یہ سن کر زبیری کا رنگ متغیر ہو کر سیاہ پڑ گیا ہارون نے کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس کا کیا جواب ہے اس نے کہا امیر المومنین یہ جھوٹا ہے میں نے ایک حرف بھی اس قسم کا اس سے نہیں کہا، ہارون نے یحیٰی بن عبداللہ سے کہا وہ مرثیہ سنا سکتے ہو جو اس نے محمد کا کہا تھا اس نے کہا ابھی سن لیجئے اور سنا دیا۔ زبیری کہنے لگا امیر المومنین اس خدائے واحد کی قسم جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں جو کچھ اس نے کہا اس میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی اور نہ میں نے یہ قصیدہ لکھا۔ اپنے اس قول کی شہادت کے لیے اس نے ایک طویل جھوٹی قسم کھائی ہارون نے یحیٰی سے کہا سنو اس نے تو اپنے انکار پر قسم کھائی ہے کیا ایسے گواہ ہیں جنھوں نے یہ مرثیہ اس کی زبانی سنا ہے، یحیٰی نے کہا امیر المومنین ایسے گواہ تو نہیں ہیں مگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں جس طرح چاہوں اس سے حلف لوں، ہارون نے کہا اچھا تم حلف لو اس نے زبیری سے کہا یوں قسم کھاؤ "اگر میں نے یہ مرثیہ کہا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں" زبیری نے کہا امیر المومنین یہ کیا حلف ہے جو مجھ سے یہ لینا چاہتا ہے میں پہلے ہی خدائے واحد کی قسم کھا چکا ہوں اب یہ مجھ سے ایسے الفاظ ادا کرانا چاہتا ہے جس کے مفہوم ہی سے میں آگاہ نہیں ہوں، یحیٰی بن عبداللہ کہنے لگا امیر المومنین اگر یہ سچا ہے تو اسے اس طرح قسم کھانے میں کیوں تامل ہے، ہارون نے زبیری سے کہا کیوں قسم نہیں کھاتے حلف اٹھاؤ، زبیری نے کہا "میں اللہ کی طاقت و قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں" اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین اس قسم کا کیا

مطلب ہے جو یہ مجھ سے ادا کرا رہا ہے میں تو پہلے ہی سب سے بڑی شئے یعنی خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا چکا ہوں، ہارون نے کہا اب تو اسی طرح قسم کھانا پڑیگی ورنہ میں سمجھوں گا کہ وہ سچا ہے اور پھر تم کو اس کی سزا دوں گا اب اس نے کہا "اگر میں نے محمد کا مرثیہ لکھا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی قوت و طاقت کے سپرد ہوتا ہوں" یہ حلف اُٹھا کر وہ ہارون کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا باہر نکلتے ہی اسے فالج ہوا اور اسی وقت وہ مر گیا، یہ واقعہ بیان کر کے عیسیٰ بن جعفر کہنے لگا کہ مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ زبیری اور یحییٰ کے درمیان جو واقعہ پہلے پیش آچکا تھا اُسے یحییٰ نے بلا کم و کاست حرف بحرف صحیح بیان کر دیا۔

البتہ بنی زبیر بکار کی موت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی بیوی نے جو عبدالرحمان رضؓ بن عوف کی اولاد میں تھی اسے قتل کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ باوجودیکہ وہ اپنے خاوند کو چاہتی تھی پھر بھی اس نے اس پر ایک جاریہ رکھ لی اس وجہ سے وہ اس کی دشمن ہو گئی، اس نے بکار کے دو زنگی غلاموں سے کہا کہ یہ فاسق تم کو قتل کر دینا چاہتا ہے نیز اس نے ان کو کچھ دے کر ہموار کر لیا اور کہا کہ تم دونوں اس کے قتل کرنے میں میری اعانت کرو وہ راضی ہو گئے، بکار سو رہا تھا یہ اس کے حجرے میں ان دونوں غلاموں کو لے کر گئی وہ دونوں اس کے منہ پر بیٹھ گئے اور دم گھٹنے کی وجہ سے وہ مر گیا اس کے بعد اس عورت نے ان دونوں کو اتنی نبیذ پلائی کہ بستر کے پاس ہی ان کو قے ہو گئی پھر اس نے ان کو باہر نکالدیا اور اپنے مقتول خاوند کے سرہانے ایک بوتل رکھدی، صبح کو اس کے تمام اعزا جمع ہوئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ نشہ سے اس کا دماغ متاثر ہوا اس بے ہوشی میں اس کے حلق میں ایسا پھندا پڑا کہ سانس رک گئی اور وہ مر گیا، ان دونوں غلاموں کو پکڑ کر جب خوب پیٹا گیا تو انھوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس کی بیوی کے حکم سے اسے قتل کیا ہے، اس شہادت کے بعد اس کی بیوی کو گھر سے نکالدیا گیا

اور متوفی کے مال متروکہ میں سے اسے کوئی ورثہ نہیں دیا گیا۔
جس روز رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کو اپنے سامنے بلایا اس روز قاضی ابوالبختری اور محمد بن الحسن ابو یوسف کے دوست بھی وہاں موجود تھے رشید نے وہ عہد امان منگوایا جو انھوں نے یحییٰ سے کیا تھا اور محمد بن الحسن سے پوچھا کہ اس عہد نامہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے آیا یہ صحیح ہے محمد بن الحسن نے کہا بے شک یہ صحیح ہے اس میں کوئی قانونی سقم نہیں ہے رشید اس سے حجت کرنے لگے محمد نے کہا یہ امان تو ایک طرف رہا اگر وہ لڑا ہوتا اور پھر اس نے پیٹھ پھیری ہوتی تب بھی وہ مامون تھا۔ اس فتویٰ کی وجہ سے رشید محمد بن الحسن سے برداشتہ خاطر ہو گئے اس کے بعد انھوں نے ابوالبختری سے کہا تم اس تحریر کو غور سے پڑھ کر اپنی رائے دو اس نے کہا یہ عہد نامہ اس اور اس وجہ سے ناقص ہے، اسے سن کر رشید نے کہا میں نے تم کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تم بے شک اس عہد نامہ کی قانونی حیثیت سے زیادہ واقف ہو پھر انھوں نے اسے پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا اور ابوالبختری نے اس پر تھوک دیا بکار بن عبداللہ بن مصعب اس وقت دربار میں موجود تھا اس نے یحییٰ بن عبداللہ کو مخاطب کر کے اس کے منہ پر کہا تو نے ہمارے اتحاد کو توڑ دیا۔ تو جماعت سے علیحدہ ہو گیا تو نے ہماری مشترکہ بات کی مخالفت کی تو نے ہمارے خلیفہ کو برباد کرنے کا ارادہ کیا اور تو نے یہ کیا اور یہ کیا، یحییٰ نے کہا تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ہوتے کون ہو۔ رشید اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے اور خوب ہنسے یحییٰ کھڑا ہوا کہ پھر جیل جائے مگر رشید نے اس سے کہا کہ پلٹ آؤ اور حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو اب تک علالت کے آثار اس میں موجود ہیں اگر یہ مر جاتا تو سب لوگ یہی کہتے کہ ہم نے اسے زہر دیدیا یحییٰ نے کہا بیشک میں تو جب سے قید ہوا ہوں مسلسل بیمار چلا آتا ہوں اور اس قید سے پہلے بھی میں بیمار تھا، اس واقعہ کے ایک ماہ بعد ہی یحییٰ نے انتقال کیا۔

عبداللہ بن العباس بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن علی جو خطیب شہور تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں اور میرے باپ رشید سے ملنے کے لیئے ان کے آستانہ پر حاضر تھے اس روز اس قدر سپاہی اور عہدیدار وہاں تھے کہ ہم نے کسی دوسرے خلیفہ کی بارگاہ پر ان سے پہلے یا بعد اتنا مجمع نہیں دیکھا اب فضل بن الربیع باہر آیا اور اس نے میرے باپ سے کہا کہ اندر چلئے تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آیا اور اب اس نے مجھ سے کہا کہ چلئے میں اندر گیا جب میں ان کے قریب پہونچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک عورت سے باتیں کر رہے ہیں میرے باپ نے مجھے اشارے میں یہ بات کہی کہ وہ نہیں چاہتے کہ آج کوئی آئے مگر حاضرین دربار کی کثرت دیکھ کر میں نے بطور خاص تمہارے لیئے اجازت لی تاکہ جب لوگ اس طرح اندر آتے تمکو دیکھیں گے ان کے دلوں میں تمہاری عزت اور وقعت ہوگی، ہمیں دربار میں، آئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ فضل بن الربیع نے اندر آکر رشید سے عرض کیا کہ عبداللہ بن مصعب الزبیری حاضر اور اجازت کا خواستگار ہے رشید نے کہا مگر میں تو آج کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتا۔ فضل نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایک خاص بات امیر المومنین سے کہنا چاہتا ہوں، رشید نے کہا تم اس سے جاکر کہو کہ وہ تم سے کہدے فضل نے کہا میں نے پہلے ہی یہ اس سے کہا تھا مگر اس نے کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا رشید نے کہا اچھا بلا لو فضل اسے بلانے گیا اور اب وہ پھر اس عورت سے باتیں کرنے لگے میرے باپ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے کچھ کہنا نہیں ہے وہ صرف حاضرین آستانے کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ ہمیں امیر المومنین نے کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلایا بلکہ یہ کہ ہم بھی ان سے کچھ عرض کرنے آئے ہیں جس طرح کہ وہ اب آرہا ہے اتنے میں زبیری اندر آگیا اور اس نے کہا امیر المومنین میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں انھوں نے کہا کہو اس نے کہا وہ راز کی

بات ہے رشید نے کہا عباس سے کوئی بات راز نہیں یہ سن کر میں دربار سے جانے کے لیے اٹھا رشید نے کہا اے میرے دوست تم سے بھی کوئی بات راز نہیں میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ رشید نے زبیری سے کہا کہو کیا بات ہے اس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے آپ کے لیے آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کی بیٹی سے آپ کی اس جاریہ سے جو آپ کے ساتھ سوتی ہے اور اس خدمتگار سے جو آپ کو کپڑے پہناتا ہے اور ان عہدیداروں کی طرف سے جو دنیا کے مقابلہ میں آپ سے بہت ہی خاص تعلق رکھتے ہیں اور ان کی طرف سے جو آپ سے بہت دور کا واسطہ رکھتے ہیں خطرہ ہے، میں نے دیکھا کہ رشید کا رنگ متغیر ہو گیا انھوں نے کہا اچھا کہو پھر کیا ہے اس نے کہا کہ یحییٰ بن عبداللہ کی دعوت میرے پاس آئی ہے اور جب یہ تحریک باوجود میری اس کی عداوت کے مجھ تک پہونچی ہے تو ضرور آپ کے آستانے پر کوئی شخص ایسا باقی نہ ہوگا جو آپ کی مخالفت کے لیے اس کے ساتھ نہ ہو گیا ہوگا رشید نے کہا کیا یہ بات تم اس کے منہ پر کہہ سکتے ہو اس نے کہا جی ہاں رشید نے حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کیا جائے وہ حاضر ہوا زبیری نے اس کے روبرو وہی بات دوبارہ بیان کی یحییٰ نے کہا امیر المومنین، اگر یہ بات ایسے شخص کے متعلق کہی جاتی جو آپ سے بہت ہی کم مرتبہ کا ہوتا اور ایسے شخص کے بارے میں کہی جاتی جس کے اعوان اور انصار میرے انصار کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتے تو بھی اب ایسی صورت میں کہ آپ مجھ پر پوری طرح قابو پا چکے ہیں میں آپ کی دسترس سے بچ نہیں سکتا تھا۔ علاوہ اس کے کہ میں بالکل بے بس اور مجبور ہوں یوں بھی میں آپ کا عزیز قریب ہوں بہتر یہ ہے کہ آپ میرے معاملہ میں جلد بازی نہ فرمائیں بلکہ مہلت دیں ممکن ہے کہ آپ کو میرے خلاف اپنے ہاتھ اور زبان سے کام ہی لینا نہ پڑے اور اس کے بغیر ہی آپ میرے معاملہ سے عہدہ برآ ہو جائیں نیز یہ ممکن ہے کہ یہ شخص ایسے طریقے پر جسے آپ

نہیں جانتے آپ سے قطع رحم کراتا ہو، تھوڑی دیر توقف فرمایئے میں آپ کے سامنے اس سے مباہلہ کرتا ہوں۔ رشید نے کہا عبد اللہ اگر تم مباہلہ کے لئے تیار ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھ لو، پہلے خود یحییٰ نے کھڑے ہو کر قبلہ رو جلد جلد دو رکعت نماز پڑھی عبد اللہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر یحییٰ دو زانو بیٹھا اور عبد اللہ سے کہا کہ تم بھی اسی طرح بیٹھو پھر یحییٰ نے اپنا داہنا ہاتھ اس کے داہنے ہاتھ میں ڈالکر کہا اے بار الٰہ اگر یہ بات تیرے علم میں آچکی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مصعب کو اس شخص (اس نے اپنا ہاتھ رشید پر رکھا اور اشارہ بھی کیا) کی مخالفت میں دعوت دی ہے تو مجھے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے اور مجھے میری طاقت وقوت کے سپرد کر دے ورنہ تو عبد اللہ کو اس کی اپنی طاقت وقوت کے سپرد کر اور اسے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے آمین اے رب العالمین عبد اللہ نے بھی کہا آمین۔ اب یحییٰ بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن مصعب سے کہا کہ جس طرح میں نے ان جملوں کو ادا کیا ہے اسی طرح تم کہو چنانچہ عبد اللہ نے کہا اے بار الٰہ اگر تیرے علم میں یہ بات آچکی ہے کہ یحییٰ بن عبد اللہ نے مجھے اس شخص کی مخالفت میں شرکت کی دعوت نہیں دی تو مجھے تو میری طاقت وقوت کے سپرد کر دے اور اپنے عذاب سے مجھے ہلاک کر دے ورنہ تو اسے اسکی طاقت وقوت کے سپرد کر اور اپنے عذاب سے اسے ہلاک کر آمین اے رب العالمین۔

اس گفتگو کے بعد دونوں علیحدہ ہو گئے یحییٰ کو پھر قید میں لیجانے کا حکم دیا گیا وہ قصر کے ایک سمت میں قید کر دیا گیا جب وہ اور عبد اللہ بن مصعب دربار سے چلے گئے تو رشید نے میرے باپ سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا انھوں نے اپنے احسانات بتائے اس پر میرے باپ نے اس کی سفارش میں خود اپنی جان کے خوف سے غیر موثر سے ایک دو کلمے کہدیئے رشید نے ہمیں برخاست کا حکم دیا ہم پلٹ آئے میں حسب عادت اپنے

باپ کا سیاہ لباس اتار نے لگا میں ان کا بکلوس کھول رہا تھا کہ غلام نے آکر کہا کہ عبداللہ بن مصعب کا آدمی حاضر ہے، میرے باپ نے کہا بلا لو وہ اندر آیا میرے والد نے پوچھا کیوں آئے کہنے لگا میرے مالک نے خدا کے واسطے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ اسی وقت ان کے پاس آئیں، میرے والد نے کہا کہ ان سے جاکر کہدو کہ میں اس وقت تک امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا ابھی آیا ہوں خود آنے سے معذور ہوں مگر میں اپنے بیٹے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں جو چاہو اس سے کہدو تم جاؤ یہ تمہارے پیچھے ہی آتا ہے۔

اس کے جانے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے مجھے اس لئے بلایا ہے کہ جو جھوٹا حلف اس نے کیا ہے اس میں میں کچھ اس کی مدد کروں حالانکہ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے رسول اللہ صلعم سے اپنی قرابت کا کوئی لحاظ یا خیال نہیں رکھا اور اسے قطع کردیا اور اگر اس کی مخالفت کروں تو وہ میری امیر المومنین سے شکایت کرے گا، قاعدہ ہے کہ لوگ مصیبت کے وقت اپنی اولاد کو ذریعۂ نجات بناتے ہیں تم جاؤ اور جو بات وہ کہے اس کا صرف یہ جواب دو کہ میں اپنے والد سے جاکر کہتا ہوں میں تم کو بھیج تو رہا ہوں مگر مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ضرور ہے۔

جب عبداللہ بن مصعب وغیرہ کے جانے کے بعد ہم دیر تک رشید کی خدمت میں رکے رہے اور پھر پلٹ کر آنے لگے تو اس وقت میرے والد نے مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ کیا تم نے اس غلام کو نہیں دیکھا جو ایوان میں عقب سے نکل کر یکایک سامنے آگیا تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ابھی ایوان سے باہر بھی نہ ہوئے ہوں گے کہ اس نے یحییٰ کا کام تمام کردیا ہوگا اور عبداللہ بن مصعب کو اب ہماری بھی فکر ہوگی،

میں اس کے آدمی کے ساتھ اپنے گھر سے چلا کچھ راستہ طے کرنے کے بعد جب کہ میں اپنے اس طرح اس کے پاس جانے پر پریشان سا تھا

میں نے اس کے غلام سے پوچھا کہو تو اس کا خیال کیا ہے اور کیوں اس نے اس وقت میرے والد کو بلوایا ہے اس نے کہا جب وہ ڈیوڑھی سے آئے تو اپنے گھوڑے سے اترتے ہی پیٹ پیٹ کر پکارنے لگے، میں نے اس کی اس بات پر مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی وقعت نہیں دی جب ہم کوچہ کے سرے پر پہونچے یہ سربند کوچہ تھا غلام نے دونوں پھاٹک کھولے وہاں پہنچتے ہی ہم نے دیکھا کہ عورتیں بال بکھیرے ڈوریوں سے گات باندھے اپنے منہ پیٹ رہی ہیں اور واویلا کر رہی ہیں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مصعب ختم ہو چکا، اس منظر کا میرے قلب پر خاص اثر پڑا اور میں نے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے گھر کے طرف موڑی اور اس قدر تیزی سے کہ جس کا اتفاق مجھے آج تک اس دن سے پہلے یا بعد نہیں ہوا اسے بھگاتا ہوا میں اپنے گھر آیا چونکہ میرے والد میری وجہ سے متفکر تھے اس وجہ سے تمام غلام خدمتگار اور شاگرد پیشہ ڈیوڑھی پر میرے لیئے چشم براہ تھے مجھے دیکھتے ہی وہ دوڑ کر میرے والد کے پاس گئے انھیں میرے آنے کی اطلاع کی وہ خود محض قمیص پہنے اور لنگی باندھے خوفزدہ مجھے لینے بڑھے اور گھبرا کر بلند آواز میں پوچھا خیر ہے میں نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے اس اللہ کا شکر ہے جس نے اُسے ہلاک کر دیا اور تم کو اور ہم کو اس کی طرف سے ہمیشہ کے لیئے مطمئن کر دیا۔

ابھی ان کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ رشید کے خدمتگار نے حاضر ہو کر کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ابھی آپ اور یہ دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوں، جب ہم رشید کی خدمت میں جا رہے تھے تو میرے باپ نے راستے میں مجھ سے کہا کہ یحییٰ پر اللہ کی رحمت ہو اگر اس کے اہلبیت اس کے نبی ہونے کا دعویٰ کریں تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا اب تو وہ اللہ کے پاس ہوگا کیونکہ بخدا مجھے یقین ہے کہ اسے قتل کر دیا گیا۔

ہم رشید کے پاس آئے دیکھتے ہی انھوں نے کہا اے عباس بن الحسن کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا۔ میرے والد نے کہا امیر المومنین اس خدا کا

ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے امیر المومنین کو قطع رحم کے ارتکاب سے بچالیا اور اسے اس کی کذب بیانی کے پاداش میں ہلاک کر دیا رشید کہنے لگے نہیں جی بخدا وہ تو زندہ اور سلامت ہے سر اپردہ اٹھا یا گیا یحییٰ اندر آیا اسے دیکھ کر میرے والد کھوئے گئے دوسری طرف اسے دیکھتے ہی رشید نے للکارا اے ابو محمد تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے تمہارے سرکش دشمن کو ہلاک کر دیا یحییٰ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے دشمن کے کذب کو امیر المومنین پر آشکار کر دیا اور قطع رحم سے بچالیا امیر المومنین بخدا اگر حقیقت یہ ہوتی کہ میں خلافت کا طالب اس کا خواہشمند یا اس کے لیے ساعی ہوتا تو بھلا مجھ پر کیا گذرتی، میں درحقیقت نہ خلافت کا طالب ہوں نہ اس کا امیدوار اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ صرف عبداللہ بن مصعب کے ذریعہ میں اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہوں اور اس وقت صرف ہم تین آدمی، میں وہ اور آپ ہی اس دنیا میں باقی ہوتے تب بھی میں آپ کے خلاف اس کی مدد حاصل نہیں کرتا، اس کے بعد اس نے فضل بن الربیع کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی مصیبتوں میں ایک یہ ہے اس شخص کا یہ حال ہے کہ اگر آپ اسے دس ہزار درہم دیں اور پھر اسے میرے ہمراہ صرف ایک کھجور زیادہ ملنے کی توقع ہو تو وہ ضرور آپ کو بیچڈالے، رشید کہنے لگے مگر اس عباسی کے حق میں سوائے خیر کے اور دوسری بات نہ کہنا، رشید نے اسے اس روز ایک لاکھ دینار دیئے وہ چند ہی روز قید رہا تھا۔

ابو یونس نے بیان کیا ہے کہ اس مرتبہ کی قید کو شامل کر کے رشید نے یحییٰ کو تین مرتبہ قید کیا تھا اور چار لاکھ دینار اسے دیئے۔

اس سال شام میں نزاری اور یمانی قبائل عرب کے درمیان فرقہ دارانہ نزاع ہوئی، اس وقت ابوالہیذام نزاری عربوں کا سرغنہ تھا۔

شام میں نزاری اور یمانی عربوں کی جنگ

جس وقت شام میں یہ فتنہ رونما ہوا اس وقت موسیٰ بن علی حکومت کا

عامل تھا اس جھگڑے میں طرفین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے، رشید نے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کو شام کی ولایت تفویض کی اور کئی فوجی اور ملکی عہدہ دار مع باقاعدہ سپاہ کی ایک معقول جمعیت کے اس کے ساتھ کیے موسیٰ کے شام آتے ہی فریقین نے اپنے معاملہ کو صالح بن علی الہاشمی کے تصفیہ پر موقوف کر دیا۔ موسیٰ شام میں فروکش ہو گیا اس نے اہل شام کے درمیان صلح و صفائی کرا دی فتنہ دب گیا سب معاملات ٹھیک ہو گئے اس کی اطلاع رشید کو مدینۃ السلام میں ہوئی رشید نے بانیان فساد کے معاملہ کو یحییٰ کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جو چاہے ان کے ساتھ کرے مگر اس نے ان کو اور انکی غیر آئینی کارروائیوں کو معاف کر دیا اور انہیں بغداد بلایا۔

اس سال رشید نے عظریف بن عطا کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حمزہ بن مالک بن الہیثم الخزاعی کو مقرر کیا، عروسی حمزہ کا لقب تھا۔ نیز اس سال انھوں نے جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو مصر کا والی مقرر کیا اور جعفر نے عمر بن مہران کو مصر کا والی بنایا۔

جعفر کی ولایت مصر

جب رشید کو معلوم ہوا کہ موسیٰ بن عیسیٰ عامل مصر بغاوت پر آمادہ ہے تو کہنے لگے بخدا میں اپنے ایک سب سے زیادہ منحوس اور خسیس شخص کو مصر کا والی مقرر کروں گا ایسا کوئی شخص ہمارے ہاں موجود ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے، لوگوں نے عمر بن مہران کا نام لیا یہ اس وقت تک خیزران کی سرکار میں ایک منشی تھا اس نے خیزران کے علاوہ کسی دوسری جگہ ملازمت ہی نہیں کی، یہ بھینگا نہایت بدشکل تھا بہت ہی معمولی کپڑے پہنتا تھا اس کی خست کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا چغہ جو اس کے لباس میں سب سے ارفع ہوتا وہ تیس درہم مالیت کا ہوتا تھا۔ اس کے تمام کپڑے تنگ اور کوتاہ ہوتے تھے آستین بھی چھوٹی

رکھتا تھا سواری میں ایک خچر تھا جس کی ایک باگ ڈور تھی اور ایک فولادی لگام تھی اپنے غلام کو اپنے پیچھے ہی بٹھا لیتا، رشید نے اسے بلا کر اسے مصر کا والی امور عامہ مقرر کر دیا۔ اس نے کہا امیر المومنین میں ایک شرط پر اس خدمت کو قبول کرتا ہوں انھوں نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا وہ یہ کہ اس عہدہ پر رہنا یا اس سے علیحدہ ہونا میرے اختیار میں رہے تاکہ جب میں اس علاقہ کا انتظام درست کر دوں تو واپس چلا آؤں، رشید نے یہ شرط منظور کر لی اور اب وہ مصر روانہ ہو گیا۔

اس کے والی مصر ہونے کی خبر موسیٰ بن عیسیٰ کو مصر میں ہو گئی وہ اس کا منتظر رہا عمر بن مہران اس طرح مصر آیا کہ وہ خود ایک خچر پر سوار تھا اور سامان کے خچر پر اس کا غلام سوار تھا، مصر آتے ہی یہ سیدھا موسیٰ بن عیسیٰ کے قصر گیا وہاں دربار لگا ہوا تھا یہ سب کے آخر میں بیٹھ گیا جب سب لوگ اٹھ گئے تو موسیٰ نے اس سے کہا اے شیخ کچھ کہنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں اللہ امیر کو شاد کام رکھے پھر اس نے سرکاری مراسلے لیجا کر اس کے حوالے کیئے موسیٰ نے کہا اچھا تو ابو حفص آتا ہے اللہ اسے سلامت رکھے، عمر نے کہا میں ابو حفص ہوں موسیٰ نے پوچھا تمھارا نام عمر بن مہران ہے اس نے کہا ہاں موسیٰ کہنے لگا فرعون پر اللہ کی لعنت ہو کیا یہی مصر ہے جس کی حکومت پر اسے ناز تھا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی خدمت کا جائزہ اس کے حوالے کر دیا اور مصر سے چلا گیا۔

عمر بن مہران نے اپنے غلام ابو دُرّہ کو ہدایت کر دی کہ سوائے ان تحائف کے جو تھیلوں میں رکھے گئیں اور کوئی ہدیہ سواری کا جانور، لونڈی یا غلام قبول نہ کرنا چنانچہ جب لوگ اسے تحائف بھیجتے تو وہ ہر قسم کی کھانے کی چیزوں اور خشک و تر میووں کو رد کر دیتا البتہ نقد روپیہ اور کپڑے قبول کرتا اور ان کو عمر کی خدمت میں پیش کر دیتا عمر نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ ان نذرانوں پر ان کے داخل کرنے والوں کے نام لکھ کر ان کو محفوظ کر دیتا اب اس نے مالگزاری کی وصولیابی شروع کی، مصر میں ایک

اچھی خاصی جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ بلاوجہ ادائی خراج میں التواء کے عادی تھے نیز وہ کم بھی ادا کرنے لگے تھے عمر نے ایک شخص سے ادائی خراج کا مطالبہ شروع کیا اس نے فوری ادائی سے اپنی ناقابلیت کا ادعا کیا عمر نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو اب تجھے تمام سرکاری مطالبہ مدینتہ السلام کے خزانۂ عامرہ میں داخل کرنا پڑے گا یہ سن کر اس نے کہا کہ میں یہیں داخل کرتا ہوں آپ اسے قبول کریں اور مجھے اس مشقت سفر سے معافی دیدیں عمر نے کہا مگر اب تو میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کے خلاف ورزی کسی طرح نہیں کروں گا۔

عمر نے اسے دو سپاہیوں کی نگرانی میں مدینتہ السلام روانہ کر دیا۔ چونکہ اس زمانے میں عمال ممالک براہ راست خلیفۂ وقت سے مراسلت کرنے کے مجاز تھے اس وجہ سے عمر نے ایک معروضہ بھی رشید کے نام اس مضمون کا کہ میں نے فلاں بن فلاں سے ادائی خراج کا مطالبہ کیا اس نے مجھ سے التوا کی درخواست کی اور مہلت مانگی میں نے اسے مہلت دیدی اس کے بعد میں نے اس سے پھر مطالبہ کیا اس مرتبہ اس نے مجھ سے حجت کی اور ٹالنے لگا اس وقت میں نے قسم کھائی کہ اب تجھے اپنا تمام زر لگان مدینتہ السلام کے بیت المال میں داخل کرنا پڑے گا اس پر اس قدر رقم واجب الادا ہے، میں اسے امیر المومنین کے سپاہیوں میں سے فلاں بن فلاں، فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کی قیادت میں بارگاہ سامی میں بھیجتا ہوں مناسب ہو کہ امیر المومنین اس کی رسید سے مجھے مطلع فرمائیں، لکھ کر ان محافظ سپاہیوں کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں بھیجدیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ پھر کسی شخص نے ادائی خراج میں کوئی حیلہ و حجت اس سے نہیں کی اس نے پہلی اور دوسری فصل کا خراج بلا عذر پورا وصول کر لیا تیسری فصل پر جب اس نے مطالبہ کیا تو لوگوں نے اپنی ناقابلیت ادائی کا عذر کر کے التوا کی خواہش کی اس نے تمام مالگذاروں اور تاجروں کو طلب کر کے ان سے خود خراج کا مطالبہ کیا

انہوں نے اقتصادی مشکلات کی بنا پر ادائی خراج سے انکار کیا عمر نے حکم دیا کہ جو تحائف ان لوگوں نے ہمیں بھیجے تھے وہ سب لائے جائیں اس نے تھیلیوں پر نظر کی اور صرّاف کو طلب کیا اس نے تمام زر نقد تول لیا عمر نے وہ رقم ان کے بھیجنے والوں کے حساب میں بطور زر لگان محسوب کر لی اس کے بعد اس نے کپڑوں کے پٹارے منگوائے ان کو ہراج کر کے خود اسے خرید لیا اور ان کی قیمت بھی مطالبۂ لگان میں محسوب کر لی پھر اس نے کہا صاحبو! جس طرح میں نے تمہارے مرسلہ تحائف کو تمہاری ضرورت کے وقت کے لیئے بچا رکھا اسی طرح تم ہمارا مطالبہ لگان بے باق کردو اہل مصر نے سارا خراج ادا کر دیا اس طرح مصر کی آمدنی بہت بڑھ گئی اور جب وہ تمام انتظام ٹھیک کر چکا تو بغداد واپس چلا آیا۔ یہ بات معلوم نہیں کہ جس قدر آمدنی عمر کے زمانے میں مصر سے ہوئی اتنی کسی اور شخص کے عہد حکومت میں وہاں سے وصول ہوئی ہو۔

چونکہ اسے اختیار حاصل تھا کہ جب تک چاہے وہ مصر میں رہے اور جب چاہے واپس چلا آئے اس اختیار کی وجہ سے وہ خود ہی وہاں سے چلا آیا جب روانہ ہوا تو وہی شکل تھی کہ ایک خچر پر خود سوار تھا اور ایک دوسرے خچر پر اس کا غلام ابو درّہ سوار تھا۔

اس سال عبدالرحمان بن عبدالملک موسم گرما میں جہاد کے لیئے گیا اور اس نے ایک قلعہ فتح کیا۔

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا، واقدی کے بیان کے مطابق ہارون کی بیوی زبیدہ بھی اس سال حج کے لیئے گئی تھی اس کے بھائی اس کے ساتھ تھے۔

۱۷۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے

اسحٰق بن سلیمان کو والی مصر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو خراسان کی ولایت سے علٰحدہ کر کے خراسان کو بھی سجستان کے ساتھ شامل کر کے فضل بن یحییٰ کی ولایت میں دیدیا۔ اس سال عبدالرزاق بن عبدالحمید الربعی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شب یکشنبہ میں جب کہ ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں نہایت شدید سیاہ اور سرخ رنگ کی آندھی چلی پھر شب چہارشنبہ کو جبکہ ماہ محرم کے ختم میں دو راتیں باقی تھیں تمام فضا میں شفق پھیل گئی اور یکم صفر جمعہ کے دن پھر نہایت شدید سیاہ آندھی چلی اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال بنی قیس و قضاعہ وغیرہ حوفیوں نے مصر میں ہارون کے عامل مصر اسحٰق بن سلیمان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس سے لڑے رشید نے ہرثمہ بن اعین کو کئی سرداران عساکر کے ساتھ اسحٰق بن سلیمان کی مدد کے لیے مصر بھیجا۔ اہل حوف نے امان کی درخواست کر کے اطاعت قبول کر لی اور تمام سرکاری مطالبات کو ادا کر دیا، اس زمانے میں ہرثمہ رشید کی طرف سے فلسطین کا عامل تھا، اس فتنہ کے ختم ہونے کے بعد ہارون نے سلیمان کو مصر سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ تقریباً ایک ماہ ہرثمہ والی رہا اس کے بعد رشید نے اسے بھی واپس بلا لیا اور عبدالملک بن صالح کو والی مصر مقرر کیا۔

اس سال اہل افریقیہ نے عبدویہ الانباری کی قیادت اور اس کے زیر قیادت باقاعدہ سپاہ کی معیت میں بغاوت کی فضل بن روح بن حاتم قتل کر دیا گیا آل مہلب کے جو لوگ وہاں تھے ان سب کو خارج البلد کر دیا گیا، رشید نے ہرثمہ بن اعین کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا اس کے جاتے ہی تمام باغی مطیع و منقاد ہو گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس عبدویہ نے افریقیہ پر قبضہ کر کے حکومت کے خلاف علانیہ بغاوت کی اور اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی، ہزارہا آدمی اس کے تابع فرمان ہو گئے اور اطراف و اکناف ملک سے لوگ جوق در جوق اس کے پاس آ گئے، یحییٰ بن خالد بن برمک اس وقت رشید کا وزیر تھا اس نے یقطین بن موسیٰ اور منصور بن زیاد کو اس فتنہ کے دبا دینے کے لیے روانہ کیا نیز یحییٰ نے عبدویہ کو مسلسل بہت سے خط لکھے ان میں اسے حکومت کی اطاعت قبول کر لینے کی ترغیب اور انکار کی صورت میں تہدید کی گئی نیز یہ وعدہ کیا گیا کہ تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائینگی تم کو امان دی جائیگی اور بہت کچھ انعام و صلہ دیا جائے گا، اس وعدہ وعید کا اثر یہ ہوا کہ اس نے سر تسلیم خم کر کے حکومت کی اطاعت قبول کی اور بغداد آیا، یحییٰ نے جو وعدے اس سے کیئے تھے وہ سب کے سب اس نے پورے کیے اس کی بہت خاطر و مدارات کی اور رشید سے بھی اس کے لیے معافی حاصل کی، اسے صلہ دیا اور ریاست دی۔

اس سال رشید نے اپنے تمام معاملات یحییٰ بن خالد بن برمک کے تفویض کر دئے، اس سال ولید بن طریف الشاری خارجی نے جزیرہ میں خوارج کا شعار بلند کیا اور وہ ابراہیم بن خازم بن خزیمہ کو نصیبین میں اچانک قتل کر کے جزیرہ سے آرمینیا چلا گیا۔ اس سال فضل بن یحییٰ خراسان کے والی کی حیثیت سے خراسان آیا وہاں اس نے بڑی عمدہ حکومت کی بہت سی مساجد اور رباط بنائیں دریا پار کے علاقہ پر جہاد کیا اشروسنیہ کا

بادشاہ خاراخرہ جو خلافت اسلامیہ کی اطاعت سے منحرف ہو کر قلعہ بند تھا فضل کے پاس آیا۔

اس نے خراسان میں خالص عجمیوں کی ایک فوج تیار کی اس کا نام عباسیہ رکھا اور ان کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے سردار خود منتخب کیا کریں اس فوج کی تعداد پانچ لاکھ تک پہونچ گئی تھی انھیں میں سے بیس ہزار آدمی بغداد آئے اس جماعت کو بغداد میں کرنبیہ کہتے تھے ان کی باقی جماعت اپنے اپنے مختص ناموں اور دفاتر کے ساتھ خراسان ہی میں رہی، مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر فضل کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا خراسان جانے سے پہلے جب کہ فضل اپنی چھاؤنی میں فروکش تھا اس وقت بھی اس شاعر نے اس کی سخاوت کی تعریف میں چند شعر کہے اور اُسے سنائے فضل نے لباس اور خچر کے علاوہ ایک لاکھ درہم اس مدح کے صلہ میں اُسے دئے خود مروان بن ابی حفصہ نے ایک مرتبہ یہ بات کہی کہ اس سفر میں مجھے سات لاکھ درہم انعام ملا۔ اس کے بعد پھر اس نے اور سلم الخاسر نے فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے۔

فضل بن اسحق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن جبرئیل فضل بن یحیی کے ساتھ خراسان روانہ ہوا چونکہ یہ بادل ناخواستہ خراسان گیا تھا اس وجہ سے فضل کے دل میں اس کی یہ بات بیٹھ گئی تھی۔

ابراہیم کہتا ہے کہ کچھ روز کا بھلا دا دیکر ایک دن فضل نے مجھے بلایا میں نے اس کے سامنے پہونچکر اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج خیر نہیں فضل لیٹا ہوا تھا مجھے دیکھ کر وہ اچھی طرح اُٹھ بیٹھا کہنے لگا ابراہیم ڈرو مت چونکہ تم پر میں قدرت رکھتا ہوں اسی خیال سے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہونچانا چاہتا اس کے بعد اس نے مجھے سجستان کا عامل مقرر کر دیا اور جب میں نے اپنے علاقہ کی آمدنی اس کے پاس بھیجی تو وہ سب اس نے مجھے عطا کر دی نیز اس کے ماسوا پانچ لاکھ درہم اپنے پاس سے اور بھیجے۔

فضل بن اسحٰق کہتا ہے کہ ابراہیم فضل کا کوتوال اور محافظ دستہ فوج کا افسر بھی تھا فضل نے اسے کابل بھیجا ابراہیم نے کابل کو فتح کیا اور وہاں اسے ہر قسم کی بیشمار غنیمت ملی، راوی کہتا ہے کہ مجھ سے فضل بن العباس بن جبرئیل نے جو اپنے چچا ابراہیم کے ہمراہ تھا بیان کیا ہے کہ اس مہم میں ابراہیم کو سات کرور درہم وصول ہوئے اس کے علاوہ چار کرور درہم زر خراج اس کے پاس تھے، جب یہ بغداد آیا اور بغیین میں اس نے اپنا محل تعمیر کیا تو اس نے فضل سے درخواست کی کہ آپ میرے مکان آکر میری عزت افزائی کریں اور جو احسان و اکرام آپ نے مجھ پر کیا ہے اس کو خود دیکھیں اس نے اس موقع پر فضل کی نذر کرنے کے لیے بہت سے تحائف قیمتی اشیاء اور سونے چاندی کے برتن مہیا کیے اور وہ چار کرور درہم بھی محل کے ایک گوشہ میں رکھوا دیے، جب فضل اس کے گھر آکر بیٹھا اس نے وہ تمام چیزیں نذر میں پیش کیں فضل نے ان کے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں تو صرف اس لیے آیا تھا کہ تمہاری دل شکنی نہ ہو، ابراہیم نے کہا یہاں جو کچھ ہے یہ سب آپ کا احسان ہے فضل نے کہا ہم اس سے زیادہ تمہارے ساتھ سلوک کرنا چاہتے ہیں!

ان تمام بیش بہا اشیاء میں سے اس نے سوائے ایک سنجری گھوڑے کے کوئی چیز نہیں لی البتہ وہ گھوڑا لے لیا اور کہا کہ یہ شہسواروں کے کام کی چیز ہے، ابراہیم نے کہا یہ خراج کی رقم حاضر ہے فضل نے کہا یہ بھی تم لے لو ابراہیم نے دوبارہ کہا کہ یہ سرکاری روپیہ تو لے لیجیے، فضل نے کہا کیا تمہارے ہاں اس کے رکھنے کی گنجائش نہیں ہے، یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو خود رشید بستان ابی جعفر تک اس کے استقبال کو گئے اور وہیں تمام بنو ہاشم ملکی اور فوجی عہدہ دار اہل قلم اور اشراف و عمائد اس سے ملنے گئے اس نے ایک ایک کو دس دس اور پانچ پانچ لاکھ درہم دیے، مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔

خالد بن عبد اللہ القسری کے آزاد غلام رزام بن مسلم کے بھائی حفص بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو میں اس سے ملنے گیا اس وقت بہت سی تھیلیاں اس کے سامنے رکھی تھیں اور وہ سربمہر تقسیم کی جا رہی تھیں اور ان میں سے ایک تھیلی بھی کھولی نہ گئی اس پر میں نے یہ شعر پڑھا۔

کفی اللہ بالفضل بن یحییٰ بن خالد ؛ وجود یدیہ بخل کل بخیل

(ترجمہ) فضل بن یحییٰ بن خالد اور اس کے دونوں ہاتھوں کی سخاوت کے ذریعہ اللہ نے ہر بخیل کے بخل کی اذیت سے اپنے بندوں کو بچا لیا

شعر سن کر مروان بن ابی حفصہ نے مجھ سے کہا کاش کہ یہ شعر مجھے مل جاتا کیوں کہ مجھ پر دس ہزار درہم کا قرض ہے۔

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور موسم سرما کی مہم نے سلیمان بن راشد کی قیادت میں جہاد کیا اس کے ساتھ بسلی کا بطریق البید بھی شریک جہاد تھا اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۷۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان پر عمرو بن شرجیل کو اپنا قائم مقام بنا کر بغداد آیا۔

اس سال رشید نے منصور بن یزید بن منصور الحمیری کو خراسان کا والی

مقرر کیا۔ نیز اس سال خراسان میں حمزہ بن اترک السجستانی خارجی نے خروج کیا،
اس سال رشید نے محمد بن خالد بن برمک حاجب کو برطرف کر کے اس کی
جگہ فضل بن الربیع کو اپنا حاجب مقرر کیا۔
اس سال ولید بن طریف الشاری خارجی آرمینیا سے جزیرہ واپس آیا
اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی ہزارہا آدمی اس کے ساتھ ہو گئے
رشید نے یزید بن مزید الشیبانی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا پہلے تو یزید اس
کے مقابلہ پر سے لومڑی کی طرح کنائی کاٹ گیا مگر پھر اس نے ولید کو ہیت
کے اوپر بے خبری میں جا لیا اور اسے اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو
قتل کر دیا جو باقی بچے وہ تتر بتر ہو گئے۔
اس ولید کے مقابلہ میں اللہ نے جو کامیابی رشید کو عطا کی اس کے
شکریہ میں انھوں نے اس سال کے ماہ رمضان میں عمرہ ادا کیا اس کے بعد
وہ مدینہ چلے آئے اور موسم حج تک مدینہ میں اقامت گزیں رہے پھر انھیں
کی امارت میں حج ہوا یہ مکہ سے منیٰ اور وہاں سے عرفات پیدل گئے
اور پاپیادہ ہی انھوں نے تمام مناسک حج ادا کیئے حج کے بعد وہ براہ
بصرہ مدینۃ السلام واپس آ گئے۔ واقدی کہتا ہے کہ رشید عمرہ ادا کر کے
موسم حج تک مکہ ہی میں مقیم رہے تھے۔

(۶۳۹)

سنہ ۱۸۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال شام میں عربوں کے قبائل میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا اور
اس نے خطرناک صورت اختیار کر لی اس کی اطلاع رشید کو ہوئی وہ

بہت پریشان ہوئے انھوں نے اس کے انتظام کے لیئے جعفر بن یحییٰ کو شام کا والی مقرر کیا اور اس سے کہا کہ اس کام کے لیئے یا تم جاؤ اور یا میں جاؤں اس کے جواب میں جعفر نے کہا میں آپ کی خاطر اپنی جان لڑاتا ہوں یہ بہت سے سپہ سالاروں، جانوروں، اور ہتیاروں سے مسلح شام روانہ ہوا اس نے عباس بن محمد بن المسیّب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کیا اور شبیب بن حمید بن قحطبہ کو اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ یہ فتنہ پردازوں کے پاس گیا اور ان میں مصالحت کرادی البتہ اس نے ان ڈاکوؤں اور ٹھگوں کو جو اس فتنہ میں شریک تھے قتل کر دیا نیز اس نے شام میں کوئی گھوڑا اور نیزہ باقی نہیں چھوڑا سب ضبط کر لیئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آتش فساد سرد ہو گئی اور امن و امان بحال ہوا اس کامیابی کے بعد جب جعفر شام سے روانہ ہوا تو منصور النمیری نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں اس کے کارنامے کو سراہا۔

جعفر بن یحییٰ نے صالح بن سلیمان کو بلقاء اور اس کے ملحقہ علاقہ کا والی مقرر کیا اور عیسیٰ بن علی کو شام پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود عراق پلٹ آیا رشید نے بیش از بیش اس کی عزت افزائی کی، جب یہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے پہلے ان کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا پھر سامنے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض پرداز ہوا۔

"امیر المومنین اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے میری پریشانی کو اطمینان نصیب کیا میری دعا قبول کی میری التجا پر رحم کیا میری مدت عمر میں اتنا اضافہ کر دیا کہ مجھے اپنے آقا کی صورت دکھائی ان کی ملاقات سے میری عزت بڑھائی اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے ان کے ہاتھ چومنے کا موقع دیا مجھے ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر کر دیا۔ لہٰذا جب میں جناب والا سے اپنی علیحدگی اور ان قدرتی اسباب کو جن کی وجہ سے مجھے جناب والا سے رخصت ہونا پڑا یاد کرتا تھا تو اسی وقت میرے دل میں یہ بات آجاتی تھی کہ یہ مجھے اپنے گناہوں اور سرتاپا خطاؤں کی سزا ملی ہے، امیر المومنین اللہ مجھے

آپ پر سے قربان کردے اگر مجھے کچھ اور دن آپ سے دور رہنا پڑتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ آپ کے قرب کی تمنا اور آپ کے فراق کے غم میں میری عقل زائل ہوجاتی اور میں خود بے تاب ہوکر آپ کے دیدار سے بہرہ ور ہونے کے لیے حاضری کی اجازت طلب کرتا۔

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس غیبت کے زمانے میں مجھے سلامتی اور عافیت دی، میری دعا قبول کی اور اپنی اطاعت کی توفیق سے تھامے رکھا اور اس نے مجھے معصیت سے بچایا کہ اب میں آپ کے حکم اور اجازت سے شام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا ہوں اور موت نے مجھے اس حاضری سے باز نہیں رکھا، میں سب سے بڑی قسم یعنی خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے وثوق کامل تھا کہ اگر تمام دنیا مجھے پیش کی جاتی تب بھی میں آپ کی قربت کو اس پر ترجیح دیتا اور آپ کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔"

اس کے بعد جعفر نے اسی موقع پر کہا۔

"اللہ ہمیشہ سے آپ پر آپ کی نیت کے مطابق احسان کرتا رہا ہے اور آپ کی انتہائی آرزو کے مطابق آپ کی رعایا کی اطاعت کو درست کرتا رہا ہے، وہ ان سب کی حالت کو آپ کے لیئے درست کردیتا ہے ان کے نظام کو یکجا کردیتا ہے ان کے افتراق کو متحد کردیتا ہے جن میں آپ کا اور ان کا دونوں کا فائدہ ہے اور وہ اس طرح کہ وہ سب کے سب آپ کی اطاعت کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی خوشنودی کو اختیار کرتے ہیں اس احسان پر اللہ کا ہزار ہزار شکر واجب ہے، امیر المومنین میں اہل شام کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ آپ کے بالکل مطیع و منقاد ہیں اپنے کیئے پر نادم ہیں آپکی ذات سے وابستہ ہیں آپ کے ہر فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنے کے لیئے تیار ہیں آپ سے معافی کے خواستگار ہیں، آپ کے حلم پر بھروسہ رکھتے ہیں، آپ کے فضل کے امیدوار ہیں، آپ کے جذبۂ انتقام سے بے خوف ہیں، انکی جو حالت اس ائتلاف کے وقت ہے وہی ان کے باہمی اختلاف کے

وقت تھی اور جو حال ان کا اس الفت کے زمانے میں ہے وہی حال ان کا
رکاوٹ کے وقت تھا امیر المومنین نے تو پہلے ہی انکی معذرت کرنے اور
معافی کی درخواست پر ان کو معاف کر دیا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگذر
کیا ہے اللہ نے جو کامیابی مجھے ان کے مقابلہ پر عطا فرمائی ہے کہ ان کی
آتش غیظ کو اس نے بجھا دیا ان میں جو شریر اور سرکش تھے ان کو دور پھینکدیا
اور دوسری جماعتوں میں مصالحت کرا دی، مجھے ان کے ساتھ حسن سلوک
کی توفیق عطا کی اور ان کی مدد سے بہرہ ور کیا یہ سب کچھ آپ کی برکت نصیبے
کی سعادت اور اقبال دائمی کی بدولت، اور اسی وجہ سے کہ وہ آپ سے
ڈرتے بھی ہیں اور آپ کو اپنا امید گاہ بھی سمجھتے ہیں۔

بخدا امیر المومنین میں نے ان کے مقابلہ میں اول سے لے کر آخر تک
آپ ہی کی ہدایت پر عمل کیا اور جو حکم اور طرز عمل جناب والا نے میرے لئے
ارشاد کیا تھا اسی پر میں کاربند ہوا۔ چنانچہ انھوں نے آپ کے حکم کو سن کر
سر تسلیم خم کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالے ہمیشہ آپ کو کامیاب
کرتا رہا ہے اور وہ آپ کی سطوت سے خائف ہیں۔

جو کچھ اس معاملہ میں مجھ سے بن پڑا اس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ
اگرچہ میں نے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر مجھے محسوس ہوا
کہ جس قدر آپ کے احسانات عظیمہ کا بارگراں میرے سر پر ہے اسی
قدر ان کے حق کی ادائی سے میں اپنے کو معذور و مجبور پاتا ہوں اگرچہ اللہ
کی جس قدر مخلوق، آپ کی رعایا ہے ان میں میں آخری آدمی ہوں گا جس کے
دل میں یہ آرزو بھی پیدا ہو کہ وہ آپ کے احسانات کا کچھ بھی حق ادا کر سکے
یہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ صرف اس لیئے کہ میں آپ کی فرماں برداری
میں اپنی جان اور ہر وہ شئے جو آپ کے موافق مزاج ہو خرچ کروں ورنہ
جو احسانات آپ کے میرے اوپر ہیں جو میرے علم میں کسی دوسرے
کے ساتھ آپ نے نہیں کئے ان کے ہوتے ہوئے میں کیوں کر آپ
کے حق سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں آپ کی عنایتوں اور احسانات نے

مجھے فرور وز گار بنا دیا ہے، میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کر سکتا ہوں یہ جرأت بھی محض آپ کے اس اکرام کی وجہ سے مجھے ہوتی ہے جو آپ کا میرے ساتھ ہے۔ میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کر سکتا ہوں آپ کے احسانات اس قدر ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شمار ہی سے مجھے اس حق سے عہدہ بر آ کرتا تو میں ان کی محض شمار سے بھی قاصر رہتا، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں تمام عالم کو چھوڑ کر صرف آپ میری جائے پناہ ہیں میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ اتنی تکلیف بھی میرے لئے پسند نہیں کرتے جسقدر کہ میں خود پسند کر لیتا ہوں، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ ہر روز ایک ایسا احسان عظیم میرے اوپر کر دیتے ہیں کہ جو آپ کی تمام گزشتہ عنایتوں کو بے حقیقت کر دیتا ہے، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ جو میرے ساتھ نیا احسان کرنے میں اپنے تمام پرانے احسانات کو فراموش کر دیتے ہیں، میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کروں آپ اپنی زندگی کی درازی کے ساتھ ساتھ میرے مرتبہ کو میرے ہمسروں پر بڑھاتے رہتے ہیں میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے مالک ہیں میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے محسن ہیں ہاں البتہ میں اس اللہ سے جس نے مجھے بغیر کسی استحقاق ذاتی کے آپ کی ذات سے اس قدر متمتع و مستفید کیا ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب کہ میں آپ کے احسان کا عشر عشیر سے بھی کم حق ادا نہیں کر سکتا تو وہ میرے اس عجز کی اپنی طرف سے اپنی قدرت اور اپنے وسعت ظرف کے مطابق آپ کو جزائے خیر دے اور میری طرف سے آپ کے حق اور احسان عظیم کا آپ کو عوض دے یہ صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسے کر سکتا ہے،

اس سال رشید نے مہر خلافت کو جعفر بن یحییٰ سے لے کر اسے اس کے باپ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ خراسان اور سجستان کا والی مقرر کیا گیا اور جعفر نے محمد بن الحسن بن قحطبہ کو ان دونوں صوبوں پر اپنا عامل مقرر کیا۔

اس سال رشید رقہ آنے کے ارادہ سے بغداد سے براہ موصل شام روانہ ہوئے جب یہ بروان پہونچے تو انہوں نے عیسیٰ بن جعفر کو خراسان کا والی مقرر کیا اور جعفر بن یحییٰ کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح

جعفر کل بیس دن خراساں کا والی رہا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ امیر المومنین کی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

اس سال رشید نے موصل کی فصیل اس وجہ سے منہدم کرا دی کہ خارجیوں نے وہاں سے خروج کیا تھا اس کے بعد وہ رقہ چلے گئے اور وہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔

اس سال انہوں نے ہرثمہ بن اعین کو افریقیا کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسے مدینتہ السلام بلا لیا جعفر بن یحییٰ نے اسے فوج خاصہ پر اپنا نائب مقرر کر لیا۔

اس سال مصر میں نہایت شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی۔

اس سال فراشتہ الشیبانی خارجی نے جزیرہ میں خروج کیا مسلم بن بکار بن مسلم العقیلی نے اسے قتل کر دیا۔

اس سال محمرہ جماعت نے جرجان میں خروج کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے اس ہنگامہ کے متعلق بارگاہِ خلافت میں یہ عرضداشت بھیجی کہ عمر بن محمد العمرکی نے اس جماعت کو میرے خلاف آمادہ پیکار کیا ہے اور یہ شخص زندیق ہے رشید نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے چنانچہ مرو میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اس سال فضل بن یحییٰ طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ ان علاقوں پر عبد اللہ بن خازم مقرر کیا گیا، نیز فضل کو رے کی ولایت سے بھی علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ رے پر محمد بن یحییٰ بن الحارث بن شخیر والی رے مقرر ہوا۔ اور سعید بن سلم جزیرہ کا والی مقرر ہوا اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ اس سال رشید مکہ سے واپسی میں بصرہ آئے یہ محرم میں بصرہ پہنچے چند روز محدثہ میں مقیم رہے پھر وہاں سے عیسیٰ بن جعفر کے قصر واقع خریبۃ میں چلے آئے پھر یحییٰ بن خالد کی بنائی ہوئی نہر سیحان کو دیکھنے کے لئے کشتی میں گئے اور انھوں نے نہر ابلہ اور نہر معقل کے دہانے بند کر دیے اور اس طرح

نہر سیحانی میں پانی کی بہم رسانی متیقن ہو گئی اس کے بعد جبکہ ماہ محرم کے ختم میں بارہ راتیں باقی تھیں وہ بصرہ سے مدینۃ السلام روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر پھر حیرہ گئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے حیرہ میں انھوں نے اپنی سکونت کے لئے مکانات بنوائے اپنے ساتھیوں کو بھی زمین کے قطعات تعمیر امکنہ کے لئے مفت دئے تقریباً چالیس روز ان کے قیام کو گذرے تھے کہ اہل کوفہ نے ان کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور ان کے اس ہمسایگی کو پسند نہیں کیا اس بنا پر رشید پھر مدینۃ السلام چلے آئے اور وہاں سے رقہ چلے گئے رقہ جاتے وقت انھوں نے امین کو مدینۃ السلام پر اپنا نائب بنایا اور دونوں عراقوں کا والی مقرر کیا۔ اس سال موسٰی بن عیسٰی بن موسٰی بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید خود روم کے علاقہ میں جہاد کے لئے گئے اور انھوں نے قلعہ صفصاف کو بزور شمشیر مسخر کیا، نیز عبد الملک بن صالح بھی رومیوں سے لڑا اور بڑھتے ہوئے انگورا جا پہنچا اور شہر مطمورہ کو فتح کر لیا۔ اس سال حسن بن قحطبہ اور حمزہ بن مالک نے وفات پائی اس سال محمرہ جماعت نے جرجان پر غلبہ پالیا۔

اس سال رقہ میں فروکش ہو کر رشید نے پہلی مرتبہ اپنے مراسلات کی ابتدا میں محمد صلعم پر درود اور سلامتی بھیجنے کا طریقہ جاری کیا۔

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا یہ حج ادا کر کے بہت ہی جلد مکہ سے روانہ ہو گئے یحیٰی بن خالد جو پیچھے رہ گیا تھا غمرہ میں ان سے آکر ملا

اور اس نے اپنی خدمت سے استعفاد بدیا رشید نے اسے قبول کر لیا یحییٰ نے مہر خلافت رشید کو واپس دیدی اور مکہ میں قیام کی اجازت مانگی رشید نے اس کی درخواست قبول کی اور یحییٰ مکہ پلٹ آیا۔

سنہ ۱۸۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید مکہ سے واپس آ کر رقہ گئے اور وہاں انہوں نے اپنے بیٹے محمد الامین کے بعد اپنے بیٹے عبد اللہ المامون کی ولی عہدی کے لئے تمام فوج سے بیعت لی اور مامون کو جعفر بن یحییٰ کے سپرد کر کے اسے مدینۃ السلام بھیجدیا۔ ان کے اہلبیت میں سے جعفر بن ابی جعفر المنصور اور عبد الملک بن صالح اور امرائے عساکر میں سے علی بن عیسیٰ مامون کے ساتھ تھے، مدینۃ السلام آنے کے بعد یہاں بھی اس کے لئے بیعت لی گئی اس کے باپ نے اسے خراسان اور اس کے ملحقہ ہمدان تک کے علاقہ کا والی مقرر کیا اور مامون اس کا نام رکھا۔

اس سال خزر کے بادشاہ خاقان کی لڑکی فضل بن یحییٰ کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوئی یہ برذعہ میں آ کر مر گئی اس وقت سعید بن سلم بن قتیبۃ الباہلی آرمینیا کا والی تھا اس کے مرنے کے بعد ان خزر سرداروں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کے باپ سے جا کر یہ کہا کہ آپ کی بیٹی کو دھوکہ سے قتل کیا گیا ہے اس سے اس کے دل میں کینہ بیٹھ گیا اور اب وہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرنے لگا،

اس سال یحییٰ بن خالد مدینۃ السلام واپس آ گیا اس سال عبد الرحمان

بن عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور وہ بڑھتا ہوا اصحاب الکہف کے شہر وفسوس تک جا پہونچا۔ اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی دونوں آنکھیں اندھی کردیں اور اس کی ماں رینی کو اپنی ملکہ تسلیم کیا اس نے اغسطہ لقب اختیار کیا۔

اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال خاقان کی بیٹی کی موت کا بدلہ لینے کے لئے باب الابواب سے بڑھ کر وہاں کے مسلمانوں اور ذمیوں پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے تقریباً ایک لاکھ کو لونڈی غلام بنالیا یہ اس قدر اہم واقعہ تھا کہ عہد اسلام میں اس سے پہلے اس کی نظیر نہ تھی رشید نے یزید بن مزید کو آذربیجان کے ساتھ آرمینیا کا والی مقرر کیا بہت سی باقاعدہ فوج اس کی امداد کو بھیجی اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تاکہ بوقت ضرورت یہ اہل آرمینیا کی مدد کرسکے۔

خزر کی آرمینیا پر یورش کی مذکورۂ بالا توجیہ کے علاوہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سعید بن سلم نے منجم سلمی کی تبر سے گردن ماردی اس کے بیٹے نے خزر کے علاقہ میں جاکر انھیں سعید پر حملہ کرنے کی ترغیب اور تحریص کی موقع کو غنیمت سمجھ کر قوم خزر نے شگاف کوہ سے گھس کر آرمینیا پر حملہ کردیا، سعید نے شکست کھائی خزر نے زبردستی مسلمان عورتوں سے تمتع کیا اور تقریباً ستر دن تک وہ آرمینیا پر قابض رہے پھر ہارون نے خزیمہ بن خازم اور یزید بن مزید کو آرمینیا بھیجا اور انھوں نے سعید کی بگاڑی ہوئی بات پھر درست کرلی خزر کو وہاں سے نکالدیا اور شگاف کو پھر بند کردیا۔

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان والی خراسان کو واپس طلب کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے متعلق رشید سے شکایت کی گئی کہ وہ حکومت کی مخالفت کے لئے بالکل آمادہ ہے، علی بن عیسیٰ اپنے بیٹے یحییٰ کو خراسان پر اپنا قائم مقام بنا کر جسے رشید نے بھی تسلیم کیا بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت بڑی رقم رشید کو نذر دی۔ رشید نے اسے دوبارہ اپنے بیٹے مامون کی جانب سے ابوالخصیب کے مقابلہ کے لئے خراسان بھیجدیا۔ اور وہ خراسان پلٹ آیا۔ (۶۴۹)

اس سال ابوالخصیب وہیب بن عبداللہ النسائی حریش کے مولی نے خراسان کے شہر نسا میں خروج کیا۔

اس سال موسیٰ بن جعفر بن محمد نے بغداد میں وفات پائی اور محمد بن السماک القاضی نے وفات پائی۔

اس سال عباس بن موسیٰ الہادی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں ہارون رقہ سے دریائے فرات میں کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے مدینۃ السلام واپس آئے یہاں آکر انھوں نے رعایا سے بقایا کی وصولیابی کا مطالبہ کیا اور اس کام کے لئے عبداللہ بن ہیثم بن سام کو مقرر کیا اور اسے قید کرنے اور مارنے پیٹنے کا بھی اختیار دیا۔ رشید نے حماد البربری کو مکہ اور یمن کے خراج کا محصل اور داؤد بن یزید بن حاتم المہلبی کو سندھ یحییٰ الحرشی کو علاقۂ جبل اور مہرویۃ الرازی کو طبرستان کا افسر خراج مقرر کیا، افریقیا کی حکومت ابراہیم بن الاغلب نے اپنے ہاتھ میں لے لی پھر رشید نے بھی اسی کو افریقیہ کا والی مقرر کر دیا۔

اس سال ابوعمرو الشاری نے خروج کیا رشید نے زہیر القصاب کو اس کے مقابلہ پر بھیجا زہیر نے شہر زور میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال ابوالخصیب نے امان کی درخواست کی علی بن عیسیٰ نے اسے امان دی۔ ابوالخصیب مرو میں اس کے پاس آیا علی نے اس کی بڑی خاطر اور تکریم کی۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل طبرستان نے اپنے والی مہرویہ الرازی کو قتل کر دیا رشید نے اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو طبرستان کا والی مقرر کیا۔ اس سال عبدالرحمٰن الانباری نے ابان بن قحطبۃ الخارجی کو مرج قلعہ میں قتل کر دیا اس سال حمزۃ الشاری نے خراسان کے شہر بادغیس میں شورش برپا کر دی عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے حمزہ کے دس ہزار ساتھیوں پر اچانک حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر دیا اور وہ ان کا تعاقب کرتا ہوا کابل، زابلستان اور قندھار جا پہونچا۔

اس سال ابوالخصیب نے دوبارہ نسا میں خروج کیا اور اس نے نسا، ابیورد، طوس اور نیساپور پر قبضہ کر کے مرو پر پیشقدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر پھر اس نے شکست کھائی اور وہ سرخس چلا گیا یہاں اس کی طاقت و شوکت زیادہ ہو گئی، اس سال یزید بن مزید نے برذعہ میں انتقال کیا اور اس کی جگہ اسد بن یزید مقرر کیا گیا۔ اس سال یقطین بن موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں عبدالصمد بن علی نے انتقال کیا اس کا کوئی دانت آج تک نہیں گرا تھا یہ اپنے دودھ کے دانتوں کے ساتھ قبر میں دفن ہوا۔

اس سال رشید موصل کے راستے سے رقہ آنے کے لئے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے۔

اس سال یحییٰ بن خالد نے رشید سے عمرہ اور جوار کی اجازت مانگی رشید نے اُسے اجازت دی یہ شعبان میں روانہ ہوا اور ماہ رمضان کا عمرہ ادا کیا پھر جدّہ میں سب سے علیحدہ ہو کر حج کے موسم تک اقامت کی پھر حج کیا، اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔ اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال علی بن عیسیٰ بن ماہان ابو الخصیب سے لڑنے مرو سے نساء گیا وہاں اس نے ابو الخصیب کو قتل کر دیا اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا اور اب تمام خراسان میں امن و امان ہو گیا۔ جب رشید کو معلوم ہوا کہ احمد بن عیسیٰ بن زید کے معاملہ میں شمامہ بن اشرس نے جھوٹ بولا ہے انھوں نے اسے قید کر دیا۔

اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کا ہرثمہ کے پاس انتقال ہوا۔ اور عباس بن محمد نے بغداد میں وفات پائی۔

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ اس سال کے ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے رقہ سے روانہ ہوئے انبار سے گزرے مگر مدینۃ السلام نہیں آئے البتہ مدینۃ السلام سے سات فرسنگ کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے مقام الدّارات پر انھوں نے پڑاؤ کیا تھا، وہ رقہ پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے،

اس سفر میں ان کے دونوں بیٹے اور ولی عہد محمد الامین اور عبداللہ المامون اُن کے ہمراہ تھے یہ پہلے مدینہ آئے اہل مدینہ کو انہوں نے تین عطیے دیئے پہلے لوگ اُن کے پاس آتے وہ ان کو عطا دیتے پھر محمد کے پاس جاتے وہ ان کو عطا دیتا پھر مامون کے پاس جاتے وہ ان کو عطا دیتا مدینہ سے فارغ ہو کر وہ مکہ آئے یہاں بھی انہوں نے عطا دی اس طرح دس لاکھ پچاس ہزار دینار خرچ ہوئے۔

ابراہیم بن محمد الحجبی کے بیان کے مطابق رشید نے اپنے بیٹے محمد کو بروز پنجشنبہ ماہ شعبان ۱۷۳ھ ہجری میں اپنا ولی عہد مقرر کیا اور امین اس کا لقب مقرر کیا تھا ۱۷۵ھ ہجری میں انہوں نے شام اور عراق اسے دیدیئے، پھر ۱۸۳ھ میں رقہ میں انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی اور ہمدان سے لے کر اقصائے ممالک محروسہ خلافت تک کا علاقہ اسے دیدیا۔

قاسم بن الرشید عبدالملک بن صالح کے زیر تربیت تھا جب رشید نے محمد اور مامون کے لئے بیعت لی تو عبدالملک بن صالح نے ان کو یہ شعر لکھ بھیجے:

یا ایھا الملک الذی ٭ لو کان نجماً کان سعداً

اعقد لقاسم بیعۃً ٭ واقدح لہ فی الملک زنداً

اللہ فرد واحد ٭ فاجعل ولاۃ العھد فرداً

ترجمہ۔ اے وہ بادشاہ کہ اگر وہ ستارہ ہوتا تو ضرور مبارک ہوتا آپ قاسم کے لئے بھی بیعت لیجئے اور اسے بھی ملک میں حصہ دیجئے اللہ فرد واحد ہے آپ اپنے ولی عہدوں کی تعداد بھی فرد رکھیئے

انھیں اشعار نے سب سے پہلے قاسم کی ولی عہدی کا خیال رشید کے دل میں پیدا کیا چنانچہ اب انہوں نے اس کے لئے بھی بیعت لی اور موتمن اس کا لقب قرار دیا۔ جزیرہ، سرحدات اور عواصم اس کے تفویض کئے۔

جب انہوں نے اپنے سارے ملک کو اس طرح تقسیم کردیا تو اس پر عوام میں مختلف خیال آرائیاں ہونے لگیں بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس طرح انہوں نے سلطنت کے نظام کو مضبوط کردیا ہے دوسرے لوگ کہتے تھے کہ یہ آپس میں لڑمریں گے اور اس تقسیم کے نتائج رعایا کے حق میں نہایت خوفناک ہوں گے۔ کسی نے اس پر شعر کہے اور ان میں بھی اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے ۱۸۶ھ ہجری میں ہارون نے مع محمد اور عبداللہ کے حج کیا ان کے دوسرے امرائے عساکر وزرا اور قاضی اون کے ساتھ تھے رقہ میں انہوں نے اپنے حرم، خزانہ، اموال اور فوج پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک العکی کو اپنا قائم مقام بناکر متعین کردیا اپنے بیٹے قاسم کو منبج بھیجدیا اور اس کے ہمراہی امرائے عساکر اور سپاہ کے ساتھ اسے وہیں پڑاو ڈالدینے کا حکم دیا۔ مناسک حج ادا کرنے کے بعد انہوں نے عبداللہ المامون کے حق میں دو وثیقے لکھوائے جن کے لکھنے میں فقیہوں اور قاضیوں نے اپنا تمام علم صرف کردیا ان میں سے ایک کے پورا کرنے کی ذمہ داری محمد پر تھی جس میں اسے تاکید کی گئی تھی کہ وہ اس وثیقہ کی مندرجہ باتوں کو پورا کرے گا اور جو جو علاقے عبداللہ کو دیئے گئے ہیں وہ اس کے تفویض کردے گا نیز جو املاک، آمدنی، جواہرات اور مال اور اسباب عبداللہ کے لئے مشخص کردیا گیا ہے وہ اس کے حوالے کردے گا۔ دوسرا وثیقہ وہ بیعت نامہ تھا جو انہوں نے اپنے عمائد خاص اور عوام الناس سے مع اس کی تمام شرطوں کے عبداللہ کے لئے لی تھی اور جس کی بجا آوری محمد اور ان سب پر واجب قرار دی۔

رشید نے بیت اللہ میں ان عہد ناموں کے مطابق محمد سے بیعت لی اور اس پر اللہ ملائکہ اپنے لڑکوں۔ عزیزوں موالیوں۔ امیروں وزیروں کاتبوں اور دوسروں کو جو کعبہ میں حاضر تھے اس بیعت پر شاہد بنایا اور اس طرح اسکی تکمیل کر کے وہ دونوں عہد نامے بیت اللہ میں محفوظ کرادئیے اور بیت اللہ کے حاجبوں سے کہا کہ ان کو احتیاط سے رکھنا اور کسی کو باہر نہ لیجانے دینا۔

عبداللہ بن محمد۔ محمد بن یزید التیمی اور ابراہیم الحجبی بیان کرتے ہیں کہ

رشید کعبہ میں حاضر ہوئے انھوں نے بنی ہاشم کے عمائد امرائے عساکر اور فقہاء کو وہاں بلایا ان کے حکم سے وہ بیعت نامہ پڑھ کر عبداللہ اور محمد کو سنایا گیا انھوں نے اس پر حاضرین کو شاہد بنایا اور پھر حکم دیا کہ اسے کعبہ پر آویزاں کر دیا جائے جب اسے آویزاں کرنے کے لئے اٹھانے لگے وہ ہاتھ سے گر گیا اس پر لوگوں نے کہا کہ یہ فال بد ہے اس قرار داد پر عمل ہونے سے پہلے ہی یہ کالعدم ہو جائیگی۔

وہ عہد نامہ حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عہد نامہ امیر المومنین عبداللہ الہارون کے لئے محمد بن امیر المومنین ہارون نے صحت عقل میں اپنی خوشی سے بغیر جبر و اکراہ کے لکھا ہے۔

امیر المومنین نے اپنے بعد مجھے ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے اور اس کے لئے تمام مسلمانوں سے بیعت لی ہے اور انھوں نے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کو میری رضامندی اور دلی خوشی سے بغیر جبر و اکراہ کے میرے بعد ولیعہد خلافت اور مسلمانوں کے تمام امور کا سربراکار بنایا ہے اور اسے تمام خراسان اس کی سرحدوں۔ علاقوں، جنگوں فوجوں لگان حکومت، ڈاک، خزانے، صدقات، عشر عشور اور اس سے متعلق تمام کاروبار کا اپنی زندگی میں اور اپنے بعد بھی خودمختار فرماں روا مقرر کیا ہے، میں نے اپنی دلی رضامندی سے امیر المومنین ہارون کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ انھوں نے میرے بھائی عبداللہ کے لئے جو عہد ولایت خلافت اور مسلمانوں کی حکمرانی کے متعلق میرے بعد کے لئے کیا ہے میں اسے پورا کروں گا اسی طرح انھوں نے عبداللہ کو خراسان اور اس کے توابع کی جو حکومت کلی سپرد کی ہے یا امیر المومنین نے جو جاگیر اس کو دی ہو، کوئی آمدنی اس کے لئے لکھی ہو، اپنی جائیداد میں سے جو کوئی جائیداد دی ہو، یا خرید کر کوئی جائیداد یا آمدنی دی ہو، اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں زر نقد اسے دیا ہو، زیورات ہوں، جواہرات ہوں، دوسرا سامان ہو لباس ہو، مکان ہو، جانور ہوں غرض کہ

کم یا زیادہ جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کو دیدیا جائے گا اور میں اس ایک ایک شئے سے واقف ہوں جو امیر المومنین نے عبداللہ کو دی ہیں، اگر ابھی امیر المومنین پر حادثہ موت واقع ہو جائے اور خلافت محمد بن امیر المومنین کو پہونچے تو محمد پر واجب ہے کہ وہ امیر المومنین کے اس حکم کو جو انھوں نے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کی ولایت خراسان اور سرحدات خراسان کا دیا ہے اور قرما سین میں اپنے اہلبیت میں سے جن جن لوگوں کو عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے اس کی بجا آوری کرے اور عبداللہ بن امیر المومنین کو خراسان رے اور اس تمام علاقہ کا جسکی امیر المومنین نے تعیین کر دی ہے والی مقرر کر کے روانہ کر دے چاہے عبداللہ بن امیر المومنین کی چھاؤنی اور سلطنت سے کتنے ہی دور دراز مقام پر ہو تب بھی اس حکم کی بجا آوری کی جائے گی نیز ان تمام لوگوں کو جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے ان کے متعلق عبداللہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو رے سے لے کر انتہائے سرحد خراسان تک، جہاں چاہے متعین کرے، محمد بن امیر المومنین کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی سردار، سپاہی یا پیادہ کو جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے اس کے پاس سے ہٹا کر دوسری جگہ تبدیل کر دے یا خود عبداللہ بن امیر المومنین کو خراسان اس کے تمام توابع اور رے کے ہمدان سے متصلہ علاقہ سے لے کر خراسان کی انتہائی سرحد تک جس علاقہ کی فرمانروائی امیر المومنین ہارون نے اسے دی ہے جس میں اس کی سرحدیں، تمام شہر اور ہر وہ علاقہ جو خراسان سے منسوب ہو سب داخل ہے بے دخل کیا جائے محمد کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے ان علاقوں پر بھیجے یا عبداللہ کے ساتھیوں اور امرا میں سے کسی کو اس سے توڑے یا اوس پر کسی کو والی مقرر کرلے یا اس پر اس کے کسی عامل اور والی پر کسی کو مفتش محاسب یا نگراں مقرر کرے نیز یہ کہ اس کے چھوٹے یا بڑے کسی کام میں خرابی نہ پیدا کرے اور اس کی مطلق العنان فرمانروائی میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے اور امیر المومنین نے اپنے جن اعزا مصاحبین، قضاۃ، عاملوں، کاتبوں، امرا، خادموں، موالیوں

اور سپاہ کو عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے ان کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جس سے ان کی حالت میں خرابی پیدا ہو اور خود ان کے ساتھ یا ان کے رشتہ داروں، موالیوں اولاد اور دوسرے متعلقین کے ساتھ نہ ان کی جان کے بارے میں نہ مال و متاع، املاک و زمین، مکانات احاطے، سامان غلہ مویشی کے بارے میں چھوٹے ہوں یا بڑے خود کوئی نقصان ان کو پہونچائے گا اور نہ اپنے حکم، رائے خواہش اور اجازت سے کسی اور شخص کے ذریعہ ان امور میں ایسی مداخلت کرائے گا جس سے ان کو نقصان پہونچے اور نہ ان معاملات میں کسی کے لئے مداہنت کو جائز رکھیگا، نیز بغیر عبداللہ ابن امیر المومنین کی رائے اور اسکے قضاۃ کی رائے کے وہ ان لوگوں کے متعلق، اس کے قاضیوں کے متعلق، عاملوں کے متعلق یا ان لوگوں کے متعلق جو آیندہ اس کے حکم سے کسی سرکاری عہدے پر سرفراز ہوں گے اپنی طرف سے کوئی حکم دے گا نیز اگر ان لوگوں میں سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اعزا میں سے مصاحبین میں سے امرا میں سے عہدہ داروں میں سے منشیوں میں سے خدمتگاروں میں سے موالیوں میں سے اور سپاہ میں سے عبداللہ بن امیر المومنین کے ساتھ کر دیا ہے کوئی شخص عبداللہ کی ملازمت، اس کی چھاؤنی اس کی متعینہ جگہ کو عبداللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے یا مخالفت پر آمادہ ہو کر چھوڑ کر محمد کے پاس چلا آئے گا تو محمد بن امیر المومنین پر لازم ہے کہ وہ اسے ذلت و حقارت کے ساتھ اپنے یہاں سے نکال دے اور عبداللہ کے پاس پہونچا دے تاکہ عبداللہ اپنی رائے اور حکم سے اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کرے۔

اگر محمد بن امیر المومنین، عبداللہ بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کرنا چاہے، یا خراسان، اس کی سرحد اس کے توابع اور اس علاقہ سے جس کی سرحد ہمذان سے مل گئی ہے اور ان اضلاع کی ولایت سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں معین کر دیا ہے برطرف کرنا چاہے یا ان امرا میں سے جو قرماسین میں موجود تھے اور جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے، کسی کو اس سے توڑنا چاہئے یا جو اختیارات اور عطا امیر المومنین نے عبداللہ کو دی ہیں، کم ہوں یا زیادہ ان میں کسی توجیہ یا حیلہ سے

کچھ یا بنیادہ کمی کرنا چاہے تو امیر المومنین کے بعد عبد اللہ بن امیر المومنین کو خلافت ملے وہ محمد بن امیر المومنین پر مقدم سمجھا جائے اور امیر المومنین کے بعد وہی حکومت کا مالک ہوگا اور امیر المومنین ہارون کے تمام خراسانی امرا منصبدار، اور تمام چھاؤنیوں اور شہروں کے مسلمانوں پر عبد اللہ کی اطاعت واجب ہوگی اور ان پر ضروری ہوگا کہ جب تک ان کی جان میں جان ہے وہ اس کا ساتھ دیں اس کے مخالف سے لڑیں اس کی مدد کریں اور اس کی مدافعت کریں۔ اور ان میں سے کسی شخص کے لئے چاہے وہ کہیں ہو یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ عبد اللہ کی مخالفت کرے، اس کے حکم سے سرتابی کرے یا اس کی طاعت سے نکل سکے۔

اور اگر محمد بن امیر المومنین عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے کسی دوسرے کو ولی عہد بنائے یا جو چیزیں امیر المومنین ہارون نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں عبد اللہ کو دیدی ہیں جن کو انھوں نے تفصیل سے اپنے اس فرمان میں لکھدیا ہے جو انھوں نے اس کے سامنے بیت اللہ الحرام میں لکھا ہے اور نیز اس فرمان میں لکھا ہے ان میں سے کم کرنا چاہے تو کسی شخص کو بھی اس بارے میں محمد کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے اور اس وقت عبد اللہ بن امیر المومنین کی بات قابل پذیرائی ہوگی نیز لوگوں نے جو بیعت محمد بن امیر المومنین ہارون کی ولی عہدی کی کی ہے اگر وہ ان اشیا میں جو امیر المومنین نے عبد اللہ کے لئے مختص کر دی ہیں کچھ کمی کرے تو کسی پر اس کی بیعت کی ذمہ داری باقی نہ رہیگی اور وہ آزاد ہوں گے اور اس وقت محمد بن امیر المومنین پر واجب ہوگا کہ وہ عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کے آگے سر اطاعت خم کر دے اور خلافت اس کے سپرد کر دے۔

محمد بن امیر المومنین اور عبد اللہ بن امیر المومنین کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ قاسم بن امیر المومنین ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کریں یا اپنی اولاد، اعزا یا اغیار میں سے کسی کو بھی اس پر مقدم کر دیں البتہ جب عبد اللہ بن امیر المومنین خلیفہ ہو تو اسے قاسم کے متعلق یہ اختیار ہے کہ چاہے وہ اسے ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے کسی بیٹے یا بھائی کو ولی عہد بنالے یا کسی اور کو قاسم پر مقدم کر کے قاسم کو اس کے

بعد ولی عہد برقرار رکھے اس معاملہ میں وہ اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا مجاز و مختار ہے۔

اے مسلمانو! امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں عبداللہ کے متعلق جو احکام اور وصایا لکھے ہیں ان سب کی بجا آوری تم پر واجب ہے اور اس کے لئے تم سے اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری پر وہ موثق عہد لیا جاتا ہے، جو اللہ نے اپنے ملائکۂ خاص اور انبیا اور مرسلین سے لیا ہے اور جسے اس نے تمام مسلمانوں اور اہل ایمان سے لیا ہے کہ تم عبداللہ بن امیر المومنین کے حق میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اور محمد، عبداللہ اور قاسم امیر المومنین کے صاحبزادوں کے متعلق جو کچھ اس فرمان میں لکھا گیا ہے اور جس کی بجا آوری تم پر لازم قرار دی گئی ہے اور جسے خود تم نے اپنے اوپر واجب کیا ہے ضرور پورا کرو گے، اگر تم نے ان شرائط کی جو اس فرمان میں درج ہیں خلاف ورزی کی یا اسے بدل دیا تو تم اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے ذمہ سے خارج سمجھے جاؤ گے اور تم میں سے ہر شخص کے پاس آج جس قدر مال ہے یا آج سے پچاس سال آئندہ تک جو وہ کمائے گا وہ سب مساکین کے لئے صدقہ ہو جائے گا اور تم میں سے ہر ایک کو بیت اللہ الحرام کے پچاس حج پا پیادہ نذر واجب کے طور پر کرنے پڑینگے جس کے معاوضہ میں کوئی اور شے کفارہ نہیں ہو سکے گی، نیز تمہارے وہ تمام لونڈی غلام جو اب تمہارے قبضہ میں ہیں یا آج سے پچاس سال آئندہ تک تم کو بدست ہوں وہ سب آزاد ہوں گے، اسی طرح تمہاری ہر بیوی پر تین طلاق بائن قطعی جس سے رجعت نہ ہو سکے واقع ہوں گے، اس معاملہ میں اللہ تمہارے مقابلہ پر کفیل اور نگراں ہے اور صرف اس کی نگرانی کافی ہے۔

ذیل میں وہ اقرار نامہ درج کیا جاتا ہے جو عبداللہ بن امیر المومنین نے اپنے قلم سے کعبہ میں تحریر کیا۔

"یہ تحریر عبداللہ ہارون امیر المومنین کے لئے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون نے اپنی طرف سے بخوشی وصحت عقل اور سلامتی شعور کے ساتھ اس لئے لکھی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس میں اس کی اس کے اہلبیت کی اور تمام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود مضمر ہے۔

امیر المومنین ہارون نے میرے بھائی محمد بن ہارون کے بعد مجھے ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے نیز انھوں نے اپنی زندگی ہی میں مجھے سرحد خراسان اس کے اضلاع اور تمام توابع اور ملحقات کا والی مقرر کیا ہے، اور محمد بن ہارون سے یہ اقرار لیا ہے کہ انھوں نے اس کے بعد مجھے جو ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے اور خراسان اور اس کے توابع اور ملحقات کی جو ولایت مجھے دی ہے اسے وہ پورا کرے گا نیز امیر المومنین نے جو جاگیریں مجھے دی ہیں جو جائیداد خرید کر دی ہے یا پٹے خرید کر دئے ہیں یا مربعے دئے ہیں یا جن کو خود میں نے خریدا ہے نیز امیر المومنین نے جو مال۔ جواہرات، لباس سامان معیشت جانور غلہ وغیرہ وغیرہ مجھے عنایت کیا ہے ان میں محاسبہ کے لئے وہ مجھ سے اور نہ میرے کسی کارندے سے کوئی تعارض کرے گا اور وہ نہ مجھے اور نہ میرے کسی آدمی کو تنگ کرے گا اور نہ میرے اور میرے آدمیوں کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرے گا۔ اور نہ ان لوگوں کے معاملہ میں جو میرے ہمراہ ہیں یا جن سے میں آیندہ خدمات لوں ان کی جان و مال، اعزا، اقربا جانور اور دوسرے چھوٹے یا بڑے معاملات میں دخل دے کر ان کو نقصان پہونچائے گا، محمد نے ان سب باتوں کو مان کر اس کے متعلق ایک اقرار نامہ لکھدیا ہے جس میں اس نے اقرار و اثیق کیا ہے کہ وہ ان باتوں کو پورا کرے گا، امیر المومنین ہارون نے اس اقرار نامہ کو پسند کر کے منظور کر لیا ہے اور چونکہ امیر المومنین کو یقین ہے کہ محمد نے جو اقرار نامہ لکھا ہے وہ اس کے خلوص اور صدق نیت پر مبنی ہے اس وجہ سے میں نے امیر المومنین کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے اور میں اپنے اوپر یہ عہد لازم کرتا ہوں کہ میں محمد کا مطیع اور فرماں بردار رہوں گا، ان کی مخالفت نہیں کروں گا اس کے ساتھ خلوص برتوں گا، ان کو دھوکا نہ دوں گا، میں نے اس کی خلافت کے لئے جو بیعت کی ہے اسے پورا کروں گا۔ اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کروں گا، اس کی بیعت سے علیحدہ نہ ہوں گا، اس کے احکام کو نافذ کروں گا حکومت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں گا اور اپنی سمت میں اس کے دشمن سے جہاد کروں گا مگر یہ اسی

وقت ہوگا جب کہ وہ بھی ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لئے مختص کردی ہیں اور جن کو اس نے اپنے اس عہد نامے میں جو اس نے امیر المومنین کو لکھ کر دیا ہے تصریح اور تفصیل کردی ہے اور جسے امیر المومنین نے منظور کیا ہے پورا کرے اور کسی بات میں وہ مجھے تنگ نہ کرے اور نہ ان امور میں سے جن کے ایفا کو امیر المومنین نے اس پر میرے لیئے لازم قرار دیا ہے کوئی کمی کرے، اگر محمد بن امیر المومنین کو فوج کی ضرورت ہوگی اور وہ مجھے حکم بھیجے گا کہ میں اسے اس کے پاس بھیجدوں یا کسی سمت کو جس کا اس نے حکم دیا ہوگا بھیجدوں یا اس کے کسی ایسے دشمن کے مقابلہ پر جس نے اسکی مخالفت کی ہو یا اس کی یا میری اس حکومت میں سے جو امیر المومنین نے ہم دونوں کے سپرد کی ہے وہ کسی حصہ کو علیحدہ کرنا چاہتا ہو تو مجھ پر فرض ہے کہ میں اس کے احکام کی بجاآوری کروں، اس کی مخالفت نہ کروں، اور نہ جس بات کے لئے وہ مجھے لکھے اس سے ذرا سی کوتاہی کروں،

اگر محمد چاہے کہ وہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو میرے بعد خلیفہ اور امیر المومنین مقرر کرے تو اس کا اسے اس وقت تک حق ہے جب تک وہ ان باتوں کو جن کو امیر المومنین نے میرے لئے مختص کردیا ہے اور جس کے ایفا کے لئے انھوں نے اس سے میرے لئے عہد لے لیا ہے جس کے ایفا کو خود اس نے میرے معاملہ میں اپنے اوپر لازم کیا ہے پورا کرے اور اس وقت مجھ پر لازم ہوگا کہ میں اس کے اس قسم کے انتظام کو نافذ کروں، اسے تمام و کمال بجالاؤں نہ اس میں کمی کروں نہ تبدیلی اور نہ اسے بدل کر اس پر اپنے کسی بیٹے کو مقدم کروں یا خلق خدا میں سے کسی دور یا قریب کے شخص کو اس پر مقدم کروں البتہ اگر خود امیر المومنین ہی میرے بعد اپنے کسی اور بیٹے کو ولی عہد مقرر کردیں تو اس صورت میں مجھے اور محمد دونوں پر ان کے تقرر کی بجاآوری ضروری ہوگی۔

میں امیر المومنین اور محمد کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ جب تک محمد ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لئے بالتصریح مختص کرکے

ان کے ایفا کا محمد سے اقرار واثق لیا ہے اور جسے اس نے اپنے مرقومہ عہد نامہ میں لکھدیا ہے پورا کرے گا میں ان تمام باتوں کو جن کو میں نے اپنے اس اقرار نامے میں تسلیم کیا ہے پورا کروں گا۔ اور اس کے لئے میں اپنے اوپر اللہ کا عہد و پیمان، امیر المومنین کا ذمہ اپنا ذمہ، اپنے اجداد کا ذمہ اور تمام اہل ایمان کا ذمہ، اور جو سخت سے سخت عہد اللہ تعالےٰ نے اپنے تمام انبیا و مرسلین سے لیا ہے اس کا ذمہ اور اس سخت حلف کو جس کے ایفا کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جس کی خلاف ورزی کرنے یا بدلنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے اپنے سر لے کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ان باتوں میں جن کو میں نے تصریح کے ساتھ اپنے اس اقرار نامے میں لکھدیا ہے ذرا سی کوتاہی کروں، الٹ دوں، بدل دوں، ان کی خلاف ورزی کروں یا بے وفائی کروں، تو میں اللہ عزوجل، اس کی حفاظت اس کے مذہب اور محمد صلعم سے قطعی بے تعلق ہو جاؤں گا اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے کافر و مشرک ہو کر جاؤں گا، میری ہر بیوی پر جو اس وقت میرے نکاح میں ہے یا جسے میں آئندہ تیس سال میں اپنے نکاح میں لاؤں تین طلاق قطعی واقع ہوں گی جس سے رجعت ممکن نہیں، نیز میرا ہر مملوک جو آج میرے قبضہ میں ہے یا جو آئندہ تیس سال میں مجھے ہدست ہو وہ سب اللہ کے لئے آزاد ہوں گے، اور مجھے بیت اللہ کے تیس حج پیادہ پا نذر واجب کے طور پر کرنے پڑیں گے جن کا کفارہ نہیں نیز میرا تمام مال جو اس وقت میرے پاس ہے یا جسے آئندہ تیس سال میں حاصل کروں، وہ کعبہ کا ہدیہ ہو گا۔

جو کچھ میں نے امیر المومنین کے سامنے اقرار کیا ہے اور جسے پابند تحریر کیا ہے اس سب کا ایفا میرے لئے لازم ہے اور اس کا وہی مطلب ہے جو ظاہر ہے کچھ اور نہیں،

یہ عہد نامہ ذی الحجہ ۱۸۶ھ میں لکھا گیا اس پر سلیمان بن امیر المومنین اور فلاں فلاں کی شہادت ثبت ہے۔"

ہارون الرشید کا فرمان

اپنے عمال کے نام

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - اما بعد - اللہ امیر المومنین کا اور اس خلافت کا جو اللہ نے ان کے سپرد کی ہے محافظ ہے اس نے اپنی خلافت اور سلطنت کے ذریعہ ان کی عزت افزائی کی ہے اور ان کے تمام اگلے اور پچھلے معاملات کو بنایا ہے، مشرق و مغرب میں اپنی امداد اور تائید سے ان پر احسان کیا ہے، تمام مخلوقات کے مقابلے میں وہی ان کا محافظ اور نگراں ہے، اس کی ان تمام نعمتوں پر میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور تعریف کرتا ہوں - اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس احسان اور اکرام کو پورا کرے اور مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا کرے جس کی وجہ سے میں اس کے فضل مزید کا مستوجب بنوں۔

مجھ پر تم پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ کا یہ بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبد اللہ کو وہ مرتبہ عظمیٰ دیا جس کی تمام امت آرزو مند تھی اور اللہ نے سب کے دلوں میں انکی محبت ڈال دی - ان کی طرف میلان پیدا کر دیا اور ان پر اعتماد قائم کیا تاکہ امت کے دین کا استحکام ہو، اس کے معاملات درست رہیں، اس میں اتحاد رہے، اس کی سیاست استوار رہے، اور وہ اختلاف اور تفریق کے مہلک نتائج سے مامون و مصئون رہے اس وجہ سے انھوں نے اپنی عنان حکومت ان کے سپرد کر دی اور پکے عہد اور سخت قسموں کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کی بیعت کر لی، یہ بیعت اللہ کے ارادے سے قایم ہوئی ہے کسی کو اس سے انحراف کا اختیار نہیں چونکہ یہ بیعت اللہ نے اپنی پسند، مشیت اور سابقہ علم

کی وجہ سے نافذ کی ہے اس لئے اب اس کے کسی بندے کو اس کے نقض، ازالہ یا تبدیل کا حق نہیں رہا۔

اس معاملہ میں امیر المومنین اپنے لئے، ان دونوں کے لئے اور تمام امت کے لئے اللہ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسے سرانجام کو پہونچائے گا۔ اللہ کے حکم کو نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ پلٹ سکتا ہے، جب سے تمام امت نے محمد بن امیر المومنین اور اس کے بعد عبداللہ بن امیر المومنین کی ولی عہدی خلافت پر اتفاق کیا ہے امیر المومنین ایسی تدبیر پر غور و خوض کرتے رہے جس میں ان دونوں کی اور تمام رعایا کی صلاح اور فلاح ہو ان کی بات بنی رہے اتفاق و اتحاد رہے، کفار، منافقین مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کی جو ہماری خوشحالی اور عزت و شوکت کے دشمن ہیں در اندازیوں اور معاندانہ کارروائیوں کے بار آور ہونے کا کوئی موقع نہ رہے اور ان کی ان تمام امیدوں پر جو وہ ان دونوں کے حق کو دست برد کرنے کے لئے موقع کی تاک میں لگائے بیٹھے ہیں پانی پھر جائے۔

امیر المومنین اس معاملہ میں اللہ سے طلب خیر کرتے ہیں اور اس کام کے کرنے کے لئے جس میں ان دونوں کی فلاح، تمام امت کی فلاح اور اللہ کے حق اور حکومت کی قوت و شوکت ان دونوں کے مفاد کا استحکام ان کی حالت کی درستی ہماری خوشحالی اور اقبال مندی کے مخالفین کی سازش سے بچاؤ ان کے حسد نفاق اور عناد کی مدافعت اور اس فتنہ انگیز کوشش کی جو ان دونوں کے درمیان فساد پیدا کرنے کے لئے ہو روک تھام ہے اللہ سے عزم راسخ کی استدعا کرتے ہیں اور اس کام کے لئے وہ اللہ کے ارادے کی تائید سے ان دونوں کو لے کر بیت اللہ الحرام گئے وہاں انھوں نے ان سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کے حکم کی بلاچون و چرا بجا آوری کریں گے اور اس کے لئے انھوں نے ان دونوں سے اپنے لئے اور ان کے لئے عہد نامے لکھوا لئے جس میں انھوں نے پکے عہد و پیمان اور سخت قسموں کے ساتھ ایک نے دوسرے کے لئے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ان

کے متعلق امیر المومنین نے جو کچھ طے کر دیا ہے اس پر وہ کاربند ہوں گے تاکہ ان میں الفت و دوستی رہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کریں مدد دیں اور حفاظت کریں اس میں نہ صرف ان کی بھلائی ہے بلکہ تمام رعایا کی جسکی نگرانی اللہ نے امیر المومنین کے سپرد کی ہے نیز اللہ عزوجل کے دین اس کی کتاب اس کے نبی صلعم کی نسبت کا استحکام اور استقامت ہے اور صرف اسی طرح مسلمانوں کے دشمن سے چاہے وہ کوئی ہو اور کہیں ہو کامیابی سے جہاد کیا جا سکتا ہے اور ظاہر و باطن دشمن، منافق، مخالف اور گمراہ کن بندگان اغراض نفسانی کی، ان امیدوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے جن کے اپنے مکر و فریب سے ان دونوں کے درمیان عداوت پیدا کر کے بار آور ہونے کی ان کو تمنا ہے اسیطرح اللہ کے دشمن اس کی عطا کردہ نعمتوں کے دشمن، اور اس کے دین کے دشمن امت اسلام کے آپس میں اختلاف پیدا کرنے اور اللہ کی سرزمین میں فساد برپا کرنے کی جو آرزو رکھتے ہیں اور بدعت اور گمراہی کی طرف جو بلانا چاہتے ہیں اُن کے تمام منصوبوں کا انسداد ہے اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس میں امیر المومنین کو اپنے دین، اپنی رعایا اور اپنے نبی محمد صلعم کی امت کی فلاح پیش نظر ہے اللہ اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی متصور ہے اور اسی طرح اللہ کی اس حکومت کی جو اس نے صرف امیر المومنین کو عطا کی ہے مدافعت ہو سکتی ہے اور اسی طرح ہر اس کام کے لئے جس سے اللہ کی قربت اس کی پسندیدگی حاصل ہو اور جو اس تک پہنچنے کا وسیلہ بن سکے کوشش کی جا سکتی ہے۔

جب امیر المومنین مکہ آئے تو انھوں نے اپنی رائے سے محمد اور عبداللہ کو آگاہ کیا جسے انھوں نے بخوشی قبول کیا اور اس کے ایفا کا حتمی وعدہ کیا اور بیت اللہ الحرام میں اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کے لئے ان کے ان اعزا امرا، مصاحبین اور قضاۃ کے سامنے جو حج میں شریک تھے اور خانہ کعبہ کے حاجیوں کے سامنے دو اقرار نامے جن پر ان کی شہادت ثبت ہے لکھ کر دئے، امیر المومنین نے وہ دونوں اقرار نامے خدام کعبہ کے سپرد کر دیے تاکہ وہ ان کو کعبہ کے اندر لٹکا دیں، اس سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین نے

اپنے قضاۃ اور دوسرے ان لوگوں کو جن کے سامنے وہ اقرار نامے لکھے گئے تھے حکم دیا کہ وہ اس کی خبر تمام ان لوگوں کو جو بیت اللہ الحرام میں حج یا عمرہ کی نیت سے حاضر ہیں کردیں اور ان تمام شرائط کو پڑھ کر سنا دیں جو ان کے سامنے ضبط تحریر میں آئی ہیں تاکہ ان کے سننے والے ان کو اچھی طرح اپنے ذہن میں محفوظ کرکے اور سمجھ کر ان کو اپنے دوسرے بھائیوں اور ہموطنوں کو پہونچا دیں، چنانچہ میرے اس حکم کے مطابق میرے مقننین نے مسجد حرام میں سب کے سامنے وہ دونوں اقرار نامے پڑھ کر سنا دئے جس سے تمام حاضرین بیت اللہ واقف ہو گئے اور اس طرح وہ بھی اب اس پر شاہد بن گئے اور ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین نے جو کچھ کیا ہے وہ ان کی فلاح اور بہبودی کے لئے ہے تاکہ ان کا خون نہ بہے ان کی بات بنی رہے اللہ کے دشمن، اس کے دین کے دشمن اس کی کتاب اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں کے منصوبوں پر پانی پھر جائے اس لئے انھوں نے امیر المومنین کے لئے دعائے خیر کی اور ان کا شکر ادا کیا، ان دونوں اقرار ناموں کی جو ان کے بیٹے محمد اور عبد اللہ نے کعبہ کے اندر لکھ کر امیر المومنین کو دئے ہیں نقلیں اس فرمان کے ذیل میں درج ہیں، تم اللہ عزوجل کی بے حد تعریف کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبد اللہ کو ولی عہد خلافت بنا کر امیر المومنین پر، ان پر، تم پر اور تمام امت اسلام پر احسان عظیم کیا ہے، جو مسلمان وہاں ہوں ان کے سامنے میرا فرمان پڑھو ان کو اس کا مطلب سمجھا دو ان پر ان سے بیعت لے لو اور اسے اپنے دفتر میں نیز امیر المومنین کے دوسرے امرا اور رعایا کے دیوانوں میں جو وہاں ہوں ثبت کرا دو، اور یہ سب کارروائی مکمل کرکے امیر المومنین کو اس کی اطلاع دو،

ماہ محرم ۱۸۶ھ ہجری کے ختم میں سات راتیں باقی تھیں جب سنیچر کے دن اس فرمان کو اسمٰعیل بن صبیح نے لکھا۔

ہارون الرشید نے عبد اللہ المامون کے لئے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا جو رقہ سے لیجا کر بغداد میں اس کو دے دئیے گئے۔

مقام عمر بن جعفر بن یحییٰ کے قتل کے بعد رشید رقہ چلے گئے پھر جب خراسان سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی مسلسل شکایتیں ان کو موصول ہوئیں اور ان کے ہاں بھی اکثر لوگوں نے اس کی شکایت کی تو اب انھوں نے اس کے برطرف کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس خیال سے کہ ایسے وقت میں ان کو خراسان کے قریب آجانا چاہئے وہ رقہ سے بغداد آئے، ایک مدت تک بغداد میں قیام کے بعد وہ قرماسین آئے یہ سنہ ۱۸۹ ہجری کا واقعہ ہے اور کئی قاضیوں اور دوسرے لوگوں کو انھوں نے وہاں بلایا اور اس بات پر ان کو گواہ بنایا کہ ان کی چھاؤنی میں جو مال و متاع، خزانے اسلحہ، جانور اور دوسری چیزیں موجود ہیں وہ سب عبداللہ المامون کی ہیں اب ان کو ان میں کم یا زیادہ کا کوئی حق نہیں نیز انھوں نے اپنے ہمراہیوں سے عبداللہ المامون کے لئے تجدید بیعت کرائی اور اپنی فوج خاصہ کے سردار ہرثمہ بن اعین کو انھوں نے بغداد بھیجا اور وہاں جو لوگ موجود تھے اس نے اس عہد نامے کے بموجب جو رشید نے مکہ میں لیا تھا محمد۔ عبداللہ اور قاسم کے لئے دوبارہ بیعت لی اس عہد نامے میں قاسم کی ولی عہدی کے معاملہ کو عبداللہ پر محول کیا گیا تھا کہ جب وہ سریر آرائے خلافت ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے وہ قاسم کو ولی عہد برقرار رکھے یا اسے علیحدہ کر دے۔

سنہ ۱۸۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور وہ برامکہ کی تباہی کے درپے ہو گئے۔

جعفر بن یحییٰ کا قتل

اس کے اسباب اور دوسرے واقعات

جس وجہ سے رشید نے جعفر سے ناراض ہو کر اسے قتل کر دیا اس میں اختلاف ہے، اس کے متعلق بختیشوع بن جبرئیل اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ میں رشید کے دربار میں حاضر تھا اتنے میں یحییٰ بن خالد دربار میں حاضر ہوا اور بغیر اجازت باریابی اندر چلا آیا رشید کے قریب پہونچ کر اس نے سلام کیا رشید نے بے التفاتی سے اس کو جواب دیا جس سے یحییٰ فوراً سمجھ گیا کہ اب ان کی بات بگڑ گئی۔ رشید نے مجھ سے کہا جبرئیل کیا ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم اپنے گھر میں ہو اور اس وقت کوئی شخص بے اجازت تمھارے پاس چلا آئے میں نے کہا جناب والا ایسا تو نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص ایسا خیال کر سکتا ہے کہ وہ بغیر اجازت اندر چلا آئے، رشید کہنے لگے تو ہماری حالت کس قدر افسوس ناک ہے کہ لوگ بغیر اجازت اندر چلے آتے ہیں، اس پر یحییٰ نے عرض کیا امیر المومنین اللہ نے مجھے جناب والا کی خدمت میں رسوخ عطا فرمایا ہے یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ میں اس طرح بغیر اجازت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں خود امیر المومنین نے اس امتیاز خاص سے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور یہ بات مشہور ہو چکی ہے مجھے تو امیر المومنین کی خدمت میں اس وقت بھی باریابی ہوئی ہے جب کہ وہ اپنے بستر پر بھی بالکل برہنہ اور کبھی صرف ازار میں ملبوس ہوتے تھے اور کبھی یہ بات میرے علم میں نہیں آئی کہ امیر المومنین نے میری اس بے تکلفی کو برا سمجھا ہو ورنہ اگر میرے آقا مجھے حکم دیں تو میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ درباریوں کے دوسرے کیا بلکہ تیسرے طبقہ میں شامل کیا جاؤں۔ یہ جواب سن کر رشید شرمندہ ہو گئے۔ چونکہ تمام خلفاء میں وہ سب سے زیادہ بامروت تھے اس لئے اس گفتگو کے دوران میں وہ نظریں نیچی کئے زمین دیکھتے رہے اور اس کی طرف آنکھ نہیں اٹھائی اور کہنے لگے اس بات سے میرا مقصد تمھاری دل آزاری نہ تھی مگر لوگ ایسا کہتے ہیں۔ اون کے لب و لہجہ سے میں نے محسوس کیا کہ ان سے یحییٰ کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا اس وجہ سے انھوں نے اس طرح بات بنا دی، پھر رشید خاموش ہو گئے اور یحییٰ دربار سے چلا گیا۔

ثمامہ بن اشرس نے یحییٰ بن خالد کے زوال کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ محمد بن اللیث نے ایک خط رشید کو لکھا اس میں ان کو پند و نصیحت کی اور لکھا کہ اللہ کے سامنے یحییٰ بن خالد تمہارے کسی کام نہیں آسکتا حالانکہ تم نے اسی کو اپنے اور اللہ کے درمیان حائل کر رکھا ہے جب تم خدا کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے کھڑے ہو گے اور تم سے پوچھا جائیگا کہ تم نے اللہ کے بندوں اور علاقوں کے ساتھ کیا کیا اور تم یہ جواب دو گے کہ خداوندا میں نے تیرے بندوں کے تمام معاملات یحییٰ کے سپرد کر دیے تھے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ عذر اللہ کے یہاں مقبول ہوگا، اپنے خط میں محمد بن اللیث نے اسی طرح رشید کو خوب ڈرایا اور دھمکایا تھا۔

رشید نے یحییٰ کو طلب کیا اس سے پہلے ہی یحییٰ کو اس خط کے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی رشید نے اس سے پوچھا تم محمد بن اللیث کو جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں جانتا ہوں رشید نے پوچھا وہ کیسا آدمی ہے یحییٰ نے کہا اس کے مسلمان ہونے میں بھی شبہ ہے، رشید نے حکم دیا کہ اسے جیل خانے میں قید کر دیا جائے چنانچہ وہ ایک عرصۂ دراز تک جیل میں مقید رہا۔

جب رشید برامکہ سے ناراض ہوئے تو ان کو محمد بن اللیث یاد آیا حکم دیا کہ اس کو دربار میں حاضر کیا جائے جب وہ آگیا تو ایک طویل گفتگو کے بعد رشید نے اس سے کہا محمد کیا تم مجھے دوست رکھتے ہو اس نے کہا بخدا ہرگز نہیں، رشید نے کہا کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا جی ہاں میں سچ کہتا ہوں آپ نے بغیر میرے کسی جرم یا خطا کے محض ایک حاسد، ملحد مسلمانوں اور اسلام کے دشمن کے مجرد کہنے پر مجھے بیڑیاں پہنا دیں اور اپنے اہل و عیال سے جدا کرا دیا ایسی حالت میں میں کیوں کر آپ کو دوست رکھ سکتا ہوں، رشید کہنے لگے بے شک تم سچ کہتے ہو اور اب انھوں نے محمد کو رہا کر دیا اور پھر پوچھا محمد کیا تم مجھ کو دوست رکھتے ہو اس نے کہا بخدا امیر المومنین ہرگز نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میرے قلب میں آپکی

طرف سے جو غم و غصہ تھا وہ نکل گیا ہے۔ رشید نے حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اسے دیئے جائیں جب وہ روپیہ اسے دینے کے لئے لایا گیا تو اب رشید نے پھر پوچھا محمد اب تو تم مجھ سے خوش ہو اور مجھے اچھا سمجھتے ہو گے اس نے کہا جی ہاں اب کیوں نہیں آپ نے مجھ پر احسان اور اکرام کیا ہے میں اب کیوں آپ کو اچھا نہ سمجھوں گا' رشید کہنے لگے اللہ اس شخص سے تمہارا انتقام لے جس نے تم پر ظلم کیا ہے اور مجھے تمہارے خلاف بھڑکایا۔ اب دوسرے لوگوں نے بھی برامکہ کی بہت سی شکایتیں ان سے کیں ان کے اقبال کے زوال کی یہ پہلی علامت تھی جو ظاہر ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد جب یحییٰ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو حسب عادت تمام غلام اس کے استقبال کو بڑھے رشید نے اپنے خدمتگار مسرور سے کہا کہ غلاموں کو حکم دیدو کہ جب یحییٰ قصر میں آئے تو وہ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کریں چنانچہ جب یحییٰ اندر آیا تو کوئی غلام اس کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا یہ رنگ دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا اور اب غلاموں اور دربانوں کا یہ شیوہ ہو گیا کہ یحییٰ کو دیکھ کر اس سے منھ پھیر لیتے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا کہ یحییٰ پینے کے لئے پانی وغیرہ مانگتا تو وہ اسے نہ پلاتے زیادہ سے زیادہ یہ کرتے کہ جب وہ کئی مرتبہ مانگتا تب اسے پلا دیتے۔

ابو محمد الیزیدی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس عہد کے حالات سے سب سے زیادہ واقف تھا کہتا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ رشید نے جعفر بن یحییٰ کو بغیر یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کی وجہ کے قتل کر دیا تو اسے ہرگز باور نہ کرو' واقعہ یہ ہے کہ رشید نے یحییٰ کو جعفر کے حوالے کر دیا تھا اور جعفر نے اسے قید رکھا تھا' ایک رات جعفر نے یحییٰ کو اپنے پاس بلا کر اس کے معاملہ سے متعلق کوئی بات پوچھی' یحییٰ نے اس کا جواب دیا اور یہ کہا کہ تم میرے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور اس بات سے بچو کہ کل قیامت کے دن محمد صلعم میرے معاملہ میں تمہارے مدعی ہوں کیوں کہ بخدا نہ میں نے خود کوئی جرم کیا ہے اور نہ کسی مجرم کو پناہ دی ہے۔

اس جواب سے جعفر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے یحییٰ سے کہا کہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے جہاں چاہو چلے جاؤ میری طرف سے اجازت ہے۔ یحییٰ نے کہا کیسے جاؤں مجھے یہ ڈر ہے کہ کچھ روز کے بعد گرفتار کر کے پھر تمہارے پاس یا کسی دوسرے کے پاس قید کر دیا جاؤں گا، جعفر نے اپنے خاص آدمی کو اس کے ساتھ بھیجدیا جو یحییٰ کو ایسے مقام تک پہونچا آیا جہاں اب اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

اس واقعہ کی خبر فضل بن الربیع کو بھی اپنے ایک خاص مخبر کے ذریعہ ہو گئی اس نے پہلے تو اس کی تحقیق کی اور جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور اچھی طرح متحقق ہو گئی تو اس نے رشید سے اس کی جاکر اطلاع کی۔ رشید نے ظاہر تو یہ کیا کہ گویا ان کو اس خبر کی ذرا پروا نہیں اور اس سے کہا کہ تم کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے ممکن ہے کہ میرے حکم سے اس نے ایسا کیا ہو اس بات کو سن کر فضل چپ سا ہو گیا۔

جعفر ان کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے دن کا کھانا طلب کیا اور دونوں کھانے لگے بلکہ رشید اپنے ہاتھ سے اسے کھلاتے اور باتیں کرتے جاتے تھے آخر میں انھوں نے پوچھا۔ یحییٰ بن عبداللہ کا کیا حال ہے اس نے کہا وہ اسی طرح بیڑیاں پہنے ایک تنگ کوٹھری میں قید پڑا ہے رشید نے کہا کیا میری جان کی قسم کھا کر تم کہہ سکتے ہو کہ ایسا ہی ہے اب جعفر ذرا رکا یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ ذہین اور سمجھدار آدمی تھا فوراً تاڑ گیا کہ امیرالمومنین کو اس کے معاملہ کی کچھ خبر ہو گئی ہے کہنے لگا اے میرے آقا آپ کی جان کی قسم ایسا نہیں ہے میں نے اسے یہ سمجھ کر کہ اب اس میں کچھ دم نہیں رہا اور یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا خود رہا کر دیا ہے رشید نے کہا تم نے ٹھیک کہا ممکن ہے کہ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد جب جعفر ان کے پاس سے اٹھا تو وہ اسے جب تک وہ نظر آتا رہا گھورتے رہے جب وہ نظر سے اوجھل ہونے لگا تو کہنے لگے اگر میں اسے قتل نہ کر دوں تو اللہ تعالیٰ مجھے حالت کفر میں اسلام کی

تلوار سے قتل کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انھوں نے جعفر کو قتل کر دیا۔

ادریس بن بدر بیان کرتا ہے کہ ایک شخص رشید کے سامنے نمودار ہوا وہ اس وقت یحییٰ سے دوچار تھے اس شخص نے عرض کیا کہ امیرالمومنین میں آپ کے فائدہ کی ایک بات بیان کرتا ہوں رشید نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ تم اس سے جا کر پوچھ لو ہرثمہ نے اس سے کہا کہو کیا بات ہے اس نے بتانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ایک راز ہے جو صرف خلیفہ سے تعلق رکھتا ہے ہرثمہ نے رشید سے آکر یہ بات کہدی رشید نے کہا کہ اس سے کہو کہ وہ ڈیوڑھی پر حاضر رہے میں فرصت پا کر اس سے باتیں کروں گا، چنانچہ جب دوپہر کے وقت سب لوگ ان کے پاس سے چلے گئے انھوں نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اس نے کہا کہ میں تنہائی چاہتا ہوں ہارون نے اپنے بیٹوں کو دیکھا اور کہا کہ بچو تم اب جاؤ وہ فوراً اٹھ کر چلے گئے صرف خاقان اور حسین وہاں بیٹھے رہے اس شخص نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھا رشید نے ان سے کہا کہ ذرا آپ بھی اس وقت ہٹ جائیں تو مناسب ہے چنانچہ وہ دونوں بھی اٹھ گئے، اب رشید نے اس شخص سے پوچھا کہو کیا بات ہے اس نے کہا میں اس شرط سے بیان کرتا ہوں کہ آپ پہلے سے مجھ سے وعدۂ امان کریں رشید نے کہا ہاں ضرور میں وعدۂ امان بھی کرتا ہوں اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو انعام دوں گا اب اس شخص نے کہا کہ میں حلوان کی ایک سرائے میں مقیم تھا وہاں میں نے یحییٰ بن عبداللہ کو دیکھا اس نے ایک موٹی اونی صدری پہن رکھی تھی اس پر ایک سبز رنگ کا موٹا اونی چوغا پہن رکھا تھا اس کے ہمراہ ایک جماعت ہم سفر تھی اگرچہ وہ لوگ اس کے ساتھ ہم سفر تھے مگر وہ اس سے علیحدہ رہتے تاکہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ ان سے اس سے کوئی شناسائی نہیں ہے حالانکہ وہ اس کے یار و مددگار ہیں ان میں سے ہر شخص کے پاس سرکاری پروانہ ہے کہ اگر کوئی ان سے باز پرس بھی کرے تو اس پروانے کی وجہ سے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے،

رشید نے کہا کیا تم یحییٰ بن عبداللہ کو پہچانتے ہو اس نے کہا میں بہت

عرصہ سے اس کو جانتا ہوں اور اسی قدیم شناسائی کی وجہ سے تو میں نے کل اس کو اچھی طرح پہچان لیا۔ رشید نے کہا اچھا اس کا حلیہ تو بیان کرو اس نے کہا کہ وہ چوکور کو ہلکا سانولا ہے، کشادہ پیشانی ہے اس کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اور پیٹ بڑا ہے رشید نے کہا بالکل ٹھیک ہے اچھا کچھ تم نے اس کی زبانی سنا؟ اس نے کہا میں نے اسے کچھ کہتے تو نہیں سنا البتہ میں نے یہ دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا ایک غلام جس کو میں عرصہ سے جانتا ہوں سرائے کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے، جب یحییٰ نماز پڑھ چکا تو غلام نے ایک موٹا سوتی رومال لاکر اسے دیا جسے اس نے اپنی گردن پر لپیٹ لیا اور پشمینہ کا جبہ اتار لیا۔ زوال کے بعد اس نے دوسری نماز پڑھی میرا خیال ہے کہ وہ عصر کی ہو گی میں اس کو غور سے دیکھ رہا تھا اس نے پہلی دونوں رکعتیں بہت طویل کیں اور آخری قصیر، رشید کہنے لگے تم نے واقعہ کو خوب یاد رکھا ہے بیشک یہ نماز عصر تھی اور اسی وقت میں وہ لوگ نماز عصر پڑھا کرتے ہیں اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے اور تمہاری سعی مشکور ہو تم کون ہو، اس نے کہا میں آپ کی سلطنت کے متوسلین کی اولاد ہوں میرا اصلی وطن تو مرو ہے مگر پیدائش مدینۃ السلام کی ہے رشید نے پوچھا تم مدینۃ السلام میں رہتے ہو اس نے کہا جی ہاں میرا مکان یہیں ہے۔

رشید بہت دیر تک سر نیچا کئے ہوئے سوچتے رہے پھر کہنے لگے اگر میری خیر خواہی میں تم کو تکلیف برداشت کرنا پڑے تو کیا تم اسے خوشی سے برداشت کر لو گے اس نے کہا جس طرح امیر المومنین چاہیں میں حاضر ہوں، رشید نے کہا اچھا یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر وہ لپک کر اس کوٹھری میں گئے جو ان کی پشت پر واقع تھی اور وہاں سے دو ہزار دینار کی ایک تھیلی نکال کر لائے اس سے کہا کہ یہ لو اور چلے جاؤ اور دیکھو۔ کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں، اس شخص نے وہ تھیلی لے لی اور اسے اپنی چادر سے چھپا لیا رشید نے غلام کو آواز دی خاقان اور حسین جواب میں حاضر ہوئے رشید نے کہا اس حرامزادے کو خوب تھپڑ مارو چنانچہ ان دونوں نے تقریباً سو تھپڑ اس

کے مارے پھر ان سے کہا کہ جو لوگ محل میں موجود ہوں ان سب کے سامنے اس کو اسی طرح لیجاؤ اس وقت اس کا عمامہ اس کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور سب سے کہدو کہ جو شخص امیر المومنین کی اندرونی باتوں کا افشا کرے یا ان کے خاص دوست اور مددگاروں کی شکایت کرے گا اس کی یہی سزا ہے، ان دونوں نے حسب الحکم بجا آوری کی اور اس کا چرچا عام ہو گیا مگر جب تک کہ برامکہ پر رشید کا عتاب نازل نہیں ہوا کسی شخص کو اس شخص کا نہ حال معلوم ہوا اور نہ وہ بات معلوم ہوئی جو اس نے رشید سے کہی تھی۔

ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ جعفر بن یحیٰی سے اس کے اس محل میں جسے اس نے خود بنایا تھا ملنے گیا اس نے مجھ سے کہا منصور بن زیاد بھی عجیب آدمی ہے میں نے کہا کیا ہوا جعفر نے کہا میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تم کو میرے اس مکان میں کوئی عیب تو نظر نہیں آتا اس نے کہا یہ عیب ہے کہ اس میں نہ اینٹ لگائی گئی ہے اور نہ لکڑی، اس پر میں نے کہا کہ میرے خیال میں تو اس میں صرف یہ عیب ہے کہ تم نے اس پر تقریباً بیس لاکھ درہم خرچ کئے ہیں اور یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ ضرور کوئی شخص اس وجہ سے امیر المومنین سے تمہاری شکایت کرے گا، جعفر نے کہا مگر وہ اس بات سے واقف ہیں کہ اس رقم سے بہت زیادہ بلکہ دوگنے کی قریب تو وہ مجھے خود عنایتاً دے چکے ہیں میری تنخواہ اس کے علاوہ ہے، میں نے کہا کہ دشمن تو ان سے اس طرح شکایت کرے گا کہ امیر المومنین جب صرف ایک مکان پر جعفر نے بیس لاکھ درہم خرچ کر دیئے ہیں تو اس کے دوسرے مصارف، داد و دہش اور اخراجات میں کتنا صرف ہوتا ہو گا، امیر المومنین آپ کے خیال میں اتنی آمدنی کہاں سے اور کیوں کر ہوتی ہو گی، یہ جملہ ایسا موثر ہے کہ فوراً ان کے دل میں اتر جائے گا اور تمہاری طرف سے وہ بدظن ہو جائیں گے، جعفر نے کہا اگر وہ میری بات سنیں گے تو میں عرض کروں گا کہ امیر المومنین نے بہت سے لوگوں کے ساتھ احسانات عظیم کئے اپنی داد و دہش سے ان کو مالامال کر دیا مگر یہ کفران نعمت ہے کہ انھوں نے اپنی دولت کو چھپایا یا بہت ہیں سے برائے نام ظاہر کی مگر

میں نے جب آپ کی ان نعمتوں کو دیکھا جس سے میں بہرہ مند ہوا ہوں تو میں
نے اشاعت کے لئے ان کو پہاڑ کی چوٹی پر جما دیا اور پھر لوگوں کو دعوت دی کہ
آؤ اور دیکھو۔

ابراہیم بن المہدی دوسرے سلسلۂ روایت سے بیان کرتا ہے (جعفر
بن یحییٰ رشید کے دربار میں اس کا سرپرست تھا اور اسی نے ابراہیم کو رشید
کے ہاں پیش کیا تھا) کہ ایک دن جعفر نے مجھ سے کہا کہ مجھے یہ شبہ پیدا ہو گیا
ہے کہ رشید کو وہ خلوص میرے ساتھ اب نہیں رہا ہے جو پہلے تھا مگر اسی کے
ساتھ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ ان کے سلوک کی یہ تبدیلی خود میرے خیالات
کا پرتو ہو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کی جانچ
کرے تم اس کام کے اہل ہو آج جب تم دربار میں شریک ہو تو ذرا غور سے
ان کی ہر بات کو دیکھنا اور جس نتیجہ پر تم پہونچو اس سے مجھے اطلاع دینا۔

میں نے اس روز دربار میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا اور جب
رشید دربار سے اٹھ گئے تو سب سے پہلے میں وہاں سے باہر نکل آیا اور ایک
درخت کے نیچے جو ہمارے راستے میں واقع تھا اپنے ملازمین کے ساتھ چھپ کر
ٹھہر گیا نیز میں نے شمع بجھوا دی، اب دوسرے درباری ایک ایک میرے پاس
سے گزرنے شروع ہوئے میں ان کو دیکھتا تھا مگر خود دکھائی نہ دیتا تھا جب سب
چلے گئے تو اب جعفر آیا اور اس درخت سے بڑھتے ہی اس نے مجھے آواز دی میں
باہر نکل آیا اس نے پوچھا کہو کیا دیکھا میں نے کہا یہ میں بعد میں بیان کروں گا
پہلے یہ کہو کہ تم کو میرے یہاں ہونے کا علم کیوں کر ہوا اس نے کہا اس عنایت کی وجہ
سے جو تم میرے حال پر کرتے ہو مجھے یہ یقین تھا کہ تم بغیر مجھ سے ملے اور دربار کے
رنگ سے آگاہ کئے چلے نہ جاؤ گے نیز میں یہ بھی جانتا تھا کہ تم اس وقت نمایاں
جگہ میں ٹھہرنے کو کبھی پسند نہ کرو گے اور ہماری راہ میں اس جگہ سے بہتر چھپ کر
ٹھہرنے کی کوئی دوسری جگہ نہ تھی اس بنا پر میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ تم ضرور یہاں ٹھہرے
ہوئے ہو، میں نے کہا بے شک تمہارا خیال صحیح ہے اس نے کہا اچھا کہو تم نے
کیا رنگ دیکھا میں نے کہا میں نے یہ بات محسوس کی جب تم متانت اور سنجیدگی

سے کوئی بات کہتے تھے وہ اسے مذاق میں اڑا دیتے تھے اور جب تم مذاق میں کوئی بات کہتے تھے وہ اسے خاص اہمیت دیتے تھے، اس نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں تمہارا خیال بالکل درست ہے اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ میں چلا آیا۔

علی بن سلیمان کہتا ہے کہ میں نے ایک دن جعفر بن یحیٰی کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے اس گھر میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کا مالک اب زیادہ عرصہ زندہ رہنے والا نہیں، اس سے مراد وہ خود تھا۔

موسیٰ بن یحیٰی کہتا ہے کہ جس سال میرے باپ کا انتقال ہوا وہ حج کے لئے گئے ان کے تمام بیٹوں میں سے صرف میں ان کے ہمراہ تھا وہ کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ خداوندا میرے گناہ اتنے ہیں کہ جن کو صرف تو ہی شمار کر سکتا ہے اور تو ہی ان کو جانتا ہے اے خداوندا اگر تو ان کی مجھے پاداش دینے والا ہو تو اسی دنیا میں ان کی سزا دیدے چاہے اس میں میری سماعت، بصارت دولت اور اولاد ہی جاتی رہے تو مجھے معاف کر دے اور آخرت میں مجھے سزا نہ دے۔

احمد بن الحسن بن حرب بیان کرتا ہے کہ میں نے یحیٰی کو بیت اللہ کے مقابل کعبہ کے پردوں کو تھامے ہوئے یہ دعا مانگتے سنا کہ اے خداوندا اگر تیری خوشنودی صرف اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں تو وہ تو مجھ سے لے لے یہاں تک کہ اگر تیری خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے میرے اہل و عیال اور اولاد بھی مجھ سے چھین لی جائے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں سوائے میرے بیٹے فضل کے اسے تو چھوڑ دے۔

یہ دعا کر کے وہ جانے لگا مسجد کے دروازے کے قریب پہونچکر وہ تیزی سے دوبارہ پلٹ کر کعبہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگرچہ مجھ ایسے گنہگار کو زیبا نہیں کہ وہ تیری رحمت کا امیدوار ہو اور تیری تعریف اور تقدیس کرے مگر خداوندا میں فضل کو بھی قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

یہ حج سے واپسی میں انبار میں فروکش ہوئے، رشید نے عمر میں منزل

کی ان کے ہمراہ ان کے دونوں ولی عہد امین اور مامون بھی تھے فضل امین کے ہمراہ اور جعفر مامون کے ہمراہ فروکش ہوا یحییٰ اپنے کاتب خالد بن عیسیٰ کے ساتھ فروکش ہوا محمد بن یحییٰ ابن نوح مہتمم توشکخانہ کے ساتھ فروکش ہوا اور محمد بن خالد نے عمر میں رشید کے ساتھ مامون کے پاس قیام کیا۔

ایک رات رشید نے فضل کو تنہائی میں باریاب کیا پھر اسے خلعت سے سرفراز کر کے حکم دیا کہ تم محمد الامین کے ساتھ چلے جاؤ۔

موسیٰ بن یحییٰ کو بلایا اور اس کا قصور معاف کر دیا یہ اس سفر کے ابتدا میں جب حیرہ آئے تھے تو وہاں اس سے ناراض ہو گئے تھے علی بن عیسیٰ بن ماہان نے خراسان کے متعلق رشید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ تمام خراسانی اس کے مطیع و فرماں بردار ہیں اس سے محبت کرتے ہیں یہ ان سے خط و کتابت کے ذریعہ سازش کر رہا ہے کہ چپکے سے نکل کر خراسان چلا جائے اور پھر اہل خراسان کو لے کر بغاوت کر دے، یہ بات رشید کے دل میں بیٹھ گئی اور وہ اس سے بدظن ہو گئے چونکہ موسیٰ بڑا بہادر شہسوار تھا اس وجہ سے جب علی بن عیسیٰ نے اس کی شکایت کی تو وہ فوراً رشید کے دل میں جاگزیں ہو گئی مگر اس وقت تو انھوں نے معمولی طور پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا اس کے بعد موسیٰ بہت مقروض ہو گیا اور اپنے قرض خواہوں سے روپوش ہو گیا رشید سمجھے کہ جیسا کہ ان سے کہا گیا تھا وہ ضرور خراسان چلا گیا ہے جب اس حج کے سفر میں وہ حیرہ آئے تو موسیٰ بغداد سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اسے عباس بن موسیٰ کے پاس کوفہ میں نظر بند کر دیا۔ یہ پہلا نقصان تھا جو برامکہ کو پہنچا فضل بن یحییٰ کی ماں جس کی بات کو رشید رد نہیں کرتے تھے ان کی خدمت میں ان کی سفارش کرنے کے لئے سفر طے کر کے حاضر ہوئی رشید نے کہا چونکہ اس کی مجھ سے شکایت کی گئی ہے اس لئے اگر اس کا باپ اس کی ضمانت کر لے تو میں اسے رہا کر دوں گا، یحییٰ اس کا ضامن ہو گیا اور رشید نے موسیٰ کو یحییٰ کے حوالے کر دیا، پھر رشید اس سے خوش ہو گئے انھوں نے اس کی خطا معاف کر دی خلعت سے سرفراز کیا۔

چونکہ فضل بن یحییٰ نے ان کے ساتھ شراب پینا چھوڑ دیا تھا اس لئے رشید اس سے ناراض تھے اور ان پر اس کی موجودگی گراں تھی اس پر فضل کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ محض پانی سے دیرینہ تعلقات اس طرح

ختم ہو جاتے ہیں تو میں کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاتا۔ یہ گانے کا بھی شوقین تھا۔

جعفر رشید کی خلوت کی صحبت میں شریک ہوتا تھا اگرچہ اس کا باپ اسے اس سے روکتا تھا مگر وہ نہ مانتا ان کی صحبت میں شریک ہوتا اور جیسا وہ کہتے اس پر آمادہ ہو جاتا۔

جب یحییٰ نے دیکھا کہ جعفر کسی طرح رشید کی محبت سے باز نہیں آتا اس نے جعفر کو لکھا میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے اب کچھ نہیں کہوں گا زمانہ خود تم کو سبق دیدے گا اس وقت تمھاری آنکھیں کھل جائیں گی تم کو اس مصیبت سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے تھا کہ جس کا کوئی مداوا نہیں۔

یحییٰ نے خود رشید سے بھی یہ بات کہدی تھی کہ میں آپ کے ساتھ جعفر کی ہر وقت کی معیت کو اچھا نہیں سمجھتا کیوں کہ اس کی وجہ سے مجھے آپ کی طرف سے خمیازہ بھگتنا پڑے گا مناسب یہ ہے کہ آپ اسے کسی اہم خدمت پر متعین کر کے بھیجدیں اس طرح میں آپ کی طرف سے مامون ہو جاؤں گا، رشید نے اس کے جواب میں کہا اے میرے باپ اس ترکیب سے تمھارا مقصد اپنی حفاظت نہیں ہے بلکہ تم چاہتے ہو کہ فضل کو جعفر پر پیش کرو۔

احمد بن زہیر اپنے چچا زاہر بن حرب کی روایت بیان کرتا ہے کہ جعفر اور برامکہ کی تباہی کی وجہ یہ ہوئی کہ رشید کو جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے بغیر چین نہیں آتا تھا جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو ان دونوں کو بلاتے جعفر کو بھی اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ وہ اس کے اور عباسہ کے بغیر رہ نہیں سکتے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ عباسہ سے تمھاری شادی کر دوں تا کہ جب میں اسے اپنی محبت میں بلواؤں تو تم آزادی سے اسے دیکھ سکو مگر شرط یہ ہے کہ میاں بیوی کا تعلق قائم نہ کرنا۔

رشید نے عباسہ سے اس کا نکاح کر دیا اب جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو دونوں کو طلب کرتے پھر خود مجلس سے اٹھ جاتے اور ان دونوں کو تنہا چھوڑ جاتے چونکہ دونوں بالکل جوان تھے اور شراب کے نشہ سے مست ہوتے اس حالت میں جعفر اس سے مجامعت کر لیتا عباسہ حاملہ ہوئی اور اس کے

لڑکا پیدا ہوا اسے خوف ہوا کہ اگر رشید کو اس کا علم ہوگا تو اس کی جان خطرہ میں پڑ جائیگی اس لئے اس بچے کو اپنی مملوک اناؤں کے ساتھ مکہ بھیج دیا، عرصہ تک یہ بات رشید کو معلوم نہ ہوسکی مگر ایک مرتبہ عباسہ نے اپنی کسی چھوکری کو مارا اس نے رشید سے جاکر اس بچے کی ولادت اور دوسرے واقعات کی اطلاع دی اور ان لونڈیوں کے جو اس بچے کے ہمراہ بھیجی گئی تھیں نام ان کا پتہ اور وہ زیور اور جواہر جو عباسہ نے اس بچے کے ساتھ کردئے تھے سب بتادئے، جب ہارون اس مرتبہ حج کے لئے مکہ گئے انہوں نے چھوکری کی نشاندہی کے مطابق اس بچے کو تلاش کیا وہ بچہ اور اس کے ساتھ والیاں حاضر ہوئیں رشید نے ان سے واقعہ پوچھا انہوں نے بھی اس کے متعلق اس چھوکری کے بیان کی تصدیق کردی جس نے عباسہ کے خلاف رشید کو سارے واقعہ سے مطلع کیا تھا، پہلے تو رشید کا ارادہ ہوا کہ اس کمسن بچے کو قتل کردیں مگر پھر خوف خدا سے وہ اس ارادے سے باز رہے، جعفر کا یہ دستور تھا کہ جب رشید حج سے واپس آتے تو وہ مقام عقان میں ان کی دعوت کرتا اس سال بھی اس نے وہیں دعوت کا انتظام کیا اور شرف ملاقات چاہا رشید نے ناسازی طبیعت کا عذر کیا اور اس کی دعوت میں نہ گئے، جعفر برابر رشید کے ہمرکاب رہا جب یہ اپنی انبار کی منزل میں فروکش ہوئے تو اس کے اور اس کے باپ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے ہم اب بیان کریں گے۔

جعفر کا قتل

فضل بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ رشید نے ۱۸۶ھ ہجری میں حج کیا وہ مکہ سے واپسی میں محرم ۱۸۷ھ ہجری میں حیرہ آئے یہاں وہ عون العبادی کے قصر میں کئی روز مقیم رہے پھر کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے عمر آئے جو انبار کے پہلو میں واقع ہے ماہ محرم کے آخری دن سنیچر کی رات کو انہوں

نے اپنے خدمتگار مسرور کو جعفر کے پاس بھیجا۔ اس کے ساتھ حماد بن سالم ابوعصمہ بھی باقاعدہ سپاہ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا اس جماعت نے رات کے وقت جعفر کا محاصرہ کرلیا اور اب مسرور اس کے پاس گیا، اس وقت ابن بختیشوع طبیب اور مشہور نابینا گویا ابوزکار الکلواذانی اس کے پاس بیٹھے تھے اور وہ عیش و نشاط میں مصروف تھا، مسرور اسے دھکے دیتا ہوا وہاں سے نکالکر اس مکان میں لایا جہاں رشید مقیم تھے اور گدھے کی رسی سے باندھکر اسے وہیں قید کر دیا۔ پھر رشید کو جاکر اطلاع کی کہ میں اسے گرفتار کرکے لے آیا ہوں رشید نے اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا مسرور نے اسے قتل کر دیا۔

مسرور بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے جعفر کے قتل کا عزم کرلیا انھوں نے مجھے اس کے پاس بھیجا، حسب الحکم میں اس کے پاس آیا اس وقت مشہور نابینا گویا ابوزکار اس کے پاس تھا اور یہ شعر گاکر اسے سنا رہا تھا،

فلا تبعد فکل فتی سیاتی ٭ علیه الموت یطرق او یغادی

(ترجمہ) خدا کرے کہ تم ہمیشہ رہو ورنہ تو ہر شخص پر صبح یا شام موت طاری ہونے والی ہے۔

اس پر میں نے کہا اے ابوالفضل دیکھو میں تمھارے لئے موت کا پیام لے کر آیا ہوں امیرالمومنین نے طلب کیا ہے چلو۔ اس نے میرے ہاتھ جوڑے میرے پیروں پر گر گیا اور انھیں چوما اور درخواست کی کہ میں اسے اتنی مہلت دوں کہ گھر میں جاکر وصیت کر آئے، میں نے کہا اب اندر جانے کی تو اجازت نہیں دی جا سکتی البتہ جو تم کو اپنے بعد کے لئے کہنا ہے کہدو، چنانچہ وہ جو وصیت کرنا چاہتا تھا اس نے کردی اور اپنے تمام مملوک آزاد کر دئے اتنے میں امیرالمومنین کے دوسرے ہرکارے میرے پاس پہونچ گئے اور انھوں نے کہا کہ اسے فوراً لیچلو، میں اسے لیکر ان کے پاس آیا اور اس کی میں نے ان کو اطلاع کی وہ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے

وہیں سے انھوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کا سر لے کر آؤ میں نے جعفر سے آکر ان کا حکم بیان کیا اس نے کہا اے ابو ہاشم میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں انھوں نے یہ حکم ضرور حالت نشہ میں دیا ہوگا تم صبح تک تو میرے معاملہ کو ٹالدو یا دوبارہ ان سے میرے متعلق حکم حاصل کرو، میں اب پھر پلٹا کہ ان سے دوسری مرتبہ حکم لوں میری آہٹ پاکر کہنے لگے حرامزادے جعفر کا سر لے کر آ۔ میں نے پھر جعفر سے آکر کہا کہ یہ حکم ہوا ہے اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں تیسری مرتبہ اس کے بارے میں حکم حاصل کروں میں پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس مرتبہ انھوں نے ڈنڈے سے میری خبر لی اور کہنے لگے کہ اگر اب تو اس کا سر لئے بغیر میری پاس آیا تو مجھے مہدی کا بیٹا نہ سمجھنا اگر میں کسی دوسرے کو بھیجکر پہلے تیرا سر نہ اتروالوں اور تیرے بعد اس کا، اس تہدید کے بعد میں ان کے پاس سے نکلا اور پھر جعفر کا سر لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نیز رشید نے اسی رات اپنے آدمی بھیجکر یحییٰ بن خالد اس کے تمام لڑکوں۔ موالیوں اور اس کے متعلقین میں دوسرے ان لوگوں کو جو بھاگ کر جارہے تھے گرفتار کرالیا اس طرح جو لوگ اس جگہ موجود تھے ان میں سے ایک بھی بچکر بھاگ نہ سکا۔ فضل بن یحییٰ اسی رات اپنے مقام سے ہٹاکر رشید کے ایک مکان میں قید کر دیا گیا اور یحییٰ بن خالد کو اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا، ان کی تمام املاک ضبط کر لی گئیں سپاہیوں نے ان میں سے کسی کو بھی مدینتہ السلام یا کسی دوسرے مقام کو جانے نہیں دیا۔ رشید نے اسی رات اپنے خدمت گار رجاء کو رقہ بھیجا تاکہ وہ وہاں برامکہ کی جس قدر املاک نقد و جنس کی شکل میں ہوں اس کو ضبط اور ان کے تمام موالیوں اور ملازموں کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ اپنی صوابدید کے مطابق سلوک کرے نیز انھوں نے اسی رات کو تمام اطراف واکناف سلطنت میں اپنے عمال کے نام احکام بھیجدیئے کہ ان کے ماتحت علاقہ میں برامکہ کی جو جائیداد اور املاک ہوں ان کو ضبط کرلیں اور ان کے جو کارندے وہاں متعین ہوں

ان کو گرفتار کرلیں۔

صبح کو رشید نے جعفر بن یحیٰی کا لاشہ، شعبۃ الخفتانی، ہرثمہ بن اعین اور ابراہیم بن حمید المروروذی کے ساتھ جن کے عقب میں انھوں نے اپنے دوسرے خدمتگاروں اور معتمدین کو جن میں مسرور بھی تھا بھیجا یا تھا جعفر بن یحیٰی کے مکان کو بھیجدیا۔ ابراہیم بن حمید اور اپنے خدمتگار حسین کو فضل بن یحیٰی کے مکان بھیجا، یحیٰی بن عبدالرحمان اور اپنے خدمتگار رشید کو یحیٰی اور محمد بن یحیٰی کی قیام گاہ کو بھیجا اور ہرثمہ بن اعین کو بھی اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ ان کا تمام مال ضبط کرلیا جائے۔

رشید نے سندی الحرشی کو حکم بھیجا کہ وہ جعفر کے لاشہ کو مدینۃ السلام لے جائے اس کے سر کو جسر الاوسط پر نصب کردے، اس کے جسد کو کاٹ کر اس کا ایک حصہ جسر الاعلیٰ پر اور دوسرا جسر الاسفل پر نصب کردے سندی نے حسب الحکم جعفر کے جسد کو قطع کر کے مختلف مقامات میں نصب کرادیا نیز خدمتگاروں نے ان ہدایات کی جو ان کو دی گئی تھیں بجا آوری کی فضل، جعفر اور محمد کے چھوٹے چھوٹے بچے گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں پیش کئے گئے رشید نے ان کو چھوڑ دیا انھوں نے یہ اعلان کرادیا کہ برامکہ کے تمام حقوق ملکی بابتہ حفاظت جان و مال سلب کئے جاتے ہیں البتہ انھوں نے محمد بن خالد اس کی اولاد اور ملازموں کو اس حکم سے اس لئے مستثنیٰ کردیا کہ ان کو معلوم ہوا کہ صرف یہی ان میں ایسا شخص ہے جو ان کا سچا خیر خواہ رہا ہے اور وہ اس سازش میں شریک نہیں ہے جو دوسرے برامکہ ان کے خلاف کر رہے تھے، عمر سے روانہ ہونے سے پہلے انھوں نے یحیٰی کو چھوڑ دیا یحیٰی کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ اور ابوالمہدی ان کے بہنوئی کو ہرثمہ بن اعین کی نگرانی میں دیدیا یہ ان کو لے کر رقہ آیا، جس روز رشید رقہ آئے اسی دن انھوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو انس بن ابی الشیخ کے قتل کا حکم دیا اور قتل کے بعد اسے سولی پر لٹکا دیا گیا، یحیٰی بن خالد کو فضل اور محمد کے ساتھ

دیر القایم میں قید کر دیا گیا اور ان کی نگرانی کا ذمہ دار مسرور اور ہرثمہ بن اعین کو بنایا گیا، رشید نے کچھ ملازم اور دوسری ضروریات زندگی اون کے ساتھ رہنے دیں، فضل کی ماں زبیدہ بنت منیر اور دنانیر یحییٰ کی جاریہ اور کچھ اور خدمتگاروں اور لونڈیوں کو ان کے ساتھ رہنے کے لئے کر دیا گیا۔ ان لوگوں کو حالت قید میں کوئی تکلیف نہ تھی البتہ جب رشید کا عبدالملک بن صالح پر عتاب ہوا اور اب لوگوں نے پھر اس کی اور برامکہ کی رشید سے مزید شکایتیں کیں تو جس طرح عبدالملک کے ساتھ سختی کا سلوک کیا جانے لگا اسی طرح برامکہ پر بھی اب سختیاں ہونے لگیں۔

جعفر بن الحسین اللہبی بیان کرتا ہے کہ جس رات کو رشید نے جعفر کو قتل کیا اس کی دوسری صبح کو انس بن ابی الشیخ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا، رشید کے اور اس کے درمیان کچھ مکالمہ ہوا رشید نے اپنی مسند کے نیچے سے ایک تلوار نکالی اور حکم دیا کہ ابھی اس سے اس کی گردن اڑا دی جائے اس وقت انھوں نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا جو اس سے قبل انس کے قتل کے موقع پر کہا گیا تھا۔

تلمظ السیف من شوقٍ الی انسٍ ٭ فالسیف یلحظ والاقدار تنتظرہ

تلوار نے بیتابی سے انس کی جانب اپنی زبان دراز کی، اب تلوار غور سے دیکھ رہی ہے اور موت منتظر ہے۔

انس کو قتل کر دیا گیا اس کے قتل سے پہلے ہی تلوار پر خون دوڑ گیا تھا رشید کہنے لگے اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم کرے اس کی تلوار کیسی اچھی ہے، مگر تمام دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تلوار زبیر بن العوام کی تھی،

بعض ارباب سیر نے یہ بات بیان کی ہے کہ عبداللہ بن مصعب رشید کا جاسوس تھا یہ تمام لوگوں کی خبریں ان سے جاکر بیان کرتا تھا اس نے انس کے متعلق کہا تھا کہ یہ زندیق ہے اسی وجہ سے رشید نے اسے قتل کر دیا یہ برامکہ کے دوستوں میں تھا۔

سندی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک

ایک شاگرد پیشہ نے جو ڈاک کے ذریعہ سفر کر کے آیا تھا ایک چھوٹا سا خط مجھے دیا میں نے اس کی مہر توڑی تو دیکھا کہ وہ خط خود امیرالمومنین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس میں تحریر ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اے سندی جب تم میرے اس خط کو پڑھو اگر بیٹھے ہو فوراً اٹھ کھڑے ہو اور اگر کھڑے ہو تو بغیر بیٹھے اسی وقت میرے پاس پہونچو میں نے سواری منگوائی اور اسی وقت ان کی خدمت میں روانہ ہو گیا رشید اس وقت عمر میں تھے ان کو میرا سخت انتظار تھا چنانچہ اس کے بعد عباس بن الفضل بن الربیع نے مجھ سے بیان کیا کہ امیرالمومنین دریائے فرات میں ایک کشتی پر سوار تمھارا انتظار کر رہے تھے اتنے میں ایک غبار اٹھا مجھ سے کہنے لگے کہ عباس یہ ضرور سندی اور اس کے ہمراہی ہوں گے میں نے کہا بیشک امیرالمومنین میرا بھی یہی خیال ہے اتنے میں تم آپہونچے۔

میں اپنی سواری سے اتر کر ٹھہر گیا رشید نے مجھے پاس بلوایا میں سامنے جا کر مودب خاموش کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے خدمتگاروں کو برخواست کا حکم دیا وہ چلے گئے اور اب وہاں صرف عباس بن الفضل اور میں رہ گئے، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اب انھوں نے عباس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور حکم دیا کہ وہ تختے جو کشتی پر بچھائے گئے ہیں اٹھائے جائیں، عباس نے حکم کی بجا آوری کی، مجھ سے کہا قریب آؤ میں ان کے قریب گیا پوچھا جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیوں بلایا ہے میں نے اپنی قطعی لاعلمی ظاہر کی کہنے لگے میں نے تم کو ایک ایسے کام کے لئے بلایا ہے کہ اگر اس کی خبر میری قمیص کے بوتام کو ہو جائے تو میں اسے ابھی فرات میں پھینکدوں اچھا تمھارے خیال میں میرا سب سے معتمد علیہ امیر کون ہے میں نے کہا ہرثمہ کہنے لگے ٹھیک کہتے ہو اور میرا سب سے زیادہ معتمد علیہ خادم کون ہے میں نے کہا مسرور الکبیر کہنے لگے بالکل ٹھیک کہتے ہو اچھا تم اسی وقت جاؤ اور نہایت تیز گامی سے طئی مسافت کر کے مدینتہ السلام پہونچو وہاں پہنچتے ہی اپنے بھروسہ کے آدمیوں اور

فوجی دستوں کو جمع کر کے حکم دو کہ وہ اور ان کے شاگرد پیشہ کیل کانٹے سے درست رہیں اور بگل کی آواز پر تم برامکہ کے مکانات جانا اور سب کی پہرہ بندی کرنا ایک ایک ڈیوڑھی کی ناکہ بندی اپنے فوجی دستوں کے ایک ایک سردار کے سپرد کر دینا کسی شخص کو نہ اندر آنے دینا نہ باہر جانے دینا البتہ محمد بن خالد کے ساتھ کوئی تعارض نہ کرنا یہ ناکہ بندی میرے حکم کے آنے تک برابر قائم رہے۔

اب تک انھوں نے برامکہ کو نہیں چھیڑا تھا۔ میں تیزی سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مدینتہ السلام آیا میں نے اپنے تمام آدمی جمع کر کے ان کو حسب الحکم ہر کام کے لئے تیار کر لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد ہرثمہ بن اعین جعفر بن یحیٰی کا مقتول جسد ایک خچر پر بلا زین کے بار کئے ہوئے لے کر میرے پاس پہونچا اور امیر المومنین کا خط مجھے دیا جس میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں اس کے جسد کے دو ٹکڑے کر کے اس کو تین پلوں پر سولی پر لٹکا دوں میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

محمد بن اسحٰق کہتا ہے کہ جعفر کا جسد بہت دن تک اسی طرح مصلوب رہا، جب رشید خراسان جانے لگے تو میں بھی اس مقام سے گذرا اور میری نظر اس پر پڑی جب وہ دریا کے شرقی کنارے پر خزیمہ بن خازم کے دروازے آئے تو انھوں نے ولید بن جشم الشاری کو جیل خانہ سے طلب کر کے احمد بن جنید الختیلی اپنے مشہور تلوریے کو اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا احمد نے اسے قتل کر دیا اس وقت انھوں نے سندھی کو دیکھا اور کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے (یعنی جعفر) جلا دیا جائے ان کے جانے کے بعد سندھی نے کانٹے اور ایندھن جمع کر کے جعفر کی لاش جلا ڈالی۔

جب رشید نے جعفر بن یحیٰی کو قتل کر دیا تو کسی نے یحیٰی سے کہا کہ امیر المومنین نے تمھارے بیٹے جعفر کو قتل کر دیا ہے اس نے کہا اسی طرح ان کا بیٹا قتل کیا جائے گا۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تمھارے تمام مکان ویران و برباد کر دئیے گئے یحیٰی نے کہا اسی طرح ان کے قصر و ایوان

ویران ہو جائیں گے۔

بشار الترکی نے بیان کیا ہے کہ جس دن کے آخر میں رشید نے جعفر کو قتل کیا ہے اس روز وہ جبکہ عمر میں فروکش تھے شکار کے لئے گئے یہ جمعہ کا دن تھا اور صرف جعفر بن یحییٰ تنہا ان کے ہمراہ تھا ان کے دونوں ولی عہد بیٹے بھی ساتھ نہ تھے جعفر ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا انھوں نے اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھ چھوڑا تھا اور اس سے پہلے خود اپنے ہاتھ سے انھوں نے جعفر کو غالیہ ملا تھا۔

وہ اس تمام دن ایک لمحہ کی جدائی بغیر ان کے ہمراہ تھا سر شام شکار سے واپس آئے جب رشید محل میں جانے لگے انھوں نے جعفر کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگے کہ اگر آج میری رات عورتوں کے لئے مخصوص نہ ہوتی تو میں تم کو جدا نہ کرتا تم اپنی قیام گاہ جاؤ اور وہاں خوب دور شراب چلاؤ۔ اور عیش و طرب کی بزم مناؤ تاکہ جو کیفیت میری ہو وہی لطف تم کو بھی حاصل ہو۔

جعفر نے کہا بخدا میں ان چیزوں کا دلدادہ نہیں ہوں میں تو صرف آپ کی محبت میں ان چیزوں سے لطف اندوز ہو جاتا ہوں۔

رشید کہنے لگے تم کو میری جان کی قسم ہے آج ضرور پینا یہ ان کے پاس سے اپنی قیام گاہ آیا اس رات رشید کے خدمتگار گھنٹے گھنٹے کے بعد نقل، بخورات اور پھول لے کر اس کے پاس آتے رہے جب رات اچھی طرح بھیگ گئی انھوں نے مسرور کو اس کے پاس بھیجا اور اسی کی نگرانی میں جعفر کو قید کر دیا گیا اور پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا، فضل، محمد اور موسیٰ بھی قید کر دیے گئے سلام الابرش کو یحییٰ کے دروازے پر متعین کیا گیا البتہ محمد بن خالد یا اس کے بیٹوں اور ملازموں سے کوئی تعارض نہیں کیا گیا۔

سلام یہ کہتا ہے اس وقت جب کہ یحییٰ کے مکان کے پردے کھول دئے گئے تھے اور اس کا تمام مال ضبط کر کے قلمبند کر لیا گیا تھا میں اس کے پاس آیا کہنے لگا اے ابوسلمہ قیامت اسی طرح آئے گی

جب میں پلٹ کر رشید کی خدمت میں آیا تو میں نے یحیٰی کی بات ان سے بیان کی جسے سن کر وہ دیر تک سرنیچا کئے سوچتے رہے۔

ایوب بن ہارون بن سلیمان بن علی بیان کرتا ہے کہ چونکہ میں یحیٰی سے خاص تعلق رکھتا تھا اس بنا پر جب وہ انبار آیا تو میں اس سے ملنے گیا میں اس شام کو جو اس کے عروج اور اقتدار کی آخری شام تھی اس کے پاس موجود تھا یہ اپنی تباہ کن کشتی میں بیٹھکر امیر المومنین کی خدمت میں گیا اور فوج خاصہ کے سردار کے دروازے سے انکی خدمت میں باریاب ہوا اس نے لوگوں کی ضروریات دوسرے مہات سلطنت سرحدوں کی اصلاح اور بحری لڑائی وغیرہ کے متعلق معاملات کو ان سے بیان کیا اور ضروری احکام حاصل کئے ان کے پاس سے نکل کر اس نے لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہاری درخواستیں قبول کر لی ہیں اور ان کے متعلق احکام دے دیئے ہیں اس نے ابوصالح یحیٰی بن عبدالرحمٰن کو بلا کر حکم دیا کہ ان فرامین کو نافذ کر دو پھر وہ ہم سے ابومسلم اور اس کے معاذ بن مسلم کو روانہ کر دینے کے واقعات بیان کرتا رہا بعد مغرب وہ اپنے مکان میں چلا گیا اسی رات کی صبح کو ہم کو جعفر کے قتل اور برامکہ کے زوال کی خبر ملی۔ میں نے اس کو جعفر کی تعزیت لکھی اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ "ہم اللہ کے فیصلہ سے خوش ہیں اور جانتے ہیں کہ اس میں ہماری بھلائی ہو گی، اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں اسے بغیر ان کے گناہوں کے مواخذہ نہیں کرتا اور تیرا رب ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اکثر اوقات وہ معاف کر دیتا ہے اور اس پر اللہ کا شکر ہے۔"

جعفر شب شنبہ غرۂ ماہ صفر ۱۸۷ھ ہجری میں سینتیس سال کی عمر میں قتل کیا گیا، وزارت سترہ سال برامکہ میں رہی۔

مسرور نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید سے عرض کیا کہ جعفر عرض پرداز ہے کہ صرف ایک مرتبہ آپ اسے دیکھ لیں کہنے لگے کہ یہ نہیں ہوسکتا وہ جانتا ہے کہ اگر میری نظر اس پر پڑ گئی تو پھر میں اسے

قتل نہیں کروں گا۔

اکثر شعرائے عصر نے ان کے متعلق قصائد اور ان کے مرثیے لکھے،

اس سال دمشق میں مضری اور یمانی عربوں میں فرقہ وارانہ مناقشہ پیدا ہوا رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو دمشق بھیجا اس نے ان کے درمیان مصالحت کرادی۔

اس سال مصیصہ میں زلزلہ آیا جس سے شہر پناہ کا کچھ حصہ منہدم ہوگیا اور تھوڑی دیر رات میں آبرسانی کا سلسلہ مسدود ہوگیا۔ اس سال عبدالسلام خارجی نے آمد میں خروج کیا یحیٰی بن سعید العقیلی نے اسے قتل کردیا۔ اس سال یعقوب بن داؤد نے رقہ میں وفات پائی۔

اس سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو کفار سے جہاد کرنے موسم گرما میں بھیجا اور اسے اپنا ذریعۂ تقرب بنانے کے لئے اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے بخش دیا اور اسے عواصم کا والی مقرر کردیا۔

اس سال عبدالملک بن صالح پر رشید کا عتاب نازل ہوا اور انہوں نے اسے قید کردیا۔

عبدالملک بن صالح پر رشید کا غضب

اور اس کی وجہ

احمد بن ابراہیم بن اسماعیل نے بیان کیا کہ عبدالملک بن صالح کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا یہ سربرآوردہ آدمی تھا عبدالملک اسی سے اپنی کنیت کرتا تھا یہ عبدالرحمٰن اپنے باپ کی اکثر شکایت کرتا رہتا تھا اس نے اور قمامہ نے رشید سے عبدالملک کی شکایت کی کہ وہ خلافت کا امیدوار ہے رشید

نے اسے پکڑ کر فضل بن الربیع کے پاس قید کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب رشید عبد الملک سے ناراض ہوئے تو وہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا رشید نے اس سے کہا کیا جس قدر عظیم احسان میں نے تجھ پر کئے ہیں تو ان پر پانی پھیر رہا ہے اور ان نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے عبد الملک نے کہا حقیقت حال یہ نہیں ہے اگر میں ایسا کرتا تو مجھے ندامت سے دوچار ہونا پڑتا اور سزا کا مستوجب ہوتا یہ سب کچھ حاسدوں کی شرارت ہے، چونکہ مجھے آپ کی جناب میں قربت دوستی اور دیرینہ نیازمندی حاصل ہے اس وجہ سے سب لوگ مجھ سے جلتے ہیں آپ امت اسلام کے لئے رسول اللہ کے جانشین اور ان کے خاندان کے لئے ان کے امین ہیں امت پر آپ کی اطاعت اور خیر خواہی اور آپ پر اس کے معاملہ میں انصاف اتفاقیہ واقعات میں بردباری اور خطاؤں پر معافی فرض ہے۔ رشید نے کہا زبان سے اس طرح خوشامد کی باتیں بناتے ہو اور اپنے دل میں میرے خلاف منصوبے تیار کرتے ہو یہ دیکھو تمہارا کاتب قمامہ موجود ہے یہ تمہارے دل کی کھوٹ اور فسادنیت کو تمہارے منہ پر بیان کرے گا سنو وہ کیا کہتا ہے عبد الملک نے کہا اس نے آپ سے بالکل خلاف واقعہ بات کہی ہے اور ممکن ہے کہ وہ میرے سامنے مجھ پر افترا اور بہتان لگا سکے۔

قمامہ طلب کیا گیا رشید نے اس سے کہا بغیر کسی خوف اور تردد کے صاف صاف بیان کرو اس نے کہا میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آپ سے غدر کرنے اور آپ کی مخالفت کے لئے کمربستہ ہے، عبد الملک نے کہا قمامہ تم کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا بیشک تم چاہتے ہو کہ امیر المومنین کو اچانک قتل کردو، عبد الملک کہنے لگا جب یہ میرے منہ پر مجھ پر بہتان باندھ رہا ہے تو میرے عقب میں تو اس نے کیا کچھ میرے خلاف جھوٹی باتیں نہ کہی ہوں گی۔

رشید نے کہا اور یہ دیکھو تمہارا بیٹا عبد الرحمن موجود ہے اس نے مجھ سے تمہاری سرکشی اور فسادنیت کی شکایت کی ہے۔ اگر مجھے تمہارے

خلاف کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت ہو تو ان دونوں سے زیادہ ثقہ شاہد تمہارے معاملہ میں اور کون ہو سکتا ہے ان کے بیان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے عبد الملک نے کہا ان دو گواہوں میں سے ایک سرکاری مامور معلوم ہوتا ہے اور دوسرا دہ ہے جسے میں نے اپنی الفت پدری سے خارج کر دیا ہے اس وجہ سے وہ میری شکایت کرنے پر مجبور ہے جو شخص اسی کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کا ایسا میری نسبت کہنا درست ہے اور اگر کہنے والا عاق ہے تو وہ پہلے ہی ناحق شناس اور ناشکر ہے اللہ عزوجل نے خود اپنے کلام مبین میں ایسے شخص کی عداوت سے مطلع کر کے تنبہ کر دیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم (ترجمہ) بیشک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے متنبہ رہو۔

اس گفتگو کے بعد رشید دربار سے اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے اگرچہ تمہارا معاملہ بالکل واضح ہو چکا ہے مگر جب تک مجھے تمہارے بارے میں اللہ کی مرضی کا علم نہ ہو میں کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا اسی کو میں اپنے اور تمہارے درمیان حکم بناتا ہوں عبد الملک نے کہا میں اس بات سے بالکل خوش ہوں اللہ حکم ہو اور امیر المومنین حاکم کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ امیر المومنین اپنی خواہش اور ارادے پر اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کو ترجیح دیں گے اور اسی کو اختیار کریں گے۔

اس کے بعد رشید نے ایک دوسری مجلس اس معاملہ کے لئے منعقد کی عبد الملک نے دربار میں آکر سلام کیا رشید نے اس کا جواب نہیں دیا عبد الملک نے کہا کہ آج تو اس معاملہ کے متعلق میں کوئی جواب دہی نہیں کرتا رشید نے پوچھا کیوں اس نے کہا اس وجہ سے کہ اس کی ابتدا ہی خلاف سنت ہوئی ہے تو اس کا انجام معلوم ہے، رشید نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے اس کا جواب تک نہیں دیا کم از کم آپ میرے ساتھ عوام کا سا برتاؤ تو کریں، رشید نے کہا سنت رسول اللہ کی

اقتدا میں اور عدل کے لئے اظہار ایثار میں اور اس لئے کہ سلام کی عادت رہے میں تم کو سلام کرتا ہوں السلام علیکم۔ عبد الملک سے خطاب کرتے کرتے اب انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کی طرف مڑ کر کہا آرید حیاتہ ویرید قتلی الی آخرہ، (ترجمہ) میں تو اس کی حیات چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کے درپے ہے"۔ اس کے بعد انھوں نے کہا بخدا گویا اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خون کی نالیاں بہ رہی ہیں اور آتش جنگ مشتعل ہے، جس میں ہاتھ اور سر کٹ کٹ کر گر رہے ہیں، ذرا دم لو۔ کچھ خبر ہے اللہ نے میرے ذریعہ دشوار کو تمہارے لئے سہل کیا ہے، کدورت کو صاف کیا ہے اور تمام معاملات کو درست کیا ہے، اس مصیبت سے پہلے جس میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹ جائیں گے میں تم کو آگاہ کرتا ہوں اور ڈراتا ہوں کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔

عبد الملک نے کہا امیر المومنین آپ اس خلافت کے معاملہ میں جو اللہ نے آپ کو دی ہے اور اس رعایا کے بارے میں جس کی نگرانی اللہ نے آپ کی سپردگی ہے اللہ سے ڈرتے رہیں شکر گذاری کے بجائے ناسپاس شناسی اختیار نہ کریں، صلہ کے بجائے سزا نہ دیں۔ بخدا میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ خلوص برتا ہے اور سچی اطاعت شعاری کی ہے میں نے اپنے ان دونوں قوی بازوؤں کے زور سے جو یلملم کے دونوں ستونوں سے زیادہ سخت اور مضبوط ہیں آپ کی حکومت کی چولیں مضبوط کی ہیں اور آپ کے دشمن کو تباہ و برباد کیا ہے میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ محض ایک جھوٹے مفتری کی جھوٹی شکایت اور ایک جانی دشمن کی چغلی کی بنا پر اپنے ایک عزیز قریب سے بدگمان نہ ہوں اور اس سے اپنا تعلق ختم نہ کریں میں نے نہایت دشوار کاموں کو آپ کے لئے سہل کیا ہے اور تمام امور سلطنت کو درست کیا ہے میں نے آپ کی اطاعت کو لوگوں کے قلوب میں جا نشین کیا ہے کتنی راتیں ایسی مجھ پر گذری ہیں کہ ان میں میں نے آپ کی خاطر سخت تکلیف اٹھائی ہے اور کتنے نازک موقع ایسے پیش آئے ہیں جہاں میں آپ کے لئے ثابت قدم رہا ہوں ان مواقع پر میری مثال ان شعروں

کی مصداق تھی جو بنی جعفر بن کلاب کے کسی شخص نے کہے ہیں۔

ومقام ضیق فرجتہ ؛ ببنانی ولسانی وجدل

لو یقوم الفیل او فیالہ ؛ زل عن مثل مقامی وزحل

بہت سے ایسے مشکل مواقع پیش آئے کہ میں نے ان کو اپنے ہاتھ زبان اور طاقت سے سہل بنادیا کہ اگر وہاں زبردست ہاتھی ہوتا تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ہٹ جاتا۔

رشید نے کہا اگر میں بنی ہاشم پر مہربان نہ ہوتا تو ضرور تجھے قتل کرتا۔

زید بن علی بن الحسین العلوی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے عبدالملک بن صالح کو قید کیا تو عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال حاضر خدمت ہوا اور اس نے کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی رشید نے کہا کہو کیا ہے اس نے کہا امیرالمومنین خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے کہ عبدالملک ہمیشہ سے آپکا مخلص اور وفا شعار رہا ہے آپ نے اسے کیوں قید کر دیا۔ رشید نے کہا کیوں ان مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ میرے خلاف سازش کر رہا ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ میرے ان دونوں بیٹوں امین اور مامون میں لڑائی کرا دیگا اگر تم یہ مناسب سمجھتے ہو کہ ہم اسے قید سے رہا کردیں تو ہم تمہاری ذمہ داری پر اس کے لئے تیار ہیں چھوڑ دیں گے۔ عبداللہ بن مالک نے کہا اب جب کہ آپ نے اسے قید ہی کر دیا ہے تو میں یہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ فوراً اسے رہا کر دیا جائے البتہ یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے صرف نظر بند کر دیا جائے اور وہاں اس کا وہی اعزاز قایم رہے جو آپ کے اور اس کے شایان ہے۔ رشید نے کہا البتہ اس کے لئے میں تیار ہوں۔

رشید نے فضل بن الربیع کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تم عبدالملک بن صالح کے پاس اس کے قید خانے میں جاؤ اور کہو کہ تم کو حالت قید میں جن جن ضروریات کی ضرورت ہو اس کے متعلق حکم دے دو انکو مہیا کر دیا جائے گا۔ فضل نے اس سے پوچھ کر اس کے مطالبات رشید سے

بیان کئے۔
اسی سلسلہ میں ایک دن رشید نے عبدالملک بن صالح سے کہا کہ تو صالح کا بیٹا نہیں ہے اس نے پوچھا پھر میں کس کا ہوں رشید نے کہا تو مروان الجوری کا بیٹا ہے عبدالملک کہنے لگا دونوں بڑے جواں مرد تھے مجھے کچھ پروا نہیں کسی کا بھی ہوں۔
رشید نے اسے فضل الربیع کی نگرانی میں قید کر دیا یہ رشید کی زندگی میں مقید رہا ان کی وفات کے بعد محمد نے اسے رہا کر کے شام کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ اس نے رقہ کو اپنا مستقر بنایا اس نے محمد سے یہ بھی عہد کیا تھا کہ اگر تم مارے گئے اور میں اس وقت زندہ رہا تو بھی میں کبھی مامون کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا مگر یہ محمد سے پہلے ہی مر گیا اور سرکاری مکانات میں سے کسی جگہ دفن کیا گیا، جب مامون اپنے عہد خلافت میں روم جانے لگے تو انھوں نے عبدالملک کے کسی بیٹے کو حکم بھیجا کہ تم اپنے باپ کو میرے مکان سے نکال لے جاؤ چنانچہ اس کی ہڈیاں مدفن سے برآمد کر کے دوسری جگہ منتقل کی گئیں۔ اس نے محمد سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کبھی تم کو اپنی جان کا خوف ہو تم میرے پاس آجانا خدا کی قسم میں تمھاری حفاظت کروں گا۔
بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں رشید نے یحیٰی بن خالد سے کہلا کر بھیجا کہ عبدالملک بن صالح میرے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے تم اس سے باخبر ہو لہٰذا اس کے متعلق تم کو جو بات معلوم ہو اس سے مجھے اطلاع دو اگر تم مجھ سے سچا واقعہ بیان کرو گے تو میں تم کو بحال کر دوں گا، یحیٰی نے کہا بخدا امیر المومنین میں اس بات سے قطعی ناواقف ہوں کہ عبدالملک نے کوئی ایسا منصوبہ باندھا ہو جو آپ کے خلاف ہو اور اگر مجھے کوئی ایسی اطلاع ملتی تو آپ نہیں بلکہ میں اس کا حریف ہوتا کیونکہ آپ کی حکومت تو اصل میں میری حکومت تھی اور اس کی نیکی اور بدی کا تمام تر اثر مجھ پر تھا ایسی صورت میں عبدالملک کے لئے

یہ بات کیونکر مناسب تھی کہ وہ مجھے اپنے منصوبے میں شامل کرنے کی آرزو کرتا اور اگر میں اس کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ بھی ہو جاتا تو مجھے اس بات کی امید ہرگز نہ ہوتی کہ جو مرتبہ اور عزت رسوخ اور اقتدار آپ نے مجھے دیا ہے وہ مجھے وہ دیتا۔ خدا کے لئے آپ میرے متعلق ایسا گمان ہرگز نہ کریں بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ عبدالملک ایک معتمد اور ذمہ دار آدمی ہے میری خوشی تو یہ ہے کہ ایسا آدمی آپ کے ساتھ رہے، اور اس کی نیک چلنی عزت نفس اور بردباری کی وجہ سے جس کے آپ خود مداح تھے آپ اس کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات قایم رکھیں۔

جب رشید کے پیامبر نے ان سے آکر یحیٰی کا یہ جواب عرض کیا انھوں نے اسے دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے جاکر کہدو کہ اگر وہ عبدالملک کی اس سازش کا پتہ نہ دے گا تو میں اس کے بیٹے فضل کو قتل کردوں گا، یحیٰی نے کہا کہ جاکر عرض کردو کہ ہم آپ کے قبضہ میں ہیں آپ جو چاہیں کریں بالفرض اگر اس واقعہ میں کوئی بھی اصلیت ہو تو اس کا مجرم میں ہوں نہ کہ فضل، فضل نے کیا کیا ہے کہ اسے اس کی سزا دیجائے پیامبر نے فضل سے کہا کہ چونکہ امیرالمومنین کے حکم کی بجاآوری ضروری ہے لہذا موت کے لئے تیار رہو۔ فضل کو یقین ہو گیا کہ میں اب مارا جانے والا ہوں اس نے اپنے باپ سے آخری ملاقات کی اور رخصت ہوا اس نے یحیٰی سے کہا آپ مجھ سے خوش ہیں یحیٰی نے کہا کہ ہاں میں تم سے راضی ہوں اور اللہ بھی تم سے راضی ہو تین دن تک باپ بیٹے ایک دوسرے سے علیحدہ رکھے گئے مگر جب کوئی بات یحیٰی کے خلاف ثابت نہ ہوئی تو پھر ان دونوں کو حسب سابق یکجا کردیا گیا۔ چونکہ اس زمانے میں برامکہ کے دشمن مسلسل رشید سے ان کی شکایتیں کرتے رہتے تھے اس وجہ سے رشید نے بہت سخت سخت خط ان کو لکھے۔

جب مسرور نے قتل کے لئے لے جانے کے لئے فضل کا ہاتھ

پکڑا تو اس وقت یحییٰ سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے اپنے دل کا غبار نکالا اور مسرور سے کہا کہ رشید سے جا کر کہدو کہ اسی طرح تمہارا بیٹا بھی مارا جائیگا
مسرور کہتا ہے کہ جب رشید کا غصہ فرو ہوا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہوا میں نے یحییٰ کا قول اس سے بیان کیا کہنے لگے مجھے اس کے کہنے سے اندیشہ ہو گیا ہے کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ مجھ سے کوئی بات آئندہ کے لئے کہی گئی ہو اور وہ اسی طرح پیش نہ آئی ہو۔
ایک دن رشید سیر کے لئے جا رہے تھے عبد الملک بن صالح بھی سواری میں ہمرکاب تھا جبکہ وہ رشید کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا کہ ایک پہلو سے یکایک ایک شخص نے بلند آواز سے رشید سے کہا کہ امیر المومنین اس کی امیدوں کا خاتمہ کر دیجئے اس کی آزادی سلب کر لیجئے اور اس کی مشکیں بندھوا دیجئے اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو یہ آپ کے خلاف بغاوت کرے گا۔
رشید نے عبد الملک کو دیکھا اور کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا یہ نافرمان، سازشی جاسوس اور حاسد ہے رشید نے کہا تم سچ کہتے ہو دوسرے لوگ اپنی ناقابلیت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور تم آگے بڑھ گئے اپنی کوتاہی اور ناقابلیت کی وجہ سے ان کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں دبی ہوئی ہیں اسی لئے وہ تمہاری شکایتیں کرتے ہیں، عبد الملک نے کہا خدا کرے کہ ان کے قلوب کی یہ آگ کبھی نہ بجھے اور وہ اسی طرح جل جل کر مریں تاکہ یہ تکلیف ان میں دوامًا متوارث ہو جائے!
ایک مرتبہ رشید منبج سے جو عبد الملک کا مستقر تھا گذرے اور اس کے مکان کو دیکھ کر پوچھا یہ تمہارا مکان ہے عبد الملک نے کہا کہ اصل میں تو یہ جناب والا کا ہے اور اسی نسبت سے میرا بھی ہے انھوں نے پوچھا مکان کیسا ہے عبد الملک نے کہا کہ میرے متعلقین کی عمارت سے نیچا اور منبج کے دوسرے مکانوں سے بلند واقع ہوا ہے، رشید نے پوچھا رات کیسی ہوتی ہے اس نے کہا تمام رات گویا صبح ہے۔

اس سال ماہ شعبان میں قاسم بن الرشید روم کے علاقہ میں گھس گیا اور اس نے قرہ کا محاصرہ کر لیا۔ نیز اس نے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو کسی دوسری سمت بھیجا اس نے قلعۂ سنان کا محاصرہ کر لیا، جب محصورین محاصرہ کی شدت سے عاجز آ گئے تو روم نے مسلمانوں سے یہ درخواست کی کہ ہم ان تین سو بیس مسلمان قیدیوں کو جو ہمارے پاس ہیں رہا کر دیں گے اگر تم ان دونوں مقامات کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے مسلمانوں نے یہ درخواست قبول کی اور قرہ اور قلعۂ سنان سے صلح کر کے واپس چلے گئے، اسی جہاد میں رومیوں کے علاقہ میں علی بن عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی یہ قاسم کے ساتھ تھا۔

اسی سال بادشاہ روم نے اس صلح کو توڑ دیا جو اس سے قبل رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی نیز اس نے زر ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔

رومیوں کا نقض معاہدہ

جس وجہ سے مسلمانوں اور ملکۂ روم رینی کے درمیان معاہدۂ صلح طے پایا تھا اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے ایک عرصہ کے بعد رومیوں نے ملکہ کے خلاف بغاوت کر دی اسے تخت سے اتار دیا اور اب اس کی جگہ نقفور جس کے متعلق رومی یہ کہتے ہیں کہ وہ عرب کے قبیلہ غسان کے کسی شخص جفنہ نام کی اولاد میں تھا بادشاہ بن بیٹھا۔ اس سے پہلے وہ روم کا افسر خراج تھا تخت سے علحدگی کے پندرہ ماہ بعد رینی مر گئی اب نقفور کا اقتدار اور اس کی حکومت استوار ہو گئی اور تمام رومی اس کے مطیع اور فرماں بردار ہو گئے اس نے رشید کو یہ خط لکھا:

"یہ خط نقفور بادشاہ روم کی طرف سے رشید بادشاہ عرب کو ارسال کیا جاتا ہے امابعد مجھ سے پہلے جو ملکہ تھی اس نے تم کو شطرنج کا رخ اور اپنے کو پیدل بنا لیا تھا اور اسی کمزوری کی وجہ وہ تمکو زرفدیہ ادا کرتی تھی حالانکہ سزاوار یہ تھا کہ تم اسے زرفدیہ دیتے مگر یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ بے عزتی گوارا کی میرے اس خط کو پڑھتے ہی تم تمام زر و اصلات واپس کرو اور اور آئندہ کے لئے اپنی جان کی ضمانت کے لئے زرفدیہ ادا کرو ورنہ اب تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔

خط پڑھ کر رشید فرط غضب سے آگ ہو گئے اس حالت میں کسی شخص کو کچھ کہنے کی تو کیا مجال تھی کوئی ان کو دیکھ بھی نہیں سکتا تھا ان کے تمام مصاحبین اس خوف سے کہ مبادا ان کی کسی بات یا فعل سے وہ اور بھڑک اٹھیں دربار سے چلے گئے خود وزیر سلطنت پریشان تھا کہ اس حالت میں کوئی مشورہ دے یا انھیں اپنی صوابدید پر کاربند ہونے دے۔

رشید نے دوات طلب کی اور اسی خط کی پشت پر اپنے ہاتھ سے یہ جواب لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ خط امیر المومنین ہارون کی جانب سے روم کے کتے نقفور کے نام بھیجا جاتا ہے، اے کافرزادے میں نے تیرا خط پڑھا اس کا جواب تو اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا تجھے سننے کی نوبت بھی نہیں آئیگی والسلام"

رشید اسی دن رومیوں سے نبرد آزما ہونے چل کھڑے ہوئے وہ پیہم کوچ کرتے ہوے ہرقلہ پہونچے اس کا محاصرہ کر لیا اسے بزور شمشیر فتح کیا انھوں نے بہت سا مال غنیمت لونڈی غلام اور اسیران جنگ حاصل کئے، شہر کو برباد کر کے جلا دیا اب نقفور نے اس شرط پر کہ وہ سالانہ خراج ادا کرتا رہے گا صلح کی درخواست کی رشید نے

اسے منظور کر لیا۔

وہ اس مہم سے واپس ہو کر رقہ آئے تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ نقفور نے معاہدہ صلح کو توڑ کر اس کی خلاف ورزی کی ہے چونکہ سردی نہایت شدید تھی اس وجہ سے نقفور کو ان کے واپس آنے کی ہرگز امید نہ تھی اسی اطمینان پر اس نے بد عہدی کی اس کی اطلاع دار الخلافت آئی اس اندیشہ سے کہ تکرر پیشقدمی سب کے لئے باعث خطر ہو گی کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس کی اطلاع بلا واسطہ ان کو دے اہل جندہ کے ایک شاعر ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حجاج بن یوسف التیمی ہے اس واقعہ کی ان کو خبر کرنے کے لئے اپنے اشعار کو ذریعہ ارسال بنایا۔ عبد اللہ بن یوسف اسماعیل بن ابو القاسم ابو العتاہیہ اور تیمی نے اس موضوع پر شعر کہے اور جب عبد اللہ بن یوسف نے اپنے اشعار سنائے تو رشید کہنے لگے کیا خوب نقفور نے یہ کیا ہے نیز ان کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ ان کے وزرا نے ان تک اس خبر کو پہنچانے کی یہ ترکیب کی تھی اسے سنتے ہی وہ نہایت سخت محنت اور کلفت سفر برداشت کرتے ہوئے پھر اس کے مقابلے کے لئے پلٹے اور خود اس کے مرکز پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اپنی تمام شرائط منوا کر اور اپنے دلی منصوبوں کو پورا کر کے وہاں سے واپس آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ابراہیم بن عثمان بن نہیک قتل کیا گیا، واقدی کے علاوہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ابراہیم سنہ ۱۸۶ ہجری میں قتل کیا گیا۔

ابراہیم بن عثمان بن نہیک کا قتل

ابراہیم بن عثمان اکثر جعفر بن یحیٰی اور برامکہ کا تذکرہ کرتا رہتا ان کی

محبت میں اور ان کی بربادی پر اظہار غم کے لئے رویا کرتا محض گریہ سے تجاوز کر کے وہ برامکہ کے بدلہ لینے والوں کے زمرہ میں شامل ہوا یہ جب خلوت میں اپنی باندیوں کے ساتھ خوب شراب پی کر بدمست ہو جاتا تو کہتا۔ "غلام میری تلوار ذو المنیۃ مجھے دے" اس نے اپنی تلوار کا نام ذو المنیّہ رکھا تھا غلام تلوار لاکر اسے دے دیتا یہ اسے نیام سے نکال کر ہائے جعفر ہائے میرے آقا پکارتا اور کہتا کہ میں تمہارے قاتل کو قتل کر کے رہوں گا اور تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا جب اس کی لے بہت بڑھ گئی اس کے بیٹے عثمان نے فضل بن الربیع سے آکر تمام یہ قصہ بیان کیا فضل نے رشید کو اطلاع کی رشید نے عثمان کو بلایا اور پوچھا کہ یہ فضل نے کیا بات بیان کی ہے اس نے اپنے باپ کا تمام واقعہ بیان کیا رشید نے اس سے پوچھا کہ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی شاہد ہے اس نے کہا جی ہاں ان کا خدمتگار نوال، رشید نے بغیر کسی کی اطلاع کے نوال کو اپنے پاس بلا کر اس سے پوچھا اس نے کہا کہ ابراہیم نے یہ بات ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار کہی ہے مگر پھر بھی رشید کہنے لگے کہ یہ بات نامناسب ہے کہ میں اپنے ایک خاص آدمی کو ایک نوعمر چھوکرے اور ایک خصی کے بیان پر قتل کر دوں ممکن ہے کہ ان دونوں نے اس کے خلاف اس لئے کوئی سازش کی ہو کہ لڑکا تو اپنے باپ کا عہدہ چاہتا ہو اور خدمتگار مدت دراز کی خدمت گزاری کی وجہ سے اس کا دشمن ہو گیا ہو۔

چند روز انھوں نے اس معاملہ میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی خاموش رہے، پھر انھوں نے خیال کیا کہ ابراہیم بن عثمان کا امتحان لینا چاہئے تاکہ اس کی طرف سے جو بدگمانی اور اندیشہ ان کے دل میں پیدا ہو گیا ہے وہ بھی نکل جائے۔ انھوں نے اس غرض کے لئے فضل بن الربیع کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ابراہیم بن عثمان کے بیٹے نے اس کی جو شکایت کی ہے اس کے متعلق

ابراہیم کا امتحان لوں، جب دستر خوان اٹھا دیا جائے تم شراب منگوانا اور ابراہیم سے کہنا کہ چونکہ امیر المومنین کے دل میں تمہاری خاص جگہ ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ آج تم ان کے ساتھ شراب میں شرکت کرو انہوں نے تم کو دعوت دی ہے حاضر رہو، اور جب وہ اچھی طرح پی لے تم ہمیں تنہا چھوڑ کر باہر چلے جانا۔

فضل نے حسبِ عمل کیا پہلے تو ابراہیم شراب کے لئے تیار ہو کر بیٹھ گیا مگر جب فضل بن الربیع ایک دم جانے کے لئے کھڑا ہوا تو یہ بھی اٹھا مگر رشید نے اسے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر بیٹھو، جب وہ بالکل مطمئن ہو کر بیٹھ گیا تو اب رشید نے غلاموں کو اشارہ کیا کہ چلے جائیں وہ سب ہٹ گئے رشید نے اس سے کہا ابراہیم اگر میں اپنا کوئی خاص راز تم سے بیان کر دوں تو کیا تم اس کی حفاظت کرو گے اس نے کہا میرے آقا میں تو آپ کے غلامان خاص اور خادمان معتمد میں سے ہوں یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ کے راز کو افشا کروں گا۔

رشید نے کہا بہت روز سے میرے دل میں ایک بات ہے میں چاہتا تھا کہ تم سے بیان کروں اب میرے سینہ میں اتنی وسعت نہیں کہ اسے وہ سنبھال سکے اس کی وجہ سے میری راتیں بیداری میں گذرتی ہیں، ابراہیم نے کہا جناب والا ضرور مجھ سے بیان کریں میں کبھی دوبارہ اسے آپ سے بھی بیان نہیں کروں گا اور کبھی تنہائی میں بھی اسے اپنی زبان سے نہ نکالوں گا، رشید نے کہا سنو بات یہ ہے کہ جعفر بن یحییٰ کو قتل کر کے میں اس قدر نادم ہوں کہ اس ندامت کا اظہار بھی الفاظ میں نہیں کر سکتا کاش میری سلطنت چلی جاتی مگر وہ زندہ رہتا اس کے قتل کے بعد سے نیند اور لطف زندگی میرے لئے حرام ہیں۔

ان الفاظ کو سنتے ہی ابراہیم کی آنکھوں سے بے اختیار اشک مسلسل رواں ہوئے اور وہ کہنے لگا اللہ ابوالفضل پر اپنا رحم کرے اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دے اے میرے مالک اس کے

قتل میں آپ نے بڑی غلطی کی اور اس کے معاملہ میں آپ سے لغزش ہوئی دنیا میں ایسے آدمی کہاں نصیب ہیں وہ اس زمانے میں سب سے بڑا متقی تھا، یہ سن کر رشید نے کہا حرامزادے تجھ پر اللہ کی لعنت ہو نکل یہاں سے ابراہیم کھڑا ہوا مگر یہ حالت تھی کہ زمین اس کے تلووں سے نکل گئی تھی اس نے اپنی ماں سے آکر کہا کہ اب میری جان گئی اس نے کہا انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا اچھا کہو تو کیا ہوا۔ ابراہیم نے کہا ہوا یہ کہ رشید نے اس طرح میرا امتحان لیا ہے کہ اگر میری ہزار جانیں بھی ہوتیں تو بھی ان میں سے ایک نہ بچ سکتی، اس کے تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیٹے نے آکر اس پر تلوار ماری جس کے زخم سے وہ چند ہی راتیں بسر کرکے مر گیا۔

اس سال عبید اللہ بن العباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۸ ہجری شروع ہوا

اس سال ابراہیم بن جبریئل موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کے لئے گیا، وہ درہ صفصاف سے رومیوں کے علاقہ میں در آیا۔ خود نقفور اس کے مقابلہ پر بڑھا مگر اس کے عقب میں کوئی اہم معاملہ ایسا ئے پیش آیا کہ وہ ابراہیم کے مقابلہ سے پسپا ہوکر پلٹ گیا واپسی میں مسلمانوں کی ایک جماعت سے اس کا مقابلہ ہوگیا اس طرح اسے تین مرتبہ جنگ کا صدمہ برداشت کرنا پڑا اس نے شکست کھائی بیان کیا گیا ہے ان لڑائیوں میں چالیس ہزار سات سو رومی کام آئے ان کے چار ہزار جانور پکڑے گئے۔

اس سال قاسم بن الرشید نے وابق میں جہاد کے لئے قیام کیا

اس سال رشید کی امارت میں حج ہوا وہ پہلے مدینہ آئے یہاں انھوں نے اہل مدینہ کو نصف عطا دی واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق یہ رشید کا آخری حج ہوا۔

سنہ ۱۸۹ ہجری شروع ہوا

اس سال امیر المومنین ہارون الرشید رے گئے۔

رشید کا سفر رے

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن عیسی کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کرنے میں رشید نے یحیٰی بن خالد سے مشورہ کیا تھا یحیٰی نے اس کے تقرر کی مخالفت کی اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں، رشید نے اس مشورہ کو نہ مانا اور علی بن عیسی کو خراسان کا والی مقرر کر دیا؛ اس نے وہاں جا کر اہل خراسان پر بہت سختیاں اور مظالم کئے اور بہت سی دولت جمع کر لی اور اس قدر گھوڑے، اشیائے خوردونوش کپڑے، مشک اور نقد رقم بطور ہدیہ رشید کی خدمت میں ارسال کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی، ان کے معائنہ کے لئے رشید شماسیہ میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھے وہ تمام ہدایا بالترتیب ان کے سامنے پیش کئے گئے ان کو دیکھ کر رشید ششدر رہ گئے یحیٰی پہلو میں کھڑا تھا رشید نے اس سے کہا ابو علی یہ اس شخص نے ہمیں تحفے بھیجے ہیں جس کے متعلق تم نے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں اسے خراسان کا والی مقرر نہ کروں مگر ہم نے تمھاری بات نہ مانی اور مخالفت کی اور اس میں برکت ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ سامنے موجود ہے

اس معاملہ میں دیکھ لو کہ تمہاری رائے کیسی قاصر رہی اور ہماری رائے کیسی بار آور ثابت ہوئی۔

یحییٰ نے کہا امیر المومنین اگرچہ میں چاہتا تو یہ ہوں کہ میری یہ رائے صائب ہو اور میرا یہ مشورہ قرین صواب ہو مگر اس سے بڑھکر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین کی رائے زیادہ صائب ان کی فراست زیادہ کارگر اور ان کا علم اور معرفت میرے علم و معرفت سے کہیں اعلیٰ اور افضل ہو اگر مجھے اس بات کا قوی اندیشہ نہ ہوتا کہ اس کی ولایت کے عواقب اور نتائج برے ہوں گے جن سے اللہ آپ کو محفوظ اور مامون رکھے تو بیشک ان سب اشیا کی خوبی اور کثرت قابل تحسین ہوتی

رشید نے پوچھا وہ کیا ہے؟ یحییٰ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ علی بن عیسیٰ نے یہ تمام نوادر عمائد اور اشراف خراسان پر ظلم کر کے جمع کئے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اس نے زبردستی حاصل کیا ہے اگر امیر المومنین مجھے حکم دیں تو میں ایک گھنٹہ میں اس سے دو چند کرخ کے بعض تاجروں سے حاصل کر کے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں،

رشید نے پوچھا یہ کیونکر یحییٰ نے کہا عون جوہری ہمارے پاس جواہرات کا ایک صندوق لایا تھا ہم نے ستر لاکھ قیمت لگائی مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا حکم ہو تو ابھی میں اپنے داروغہ کو اس کے پاس بھیجکر اس صندوق کو دوبارہ دیکھنے کے لئے منگواتا ہوں اور پھر صاف انکار کر دوں گا کہ میرے پاس وہ جواہرات نہیں آئے اس طرح ہمیں ستر لاکھ کا یہ نفع حاصل ہوگا، اسی طرح میں بڑے تاجروں میں سے صرف دو کے ساتھ ایسا عمل کروں گا اور یہ طریقہ اخفائے حال اور عواقب مضر سے زیادہ بچانے والا ہے بہ نسبت اس طریقۂ کار کے جو علی بن عیسیٰ نے ان تحائف کے حاصل کرنے اور جمع کرنے میں اختیار کیا ہے، اس طرح میں تین گھنٹے میں امیر المومنین کے لئے ان تمام تحائف کی قیمت سے

زیادہ کا مال جمع کئے دیتا ہوں اور یہ میرا طریقہ زیادہ سہل اور مامون بھی ہے علی نے تو تین سال میں یہ جمع کئے ہیں۔

یحییٰ کی یہ بات رشید کے دل نشین ہوگئی اور اب انھوں نے پھر کبھی علی کا تذکرہ یحییٰ کے سامنے نہیں کیا جب اس نے خراسان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا وہاں کے عمائد اور اشراف کو اپنے مظالم سے اپنا دشمن بنا لیا ان کی جان اور مال پر دست درازی کی تو وہاں کے سربرآوردہ عمائد نے رشید کو اس کی شکایت لکھی نیز تمام علاقۂ خراسان کے لوگوں نے رشید کے اعزا اور مصاحبین کو اس کی شکایت میں مسلسل خط لکھے جن میں اس کی زشت خوئی، حرص اور قابل اعتراض طریقۂ ملاقات اور سلوک کی شکایتیں کی گئیں اور امیر المومنین سے یہ درخواست کی کہ آپ اس کے بجائے اپنے کسی خاص معتمد علیہ امیر اور حامی سلطنت کو یہاں کا والی مقرر کر کے بھیجدیں، رشید نے یحییٰ بن خالد کو بلایا اور اس سے علی بن عیسیٰ کے برطرف کرنے میں مشورہ لیا اور کہا کہ کوئی ایسا شخص بتاؤ کہ جو خرابیاں اس فاسق نے وہاں پیدا کر دی ہیں وہ اس کی اصلاح کرے، یحییٰ نے یزید بن مزید کا نام تجویز کیا مگر رشید نے اسے نہ مانا۔

رشید سے کہا گیا کہ علی بن عیسیٰ آپ کی بغاوت پر آمادہ ہے اسی بنا پر یہ مکہ سے واپس آکر رشید سے رے روانہ ہوئے، جمادی الاولیٰ کے ختم میں ابھی تیرہ راتیں باقی تھیں کہ انھوں نے نہروان آکر پڑاؤ کیا ان کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے مامون اور قاسم بھی تھے۔ یہاں سے یہ رے چلے جب قرماسین آئے تو قاضیوں وغیرہ کی ایک جماعت یہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی انھوں نے ان سب کو اس بات پر شاہد مقرر کیا کہ میرے اس پڑاؤ میں جس قدر مال و متاع جانور اسلحہ اور دوسری چیزیں موجود ہیں یہ سب میں عبد اللہ المامون کو دیتا ہوں اب ان میں میرا بالکل کوئی حق نہیں ہے، نیز انھوں نے اپنے مصاحبین اور حاضرین دربار سے مامون کے لئے تجدید بیعت کرائی ہرثمہ بن اعین اپنی فوج خاصہ کے

افسر اعلیٰ کو بغداد بھیجا اور اب انہوں نے دوبارہ اپنے دربار کے تمام حاضرین سے محمد بن ہارون الرشید، عبداللہ اور قاسم کے لئے ولایت عہد کی بیعت لی، البتہ قاسم کی ولی عہدی کی توثیق اور تنسیخ مامون کے حوالے کی کہ جب وہ خلیفہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے اسے ولی عہد رکھے یا علیحدہ کر دے۔

جب ہرثمہ بغداد سے واپس آگیا تو اب رشید رے سے روانہ ہوئے تقریباً چار ماہ رے میں قیام پذیر رہے علی بن عیسیٰ خراسان سے بہت سا روپیہ، جانور، تحائف سامان، مشک سونے چاندی کے برتن جواہر اور دوسری نوادر اشیا لے کر حاضر دربار خلافت ہوا اور یہ سب چیزیں اس نے رشید کے نذر کیں اور اس کے بعد اس نے رشید کے ساتھ جو ان کے بیٹے اعزا۔ کاتب خدمت گار اور امرا ہم سفر تھے ان سب کو علیحدہ علیحدہ حسب مراتب نذرانے اور تحائف پیش کئے۔ جب رشید نے دیکھا کہ اس کا طرز عمل اس اطلاع کے بالکل خلاف ہے جو اس کی شکایت میں ان کو موصول ہوئی تھی وہ اس سے خوش ہو گئے اور اسے اس کی خدمت پر خراسان واپس بھیجا بلکہ خود بھی اس کی مشایعت کی۔

بیان کیا گیا ہے کہ قاسم کے لئے اس وقت جو عہد ولایت لیا گیا وہ اس کے بھائی محمد اور عبداللہ کے عہد ولایت کے بعد لیا گیا اور اب اس کا نام موتمن رکھا گیا اور اس کے لئے ہارون نے ہرثمہ کو ماہ رجب ۱۸۹ھ ہجری کی گیارہ تاریخ کو سنیچر کے دن مدینۃ السلام بھیجا۔

رے سے رشید نے اپنے خدمتگار حسین کو طبرستان بھیجا اسے تین خط لکھ کر دیئے ایک خط میں شروین ابی قارن کے لئے وعدۂ امان لکھا تھا دوسرے میں وندا ہرمز مازیار کے دادا کے لئے وعدۂ امان تھا تیسرے میں مرزبان بن جستان شاہ ویلم کے لئے وعدۂ امان تھا

شاہ ولیم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے اسے اس کی ریاست کو بھیجدیا۔ سعید الحرشی چار سو طبرستانی بہادروں کو لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا ان سب نے رشید کو نذر دی اور بندگی عرض کی۔ وندا ہرمز بھی رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے وعدۂ امان کو قبول کر کے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار اور خراج ادا کرنے کا پختہ وعدہ کیا نیز شروین کی طرف سے بھی اسی قسم کی ضمانت کی جسے رشید نے منظور کر لیا اور اسے پھر اس کے علاقہ کو جانے کی اجازت دی ہرثمہ بن اعین کے اس کے ہمراہ بھیجا ہرثمہ نے اس کے اور شروین کے بیٹے کو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے لیا، خزیمہ بن خازم والی آرمینا بھی رے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت سے تحفے نذر گذرانے۔

اسی سال رشید نے عبداللہ بن مالک کو طبرستان، رے، رویان و نباوند قوس اور ہمذان کا والی مقرر کیا۔

اسی سفر کے اثنا میں ہارون نے محمد بن الجنید کو ہمذان اور رے کے درمیانی راستے کا محافظ مقرر کیا، اور عیسیٰ بن جعفر بن سلیمان کو عُمان کا والی بنایا۔ اس نے جزیرۂ ابن کاوان کی سمت سے سمندر کو عبور کر کے وہاں ایک قلعہ سر کیا اور دوسرے کا محاصرہ کر لیا۔ ابن مخلد الازدی نے اس پر غارت گری کی عیسیٰ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے لے کر ذی الحجہ میں عمان آ گیا۔

اسی سال رشید علی ابن عیسیٰ کے رے سے خراسان واپس جانے کے چند روز بعد وہاں سے واپس روانہ ہوئے قربانی کا دن ان کو قصر اللصوص میں ہوا یہاں انھوں نے قربانی کی اور وہ دوشنبہ کی رات میں جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں دو راتیں باقی تھیں مدینتہ السلام آئے جب پل سے گزرنے لگے تو حکم دیا کہ جعفر بن یحییٰ کے لاشہ کو جلا دیا جائے یہ بغداد کے کنارے کنارے

گذر گئے شہر کے اندر نہیں آئے نہ وہاں قیام کیا بلکہ اسی وقت سیدھے رقہ جانے کے لئے چلے گئے اور سیلحین آکر انھوں نے منزل کی۔

رشید کے ایک امیر نے یہ بات بیان کی کہ جب رشید بغداد پہونچے تو کہنے لگے کہ میں اس شہر سے بغیر قیام کئے گذر رہا ہوں حالانکہ شرق وغرب میں اس سے زیادہ مامون اور آرام دہ دوسرا شہر کوئی نہیں یہ میرا اور میرے آبا کا وطن ہے جب تک ہمارا خاندان باقی ہے اور وہ اس شہر کی حفاظت کرتے رہیں گے یہ بنی العباس کی حکومت کا پایہ تخت رہے گا میرے بزرگوں کو آج تک اس شہر میں کوئی واقعہ یا حادثہ ایسا پیش نہیں آیا جو بد اقبالی اور نحوست کا باعث ہو باعتبار قیام گاہ کے بھی یہ اگرچہ بہترین مقام ہے مگر میں ایسی جگہ رہنا چاہتا ہوں جہاں سے ہمارے دشمنوں، منافقوں اور ملعون خاندان بنی امیہ کے طرفداروں کی جن کے ساتھ دوسرے سازشی، باغی، چور ڈاکو اور رہزن مل گئے ہیں اچھی طرح سرکوبی ہو سکے اگر یہ بات پیش نظر نہ ہوتی تو میں اپنی مدت العمر کبھی بغداد سے باہر نہ جاتا۔

اس سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا معاہدہ طے پایا جس کی رو سے رومی علاقہ میں اب کوئی مسلمان ایسا نہ رہا جو فدیہ دے کر رہا نہ کرا لیا گیا ہو۔

اس سال قاسم نے دابق میں جہاد کی نیت سے قیام کیا۔

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں

ہارون کے خلاف بغاوت کی۔

رافع بن لیث کی بغاوت

اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ یحییٰ بن الاشعث بن یحییٰ الطائی نے اپنے چچا ابو نعمان کی لڑکی سے شادی کی تھی یہ ایک خوش بیان اور مالدار عورت تھی، یحییٰ نے مدینۃ السلام میں اقامت اختیار کی اور اپنی بیوی کو سمرقند میں چھوڑ دیا، جب اسے مدینۃ السلام میں رہتے ہوئے ایک زمانۂ دراز گزر گیا اور اس کی بیوی کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے شوہر نے کئی باندیاں رکھ چھوڑی ہیں جو صاحب اولاد بھی ہو گئی ہیں تو اب اس نے اس سے اپنی گلو خلاصی چاہی مگر اس کے شوہر نے اسے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ رافع کو اس عورت کا حال معلوم ہوا اس کے دل میں عورت اور اس کے مال کا لالچ پیدا ہوا اس نے کسی کے ذریعہ اس سے یہ کہلا کر بھیجا کہ ایک ہی صورت میں خلع ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ تم شرک اختیار کر داور اس کے لئے کچھ معتبر لوگوں کو اپنے پاس بلاؤ اور ان کے سامنے اپنے بال کھولدو اس کے بعد توبہ کر لینا تاکہ پھر تمہارے ساتھ میں نکاح کر سکوں۔ اس نے یہی طریقہ اختیار کیا، رافع نے اس سے نکاح کر لیا اس کی اطلاع یحییٰ بن الاشعث کو ہوئی اس نے رشید کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا رشید نے علی بن عیسیٰ کو حکم بھیجا کہ تم رافع اور اس کی بیوی میں افتراق کرادو اور رافع کو سزا دو اور اس پر حد زنا جاری کر کے اسے قید کر دو اور بیڑیاں پہنا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تمام سمرقند میں تشہیر کے لئے اسے پھراؤ تاکہ تمام لوگوں کو عبرت ہو۔

سلیمان بن حمید الازدی نے حد سے تو اسے بچا لیا البتہ بیڑیاں پہنا کر گدھے پر سوار تمام سمرقند میں اسے تشہیر کے لئے پھرایا یہاں تک کہ رافع نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، تشہیر کے بعد اسے سمرقند کے جیل میں قید کر دیا گیا وہ ایک رات کو حمید بن المسیح کو توال سمرقند کی نگرانی سے بچ کر بھاگ گیا اور علی بن عیسٰی کے پاس بلخ پہونچا اس سے امان چاہی مگر علی نے امان دینے سے انکار کر دیا بلکہ چاہا کہ اسے قتل کر دے مگر اس کے بیٹے عیسٰی بن علی نے اس کی سفارش کی اور اس نے بھی دوبارہ اس عورت کو علی کے سامنے طلاق دی علی نے اسے سمرقند واپس جانے کی اجازت دیدی اس نے سمرقند آکر علی بن عیسٰی کے عامل سلیمان حمید الازدی پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ علی بن عیسٰی نے اپنے بیٹے کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا، مگر اس کے آنے سے پہلے ہی اہل سمرقند سباع بن مسعدہ کے پاس آئے انھوں نے اسے اپنا رئیس بنایا اس نے رافع کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مگر اب رافع کے طرفدار سباع پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور رافع کو اپنا رئیس بنایا اس کے ہاتھ پر بیعت کی ماوراءالنہر کے باشندے بھی اس شورش میں شرکت کے لئے اس کے پاس آئے، عیسٰی بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا رافع نے اسے شکست دے کر بھگایا۔ اب علی بن عیسٰی فوج کی بھرتی اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا۔

اس سال موسم گرما میں رشید نے جہاد کیا انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کو رقہ میں اپنا قائم مقام بنا کر متعین کیا تمام امور سلطنت اس کے تفویض کر دیئے اور اس کے لئے تمام اطراف و اکناف سلطنت میں فرمان نافذ کر دیا کہ تمام عہدہ دار مامون کے احکام کی بجا آوری کریں نیز انھوں نے منصور کی مہر خلافت بھی جسے وہ بہت مبارک سمجھتے تھے اور وہی مہر خلافت تھی مامون کو دیدی اس پر منقوش تھا اللہ ثقتی (آمنت بہ)۔

اس سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس سال رومی عین زربہ اور کنیسہ سودا آئے، غارتگری کی اور قیدی پکڑ کر لے گئے مگر اہل مصیصہ نے قیدیوں کو ان سے چھڑا لیا۔

اس سال رشید نے ہرقلہ فتح کیا اور وہاں سے اپنی فوجیں روم کے علاقہ میں پھیلادیں، بیان کیا گیا ہے کہ اس مہم میں رشید کے ہمراہ ایک لاکھ پینتیس ہزار تو باقاعدہ تنخواہ یاب فوج تھی رضا کار اور دوسرے وہ لوگ جن کا نام دیوان میں درج نہ تھا اس کے علاوہ تھے۔ عبداللہ بن مالک نے ذی الکلاع پر دھاوا کیا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ رشید نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روم کے علاقہ میں گرد آوری کے لئے بھیجا، شراحیل بن محسن بن زائدہ نے قلعۂ صقالیہ اود دبستہ فتح کئے یزید بن مخلد نے صفصاف اور ملقوبیہ فتح کئے۔ رشید نے اس سال کے ماہ شوال میں ہرقلہ فتح کیا تھا انھوں نے اسے بالکل ویران کردیا اس کی تمام آبادی کو لونڈی غلام بنا لیا۔ رشید تیس دن ہرقلہ میں رہے تھے انھوں نے حمید بن معیوف کو سواحل بحر شام کا مصر تک والی مقرر کیا، حمید قبرس پہونچا، وہاں اس نے شہر مسمار کئے ان کو جلادیا اور سولہ ہزار لونڈی غلام پکڑ کر رافقہ لایا، ان کی فروخت قاضی ابو البختری کے سپرد کی گئی اسقف قبرس کی دو ہزار دینار قیمت اوٹھی ماہ رجب کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں جب رشید روم کے علاقہ میں جہاد کے لئے بڑھے تھے انھوں نے اس موقع کے لئے ایک ٹوپی بنوائی تھی جس پر لکھا تھا مجاہد حاجی اسی کو وہ اس جہاد میں پہنا کرتے تھے۔ ہرقلہ سے رشید طوانہ گئے وہاں انھوں نے پڑاؤ کیا پھر وہاں سے بھی بڑھے اور اس مقام پر عقبہ بن جعفر کو اپنا قایم مقام بنایا اور اُسے حکم دیا کہ وہاں ایک سرکاری قصر تعمیر کرے، نقفور نے خراج اور زر جزیہ اپنا اپنے ولی عہد اپنے رؤسا اور اپنے علاقہ کے تمام باشندوں کا جو بقدر پچاس ہزار دینار کے ہوتا تھا رشید کی خدمت میں بھیجدیا۔ اس نے اپنی ذات کا جزیہ چار دینار اور اپنے بیٹے استبراق

کے دو دینار بھیجے تھے، نقفور نے اپنے دوست سے بڑے امیروں کے ہاتھ ایک خط ایک جاریہ کے متعلق جو ہرقلہ میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی رشید کو بھیجا وہ خط یہ ہے!

یہ خط عبد اللہ ہارون امیر المومنین کے نام نقفور بادشاہ روم کی طرف سے بھیجا جاتا ہے، سلام علیک اے بادشاہ مجھے آپ کی جناب میں ایک ایسی ضرورت پیش آگئی ہے کہ اگر اسے آپ پورا کر دیں تو اس میں آپ کا دینی یا دنیاوی کوئی ضرر نہیں وہ بہت معمولی بات ہے اہل ہرقلہ کی باندیوں میں ایک لڑکی میرے بیٹے کی مخطوبہ ہے اسے آپ براہ مہربانی میرے بیٹے کو مرحمت فرما دیجئے میں اس عنایت کا نہایت شکرگزار رہوں گا وسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" خط میں اس نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ آپ مجھے خوشبودار مصالح اور اپنے خاص خیموں میں سے ایک خیمہ بطور تحفہ مرحمت فرمائیں۔ رشید نے حکم دیا کہ اس لڑکی کو حاضر کیا جائے، وہ پیش کی گئی اسے آراستہ کیا گیا اور وہ ایک تخت پر خود اس خیمہ میں جس میں رشید رہتے تھے بٹھائی گئی اور رشید نے اس لڑکی کو مع خیمہ اور اس کے تمام ظروف اور بیش قیمت سامان کے ساتھ نقفور کے وکیل کے سپرد کر دیا۔ اور جو دوسری چیزیں عطریات وغیرہ کی قسم سے اس نے مانگی تھیں وہ بھی بھیجیں نیز کھجور، دوسرے خشک میوے، انقیا اور تریاق بھیجا۔ رشید کے وکیل نے یہ تمام چیزیں نقفور کو دیں نقفور نے اسے ایک کمیت گھوڑے کا بوجھ اسلامی درہم جن کی مقدار پچاس ہزار تھی اسے دیئے نیز دیبا کے سو تھان دو سو تھان بزیلون کے، بارہ شکاری باز چار شکاری کتے اور تین سواری کے گھوڑے بطور خلعت اسے دیئے، نقفور نے رشید سے یہ شرط کی تھی کہ وہ ذی الکلاع سملہ اور قلعہ سنان کو برباد نہ کریں گے رشید نے اس سے یہ اقرار لیا تھا کہ اب وہ ہرقلہ کو آباد نہ کرے گا اور نیز یہ کہ وہ تین لاکھ دینار بطور تاوان جنگ رشید کو دے گا۔

اس سال قبیلہ عبدالقیس کے ایک خارجی سیف بن بکر نے خروج کیا رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا محمدؒ نے اسے عین النورہ میں قتل کر دیا۔

اس سال اہل قبرص نے عہد نامہ صلح کی خلاف ورزی کر کے غدر کر دیا معیوف بن یحییٰ نے جہاد کیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ اس سال عیسیٰ بن موسیٰ الہادی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ایک خارجی ثروان بن سیف نے حولایا کی سمت میں خروج کیا یہ علاقہ سواد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا رشید نے طوق بن مالک کو اس کی سرزنش کے لیئے بھیجا طوق نے اسے شکست دی اور زخمی کر دیا تقریباً اس کے تمام ساتھی قتل کر دئیے گئے طوق کو تو یہ بھی گمان تھا کہ اس نے ثروان کو قتل کر دیا ہے اس نے فتح کی خوشخبری رشید کو لکھی ثروان زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

اس سال ابو الندائ نے شام میں خروج کیا رشید نے اس کی تلاش کے لیئے یحییٰ بن معاذ کو بھیجا اور اسی کو شام کا والی مقرر کر دیا۔

اس سال مدینۃ السلام میں برفباری ہوئی۔ اس سال حماد البربری نے ہیصم الیمانی کو گرفتار کر لیا۔ اس سال رافع بن لیث کے معاملہ نے سمرقند میں نازک صورت اختیار کر لی۔

اہل نسف نے رافع کو لکھا کہ ہم آپ کے مطیع و منقاد ہیں آپ اپنے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجدیں جو عیسیٰ بن علی کے قتل میں ہماری مدد کرے

رافع نے رئیس شاش کو اس کے ترک سپاہیوں کے ساتھ اور اپنے ایک دوسرے امیر کو نسف بھیجا انہوں نے آکر عیسیٰ بن علی کا محاصرہ کرلیا اور قتل کر دیا یہ ماہ ذیقعد کا واقعہ ہے مگر اس جماعت نے عیسیٰ کے ساتھیوں سے کوئی تعارض نہیں کیا۔

اس سال رشید نے اپنے خادم حمویہ کو خراسان کی ڈاک کا عامل مقرر کیا

اس سال یزید بن مخلد الہبیری نے دس ہزار فوج کے ساتھ رومی علاقہ پر جہاد کیا رومیوں نے اسے ایک تنگ درہ میں گھیر کر طرسوس سے دو منزل فاصلہ پر مع پچاس آدمیوں کے قتل کر دیا۔ باقی بچ کر چلے آئے۔

رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما میں جہاد کے لئے بھیجا تیس ہزار خراسانی باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی، خدمتگار مسرور بھی اس کے ساتھ تھا فوج کی سپہ سالاری کے علاوہ فوج کی تنخواہوں وغیرہ کی تقسیم اور دوسرے انتظامات اور اخراجات سب مسرور سے متعلق تھے، خود رشید بھی حدث کے درے میں آئے یہاں انہوں نے عبداللہ بن مالک کو متعین کیا سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مرعش میں متعین کیا، رومیوں نے مرعش پر غارت گری کی کچھ مسلمانوں کو قتل کیا اور بغیر نقصان اٹھائے واپس چلے گئے حالانکہ سعید بن مسلم مرعش میں مقیم تھا مگر وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس بھیجا۔ خود وہ ماہ رمضان میں تین دن تک درہ حدث میں قیام کرکے رقہ واپس چلے آئے

رشید نے حکم دیا کہ اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر جو کنیسے ہوں وہ منہدم کر دئے جائیں۔ نیز اس سال انہوں نے سندی بن شاہک کو لکھا کہ مدینۃ السلام میں جس قدر ذمی ہوں ان کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا لباس اور سواری مسلمانوں سے جدا اختیار کریں تاکہ ان میں امتیاز ہو سکے۔

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی ولایت سے برطرف کرکے اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

علی بن عیسیٰ پر رشید کی ناراضی اور اسکی برطرفی

ہم علی بن عیسیٰ کے بیٹے کے قتل کے واقعہ کو بیان کر چکے ہیں، اس کے قتل کے بعد علی بلخ سے چل کر اس خوف سے مرو آیا کہ مبادا رافع بن اللیث اس پر قبضہ کر لے، اس کے بیٹے عیسیٰ نے بلخ میں اپنے پائیں باغ میں نہایت کثیر دولت جس کا اندازہ تین کروڑ کیا جاتا ہے دفن کر دی تھی جس کی اطلاع خود علی بن عیسیٰ یا کسی اور شخص کو بھی نہ تھی البتہ عیسیٰ کی ایک باندی اس مقام سے واقف تھی، جب علی بلخ سے روانہ ہو گیا تو اس باندی نے اس مدفون دولت کی اطلاع ایک خادم کو کر دی اس کے ذریعہ یہ خبر شہرت پا گئی چنانچہ بلخ کے قرا اور دوسرے عمائد اس باغ میں آئے اس تمام دولت پر انھوں نے قبضہ کر کے اسے عوام میں تقسیم کر دیا۔ رشید کو اس کی اطلاع ہوئی کہنے لگے کہ ایک تو وہ میرے حکم کے بغیر بلخ سے چلا گیا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی دولت وہ وہاں اپنے بعد چھوڑ گیا حالانکہ اس نے تو کہا تھا کہ رافع سے جنگ کرنے کے لئے اسے اپنی عورتوں کے زیوروں کو فروخت کرنا پڑا ہے، اس واقعہ کو معلوم کر کے رشید نے علی کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو والئ خراسان مقرر کیا اور علی کی تمام جائداد پر قبضہ کر لیا جس کی مالیت آٹھ کروڑ ہوئی۔

رشید کا ایک مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے کے ارادے سے جرجان آئے تو ہم ان کے ہمراہ تھے یہاں ان کی خدمت میں علی بن موسیٰ کی وہ دولت جو ان کے حکم سے ضبط کی گئی تھی پیش ہوئی یہ پندرہ سو اونٹوں پر بار تھی۔

علی کے خلاف مذکورۂ بالا لغزشوں کے علاوہ یہ بھی شکایت تھی کہ

اس نے خراسان کے اشراف اور عمائد کی توہین اور تذلیل کی تھی اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ہشام بن فرخسرو اور حسین بن مصعب اس سے ملنے آئے انھوں نے سلام کیا علی نے حسین سے کہا اے ملحد اور ملحد کے بیٹے تجھ پر اللہ کی سلامتی نازل نہ ہو، تجھے اسلام سے جس قدر عداوت ہے میں اس سے واقف ہوں اور تو ہمیشہ اسلام پر اعتراض کرتا ہے تیرے قتل کے لئے مجھے صرف خلیفہ کے حکم کا انتظار ہے ورنہ اللہ نے تو تیرا خون مباح کر ہی دیا ہے مجھے توقع ہے کہ اللہ میرے ہاتھ سے تیرا کام بہت جلد تمام کرے گا اور جلدی تجھے اپنے عذاب سے سزا دیگا کیا شراب کے نشہ میں بدمست ہوکر تو نے اسی میرے مکان میں میرے متعلق بری خبریں بیان نہیں کی ہیں تو نے تو یہ کہا کہ مدینۃ السلام سے تیرے پاس میری برطرفی کی اطلاع آئی ہے، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو دور ہو یہاں سے بہت جلد تجھ پر اللہ کی لعنت نازل ہو گی حسین نے کہا اللہ جناب کو اپنی پناہ میں رکھے آپ کے لئے یہ بات زیبا نہیں کہ کسی چغلخور یا بدمعاش کی شکایت کو باور کریں مجھ پر جو الزام عائد کیا گیا ہے میں اس سے بری ہوں علی نے کہا تو جھوٹا ہے جو بات مجھے معلوم ہوئی اس کی صحت ثابت ہو چکی ہے تو نے شراب پی اور اس کے نشہ میں بے شک تو نے وہ بات کہی ہے کہ جس کی وجہ سے تو نہایت سخت تادیب کا مستوجب ہے۔ اور شاید بہت ہی جلد اللہ تجھے سخت سزا دیدے فوراً یہاں سے بغیر اجازت اور مصاحب کے نکل جا چنانچہ حاجب نے آکر اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دربار سے نکالدیا۔

ہشام بن فرخسرو سے علی نے کہا کہ تیرا گھر سازش گاہ ہے مجھے معلوم ہے کہ وہاں دنیا جہان کے احمق تیرے پاس جمع ہوتے ہیں اور تو سرکاری عہدہ داروں کی برائیاں بیان کرتا ہے اللہ مجھے قتل کردے اگر میں تیرا کام تمام نہ کروں۔

ہشام نے کہا اللہ مجھے آپ پر سے فدا کردے میں نہایت ہی

مظلوم اور قابل رحم ہوں میری حالت تو یہ ہے کہ جناب کی تعریف کرتے کرتے میری زبان خشک ہوئی جاتی ہے اور آپ تک یہ بات پہونچائی گئی ہے کہ میں آپ کی برائی کرتا ہوں اس کا میں کیا علاج کرسکتا ہوں، علی نے کہا خدا کرے تیری ماں مرجائے تو جھوٹ بولتا ہے، ہمیں تیری اولاد اور گھر والوں سے پتہ چل گیا ہے کہ تیرے دل میں کیا منصوبے ہیں، نکل جا بہت جلد میں تیری طرف سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

ہشام اٹھ کر چلا گیا۔ آخر شب میں اس نے اپنی بیٹی عالیہ کو جو اس کی اولاد میں سب سے بڑی تھی اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بی بی میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں شرط یہ ہے کہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہو ورنہ میں مارا جاؤں گا اب تم اپنے باپ کی موت اور زیست جو چاہو اختیار کرو، عالیہ نے کہا میں آپ پر قربان آپ بیان تو کریں کیا بات ہے اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ علی بن عیسیٰ میرے قتل کے درپے ہے میں نے یہ سوچا ہے کہ ظاہر کروں کہ مجھے فالج ہو گیا ہے جب صبح ہو تم اپنی باندیوں کو لے کر میرے بستر کے پاس آنا اور مجھے ہلانا جب تم دیکھو کہ مجھ سے حرکت نہیں کیجاتی تم شور مچانا کہ ہیں یہ کیا ہوا اور فوراً اپنے بھائیوں کو بلا کر ان کو میری علالت سے مطلع کرنا، مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کیلئے اپنے یا پرائے کسی سے بھی یہ راز ظاہر مت کرنا کہ میں تندرست بیمار بنا ہوں۔

اس کی بیٹی نے جو نہایت عقلمند اور محتاط تھی حسبہٖ عمل کیا وہ کچھ عرصہ تک بے حس و حرکت اپنے بستر پر پڑا رہا خود سے جنبش نہیں کرتا دوسرے لوگ اٹھاتے بٹھاتے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ اہل خراسان میں سے کسی دوسرے شخص کو ہشام کے علاوہ علی بن عیسیٰ کی برطرفی کا حال معلوم نہ ہوسکا البتہ اسے کسی طرح یہ گمان ہو گیا تھا کہ علی برطرف کر دیا گیا ہے اور اس کا یہ گمان پورا ہوا اور جس روز ہرثمہ وہاں آیا یہ اس کے استقبال کے لئے اچھا خاصہ روانہ ہوا راستے میں علی کے کسی فوجی عہدہ دار نے اسے

یوں جاتا دیکھ کر ٹوکا بھی کہ آپ تو اب اچھے ہو گئے اس نے کہا میں خدا کے فضل سے ہمیشہ سے تندرست ہوں بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن عیسیٰ نے اسے جاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہاں چلے اس نے کہا اپنے امیر ابو حاتم کے استقبال کے لئے جا رہا ہوں اس نے کہا تم تو بیمار تھے ہشام نے کہا ہاں اللہ نے مجھے ایک ہی رات میں صحت عاجل عطا فرمادی اور ظالم سرکش والی کو برطرف کر دیا۔

اس ملاقات کے بعد حسین بن مصعب نے یہ کیا کہ وہ علی بن عیسیٰ کے شر سے رشید کی پناہ لینے کے لئے مکہ چلا آیا، رشید نے اسے پناہ دی۔

جب رشید نے علی کی برطرفی کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے تخلیہ میں ہرثمہ بن اعین کو بلایا اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لئے کسی دوسرے سے مشورہ نہیں لیا ہے اور نہ اس بات سے کسی کو آگاہ کیا ہے کہ میں تم پر اس قدر اعتماد کرتا ہوں، میرے ممالک مشرقی کی حالت خراب ہے وہاں کا انتظام درست نہیں رہا، چونکہ علی بن عیسیٰ نے میری ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے اہل خراسان اس سے سخت ناراض ہیں اور اب اس کی بات بگڑ چکی ہے اس نے مجھ سے امداد اور فوج مانگی ہے میں اسے لکھتا ہوں کہ میں تم کو اس کی مدد کے لئے اتنی فوج دولت اسلحہ اور دوسرے ساز و سامان کے ساتھ جسے پڑھ کر وہ بالکل مطمئن ہو جائے بھیجتا ہوں اس کے ساتھ ہی میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر ایک دوسرا خط سربمہر تم کو دوں گا اور تاوقتیکہ تم نیشاپور نہ پہونچ جاؤ اسے نہ خود تم کھولنا اور نہ کسی دوسرے کو اس سے آگاہ کرنا۔ وہاں پہنچ کر ہمارے اس فرمان کے مطابق عمل کرنا۔ جو ہدایت دی گئی ہو اس پر اسی طرح کاربند ہونا اس سے سر مو تجاوز نہ کرنا، میں اپنے خدمت گار رجاء کو علی بن عیسیٰ کے نام کا ایک اپنا قلمی خط دیکھ کر تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں تاکہ جو کارروائی تم اس کے ساتھ کرو یا جو طرز عمل وہ تمہارے

مقابلہ میں اختیار کرے رجاء اسے دیکھتا رہے مگر رجاء سے بھی یہ بات نہ کہنا کہ علی بن عیسیٰ سے کوئی خاص کام پیش آگیا ہے یا اس کے معاملہ نے کوئی اہمیت اختیار کر لی ہے نیز اسے ہرگز یہ نہ بتانا کہ میں تم کو کیوں علی بن عیسیٰ کے پاس بھیج رہا ہوں تم سفر کی تیاری کرو اور سب لوگوں سے چاہے وہ تمہارے خاص دوست ہوں یا عام ملاقاتی یہی کہو کہ میں تم کو علی بن عیسیٰ کی مدد کے لئے بطور کمک بھیج رہا ہوں۔
رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو جو خط اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے:
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" حرامزادے میں نے تجھے عزت اور شہرت دی میں نے تجھے عرب کے سرداروں پر مقدم کیا عجمی شہزادوں کو تیرے ماتحت کیا مگر تو نے میرے اس احسان کا مجھے یہ بدلا دیا ہے کہ تو نے میرے حکم اور میری صریح ہدایات کی خلاف ورزی کی اپنے علاقہ میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ میری رعایا پر تو نے ظلم کیا اپنے طرز عمل کی خرابی بیجا حرص اور کھلی ہوئی خیانت مجرمانہ سے تو نے اللہ اور اس کے خلیفہ کو ناراض کر دیا میں نے اپنے مولیٰ ہرثمہ بن اعین کو تمام خراسان کا والی مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے تیری اولاد سے تیرے اہلکاروں اور عہدیداروں سے نہایت سخت مواخذہ کرے تمہارے پاس ایک درہم نہ چھوڑے اور جس مسلمان یا ذمی کا کوئی مطالبہ تمہارے ذمے واجب الادا ہو اس کو تم سے پورا کرائے اگر تو، تیرے بیٹے یا تیرے مقرر کردہ عہدہ دار ادائی حق سے انکار کریں تو اس صورت میں میں نے ہرثمہ کو یہ اختیار اور حکم دیا ہے کہ وہ تم کو عذاب دے اور درے لگوائے اور تم پر وہ سزا عائد کرے جو خائن غدار بے ایمان ظالم سرکش اور بے رحم کو دی جاتی ہے تاکہ اس طرح پہلے تو اللہ کا حق ایفا ہو اس کے بعد خلیفہ کا اور اس کے بعد مسلمانوں اور ذمیوں کا حق پورا ہو۔ لہٰذا تم اپنی جان اس سزا کے لئے پیش نہ کرو جس کا کوئی درمان

نہ ہو سکے اور اپنی ذمہ داریوں سے بخوشی یا بہ مجبوری عہدہ برآ ہو جاؤ۔"
رشید نے ہرثمہ کا جو فرمان تقرر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے،
"یہ فرمان ہارون الرشید امیر المومنین نے ہرثمہ بن اعین کو علاقۂ خراسان کا والی عام مقرر کرتے وقت لکھا ہے اور اسے ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے اس کی اطاعت کرے اور اس کے احکام کو ہر وقت پیش نظر رکھے جو معاملہ اسے پیش آئے اس میں وہ کلام اللہ کو اپنا رہنما بنائے جو باتیں اللہ نے حلال کی ہیں ان کو حلال رکھے جن کو حرام کیا ہے ان کو حرام قرار دے اگر کسی مسئلہ کے تصفیہ میں اسے کلام اللہ سے کوئی صاف صاف حکم نہ مل سکے تو وہ توقف کرے اور شریعت الٰہیہ کے فقہا اور علمائے کلام اللہ سے اس مسئلہ میں مشورہ کرے یا اس کے متعلق اپنے امام کو لکھ بھیجے تاکہ اس طرح اللہ عزوجل اس معاملہ میں اپنے مقرر کردہ امام کے ذریعہ اپنی رائے اور ارادہ کو جو لازمی طور پر مناسب اور صحیح ہو گا ظاہر کر دے۔ میں نے ہرثمہ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ علی بن عیسیٰ، اس کے لڑکوں عہدہ داروں اور اہلکاروں کو گرفتار کر لے ان کو اچھی طرح سزا دے اور سرکاری مالیہ اور مسلمانوں کے حقوق کی جو رقم اس کے ذمہ ہوا سے وہ وصول کرے جب اس سے اور اس کے متعلقین سے یہ مطالبات وصول ہو جائیں اس کے بعد وہ دوسرے مسلمانوں اور ذمیوں کے مطالبات پر جو ان کے ذمہ ہوں توجہ کرے اور جس کا جو حق ثابت ہو وہ اسے دلوائے اگر امیر المومنین اور مسلمانوں کے مطالبات کے ان کے ذمہ ثابت ہونے کے بعد وہ اس سے انکار کریں یا اس کے ادا کرنے سے اعراض کریں تو ہرثمہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو سخت عذاب دے اور مار مار کر برا حال کر دے چاہے اس میں ان کی جان ہی جاتی رہے، اور جب ان سے تمام مطالبات بے باق کرا لئے جائیں تب ان کو باغیوں کی طرح جانوروں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کر کے جرائم پیشہ لوگوں کی خوراک کھلا کر اور لباس پہنا کر اپنے خاص معتمد اصحاب کی نگرانی میں ہماری جناب میں

روانہ کر دے۔ ابو حاتم! میں نے تم کو جو احکام اور ہدایات دی ہیں اسی پر تم عمل پیرا ہونا میں نے اللہ اور اپنے دین کو اپنی ذاتی خواہش اور ارادے پر ترجیح دی ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی رہے اور اسی کے مطابق تم کاربند رہو خراسان جاتے ہوئے اضلاع کے جن جن عہدہ داروں سے تمہاری ملاقات ہو ان سے اس طرح کا سلوک کرنا کہ وہ تم سے بھڑک نہ جائیں اور نہ ان کے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک یا خوف یا بدگمانی پیدا ہونے پائے، خراسان پہنچ کر تم اہل خراسان کو بہت عمدہ طرز حکومت کی امید دلانا ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کرنا اور ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اس کے بعد مستقل طریقہ پر خراسان پر اس طرح حکومت کرنا جس سے اللہ اس کا خلیفہ اور رعایا سب خوش ہوں یہ فرمان تقرریں خود اپنے قلم سے لکھ رہا ہوں میں اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ، حاملان عرش، اور ساکنان سماوات کو گواہ بناتا ہوں اور اللہ کی شہادت بالکل کافی ہے، اس فرمان کو خود امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے تنہائی میں جب کہ ان کے پاس سوائے اللہ اور ملائکہ کے کوئی، دوسرا موجود نہ تھا لکھا ہے"۔

اس کے بعد رشید نے حکم دیا کہ ہرثمہ بن اعین کے خراسان جانے کے متعلق ایک مراسلہ علی بن عیسیٰ کو محکمۂ انشا سے لکھا جائے جس کا مضمون یہ ہو کہ ہرثمہ کو تمہاری اعانت اور مدد کے لیے بھیجا جاتا ہے، چنانچہ اس مضمون کا ایک مراسلہ لکھا گیا اور یہی بات سرکاری طور پر ظاہر کی گئی کہ ہرثمہ کو علی کی مدد کے لئے بھیجا جا رہا ہے اس اثنا میں ہمویہ کے مسلسل کئی خط ہارون کے پاس اس مضمون کے آئے کہ رافع نے آپ سے نہ بغاوت کی ہے اور نہ بنی عباس کی حمایت سے اس نے بے تعلقی ظاہر کی ہے اور نہ اس کے ہمراہی آپ کے مخالف ہیں بلکہ ان کی معاندانہ کارروائی کا مقصد صرف یہ ہے کہ علی بن عیسیٰ کو جس نے ان پر بڑی سختیاں اور ظلم کئے ہیں برطرف کر دیا جائے۔

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا والی ہو کر خراسان روانہ ہوا۔

ہرثمہ بن اعین کا والی خراسان مقرر ہونا اور اس کا علی بن عیسی اور اس کی اولاد کے ساتھ سلوک

جس روز ہرثمہ کے لئے فرمان تقرر لکھا گیا ہے اس کے چھٹے دن ہرثمہ خراسان کے لئے روانہ ہوا خود رشید نے اس کی مشایعت کی اور حسب ضرورت اور ہدایتیں دیں جس سے اس نے سر مو تجاوز نہیں کیا۔ علانیہ طور پر تو اس نے علی بن عیسٰی کو مال اسلحہ خلعت اور عطر بھیجے البتہ جب یہ نیشاپور پہونچ گیا تو اس نے اپنے خاص تجربہ کار سن رسیدہ اور معتمد علیہ لوگوں کو طلب کر کے ان سے فرداً فرداً تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے پکّے عہد اور اقرار لئے کہ وہ اپنے معاملہ کو کسی پر ظاہر نہ کریں گے اس کو بالکل راز میں رکھیں گے اس کے بعد اس نے ان میں سے ہر شخص کو اس کی مناسبت کے اعتبار سے خراسان کے مختلف اضلاع کا عامل مقرر کیا اس طرح اس نے جرجان۔ نیشاپور، طبسین، نسا اور سرخس کے عمال مقرر کر دئے ہر شخص کو فرمان تقرر دینے کے بعد حکم دیا کہ تم نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہونچکر بھی کسی کو اپنا حال نہ بتانا بلکہ محض مسافروں کی طرح وقت گذارنا اور اس وقت تک (جو اس نے بتا دیا تھا) خاموش بیٹھے رہنا۔

ہرثمہ نے رشید کی سفارش پر اسماعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا اور اب وہ نیشاپور سے آگے بڑھا جب وہ مرو سے ایک منزل رہ گیا تو اس نے اپنے دوسرے معتمد علیہ امرا کو

طلب کر کے ان سب کو ایک ایک رقعہ دیا جس پر علی بن عیسیٰ کے لڑکوں عہدہ داروں اور اعزہ وغیرہ کے نام تھے ان میں سے ہر شخص کو ایک نام کا رقعہ دیا اور اس خوف سے کہ مبادا اس کی ولایت کے ظاہر ہونے کے بعد یہ لوگ بھاگ جائیں گے اس نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مرو پہونچتے ہی جس کے نام کا رقعہ تمہارے پاس ہو اسے جا کر گرفتار کر لینا۔

اس انتظام کے بعد ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ کو لکھا کہ اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو اپنے کچھ خاص معتمد لوگوں کو میرے پاس بھیجدیں تاکہ جو روپیہ میں آپ کے لئے لایا ہوں اسے وہ لے جائیں کیونکہ جب روپیہ مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں پہونچ جائے گا تو اس سے آپ کی شوکت اور عظمت بڑھ جائیگی اور آپ کے دشمنوں کے بازو کمزور ہو جائیں گے نیز مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر اس مال کو میں اپنے پیچھے چھوڑ دوں گا تو بعض طامع اور حریص لوگ اس پر دنداں آز تیز کریں گے اور ہمارے شہر میں داخلہ کے وقت کو فرصت سمجھ کر اسے لوٹ لے جائیں گے علی بن عیسیٰ نے اپنے صراف اور مہتمم توشہ خانہ کو روپیہ لینے کے لئے بھیجا ہرثمہ نے اپنے خزانچیوں سے کہدیا کہ آج رات تو ان کو باتوں میں مصروف رکھو اور روپیہ دینے میں کچھ اس طرح ان سے بہانے کرو کہ ان کے دلوں میں طمع پیدا ہو جائے اور رشک جاتا رہے، خزانچیوں نے حسبہٖ عمل کیا انھوں نے علی کے صراف سے کہا کہ ہم ان جانوروں اور خچروں کے متعلق جن پر روپیہ بار ہو کر آیا ہے ذرا ابو حاتم سے پوچھ لیں کہ ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے اس کے بعد یہ سب رقم تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔

(۲۰ء)

اس کے بعد ہرثمہ اس منزل سے ادھر مرو کی طرف آگے بڑھا جب یہ شہر سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے لڑکوں اعزہ اور امرا کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے ہرثمہ کے استقبال کو آیا اور اس نے اس کی شایان شان اس کا خیر مقدم بڑے تپاک سے کیا جب ہرثمہ

کی نگاہ اس پر پڑی اس نے گھوڑے سے اترنے کے لئے اپنا پاؤں دابا مگر علی نے بلند آواز سے للکارا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں بخدا اگر آپ اتریں گے تو میں بھی اتر پڑوں گا یہ سن کر ہرثمہ اپنی زین پر ہی جما رہا اب وہ دونوں باہم قریب ہو کر بغلگیر ہوئے اور ساتھ ساتھ چلنے لگے علی ہرثمہ سے رشید کا حال کیفیت اور سیاست اور ان کے دوسرے خاص مصاحبین اور امرائے عساکر اور اعیان سلطنت کا حال پوچھتا جاتا تھا ہرثمہ اس کو جواب دیتا جاتا تھا اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ کشتیوں کے پل پر آئے پل اتنا تنگ تھا کہ اس پر ایک وقت ایک ہی سوار گزر سکتا تھا ہرثمہ نے اپنے گھوڑے کی لگام روک لی اور علی سے کہا کہ آپ بڑھیں علی نے کہا میں ہرگز نہیں بڑھوں گا آپ پہلے بڑھیں ہرثمہ نے کہا یہ تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ آپ کی موجودگی میں آگے بڑھوں آپ امیر ہیں اور میں وزیر کی حیثیت رکھتا ہوں۔

علی بڑھا اس کے پیچھے ہرثمہ چلا دونوں مرو کے اندر آئے اور علی کے قصر پہونچے رشید کا شاگرد پیشہ رجا ہر وقت سایہ کی طرح ہرثمہ سے چمٹا ہوا تھا دن ہو یا رات سواری ہو یا نشست کسی حالت میں اس سے جدا نہیں ہوتا تھا علی نے ناشتہ طلب کیا دونوں نے بیٹھ کر اسے کھایا رجاء نے بھی ان کے ساتھ ہی کھانا کھایا پہلے تو اس کی نیت یہ ہوئی تھی کہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو مگر ہرثمہ نے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ بیٹھو پھر اس نے یہ بھی کہا کہ تم بھوکے ہو پہلے کھانے سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ بھوکے کی اور اس شخص کی جس نے حقنہ لیا ہو کوئی رائے صائب نہیں ہوتی، جب کھانا بڑھا دیا گیا تو علی نے ہرثمہ سے کہا کہ میں نے آپ کے قیام کے لئے کاشان بر جو محل ہے اسے خالی کرا دیا ہے اگر آپ چاہیں تو اب وہاں چلیں ہرثمہ نے کہا مجھے اس قدر اہم کام درپیش ہیں کہ ان میں تاخیر نہیں کی جاسکتی پہلے میں ان سے فارغ ہو جاؤں۔ اب رجاء نے رشید کا خط اور سرکاری مراسلہ علی کو

دیا علی نے اسے کھول کر پڑھا پہلے ہی حرف پر اس کی نظر پڑی تھی کہ وہ خط ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ جس بات کا اندیشہ تھا آخر وہ ہو کر رہی اس کے بعد ہرثمہ نے اسے اس کے بیٹوں کاتبوں اور عاملوں کو قید کر لیا۔ اس سفر ہی میں ہرثمہ کے ساتھ بیڑیوں اور رسیوں کا ایک بوجھ تھا اس کی طرف سے قطعی اطمینان ہو جانے کے بعد ہرثمہ جامع مسجد میں آیا تقریر کی اس میں لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور بتایا کہ جب امیر المومنین کو اس بدکردار علی کی حرکتوں کا علم ہوا انھوں نے اسے برطرف کر کے اس کے بجائے مجھے آپ کے علاقوں کا والی مقرر کیا ہے اور اس کے عمّال اور اس کے متعلقین کے متعلق یہ احکام دیئے ہیں عام اور خاص کوئی شخص ہو اس کا جو حق یا مطالبہ علی کے ذمہ ہوگا وہ پورا کرایا جائے گا، اور اس کے متعلق پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

اس کے بعد اس نے اپنے تقرر کے فرمان کو پڑھوایا لوگوں نے اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور ان کی امیدیں وسیع ہو گئیں ان کی توقعات بڑھ گئیں سب نے خوشی میں نعرۂ تکبیر اور تہلیل بلند کیا اور امیر المومنین کی زندگی اور جزائے خیر کی خوب دعائیں مانگیں اس کے بعد ہرثمہ مسجد سے قصر واپس آیا۔ اس نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں عاملوں اور کاتبوں کو طلب کر کے ان سے کہا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خود تمام سرکاری مطالبات ادا کر دو اور مجھے اس بات کا موقع نہ دو کہ میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی کروں نیز ہرثمہ نے ان کے ساہوکاروں میں یہ اعلان کر دیا کہ جس کے پاس علی بن عیسیٰ یا اس کے متعلقین کا روپیہ جمع ہو وہ لاکر حاضر کر دے ورنہ سرکار اس سے بری الذمہ ہے چنانچہ جس جس کے پاس ان کی امانتیں جمع تھیں وہ اس نے ہرثمہ کو لاکر دے دیں البتہ اہل مرو میں سے ایک شخص جو مجوسی الاصل تھا برابر اس بات کی کوشش اور تاک میں لگا رہا کہ وہ کسی طرح علی بن عیسیٰ تک پہنچ جائے چنانچہ کسی نہ کسی طریقے سے وہ اس

مقصد میں کامیاب ہوا اور علی کے پاس پہنچا اور اس سے خفیہ طور پر کہا کہ آپ کا کچھ مال میرے پاس جمع ہے اگر آپ کو اس کی ضرورت ہو تو پہلے میں اسے آپ کو پہونچا دوں اس کے بعد میں مرنے کے لئے تیار ہوں اس سے میرا نام تو رہ جائے گا کہ میں نے امانت کا ایفا اس طرح کر دیا۔ اور اگر آپ کو سردست اس کی ضرورت نہ ہو تو اسے میں اپنے پاس جمع رکھتا ہوں تا کہ آیندہ جب آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے آپ اس سے کام لے سکیں۔

اس کی اس آمادگی اور دیانت سے علی حیرت زدہ ہو گیا کہنے لگا اگر میں نے تم ایسے ایک ہزار آدمیوں کو اپنا دوست بنا لیا ہوتا تو پھر کسی سلطان یا شیطان کو کبھی یہ جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ میرے خلاف کوئی کارروائی کرے اچھا یہ بتاؤ کہ جو مال تمہارے پاس ہے اس کی کیا قیمت ہوگی اس ساہوکار نے کہا کہ آپ اپنے کچھ مال۔ کپڑے۔ اور مشک میرے پاس امانت رکھوایا تھا مجھے اس کی قیمت تو معلوم نہیں مگر وہ اسی طرح سالم محفوظ ہے اس میں سے کوئی چیز گئی نہیں۔ علی نے کہا اسے ابھی رہنے دو اگر اس کا پتہ چل گیا تو تم اسے سرکار کو دیدینا اور اپنے آپ کو بچا لینا اگر وہ بچ گیا تو اس وقت میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا نیز علی نے اس کی اس امانت اور مستحسن جرأت پر اسے جزائے خیر کی دعا دی اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس نیچے پر اس کی بہت تعریف کی بعد میں اس شخص کی ایمانداری ضرب المثل ہو گئی تھی علاء بن ماہان اس کا نام تھا۔

علی کا روپیہ جس جس کے پاس تھا ان سب کا پتہ ہر ثمہ کو لگ گیا تھا البتہ صرف علاء بن ماہان کی امانت کا حال اسے معلوم نہ ہوا ہر ثمہ نے ان کی تمام املاک یہاں تک کہ ان کی عورتوں کے زیورات پر قبضہ کر لیا قرق امین ان کے گھروں میں جا کر پہلے ہر قیمتی شئے کو اپنے قبضہ میں لیتے صرف بے قیمت کاٹھ کباڑ چھوڑنے کے بعد عورتوں سے کہتے کہ تم اپنا زیور اتار کر

کردو جب وہ زیور اتار نے عورت کے قریب پہونچتا تو وہ ڈانٹتی کہ اگر تو صالح اور نیک چلن ہے تو اپنی نگاہ میری طرف سے پھیر لے کیونکہ بخدا جو زیور میرے جسم پر تھا جس کی تجھے تلاش تھی وہ میں نے پہلے ہی اوتار پھینکا ہے اب ان میں سے جو خدا ترس لوگ عورت کے قریب جانے سے پرہیز کرتے وہ اس کی التجا کو منظور کرتے اور خود وہ عورت انگوٹھی، پازیب یا کوئی دوسری چیز جس کی قیمت دس درہم بھی ہوتی اوتار کر اس کی طرف پھینکدیتی ان میں جو لوگ شریر یا بد نفس ہوتے وہ اس بات پر راضی نہ ہوتے بلکہ یہ کہہ کر کہ ممکن ہے تو نے کوئی سونے کی چیز۔ موتی یا یاقوت چھپا رکھا ہو خود جامہ تلاشی لینے پر اصرار کرتے اور اپنے ہاتھ سے جسم کے مقعر مقامات کو ٹٹو لتے تاکہ اگر وہاں کوئی چیز چھپائی گئی ہو تو معلوم ہو جائے جب ہرثمہ ان تمام کاموں سے فارغ ہو گیا تو اب اس نے علی کو بغیر گدّے کے اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کیا اس کی گردن اور پیروں میں اس قدر وزنی بیڑیاں کہ وہ صرف اٹھ بیٹھ سکے ڈالیں اور اسے رشید کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

ایک شاہد عینی بیان کرتا ہے کہ جب ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں کاتبوں اور عاملوں سے سرکاری مطالبہ وصول کر لیا تو اب اس نے دوسرے لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے حقوق اور مطالبات پیش کریں جب کسی شخص کا حق اس کے یا اس کے کسی آدمی کے ذمہ ثابت ہوتا تو ہرثمہ اسے حکم دیتا کہ یا تو اس مطالبہ کو بے باق کرو ورنہ میں اس کی سخت سزا دیتا ہوں۔ علی اس کے جواب میں کہتا کہ جناب والا مجھے ایک دو دن کی مہلت عطا فرمائیں ہرثمہ کہتا کہ میں تو تم کو مہلت نہیں دے سکتا البتہ اس کا اختیار مدعی کو ہے وہ چاہے تو مہلت دیدے چنانچہ پھر ہرثمہ مدعی سے پوچھتا کہ اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ان کو مہلت دیدو اگر وہ اس کی آمادگی ظاہر کرتا تو ہرثمہ کہتا کہ اب جاؤ اور پھر اس کے پاس آکر اپنا مطالبہ کرنا، اس اثنا میں علی علاء بن ماہان سے

کہلا بھیجتا کہ تم فلاں شخص سے اس کے اتنے مطالبہ کے متعلق یہ رقم ادا کر کے یا جیسا تم مناسب سمجھو میری طرف سے سمجھوتا کر لو علاء بن ماہان جس کہ اس کے دعوہ دار سے سمجھوتا کرتا اور اس طرح اس کا معاملہ روبراہ کر دیتا۔

ایک شخص نے ہرثمہ سے آکر عرض کیا کہ اس بدمعاش نے میری نہایت بیش قیمت چمڑے کی ڈھال کہ اس جیسی کسی دوسرے کے پاس نہ تھی زبردستی مجھ سے لے لی ہے میں تین ہزار درہم میں بھی اسے فروخت کرنا نہیں چاہتا تھا اس کے لے لینے کے بعد میں نے اس کے داروغہ سے آکر اس کی قیمت طلب کی مگر اس نے ایک حبہ مجھے نہیں دیا میں ایک سال تک اس ظالم کی سواری میں نکلنے کا منتظر رہا جب وہ ایک مرتبہ سواری میں برآمد ہوا تو میں نے سامنے آکر دہائی دی کہ جناب والا میں اس زرہ کا مالک ہوں اور آج تک مجھے اس کی قیمت نہیں ملی اس نے مجھے ماں کی گالی دی اور میرا حق بھی مجھے نہیں دیا اب آپ اس سے میری چیز کی قیمت وصول کیجئے اور اس نے میری ماں کو جو گالی دی تھی اس کی سزا دیجئے۔ ہرثمہ نے پوچھا تمہارے دعویٰ کا کیا ثبوت ہے اس نے کہا جی ہاں ہے اس وقت سیکڑوں آدمیوں نے اس کی گفتگو کو سنا تھا وہ شاہد ہیں، ہرثمہ نے ان کو طلب کر کے اس کے دعویٰ پر شہادت لی اور اس کے بعد علی سے کہا کہ اب تم پر حد قذف لازم ہے اس لئے پوچھا کیوں ہرثمہ نے کہا چونکہ تم نے اس کی ماں پر اتہام لگایا ہے، علی نے کہا تم کو کس احمق نے یہ بتایا ہے ہرثمہ نے کہا یہ مسلمانوں کا قانون ہے علی نے کہا تو میں شہادت دیتا ہوں کہ امیر المومنین نے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بہت سی دفعہ تجھے ماں کی گالی دی ہے اور میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ خود تو نے بیشمار مرتبہ اپنے بیٹے حاتم کو اور ایک مرتبہ اپنے بیٹے اعین کو ماں کی گالی دی ہے کوئی ہے جو تم پر انکی طرف سے یا تمہارے آقا پر تمہاری طرف سے حد جاری کرے، ہرثمہ نے زرہ کے مالک کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ بھائی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شیطان سے محض اپنی زرہ

یا اس کی قیمت کا مطالبہ کرو اور ماں کی گالی کا مواخذہ چھوڑ دو۔

جب ہرثمہ نے علی کو رشید کی خدمت میں ارسال کیا تو حسب ذیل خط اپنی اس کارروائی کے بیان میں جو اس نے مرو آکر علی کے مقابلہ میں کی تھی لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ عزوجل ہمیشہ سے خلافت، اپنے بندوں اور علاقوں سے متعلقہ امور میں امیر المومنین کی حمایت اور مدد کرتا رہا ہے اور تمام معاملات حکومت کو چاہے وہ ان کے سامنے ہوں یا ان سے دور ہوں خاص ہوں یا عام بڑے ہوں یا چھوٹے امیر المومنین کی خواہش کے مطابق طے کرتا رہا ہے تاکہ ان پر احسان ہو تاکہ خلافت کی حفاظت ہو اور والیان خلافت اور اہل حق کی اس لیے عزت افزائی کرتا ہے تاکہ خود خلافت کا اعزاز قائم رہے ہم اللہ کی جناب میں دست بدعا ہیں کہ وہ اپنی عادت حسنہ کو جس کا اس نے ہمیں حوادث کے موقع پر خوگر بنا دیا ہے ہمیشہ برقرار رکھے اور ہم اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس کے حکم اور رائے پر کاربند ہوں اور اس سے تجاوز نہ کریں، جب سے کہ میں نے جناب والا کی فرودگاہ کو خیر باد کہا آپ کی ہدایات کو اپنے لئے شمع ہدایت سمجھ کر تمام معاملات میں انھیں کے مطابق عملدرآمد کیا اور چونکہ میں جانتا تھا کہ امتثال امر ہی میں سعادت و برکت ہے اس وجہ سے میں نے ان سے سرمو تجاوز نہیں کیا، میں خراسان کے علاقہ میں داخل ہوا مگر اس تمام سفر کے اثناء میں امیر المومنین نے جو حکم مجھے دیا تھا اور جو راز میرے سپرد کیا تھا اسے میں نے بغیر کسی سے بیان کئے قطعی راز میں رکھا، البتہ خراسان پہونچکر میں نے اہل شاش اور فرغانہ سے مراسلت کر کے ان کو اس خائن سے توڑ لیا اور اس طرح اس کی اور اس کے ساتھیوں کی ان توقعات کو جو ان کو ان علاقوں سے تھیں ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیا نیز میں نے ان لوگوں کو بھی جو بلخ میں تھے اس مضمون کے خط لکھے جن کو میں پہلے وضاحت کے

ساتھ امیر المومنین کی خدمت میں لکھ چکا ہوں۔
نیساپور پہونچکر میں نے اس علاقہ کا جس سے میں گزرا تھا جیسے جرجان، نیسا پور نساء اور سرخس کا یہ انتظام کیا کہ وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر میں نے اپنے صوابدید سے وہاں کے جدید عامل مقرر کر دیئے اور ان کے انتخاب میں میں نے انتہائی احتیاط سے کام لیا اور صرف اپنے ان معتمد علیہ لوگوں کو مقرر کیا ہے جن کی قابلیت، امانت اور تقوٰی اور عقل مسلم تھی۔ میں نے بیعت کی قسم لے کر یہ عہد لیا کہ وہ اپنے تقرر کو بالکل راز میں رکھیں، یہ عہد لے کر میں نے احکام تقرر ان کے حوالے کئے اور حکم دیا کہ وہ اپنی حیثیت کو بالکل چھپائے ہوئے خاموشی سے اپنے اپنے اضلاع پر جائیں اور وقت معہود تک بالکل مسافروں کی طرح وہاں خاموش وقت گذاریں اور اس کے لئے میں نے وہ وقت متعین کر دیا تھا جبکہ میں مرو میں داخل ہو جاؤں اور میری اور علی بن عیسٰی کی ملاقات ہو جائے اس کے بعد وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ میں نے حسب اطلاع سابق اسمٰعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا۔ ان تمام عاملوں نے میرے احکام کی بعینہٖ بجا آوری کی اور وقت مقررہ پر انھوں نے اپنے اپنے اضلاع کی حکومت کا جائزہ لے کر اس کا انتظام شروع کر دیا اور اس طرح بغیر کسی قسم کی پریشانی یا تردد کے پیش آئے اس تمام علاقہ کا انتظام درست ہو گیا۔

جب میں مرو سے صرف ایک منزل رہ گیا تو میں نے چند اپنے معتمدین خاص کو علی بن عیسٰی کے بیٹوں، کاتبوں اور اس کے دوسرے متعلقین وغیرہ کے نام لکھ کر دیدیئے ایک ایک پرچہ پر ایک نام لکھ کر ایک شخص کو دیا تاکہ میرے مرو میں داخل ہوتے ہی وہ شخص معنون کو گرفتار کر کے اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اگر اس معاملہ میں کوتاہی یا تاخیر کرتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ لوگ میری ولایت کے شہرت پذیر ہوتے ہی روپوش ہو جائیں گے یا منتشر ہو جائیں گے اور اس وقت ان کی گرفتاری دشوار

ہو گی میرے معتمد علیہ اشخاص نے اس تجویز پر عمل کیا میں اپنی قیام گاہ سے شہر مرو کی طرف روانہ ہوا جب میں وہاں سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے بیٹوں اہل خاندان اور امرا کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میں اس کے ساتھ نہایت تواضع اور اخلاق سے پیش آیا اور میں نے اس سے اس طرح کا معاملہ کیا کہ وہ میری طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا نیز اس کی پاسداری اور اظہار تعظیم کے لئے میں نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ اسے دیکھتے ہی میں گھوڑے سے اترنے لگا اس سے اس کا اطمینان اور اعتماد اور بڑھ گیا نیز اپنے وہاں پہونچنے سے پہلے راستے میں جو خط میں نے اسے لکھے تھے ان میں میں نے اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا تھا کہ اسے خطاب کرتے ہوئے انتہائی تعظیم و تکریم کے الفاظ اور نرم لہجہ اختیار کیا جائے تاکہ اس کے دل میں میری آمد کی وجہ سے کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو اور اس طرح امیر المومنین کی تجویز میں جس کی تکمیل انھوں نے میرے سپرد کی تھی کوئی خلل واقع نہ ہو اللہ نے یہ سب کام امیر المومنین کے لئے نہایت خیر و خوبی سے سرانجام کر دیا اب وہ اور میں ایک جگہ آکر بیٹھے وہاں میں نے اس کے ہمراہ کھانا کھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھ سے خواہش کی کہ آرام کرنے کے لئے اس مکان میں منتقل ہو جاؤں جو اس نے میرے ٹھہرنے کے لئے آراستہ کیا تھا مگر میں نے کہا کہ جن اہم امور کا سرانجام میرے متعلق کیا گیا ہے ان میں کسی طرح تاخیر نہیں کی جا سکتی اس کے بعد رجاء خدمتگار نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور زبانی پیام پہنچایا اب اس کی آنکھیں کھلیں اور اسے معلوم ہوا کہ وہ بات پیش آگئی جو اس کے افعال اور اعمال کا نتیجہ تھی، یعنی یہ کہ چونکہ اس نے امیر المومنین کے احکام، ہدایات۔ اور ان کی ذاتی طرز حکمرانی کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اس وجہ سے امیر المومنین اس سے ناراض ہو گئے ہیں اور اب ان کی رائے اس کے لئے بدل چکی ہے میں نے اسے گرفتار کر کے اپنے ایک شخص کے سپرد کر دیا اور پھر جامع مسجد گیا وہاں میں نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ان سے حسن سلوک اور عادلانہ حکومت کا وعدہ کیا اور امیر المومنین کا پیام ان کو سنایا اور بتایا

کہ جب امیر المومنین کو علی بن عیسیٰ کے مظالم اور تشدد کا علم ہوا ان کو اس سے بڑا رنج ہوا اور اب انھوں نے مجھے اس کے عہدہ داروں اور متعلقین اور طرفداروں کے متعلق یہ یہ ہدایات کی ہیں اور جن اشخاص پر وہ عوام ہوں یا خاص انھوں نے مظالم کئے ہوں یا ان کے ذمہ ان کے حقوق اور مطالبات ثابت ہوں میں ان کا پورا پورا انصاف کروں گا۔ اور ان کے حقوق دلواؤں گا۔ اس کے بعد میں نے حکم دیا کہ میرا فرمان تقرر حاضرین کو سنایا جائے جب وہ پڑھا جا چکا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ فرمان میرے لئے مشال اور رہبر ہے میں حرف بحرف اس کی بجا آوری کروں گا اس پر کاربند رہوں گا اگر ان ہدایات میں سے میں کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کروں تو میں اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کروں گا اور اس وقت میری وہ حالت ہو گی جو امیر المومنین کی رائے اور حکم کے مخالف کی ہوتی ہے، میرے اس اعلان پر تمام لوگوں نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ایک نے دوسرے کو مبارکباد دی اور نعرۂ تکبیر و تہلیل سے ایک شور برپا کر دیا اور امیر المومنین کو طول حیات اور حسن جزا کی بہت دعائیں دیں۔ اس سے فارغ ہو کر اب میں پھر اس جگہ آیا جہاں علی بن عیسیٰ تھا میں نے اسے اس کے بیٹوں۔ خاندان والوں اہلکاروں اور عاملوں کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور حکم دیا کہ جس قدر سرکاری اور مسلمانوں کا روپیہ ان کے ذمہ ہے وہ سب ادا کر دیں تاکہ مجھے ان پر تشدد کرنے کی نوبت نہ آئے۔ میں نے ان کے امانت داروں میں اعلان کر دیا کہ جو زر نقد ان کا ہو وہ لے آئیں انھوں نے سب لا کر مجھے دے دیا اس میں جس قدر دینار و دراہم تھے ان کی تفصیل میں پہلے امیر المومنین کو ارسال کر چکا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ کی مدد سے اور جو کچھ ان کے ذمہ ہو گا اسے میں وصول کر لوں گا انشاء اللہ،

میں نے مرو آتے ہی رافع، اہل سمرقند اور ان لوگوں کو جو بلخ میں ہیں نہایت مفصل آخری خط لکھ دیئے ہیں کیوں کہ میں ان کے متعلق

یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ میری بات کو مان لیں گے اور امیر المومنین کی اطاعت پر مضبوطی سے جم جائیں گے، ان خطوط میں میں نے ڈرانے، سمجھانے بجھانے اور بتانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے جناب والا جب میرے پیامبران کا جواب لے کر واپس آئیں گے اور مجھے معلوم ہو گا کہ انھوں نے میری بات مانی یا رد کی ہے میں اقتضائے حال کے مناسب کارروائی کروں گا اور امیر المومنین کو اصل واقعات سے راستبازی اور دیانت کے ساتھ اطلاع دوں گا، اور مجھے یہ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اعانت اور کفایت کی عادت جاریہ کے مطابق ان امور کو بھی بوجہ احسن سر انجام کرے گا، والسلام۔

رشید کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر المومنین کو تمہارا خط پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ تم کس دن اور کیوں کر مرو پہنچے، اور مرو پہنچنے سے پہلے تم نے جو تدابیر اختیار کیں اور ان اضلاع کا جن کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر تم نے جو انتظام کیا اور ان پر جن جن اشخاص کو والی مقرر کیا اور غدار علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں اور عزیزوں کے مقابلہ میں تم نے جو دانائی اور مصلحت اندیشی اختیار کی کہ ان کو تمہارے متعلق کوئی بدگمانی نہیں ہونے پائی کہ تم نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور اس تمام کارروائی میں تم نے امیر المومنین کے احکام اور ان کی ہدایات پر کلیتہً عمل کیا، جو کچھ تم نے لکھا ہے امیر المومنین اس کے مفہوم سے اچھی طرح آگاہ ہوئے اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تمہارے تمام کام بنادئے اور تمہاری اعانت کی اور تم کو وہ توفیق دی جس سے تم نے امیر المومنین کے ارادے اور ان کے منشا کو پورا کر دیا اور تم نے نہایت خوبی سے امیر المومنین کے احکام کی جو ایسے معاملہ سے متعلق تھے جن کی ان کو سخت فکر اور ان سے تعلق خاطر تھا بجا آوری کی اور اس کارروائی

کو سرانجام دینے میں پوری استعدی اور کوشش صرف کی تمھاری اس محنت اور خلوص پر وہ تم کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ان امور میں جن کو انھوں نے تمھارے سپرد کیا اور جس کام کے لئے انھوں نے تم کو مقرر کر کے وہاں بھیجا ہے تمھاری اس قسم کی کارگزاری اور مستعدی کو باقی رکھے گا۔

امیرالمومنین تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم غدار اور خائن علی بن عیسیٰ اس کی اولاد، اہلکار، عہدہ دار وکلا اور ساہو کاروں کے پاس جو روپیہ ہو اس کی تلاش میں بیش از بیش جد وجہد اور ستعدی کرو اور اس بات کی تحقیق کرو کہ ان کے ذمہ سرکاری مطالبات کتنے ہیں اور رعایا میں سے کن کن لوگوں کے حقوق اور مطالبات جو انھوں نے ظلم کر کے غصب کئے ہیں ان کے ذمہ واجب الادا ہیں، علی بن عیسیٰ وغیرہ کا جو مال جہاں ہو یا جن امانت داروں کے پاس انھوں نے رکھوایا ہو ان سب کو برآمد کرو اور اس تمام کارروائی میں حسب ضرورت شدت اور نرمی اختیار کرو تاکہ وہ مطالبہ جو ان کے ذمہ ثابت ہو وصول ہو سکے اس معاملہ میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا اسی طرح دوسرے لوگوں کے جو حقوق ان کے ذمہ ثابت ہوں یا جو مظالم انھوں نے ان پر کئے ہوں ان سب کے معاملہ میں پوری حق پژوہی اور نصفت شعاری سے کام لینا تاکہ کوئی مظلوم یا متضرر ایسا نہ رہے جس کی دادرسی نہ ہو جائے جب تم یہ تمام کام پوری طرح سرانجام دے چکو تب اس نمک حرام اس کے بیٹوں، عزیزوں۔ اہلکاروں اور عہدہ داروں کو بیڑیاں پہنا کر منہ کالا کر کے اس ذلت اور خواری کے ساتھ جس کے وہ اپنے اعمال بد کیوجہ سے مستوجب ہیں کیوں کہ اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا امیرالمومنین کی خدمت میں بھیجدینا۔

اس کے بعد ہمارے سابقہ حکم کے مطابق تم سمرقند جانا اور اس لسیت ہونے والے رافع اور علاقہ ماوراءالنہر اور طخارستان کے ان لوگوں کو جو اس کی تحریک میں شریک ہو کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں

امیر المومنین کی اطاعت میں مراجعت اور واپسی کی دعوت دینا اور اس امانت کو جو امیر المومنین نے تمہارے ساتھ کی ہے ان میں تقسیم کرنا اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول کر کے ہمارے حیطۂ طاعت میں واپس آجائیں اور اپنی جتھابندی چھوڑ دیں تو فھو المراد ان میں سراسران کا فائدہ ہے اور اس وقت امیر المومنین کی یہ خواہش ہے کہ تم ان کی گزشتہ خطاؤں کو معاف کر دو کیونکہ بہر حال وہ ہماری رعایا ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ جب وہ ہمارا کہا مان لیں تو ہم بھی ان کو معاف کر دیں ان کو امان دے دیں اور جس شخص اور اس کی ظالمانہ حکمرانی کی وجہ سے انھوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی تھی اس سے ان کو مطمئن کر دیں، نیز ان کے حقوق اور دوسرے مطالبات میں ان کے ساتھ بھی پورا انصاف کیا جائے۔

اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول نہ کریں اور امیر المومنین نے ان کے متعلق جو حُسنِ ظن قائم کیا ہے یہ ان کے طرز عمل سے غلط ثابت ہو تو اب ان کا معاملہ اللہ کے سامنے پیش کر دیا جائے اس وقت وہ نافرمان، باغی سرکش فتنہ پرواز اور عافیت کے رد کرنے والے ہوں گے، اور چونکہ امیر المومنین پر جو فرض عاید تھا اس سے وہ اس شخص کو جس کی وجہ سے انھوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی ہے برطرف اور ذلیل کر کے اور قبول اطاعت کی صورت میں عام معافی کا اعلان کر کے عہدہ برآ ہو چکے ہوں گے اس لیے اگر اب بھی وہ اپنی بغاوت اور سرکشی پر مصر ہوں گے تو اس وقت وہ اللہ کو ان کے خلاف شاہد بنائیں گے اور صرف اسی کو ہر قسم کی طاقت اور قوت حاصل ہے اسی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے والسلام"۔

اس مراسلہ کو اسمٰعیل بن صبیح نے امیر المومنین کے سامنے لکھا اس سال فضل بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا اس سنہ کے بعد ۲۱۵ھ ہجری تک پھر مسلمانوں کی کوئی مہم موسم گرما میں جہاد کے لیئے نہیں گئی۔

سنہ ۱۹۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ثابت بن نصر بن مالک کے ہاتھوں مسلمانوں اور رومیوں میں جنگی قیدیوں کا فدیہ سے تبادلہ ہوا۔ اس سال رشید رافع سے لڑنے خراسان جاتے ہوئے رقہ سے کشتیوں کے ذریعہ مدینتہ السلام آئے جمعہ کے دن ماہ ربیع الآخر کے ختم میں پانچ راتیں باقی تھیں جب وہ بغداد آگئے۔ وہ رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کر آئے تھے اور خزیمہ بن خازم کو اس کا مددگار بنا آئے تھے پھر وہ پانچ شعبان کو نماز عصر کے بعد خیز رانیہ دروازے سے خراسان جانے کے لئے مدینتہ السلام سے روانہ ہوئے رات انھوں نے بستان ابی جعفر میں بسر کی صبح کو نہروان روانہ ہوئے۔ اور وہاں منزل کی یہاں سے انھوں نے حماد البربری کو نہروان کے مضافات اور توابع کا عامل مقرر کر کے بھیجدیا اور اپنے بیٹے محمد کو مدینتہ السلام میں اپنا نائب مقرر کیا۔

ذی الرئاستین کہتا ہے کہ جب رافع سے لڑنے رشید خراسان جانے لگے میں نے مامون سے کہا کہ جب کہ رشید خراسان جو تمھاری ولایت ہے جار ہے ہیں اور محمد ولی عہدی میں تم پر مقدم کیا گیا ہے تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا یہ مرجائیں گے اور تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک یہ ہوگا کہ تم کو محمد ولی عہدی سے علٰحدہ کردے گا وہ زبیدہ کا بیٹا ہے بنو ہاشم اس کے ماموں ہیں اور زبیدہ اور اس کی دولت اوسکی حمایت پر ہوگی مناسب یہ ہے کہ تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس سفر میں تم کو اپنے ساتھ لے لیں مامون نے ساتھ چلنے کی اجازت مانگی رشید نے انکار کیا میں نے

اس سے کہا کہ تم جا کر کہو کہ چونکہ آپ علیل ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت کروں اس کے علاوہ میں اور کسی بات کی تکلیف، آپ کو نہ دونگا جب مامون نے اس طرح اجازت مانگی رشید نے اسے اجازت دی اور اب وہ بھی ان کے ساتھ خراسان روانہ ہوا۔

محمد بن الصباح الطبری کہتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے لگے تو میرے باپ نہروان تک ان کی مشایعت کے لیئے گئے اثنائے راہ میں رشید اس سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ صباح میرا خیال ہے کہ اب آیندہ کبھی میری تمھاری ملاقات نہ ہوگی۔ صباح نے کہا یہ جناب والا کیا فرماتے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسالم بخیر وعافیت واپس لائے گا اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ آپ کو فتح نصیب کی ہے اور دشمن کو آپ کے قابو میں دیا ہے کہنے لگے جو میری حالت ہے اسے تم کیا جانو اس نے کہا بیشک میں تو نہیں جانتا کہنے لگے آؤ میں تم کو دکھادوں۔

رشید شاہراہ سے تقریباً سو گز علیحدہ چلے گئے اور ایک درخت کے سایہ میں ہو کر اپنے خاص خدمت گاروں کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا وہ سب ایک طرف کو ہٹ گئے صباح سے کہا کہ یہ باب اللہ کی امانت ہے تم اس کی حفاظت کرنا کسی کو نہ بتانا اس نے کہا میرے آقا آپ یہ کیا فرماتے ہیں ہیں آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں اور آپ مجھ سے اپنے بچوں کی طرح گفتگو فرمارہے ہیں میں ہرگز اس راز کو کسی سے بھی بیان نہیں کروں گا، اب انھوں نے اپنا پیٹ کھول کر بتایا اس کے چاروں طرف حریر کی پٹیاں بندھی تھیں کہنے لگے دیکھو یہ میری بیماری ہے میں اس کا اظہار کسی سے نہیں کرتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ہر بیٹے کی طرف سے میرے اوپر ایک جاسوس متعین ہے مسرور مامون کا جاسوس ہے، جبرئیل ابن بختیشوع امین کا جاسوس ہے انھوں نے ایک تیسرا نام بھی لیا جسے صباح بھول گیا ان میں ہر شخص میری سانس اور ایام زندگی گن رہا ہے میری عمر ان کو اب بہت طویل معلوم ہورہی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد میرا وقت آخر ہو

اگر تم خود اس کا امتحان کرنا چاہتے ہو تو ابھی اس کا مشاہدہ کر لو میں گھوڑا منگواتا ہوں دیکھ لینا کہ کس طرح کا کمزور اور اڑنے والا گھوڑا میرے لئے آتا ہے تاکہ میری بیماری میں اور زیادتی ہو اور کسی طرح میرا کام ختم ہو۔ صباح نے کہا اے میرے آقا اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور نہ میں ولیعہد کے متعلق کوئی بات کہنا چاہتا ہوں البتہ یہ ضرور دعا کرتا ہوں کہ جن و انس ہوں یا قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے تعلق رکھنے والے جو آپ کا دشمن ہو اللہ اوسے آپ پر سے قربان کر دے اور آپ سے پہلے ان کا خاتمہ کر دے اور ہمیں کبھی آپ کے متعلق کسی بری بات کو نہ دکھائے آپ کے ذریعہ اسلام کو ترقی دے اور آپ کی بقا سے اس کے ارکان مضبوطی سے جمائے اور دنیائے اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرے اور آپ کو اس مہم سے کامیاب اور فتحمند واپس لائے آپ کے دشمن کو آپ کے قابو میں دے، اور آپ نے اپنے رب سے جو توقعات قائم کی ہیں ان کو وہ اسی طرح پورا کرے، اس پر رشید نے کہا بہر حال جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم نے دونوں فریقوں سے اپنے کو بری کر لیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ تمہارا ان میں سے کسی سے تعلق نہیں ہے۔

اب انھوں نے گھوڑا طلب کیا چنانچہ بالکل ایسا ہی گھوڑا لوگ ان کے لئے لے کر آئے جیسا کہ وہ پہلے بیان کر چکے تھے انھوں نے صباح کی طرف دیکھا اور سوار ہو گئے اور اس سے کہا کہ چوں کہ تم کو بہت سے کام ہیں اب واپس جاؤ صباح نے ان کو خیر باد کہا اور یہی اس کی ان سے آخری ملاقات تھی۔

اس سال خرمیہ فرقہ نے نواح آذربیجان میں شورش برپا کی رشید نے عبداللہ بن مالک کو دس ہزار سواروں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا عبدالملک نے ان کو قید کیا اور لونڈی غلام بنا لیا اور ان کو لے کر وہ رشید سے قرماسین میں آملا۔ رشید کے حکم سے قیدی قتل اور لونڈی غلام فروخت کر دیئے گئے۔

اس سال قاضی علی بن ظبیان نے قصر اللصوص میں انتقال کیا، اس سال یحییٰ بن معاذ ابو الندا کو گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں جبکہ وہ رقہ میں قیام پذیر تھے لایا رشید نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال عجیف بن عنبسہ اور الاحوص بن مہاجر شیعوں کی اولاد کی ایک جماعت کے ساتھ رافع بن لیث کا ساتھ چھوڑ کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے۔ اس سال ابن عائشہ احواف مصر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں لایا گیا۔ اس سال ثابت بن نصر بن مالک سرحدوں کا محافظ مقرر کیا گیا اس نے جہاد کیا اور مطمورہ فتح کیا۔ اس سال بدندون میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ اس سال شروان الحروری خارجی نے شورش برپا کی اور اس نے بصرہ کے صحرا میں سرکاری عامل کو قتل کر دیا۔

اس سال علی بن عیسیٰ گرفتار کر کے بغداد لایا گیا اور اسے اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا۔

اس سال عیسیٰ بن جعفر نے طارستان میں جب کہ وہ رشید کے پاس جا رہا تھا انتقال کیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دسکرہ میں اس نے انتقال کیا۔ اس سال رشید نے ہیصم الیمانی کو قتل کر دیا۔ اس سال عباس بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے ماہ محرم میں فضل بن یحییٰ بن برمک نے حالت قید میں بمقام رقہ انتقال کیا، اس کی زبان میں زخم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ شق ہو گئی تھی وہ بیماری کی حالت میں کہا کرتا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ رشید ابھی نہ مریں لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے

کہ ان کے مرنے کی وجہ سے تم اس قید کی مصیبت سے نجات پا جاؤ گے مگر اس کا جواب وہ یہ دیتا کہ میرا وقت ان کے وقت سے قریب تر ہے کئی ماہ کے مسلسل علاج کے بعد حالت درست ہوگئی اور وہ باتیں کرنے لگا مگر پھر مرض نے شدت اختیار کی زبان اور آنکھیں بند ہوگئیں اور اب وقت آخر ہوا۔ جمعرات اور جمعہ اسی حالت میں گزرے، سنیچر کے دن اذان صبح کے ساتھ رشید سے پانچ ماہ بیشتر پینتالیس سال کی عمر میں فضل نے انتقال کیا، اس کی موت سے لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ قصر سے باہر لانے سے پہلے اس کے ان اعزہ نے جو قصر میں تھے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی پھر جب اس کی لاش باہر لائی گئی تو اور دوسرے لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

اس سال سعید الطبری نے جو جوہری کے نام سے مشہور ہیں انتقال کیا۔ اس سال ماہ صفر میں ہارون جرجان پہونچے وہاں ان کی خدمت میں علی بن عیسیٰ کی دولت جو پندرہ سو اونٹوں پر بار تھی پیش کی گئی یہ جرجان سے ماہ صفر ہی میں علالت کی حالت میں طوس چلے گئے اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہے ان کو ہرثمہ پر کچھ شبہ ہو گیا اس وجہ سے انھوں نے اپنے مرنے سے تیئیس راتیں پیشتر اپنے بیٹے مامون کو مرو بھیجدیا، اور اس کے ساتھ عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن یزید بن مزید، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث، سندی بن الحرشی، اور نعیم بن حازم کو بھی مرو بھیجدیا مامون کا قلمدان وزارت اور انشا ایوب بن ابی سمیر کے تفویض کیا، اس کے بعد ان کے مرض نے شدت اختیار کی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے۔

ہرثمہ اور رافع کے طرفداروں میں ایک جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ نے بخارا فتح کرلیا اور رافع کے بھائی بشیر بن اللیث کو پکڑ لیا اور پھر اسے ہرثمہ نے رشید کی خدمت میں طوس بھیجدیا۔

جامع المروزی بیان کرتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو رافع

کے بھائی کو لے کر رشید کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جب رافع کا بھائی ان کے سامنے آیا اس وقت وہ زمین سے ایک ہاتھ بلند ایک تخت پر متمکن تھے اور اس پر ایک ہی ہاتھ یا اس سے زیادہ موٹا گدا پڑا ہوا تھا اور ان کے ہاتھ میں آئینہ تھا جس میں وہ اپنی صورت دیکھ رہے تھے انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر رافع کے بھائی کی طرف دیکھا کہنے لگے اے فاحشہ زادے مجھے توقع ہے کہ وہ ذلیل (ان کی مراد اس سے رافع تھا) میری گرفت سے بچ نہ سکے گا جس طرح کہ تو نہ بچ سکا، اس نے کہا امیر المومنین بے شک میں نے آپ کے خلاف جنگ کی اور اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی اس کے شکریہ میں آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کریں جس سے اللہ خوش ہو اور میں آپ کا حامی اور جاں نثار ہو جاؤں اور اس طرح جب رافع کو یہ معلوم ہوگا کہ آپ نے میرے ساتھ یہ احسان کیا ہے تو شاید اللہ اس کے قلب کو آپ کے لئے نرم کر دے اور وہ آپ کے مقابلہ سے باز آجائے، اس پر رشید برہم ہو گئے اور انھوں نے کہا بخدا اگر میری زندگی صرف اتنی باقی ہو کہ میں اس میں صرف ایک بات زبان سے کہہ سکوں تو میں یہی حکم دوں گا کہ اسے قتل کر دو۔

رشید نے قصائی کو طلب کر کے اس سے کہا کہ تو اپنی چھری کو تیز بھی مت کر یوں ہی رہنے دے اور اس فاسق اور فاسق زادے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، اور جلد اس کام کو ختم کر میں چاہتا ہوں کہ قبل اس کے کہ میرا وقت آخر ہو اس کے جسم میں دو عضو بھی سالم نہ رہنے پائیں، قصائی نے حسب الحکم اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے انھوں نے حکم دیا کہ ان کو شمار کیا جائے میں نے شمار کئے تو وہ چودہ عضو بدن تھے جو علیحدہ علیحدہ کر دیئے گئے تھے، انھوں نے دونوں ہاتھ دعا کے لئے آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض پرداز ہوئے کہ بارالٰہ جس طرح تو نے اپنے دشمن کو میرے قبضہ میں دے کر اپنا بدلہ اس سے لیا ہے اسی طرح اس کے بھائی کو میرے

قابو میں کردے، یہ کہہ کر ان پر غشی طاری ہوگئی اور تمام حاضرین ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
اس سال ہارون الرشید نے وفات پائی۔

ہارون کی موت کا سبب اور مقام

جبرئیل بن بختیشوع کہتا ہے کہ میں رقہ میں رشید کے ساتھ تھا روزانہ صبح کے وقت سب سے پہلے میں ان کی خدمت میں جاتا شب میں ان کی جو کیفیت رہتی اسے پوچھتا اگر طبیعت ناساز ہوتی وہ مجھ سے بیان کردیتے اس کے بعد وہ آزادی کے ساتھ مجھ سے اپنی خلوت شب کی باتیں بیان کرتے اپنی باندیوں کا ذکر کرتے اپنی تخلیہ کی صحبت میں جو کرتے، جتنی پیتے جتنی دیر صحبت کرتے سب بیان کرتے اس کے بعد مجھ سے لوگوں کی خبریں اور حالات پوچھتے۔ حسب معمول ایک دن میں صبح کو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سلام عرض کیا مگر انہوں نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ وہ بہت ہی منہ بنائے مغموم اور متفکر ہیں میں دن کے کافی عرصہ تک اسی طرح ان کے سامنے مؤدب کھڑا رہا اور وہ اسی طرح چپ تھے جب اس بات کو بہت دیر گذر گئی تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے میرے آقا اللہ مجھے آپ پر نثار کرے آپ کا یہ کیا حال ہے اگر آپ بیمار ہیں تو مجھ سے کہیں شاید میں اس کا مداوا کرسکوں اور کیسی اپنے عزیز قلبی کے متعلق کوئی حادثہ پیش آیا ہے تو اس میں سوائے صبر و تسلیم کے کوئی چارہ نہیں اور غم کرنے سے کیا ٹل جاتا ہے اگر آپ کی سلطنت میں کوئی رخنہ پیدا ہو گیا ہے تو اس پر اس قدر حزن و ملال کی اس لئے ضرورت نہیں کہ تمام بادشاہوں پر اس قسم کے واقعات گذر چکے ہیں، اور اس صورت میں سب سے زیادہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کردیں

اور میرا مشورہ یہی ہے۔
رشید نے کہا جبریل جتنی باتیں تم نے بیان کی ہیں ان میں سے کوئی بات مجھے پیش نہیں آئی واقعہ یہ ہے کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اس کی وجہ سے میں نہایت ہی متفکر اور پریشان خاطر ہوں، میں نے عرض کیا آپ بیان فرمائیں یہ بالکل معمولی بات ہے پھر میں نے انکے پاس جا کر ان کے پاؤں چومے اور کہا کہ محض ایک خواب کی وجہ سے آپ اس قدر مغموم اور محزون نہیں ممکن ہے کہ پریشان خیالات یا فتور ہضم کی وجہ سے بخارات فاسدہ کی وجہ سے یا سودا کے غلبہ سے آپ نے کوئی برا خواب دیکھ لیا ہو ان اسباب میں سے جو سبب بھی ہوا ہو یہ خواب نہیں بلکہ محض عکس ہے، رشید نے کہا اچھا میں بیان کئے دیتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے اسی بستر پر لیٹا ہوں کہ یکایک میرے نیچے سے ایک ہاتھ نکلا جسے میں پہچانتا ہوں اور ہتھیلی نظر پڑی وہ بھی میری دیکھی ہوئی ہے مگر اس شخص کا نام میرے ذہن میں نہیں ہے کہ وہ کس کی ہے بہر حال میں نے دیکھا کہ اس ہتیلی میں سرخ مٹی ہے کوئی شخص جس کی آواز میں سن رہا ہوں مگر اس کی صورت نظر نہیں آتی یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مٹی ہے جس میں تم دفن کئے جاؤ گے میں نے پوچھا یہ مٹی کہاں ہے اس نے کہا طوس میں یہ کہہ کر وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور بات ختم ہو گئی اور میں بیدار ہو گیا۔
میں نے کہا جناب والا۔ یہ ایک نہایت اولجھا ہوا خواب ہے میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ اپنے بستر پر تشریف لے گئے تھے اس وقت آپ خراسان اس کی جنگجوں اور خراسان کے کچھ علاقے کے نکل جانے کی وجہ سے پریشان تھے اور ان امور پر غور فرما رہے تھے کہنے لگے کہ ہو، تو ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کی اسی پریشانی نے حالت خواب میں بخارات فاسدہ سے مل کر یہ خواب دکھایا ہے آپ تو اس کی قطعی پرواہ نہ کریں نشاط و سرور اختیار کیجئے پھر ایسا خواب نظر نہ آئے گا۔ میں بہت دیر تک مختلف ترکیبوں سے ان کو بھلاتا رہا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو کر فارغ البال ہوئے اور حکم دیا کہ آج ہمارے

عیش و نشاط کے لئے۔ یہ انتظام کیا جائے اور روزانہ معمول سے آج فلاں فلاں سامان زیادہ کیا جائے، اس کے بعد وہ بھی اس خواب کو بھول گئے اور ہم بھی بھول گئے، کسی شخص کے دل میں بھی اس کا خیال نہیں آیا جب رافع نے خروج کیا تو رشید خراسان چلے اثنائے سفر میں کسی جگہ ان کو مرض لاحق ہوا جو برابر بڑھتا گیا، طوس پہونچکر ہم سب جنید بن عبدالرحمان کے قصر میں جو اس کے موضع سناباد میں تھا قیام پذیر ہوئے حالت مرض میں وہ اس قصر کے باغ میں تھے کہ یکایک ان کو اپنا وہ خواب یاد آیا فوراً چونک پڑے اور بمشکل گرتے پڑتے اٹھے ہم سب جھپٹ کر ان کے پاس آئے، اور ہر شخص نے پریشان ہوکر پوچھا جناب کا مزاج کیسا ہے اور اس وقت کیا نئی بات پیش آئی۔ کہنے لگے جبریل تم کو وہ خواب یاد ہے جو میں نے رقہ میں طوس کے متعلق دیکھا تھا، یہ کہہ کر انھوں نے سر اٹھا کر مسرور کو دیکھا اور اس سے کہا کہ ذرا اس باغ کی مٹی تو لاؤ مسرور جا کر اپنی مٹھی میں مٹی لے کر آیا اس وقت اس نے آستین چڑھا رکھی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ ننگا تھا اسے اس طرح دیکھ کر کہنے لگے بخدا یہی ہاتھ اور بعینہٖ یہی مٹی ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی اور یہ سرخ مٹی ہے کوئی بات غلط نہیں ہوئی۔ اس کے بعد وہ زار و قطار رونے لگے اور اس واقعہ کے تین دن بعد اسی باغ میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں وہ دفن ہوئے کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس مرض میں رشید کا انتقال ہوا اس کے علاج میں جبریل نے غلطی کی جس کا علم رشید کو ہو گیا تھا اور جس رات ان کا انتقال ہو گیا اسی رات وہ اسے قتل کر کے رافع کے بھائی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرا دینا چاہتے تھے انھوں نے جبریل کو اسی غرض سے اپنے سامنے بلایا مگر جبریل نے عرض کیا کہ امیرالمومنین کل تک اور انتظار فرمائیں کل آپ کی طبیعت سنبھل جائیگی مگر اسی دن ان کا کام تمام ہو گیا۔

حسن بن علی الربعی کا دادا جس کے پاس کرایہ کے لئے سو اونٹ

تھے اور وہی رشید کو اپنے اونٹوں پر طوس لے گیا تھا بیان کرتا ہے کہ رشید نے حکم دیا کہ قبل اس کے کہ میں مروں میری قبر کھود کر تیار کر لی جائے چنانچہ ان کی قبر کھود لی گئی وہ اس کو دیکھنے گئے میں ایک قبّہ میں بٹھا کر آگے سے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے ان کو قبر پر لایا اسے دیکھ کر کہنے لگے اے ابن آدم تیری جگہ یہ ہے۔

کسی شخص نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب مرض نے شدت اختیار کی تو انھوں نے قبر کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ اسی محل میں جس میں وہ فروکش تھے حمید بن ابی غانم الطائی کے احاطہ میں ایک مقام مشقب نام تھا وہیں ان کے لئے قبر کھودی گئی اس کے بعد کئی آدمیوں نے اس میں اتر کر قرآن ختم کیا اتنی دیر تک وہ برابر قبر کے کنارے ایک صحافہ میں بیٹھے رہے۔

سہل بن صاعد نے بیان کیا کہ جس مکان میں رشید کا انتقال ہوا میں وہاں موجود تھا جب سانس اکھڑی اور تنفس میں ان کو دقت پیش آنے لگی انھوں نے ایک موٹا لحاف منگوایا اور اسے ہر طرف سے لپیٹ لیا اب ان کو نزع کی سخت تکلیف ہوئی میں جانے کے لئے اٹھا مجھ سے کہا سہل بیٹھو میں بیٹھ گیا میں بہت دیر تک بیٹھا مگر اس اثنا میں نہ انھوں نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے ان سے کوئی بات کی جب لحاف گرنے لگتا وہ اسے پھر چاروں طرف سے سنبھال کر لپیٹ لیتے جب اسی طرح بہت دیر گزر گئی تو اب میں پھر اٹھا مجھ سے کہا سہل کہاں جاتے ہو میں نے کہا امیر المومنین مجھ سے آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی اگر آپ لیٹ جاتے تو شاید آپ کو کچھ آرام ملتا۔ اس پر خوب اچھی طرح ہنسے اور کہنے لگے سہل میں اس حال میں کسی شاعر کا یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔

وانّی من قوم کرام یزیدھم ٭ شماساً وصبراً شدّۃ الحدثان

ترجمہ۔ بے شک میں ان شرفا میں ہوں جن کو حوادث کی شدت زیادہ

مستقل مزاج اور اپنی تکلیف سے بے پروا کر دیتی ہے۔
مسرور نے بیان کیا ہے کہ جب رشید کو محسوس ہوا کہ ان کا وقت آخر آپہنچا انھوں نے مجھے حکم دیا کہ توشہ خانہ کھول کر وہاں جو سب سے قیمتی اور اعلیٰ درجہ کا کپڑے کا تھان ہو لے آؤ میں نے کوئی ایک تھان ایسا نہ پایا جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں دو تھان سب سے زیادہ قیمتی تھے ایک کی قیمت دوسرے سے کچھ ہی زیادہ تھی البتہ یہ فرق تھا کہ ایک سرخ اور دوسرا سبز تھا میں ان دونوں کو ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا انھوں نے دونوں کو دیکھا میں نے ان کی قیمت بیان کی کہنے لگے ان میں جو بہتر ہے اسے میرے کفن کے لئے رہنے دو اور دوسرے کو پلٹا دو۔
بیان کیا گیا ہے کہ حمید بن ابی غانم کے قصر میں ایک مقام مثقب نام تھا انھوں نے سنیچر کی آدھی رات میں اس سال کے ماہ جمادی الآخر کی تیسری کو انتقال کیا ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ پڑھی فضل بن الربیع اور اسمٰعیل بن صبیح انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھے خدمت گاروں میں سے مسرور حسین اور رشید تھے ۲۳ سال ۲ ماہ ۸ دن مدت خلافت ہوئی، اس کی ابتدا جمعہ کی رات جب کہ ۱۷۰ ہجری کے ماہ ربیع الاول کے ختم میں ۱۴ راتیں باقی تھیں ہوئی اور انتہا سنیچر کی رات جب کہ ۱۹۳ ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں ہوئی۔
ہشام بن محمد کہتے ہیں ابو جعفر الرشید ہارون بن محمد جمعہ کی رات کو ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ ہجری ۲۳ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے اور سنیچر کی رات یکم جمادی الاولیٰ ۱۹۳ ہجری میں ۴۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا اس طرح وہ ۲۳ سال ایک ماہ اور ۱۶ دن خلیفہ رہے۔
بیان کیا گیا ہے کہ وفات کے دن ان کی عمر ۴۷ سال ۵ ماہ اور ۵ دن تھی وہ ۱۴۵ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں جب کہ تین راتیں باقی تھیں پیدا ہوئے اور ۲ جمادی الآخر ۱۹۳ کو ان کا انتقال ہوا بہت ہی گورے چٹے خوبصورت اور شاندار آدمی تھے بال گھونگر والے تھے جن پر سفیدی آچلی تھی

ہارون کے عہد کے والیانِ ممالک

مدینہ کے والی

اسحٰق بن عیسیٰ بن علی۔ عبد الملک بن صالح بن علی۔ محمد بن عبد اللہ۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم۔ علی بن عیسیٰ بن موسیٰ محمد بن ابراہیم۔ عبد اللہ بن مصعب الزبیری۔ بکار بن عبد اللہ بن مصعب ابو البختری وہب بن وہب العباس بن محمد بن ابراہیم سلیمان بن جعفر بن سلیمان۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم۔

مکہ کے والی

عبید اللہ بن قثم بن العباس محمد بن ابراہیم عبید بن قثم عبد اللہ بن محمد بن عمران عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم العباس بن موسیٰ بن عیسیٰ علی بن موسیٰ بن عیسیٰ محمد بن عبد اللہ النعمانی۔ حماد البربری سلیمان بن جعفر بن سلیمان۔ احمد بن اسماعیل بن علی الفضل بن العباس بن محمد۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔ یعقوب بن ابی جعفر۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔ العباس بن عیسیٰ بن موسیٰ

کوفہ کے والی

بصرہ کے والی

موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔
محمد بن سلیمان بن علی سلیمان بن ابی جعفر
عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، خزیمہ بن خازم
عیسیٰ بن جعفر، جریر بن یزید۔ جعفر بن سلیمان
جعفر بن ابی جعفر عبدالصمد بن علی۔ مالک
بن علی الخزاعی۔ اسحق بن سلیمان۔ بن علی
سلیمان بن ابی جعفر عیسیٰ بن جعفر، الحسن
بن جمیل امیر المومنین کا مولی۔ اسحق بن عیسیٰ
بن علی۔

خراسان کے والی

ابوالعباس الطوسی۔ جعفر بن محمد بن الاشعث،
العباس بن جعفر، الغطریف بن عطا۔ سلیمان
بن راشد افسر مالگذاری، حمزہ بن مالک
الفضل بن یحیٰی، منصور بن یزید بن منصور،
جعفر بن یحیٰی مگر علی بن الحسن بن قحطبہ اس کے
نائب کی حیثیت سے خراسان کا والی
تھا علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہرثمہ بن
اعین۔

رشید کے عادات اور خصائل

عباس بیان کرتا ہے کہ بشرطیکہ کوئی خاص علت نہ پیش آجائے مرتے دم
تک ان کا یہ دستور تھا کہ روزانہ ایک سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اپنے
ذاتی مال میں سے روزانہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد ایک ہزار درہم صدقہ
دیتے تھے جب حج کے لئے جاتے تو سو فقہا اور ان کی اولاد ان کے

ہمراہ ہوتی اور جس سال خود حج کے لئے نہ جاتے تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کے لئے بھیجتے ان کو پورے مصارف حج دیتے اور بہت عمدہ لباس بھی دیتے وہ ہمیشہ منصور کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے البتہ روپیہ خرچ کرنے میں وہ منصور سے بالکل مخالف تھے ان سے پہلے کسی خلیفہ نے اتنی سخاوت نہیں کی جتنی انھوں نے کی ان کے بعد بے شک مامون نے ایسی ہی فیاضی کی، جو شخص ان کے ساتھ احسان کرتا کبھی وہ احسان رائگاں نہ جاتا بلکہ پہلے ہی موقع پر اس کی جزا دیتے، شعر وشعرا کے عاشق تھے، ادبا اور فقہا کی بہت خاطر کرتے تھے دین کے معاملے میں شک وشبہ کو بہت برا جانتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس کا کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا اور اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس سے ثواب نہیں ملیگا اپنی تعریف کو اور خصوصاً خوش گو شاعر کی زبانی بہت پسند کرتے تھے اور اس کا بیش بہا صلہ دیتے۔ مروان بن ابی حفصہ ۳ ر رمضان ۱۸۱ھ ہجری اتوار کے دن ان کے ہاں باریاب ہوا اور اس نے ان کی تعریف میں اپنا وہ مشہور قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے۔

وسدّت بهارون الثغور فاحکمت ۞ به من امور المسلمین المرائر

اس قصیدہ پر انھوں نے پانچ ہزار دینار اسی مجلس میں اسے دیئے اس کے علاوہ لباس اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا دس رومی غلام اور لونڈیاں عطا کیں نیز اپنی سواری خاصہ کا ایک گھوڑا بھی دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابن ابی مریم المدنی رشید کا مصاحب تھا یہ ایک بڑا بولنے والا۔ ظریف، بذلہ سنج اور ہنسانے والا تھا رشید کو کسی وقت اس کے بغیر چین نہیں آتا تھا اور نہ وہ کبھی اس کی باتوں سے آزردہ ہوتے اس کے ساتھ ہی اسے اہل حجاز کے تمام واقعات شرفا کے القاب اور ظرافت کے نکات یاد تھے یہ اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے رشید کا اس قدر مصاحب خاص بن گیا تھا کہ رشید نے اسے اپنے قصر ہی میں

ایک مکان رہنے کے لئے دیدیا تھا اور ان کی اجازت سے ان کی حرم محل کی دوسری عورتوں موالیوں اور غلاموں سے بے تکلف ملتا جلتا تھا ایک مرتبہ رات کو جب کہ وہ سو رہا تھا اور رشید طلوع فجر کے ساتھ نماز کے لئے تیار ہو چکے تھے رشید اس کے پاس آئے دیکھا کہ وہ سو رہا ہے انہوں نے اس پر سے لحاف اتار لیا اور کہا کہو صبح کیسی ہوئی اس نے کہا میری صبح اب تک نمودار نہیں ہوئی ہے تم جاؤ اور اپنا کام کرو رشید نے کہا چلو نماز پڑھو اس نے کہا یہ ابو الجارود کی نماز کا وقت ہے اور ہم تو قاضی ابو یوسف کے متبعین میں سے ہیں، یہ جواب سن کر رشید اسے سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے اور اب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اس کے غلام نے آکر اس سے کہا کہ اٹھو امیر المومنین نماز کے لئے کھڑے ہو چکے ہیں اب وہ اٹھا اور کپڑے پہن کر رشید کی طرف گیا اس وقت، وہ نماز صبح میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے جب یہ ان کے پاس پہونچا تو وہ یہ آیت ومالی لا اعبد الذی فطرنی (اور میں کیوں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے) پڑھ رہے تھے اسے سن کر ابن ابی مریم المدنی نے کہا ہاں بیشک میں بھی نہیں جانتا تھا کہ آپ کیوں اپنے خالق کی عبادت نہ کریں، رشید سے نماز میں ہنسی ضبط نہ ہو سکی وہ نیت توڑ کر اس کی طرف غضب آلود صورت بنائے پھرے اور کہنے لگے ابن مریم تم نماز میں بھی مذاق سے نہیں چوکتے اس نے کہا جناب والا میں نے کیا کیا رشید نے کہا تم نے میری نماز خراب کر دی اس نے کہا بخدا میں نے یہ نہیں کیا میں نے تو آپ کے منہ سے ایک بات سنی تھی جس سے مجھے رنج ہوا جب آپ نے یہ کہا ومالی لا اعبد الذی فطرنی اس پر میں نے یہ کہا کہ بخدا میں بھی اس کی وجہ نہیں جانتا اب رشید پھر ہنس پڑے اور کہا دیکھو قرآن اور دین میں آئندہ مذاق نہ کرنا ان دو کے علاوہ اور سب باتوں میں تم کو آزادی ہے۔

ایک مرتبہ عباس بن محمد نے غالیہ رشید کی خدمت میں ہدیتہً بھیجا بلکہ وہ خود اسے اپنے ساتھ لیکر رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض پرواز ہوا

کہ امیر المومنین اللہ مجھے آپ پر نثار کر دے میں جناب کے لئے ایسا نادر غالیہ
لایا ہوں جو کسی دوسرے کو میسر نہیں اس میں جو مشک ڈالا گیا ہے وہ نبت
کے پرانے کتوں کی نافوں کا ہے جو عنبر ہے وہ بحر عدن کا عنبر ہے۔ اور بالچھڑ مدینہ کے فلاں شخص
کے ہاں کی ہے جو اپنی خاصیت عمل میں مشہور ہے اور اس کا ترکیب دینے والا
ایک شخص ہے جو بصرہ میں رہتا ہے جو اس کے بنانے کی ترکیب سے پوری
طرح واقف ہے، اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے قبول کر کے
مجھے ممنون فرمائیں رشید نے اپنے خدمتگار خاقان کو جو ان کے سرا ہنے کھڑا
تھا کہا کہ اس غالیہ کو لے آؤ، خاقان اسے اندر لے کر حاضر ہوا وہ چاندی کے
ایک بڑے مرتبان میں رکھا ہوا تھا اور اوپر سرپوش ڈھکا تھا، خاقان نے
سرپوش ہٹایا۔ ابن ابی مریم المدنی بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا امیر المومنین
یہ مجھے عنایت کر دیجئے انہوں نے فرمایا تم ہی لے جاؤ، اس پر عباس
کو سخت رنج اور غصہ آیا اور اس نے کہا کہ تو نے ایسی شے مانگی ہے کہ
اس سے میں نے خود بھی استعمال نہیں کیا بلکہ اپنے آقا کو لا کر نذر کی اور تو نے
اسے لے لیا، ابن ابی مریم المدنی نے کہا ان کی فاحشہ ماں کی قسم یہ صرف
اسے اپنے چوتڑ پر ملیں گے رشید ہنس پڑے اور ابن ابی مریم نے لپک کر
اپنی قمیص کا دامن ان کے سر پر ڈالا اور پھر اس مرتبان میں ہاتھ ڈال کر
اس میں سے مٹھی بھر کر ایک مرتبہ ان کے چوتڑ میں ملا اور دوسری مرتبہ
ان کے چڈوں اور بغل میں ملا۔ پھر اس سے ان کا منہ، سر اور ہاتھ پاؤں
سیاہ کر دیئے اسی طرح اس نے ان کے تمام اعضائے جسم پر وہ غالیہ لگا دیا اور
خاقان سے کہا کہ ذرا میرے غلام کو یہاں بلا لاؤ رشید نے بھی جو ہنسی کی وجہ
سے اپنے قابو میں نہ تھے خاقان سے کہا کہ اس کے غلام کو بلا لو خاقان نے
اسے آواز دی ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ جس قدر غالیہ بچ گیا ہے
یہ تم رشید کی فلاں بیوی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ
اسے اپنی فرج میں لگا لو اور میں ابھی تمہارے ساتھ مجامعت کرنے
آتا ہوں غلام اسے لے کر چلا گیا اب رشید کا ہنسی سے یہ حال تھا کہ وہ بالکل

اپنے آپے میں نہ تھے اور بالکل بے قابو ہو چکے تھے۔ اس کے بعد ابن ابی مریم نے عباس سے مخاطب ہو کر کہا بخدا تم بھی بالکل پاگل سٹھیا گئے ہو تم کو یہ خیال نہیں آیا کہ تم خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر ایک معمولی غالیہ کی اتنی تعریف کر رہے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو شئے آسمان سے ٹپکتی ہے یا زمین سے نکلتی ہے اور ہر شئے جو دنیا میں موجود ہے وہ ان کے قبضۂ قدرت میں اور زیرنگین ہے اور سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ ملک الموت سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ جو تم سے کہا جا رہا ہے اسے یاد رکھو اور حسبہ عمل کرو بھلا کہیں اس طرح غالیہ کی تعریف کرنا اور اس کے بیان میں اتنی طویل تقریر کرنا امیر المومنین کی جناب میں تم کو زیب دیتا ہے کیا تم نے کوئی بقال عطار یا کھجور فروش سمجھا ہے۔ ابن ابی مریم کی اس گفتگو پر رشید کو اس قدر ہنسی آئی کہ قریب تھا کہ ہنستے ہنستے وہ ہلاک ہو جائیں انہوں نے، اس روز ایک لاکھ درہم ابن ابی مریم کو انعام دیا۔

ایک روز رشید کا ارادہ کسی دوا کے استعمال کا ہوا ابن ابی مریم نے ان سے کہا کہ کل جب آپ دوا لگائیں تو مجھے اپنا حاجب بنائیں اور جس قدر میں کماؤں وہ میں اور آپ تقسیم کرلیں گے، رشید نے کہا اچھا۔ انہوں نے اس حاجب کو جس کی نوبت کل تھی حکم دیا کہ کل تم اپنے گھر آرام کرو میں نے ابن ابی مریم کو کل کے لئے حاجب مقرر کیا ہے، علی الصباح ابن ابی مریم بارگاہ خلافت پر حاضر ہو گیا اور ایک کرسی اوس کے لئے رکھدی گئی، رشید نے دوا لگائی اس کی خبر محل کے اندر پہونچی ام جعفر کا پیامبر امیر المومنین کی خیریت مزاج دریافت کرنے اور اس دوا کے استعمال کی وجہ پوچھنے حاضر ہوا، ابن ابی مریم نے اسے رشید کی خدمت میں جانے کی اجازت دی اور اس کے آنے کی غرض وغایت بیان کی وہ جواب لے کر واپس ہوا، ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ سیدہ سے جاکر یہ بات ضرور کہدینا کہ سب سے پہلے میں نے آپ کے آدمی کو باریاب کیا ہے، اس نے جاکر ام جعفر

سے یہ بات بیان کی اس لئے بہت سا مال ابن ابی مریم کو اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد یحییٰ بن خالد کا فرستادہ آیا ابن ابی مریم نے اس کے ساتھ بھی وہ سلوک کیا، پھر جعفر اور فضل کے فرستادے آئے اوس نے ان کے ساتھ بھی یہی کیا چنانچہ ہر برمکی نے بہت سا مال اسے اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد فضل بن الربیع کا پیامبر آیا ابن ابی مریم نے اسے بغیر باریاب کئے پلٹا دیا دوسرے تمام امرا اور اکابر کے آدمی خیریت پوچھنے آئے ان میں سے جس جس کے آدمی کو اس نے سہولت سے باریاب کیا اس نے ابن ابی مریم کو اس کا بڑا بھاری صلہ عطا کیا، عصر کے وقت ساٹھ ہزار دینار اس کے پاس جمع ہو گئے جب رشید اس دوا کو دھو کر اور غسل کر کے فارغ ہوئے اور باہر آئے تو انھوں نے ابن ابی مریم سے پوچھا کہو آج کیا کیا اس نے کہا، اے میرے آقا میں نے ساٹھ ہزار دینار کمائے ہیں، رشید کو یہ رقم بہت معلوم ہوئی انھوں نے کہا ہمارا حصہ کہاں ہے اس نے کہا وہ علٰحدہ موجود ہے رشید نے کہا ہم نے اپنا حصہ بھی تم کو دیا اس کے معاوضہ میں دس ہزار سیب تم ہمیں لادو اس نے وہ سیب لاکر داخل کر دئے اور اس طرح یہ تمام لوگوں میں جنھوں نے رشید سے معاملہ کیا فائدہ میں رہا۔

اسمٰعیل بن صبیح کہتا ہے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ایک باندی اس کے سراہنے کھڑی تھی جس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ اور دوسرے میں ایک چمچہ تھا اور وہ ان کو ایک ایک چمچہ اس پیالہ میں سے چٹا رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید رقیق شے ہے مگر میں سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا ہے وہ اس بات کو تاڑ گئے کہ میں اس کی ماہئیت دریافت کرنا چاہتا ہوں مجھے آواز دی میں نے کہا حاضر، کیا ارشاد ہوتا ہے پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے میں نے کہا جی نہیں کہنے لگے یہ ماش اور گیہوں کا شیرہ ہے جس میں پھٹے ہوئے دودھ کا پانی شریک کیا گیا ہے یہ تشنج شدہ ہاتھ پاؤں کو سیدھا کرنے اور اعصاب کے تشنج کو

دور کرنے کے لئے نہایت مفید ہے اس سے رنگ صاف ہوتا ہے اضمحلال دور ہوتا ہے یہ جسم کو فربہ اور میل کو دفع کرتا ہے میں نے گھر آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے باورچی کو بلا کر حکم دیا کہ علی الصباح اس قسم کا شیرہ تیار کر کے لاؤ اس نے پوچھا کہ وہ کیسے بنایا جائے میں نے اس کے اجزا اور ترکیب بیان کی اس نے کہا کہ آپ تین دن اس کا استعمال نہ کر سکیں گے اور اور تنگ آجائیں گے چنانچہ پہلے دن تو وہ مجھے بہت خوشگوار معلوم ہوا دوسرے اس سے کم اور تیسرے دن جب میرا باورچی اسے تیار کر کے میرے پاس لایا تو میں نے کہدیا کہ مت لاؤ۔

ایک مرتبہ رشید کسی مرض میں بیمار ہوئے تمام طبیبوں نے ان کا علاج کیا مگر ان کو افاقہ نہ ہوا ابو عمر الاعجمی نے ان سے عرض کیا کہ ہندوستان میں منکہ نام ایک طبیب ہے جسے اہل ہند سب سے حاذق سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اس کا ہندوستان کے مشہور عابدوں اور فلاسفہ میں شمار ہے اگر امیر المومنین اسے بلائیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالے اس کے ہاتھ سے امیر المومنین کو شفا دیدے، رشید نے اس کے لانے کے لئے اپنا آدمی بھیجا اور اس کے ہاتھ طبیب کو زادراہ کے لئے کافی مال بھیجدیا۔ منکہ رشید کے پاس آیا اس نے ان کا علاج کیا اس کے علاج سے ان کی بیماری جاتی رہی اس صلہ میں رشید نے علاوہ بڑی رقم انعام کے اس کا بیش بہا منصب بھی مقرر کر دیا، منکہ خلد سے گذر رہا تھا کہ وہاں اس نے مانی کے فرقہ کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی چادر بچھا رکھی ہے اس پر بہت سی شیشیاں پڑی ہیں اور وہ اپنی دوا کی تعریف میں جو کوئی معجون تھی کھڑا ہوا تقریر کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ ہر وقت رہنے والے بخار کی دوا ہے ایک دن بیچ آنے والے بخار کی دوا ہے چوتھے دن آنے والے بخار کی دوا ہے پیٹ اور گھٹنوں کے درد کی دوا ہے بواسیر، ریاح، جوڑوں کے درد اور آنکھوں کے درد کی دوا ہے، پیٹھ کے درد، درد سر اور آدھے سر کے درد کی دوا ہے سلسل البول کی دوا ہے فالج اور رعشہ کی دوا ہے غرض کہ جسم انسانی کی جتنی بیماریاں ہیں ان سب

کے نام اس نے لئے اور کہا کہ بس یہ سب کے لئے اکسیر ہے، منکہ نے اپنے ترجمان سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے ہندی زبان میں ترجمہ کر کے اسے سمجھایا کہ اس کے دعاوی یہ ہیں۔ منکہ ہنسا اور کہنے لگا کہ جو کچھ بھی ہو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عرب جاہل آدمی ہے اور یہ اس لئے کہ اگر اس شخص کا دعوی سچ ہے تو پھر مجھے اپنے وطن اور اہل و عیال سے جدا کر کے اتنے طویل سفر کی زحمت دینے سے کیا فائدہ تھا۔ یہ ایسا باکمال تو یہیں ان کے پاس موجود تھا۔ اور اگر یہ اپنے دعاوی میں جھوٹا ہے تو اسے وہ قتل کیوں نہیں کر دیتے کیونکہ شریعت نے تو اس کا اور اس ایسے دوسرے دھوکہ بازوں کا خون مباح کر دیا ہے کیوں کہ اگر اسے قتل کر دیا جائے تو صرف ایک ہی جان جائیگی مگر اس کے وجہ سے ہزاروں جانیں ہلاکت سے تو بچ جائیں گی اور اگر یہ جاہل اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو روزانہ یہ ایک آدمی کو مار ڈالے گا بلکہ ممکن ہے کہ روزانہ دو تین یا چار کا خاتمہ کر دے یہ تو بڑی بد انتظامی اور غیر آئینی بات ہے۔

یحیٰی بن خالد برمک نے ایک شخص کو سواد کے کسی ایک تعلقہ کا تحصیلدار مقرر کیا وہ رخصت ہونے کے لئے رشید کے سلام کو حاضر ہوا اس وقت یحیٰی اور جعفر بن یحیٰی دونوں حاضر تھے رشید نے ان سے کہا کہ اسے کچھ ہدایت کرو۔ یحیٰی نے کہا دیکھو آمدنی بڑھانا اور علاقہ کو آباد کرنا۔ جعفر نے کہا جیسا برتاؤ تم اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے ساتھ روا رکھنا رشید نے کہا عدل کرنا اور احسان کرنا۔

رشید کسی وجہ سے یزید بن مزید الشیبانی سے ناراض ہو گئے تھے پھر خوش ہو گئے اور اسے دربار میں آنے کی اجازت دی یزید نے ان کے سامنے پہنچ کر کہا "امیر المومنین تمام تعریفیں اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جس نے آپ کی ملاقات سے ہمارے لئے خوشی اور اطمینان کا راستہ صاف کر دیا اور آپ کی اس عنایت کی وجہ سے ہمارے رنج و اندوہ کو دور کر دیا اللہ آپ کو اس بات کی جزائے نیک عطا فرمائے کہ آپ

جس سے ناراض ہوتے ہیں جب وہ معافی چاہتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیتے ہیں اور جس سے خوش ہوتے ہیں اس پر مسلسل انعام و اکرام کر کے اسے اپنا زیر بار احسان بنا لیتے ہیں، اس بات پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی ایسی نیک سرشت بنائی ہے کہ آپ حالت غیظ و غضب میں معاف کر دیتے ہیں، خطاکار سے درگزر کر جاتے ہیں اور اپنے احسانات اور اکرام سے گراں بار کر دیتے ہیں مصعب بن عبداللہ الزبیری اپنے باپ عبداللہ بن مصعب کا بیان نقل کرتا ہے کہ ایک دن رشید نے مجھ سے پوچھا کہ جن لوگوں نے عثمانؓ کو برا کہا ہے ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، میں نے کہا جناب والا ایک جماعت نے ان پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا جن لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تھے وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور انھیں میں شیعہ، اہل بدعت اور خارجی ہیں اور جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا وہ آج تک اہل سنت والجماعت ہیں، رشید کہنے لگے کہ اس جواب کے بعد اب مجھے آئندہ کبھی اس معاملہ پر استفسار کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

ایک مرتبہ پوچھا ابوبکر اور عمر کا مرتبہ رسول اللہ صلعم کی جناب میں کیا تھا میں نے کہا جو مرتبہ ان دونوں کا ان کی موت میں ہوا وہی مرتبہ ان کا ان کی زندگی میں تھا۔ رشید نے کہا تم نے میرے سوال کا کافی جواب دے دیا۔

خدمتگاران خاص میں سے سلام یا رشید امیر المومنین رشید کی ذاتی املاک کا جو سرحدوں پر اور شام میں واقع تھی مہتمم مقرر کیا گیا چند روز کے بعد اس کے حسن اخلاق کی تعریف میں مسلسل خطوط ان کو موصول ہوئے زبانی بھی لوگوں نے اس کی مدح کی رشید نے حکم دیا کہ اس کا درجہ بڑھایا جائے اور اسے اس حسن کارگذاری کا صلہ دیا جائے اور ہماری جو املاک جزیرہ اور مصر میں ہیں ان میں سے

اختیار دیا جائے کہ وہ جس جس کو چاہے اپنی نگرانی میں لے لے۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت امیر المومنین بہی کھا رہے تھے جو بلخ سے ان کے لئے آئی تھی اسے چھیل چھیل کر کھاتے جاتے تھے اسی حالت میں انھوں نے کہا اے فلاں ہمیں تمھاری حسن کارگزاری کے متعلق بہت عمدہ اطلاعیں ملی ہیں ہم تمھاری ہر درخواست کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم نے تمھارے لئے اس اور اس انعام وصلہ کا حکم دیا ہے اور فلاں اور فلاں علاقے اور تمھارے تفویض کر دیئے ہیں کچھ اور چاہتے ہو تو بخوشی بیان کرو اب وہ اپنی کارگزاریاں بیان کرنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین میں نے رعایا کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کیا ہے کہ وہ عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کو بھول گئے یہ سنتے ہی رشید کو سخت غصہ آگیا ایک بہی اٹھا کر اسے ماری اور فرمانے لگے حرامزادے عمر بن عمر بن عمر بن بکتا ہے عمر بن عبدالعزیز کے معاملہ میں تو ہم خاموش بھی ہو جائیں مگر تو سمجھتا ہے کہ کیا ہم تیرے اس گستاخی کو عمرؓ بن الخطاب کے مقابلہ میں برداشت کریں گے؟

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب کہتا ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن عبدالرحمان بن عبید اللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے یہ کہا کہ مجھے ضحاک بن عبداللہ نے جو بہت عمدہ بزرگ تھے یہ بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے کسی شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس عمری کے ساتھ کیا سلوک کروں میں ان پر تعدی بھی نہیں کرنا چاہتا اور ان کے پیروں کو بھی اچھا نہیں سمجھتا میں چاہتا ہوں کہ مجھے صحیح طور پر ان کا طریقہ اور مسلک معلوم ہو جائے مگر مجھے کسی ایک شخص پر اتنا اعتماد نہیں کہ میں اسے ان کے پاس بھیجوں، عمر بن بزیع اور فضل بن الربیع نے کہا کہ امیر المومنین ہم دونوں اس کے لئے آمادہ ہیں، رشید نے کہا مناسب ہے تم دونوں جاؤ یہ دونوں عرج سے خلص کے لئے جو صحرا میں واقع تھا روانہ ہوئے عرج کے راہنما اپنے ساتھ لے لئے اور چاشت کے وقت اس مقام

پر پہونچ گئے جہاں وہ عمری مقیم تھا وہ اس وقت مسجد میں تھا انھوں نے اور ان کے ہمراہیوں نے اپنی سواریاں ایک جگہ بٹھا دیں اور وہ دونوں بادشاہوں کا سا لباس پہن کر عطر لگا کر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کی خدمت میں مسجد میں آئے اور اس سے کہا آئے ابو عبدالرحمان ہم اپنی اہل مشرق کی جماعت کے وکیل ہیں آپ کے متبعین کہتے ہیں کہ آپ اللہ سے ڈریں اور جب چاہیں خروج کر دیں اس نے ان کو مخاطب کر کے کہا کیا کہتے ہو اور کس سے کہتے ہو ان دونوں نے کہا جناب سے وہ کہنے لگا بخدا میں ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی ایک مسلمان کے خون کا وبال لئے ہوئے بھی خدا کے روبرو جاؤں یہ قیامت تک نہیں ہوسکتا۔

جب وہ دونوں اس کی طرف سے مایوس ہوئے کہ یہ اس طرح ہمارے جال میں نہیں آسکتا تو اب انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ مال ہے آپ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کر سکتے ہیں اس نے کہا مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے انھوں نے کہا جناب والا بیس ہزار دینار ہیں اس نے کہا مجھے ان کی قطعی ضرورت نہیں وہ کہنے لگے آپ خود نہیں لیتے تو کسی کو دلوا دیجئے اس نے کہا تم جسے چاہو دیدو میں کوئی تمھارا خدمتگار یا مددگار نہیں ہوں کہ نشاندہی کرتا پھروں۔

جب وہ دونوں اس کی طرف سے قطعی مایوس ہو گئے کہ یہ کسی طرح ہمارے قابو میں نہیں آسکتا تو اپنا سا منہ لے کر اپنے کجاووں میں بیٹھ کر چلے دوسرے دن صبح کو جانوروں کو پانی پلانے کے وقت دوسری منزل میں رشید سے آملے وہ ان کے منتظر ہی تھے یہ دونوں ان کی خدمت میں اسی وقت باریاب ہوئے اور جو واقعہ گذرا تھا وہ پورا بیان کر دیا سن کر رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد اب میں اس شخص کے ساتھ اور کیا سلوک کروں اسی سال عبداللہ حج کے لئے گیا جب وہ دوکانداروں سے کچھ اشیا اپنے بچوں کے لئے خرید رہا تھا اس وقت ہارون سواری پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے عبداللہ

سامنے آگیا اس نے اشیار کی خرید چھوڑ دی اور ان کے پاس آگر ان کے گھوڑے کی لگام تھام لی سپاہی اور کوتوالی کے جوان اس کی طرف لپکے مگر ہارون نے ان کو حکم دیا کہ اس سے باز رہیں اور اس سے کچھ باتیں کیں میں نے دیکھا کہ رشید کے آنسو گھوڑے کی گردن پر گر رہے ہیں پھر وہ چلا گیا۔

لیث بن عبدالعزیز الجوزجانی جانی جو چالیس سال سے مکہ میں ہجرت کر کے مقیم تھا بیان کرتا ہے کہ مجھ سے کعبہ کے ایک حاجب نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب رشید حج کرتے تو کعبہ کے اندر آکر اپنی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے اور یہ دعا مانگتے" اے وہ ذات جو مانگنے والوں کی ضروریات کی مالک ہے جو خاموش رہنے والوں کے دل کی بات سے آگاہ ہے تو ہر مانگنے والے کو فوراً جواب دیتا ہے، تو ہر خاموش رہنے والے کی دلی آرزوؤں سے پورا پورا واقف ہے تیرے تمام وعدے سچے، تیرے احسانات بے پایاں اور تیری رحمت وسیع ہے تو اپنی رحمت محمد اور ان کی اولاد پر نازل فرما۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے ہماری برائیوں کو دفع کر دے اے وہ ذات مقدس جس کو بندوں کے گناہ کوئی ضرر نہیں پہنچاتے۔ جس سے عیوب پوشیدہ نہیں جس کو گناہوں کی مغفرت سے کوئی نقص نہیں پہنچتا۔ اے وہ ذات جس نے زمین کو پانی پر جمایا ہے جس نے فضا کو آسمان سے قایم کیا ہے اور خود اپنے لئے اسمائے حسنی مقرر کئے ہیں، محمد پر رحمت نازل فرما۔ اور میرے تمام کاموں کو بخیر و خوبی سرانجام کر دے اے وہ ذات جس کی جناب میں مختلف زبانوں میں سائل نہایت عاجزی وانکسار کے ساتھ اپنی درخواستیں عرض کرتے ہیں میری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ جب تو مجھے اس دنیا سے اٹھائے اور میں لحد میں رکھا جاؤں اور میرے سب اپنے مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اس وقت تو میرے گناہوں کو بخش دینا الٰہی جس طرح تو سب سے افضل و اعلیٰ ہے اسی طرح میں اعلیٰ سے افضل تیری حمد کرتا ہوں الٰہی محمد صلعم پر اپنی ایسی رحمت اور سلامتی نازل فرما جو ان کو ہر طرح خوب طرح ہو اور ان

کے لئے باعث حفاظت ہو خداوندا تو ہمارے بدلے ان کو آخرت میں جزائے خیر عطا فرما، الٰہی تو ہم کو نیک بخت جلا شہداکی موت دے اور ہم کو ویسا سعید بنا جن کو تیری طرف سے رزق پہنچے گا اور ان بدبختوں میں شامل نہ کر جو تیری رحمت اور نعمت سے محروم رہیں گے"

ایک مرتبہ رشید نے ابن ابی داود اور خادمان تربت حسینؓ کو طلب کیا، جب یہ سب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حسن بن راشد کی نظر ابن ابی داؤد پر پڑی اس نے پوچھا کیسے آئے، ابن ابوداود نے کہا اس شخص نے طلب کیا ہے اور مجھے اس کی جانب سے اپنی جان کا خطرہ ہے، حسن بن راشد نے کہا کہ جب تم ان کے سامنے جاؤ اور وہ تم سے سوال کریں تو کہدینا کہ مجھے حسن بن راشد نے وہاں متعین کیا ہے۔

ابن ابی ابوداؤد رشید کے پاس آیا اور اس نے وہی بات کہدی رشید کہنے لگے میں نہیں سمجھتا کہ حسن بن راشد کی اس معاملہ میں شرکت ہو اچھا اسے حاضر کرو، حسن حاضر ہوا رشید نے پوچھا تم نے کیوں اس شخص کو حیر میں متعین کیا ہے حسن نے کہا اللہ اس پر اپنا رحم کرے جس نے اسے حیر میں مقیم کیا ہے مجھے ام موسیٰ نے حکم دیا تھا کہ میں اسے وہاں مقیم رکھوں اور تیس درہم ماہانہ اس کو دیا کروں، رشید نے کہا اچھا اسے حیر جانے دو اور جو ماہوار ام موسیٰ نے اس کے لئے مقرر کی تھی وہ جاری کردو، یہ ام موسیٰ مہدی کی ماں اور یزید بن منصور کی بیٹی (رشید کی دادی) تھی۔

علی بن محمد کا باپ بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ عون العبادی کے مکان میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ گرمی منا رہے ہیں اور ایک ایسے ایوان میں جو چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے ایک چبوترہ پر جو مکان کے داہنے بازو میں واقع تھا بیٹھے ہیں اس میں کوئی فرش بھی بچھا ہوا نہیں ہے ایک باریک کرتا زیب تن ہے اور رشیدی ازار چوڑے پائینچوں کی پہن رکھی ہے، جس ایوان میں وہ خود رہتے تھے اس میں وہ کبھی خس کے پردے اس وجہ سے کہ اس سے ان کو ضرر پہونچتا تھا

نہیں ڈلواتے تھے البتہ کسی طرح سے خس کی ٹھنڈک ان کو پہونچائی جاتی تھی مگر وہ خود خسخانہ میں بیٹھتے نہ تھے، سب سے پہلے رشید ہی نے اس ایوان میں جہاں وہ موسم گرما میں دوپہر بسر کرتے گرمی کی حدت کو دور رکھنے کے لئے یہ ترکیب کی تھی کہ اس کی چھت سے نیچے ایک اور چھت بنوائی تھی اور اس کی وجہ تحریک یہ بات ہوئی کہ ان کو معلوم ہوا کہ ایرانی بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے مکانوں کی چھت کو روزانہ مٹی سے لپواتے تھے تاکہ آفتاب کی تمازت کو گیلی مٹی، جذب کر لے اور ان تک حرارت کا اثر نہ ہو اس وجہ سے رشید نے یہ کیا کہ چھت کے نیچے ایک اور چھت اس ایوان کی بنوائی جہاں وہ موسم گرما میں دوپہر کا وقت گذارتے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ موسم گرما میں روزانہ یہ دستور تھا کہ عطار ان کے لئے ایک چاندی کے تغار میں گلاب، زعفران خوشبودار مصالح اور پھولوں سے ایک مرکب تیار کرتا تھا اور اسے ان کی دوپہر کی آرامگاہ میں لیجاتا تھا اسی کے ساتھ رشید بہ تراش کے سات لانبے زنانے کرتے لائے جاتے اور ان کو اس مصالح میں تر کیا جاتا اور روزانہ ساتھ باندیاں حاضر کی جاتیں جن کے تمام کپڑے اتار دیے جاتے اور پھر ان کو یہ کرتے پہنائے جاتے ان کو ایک ایسی کرسی پر جس کی نشست میں سوراخ ہوتا بٹھایا جاتا اور اس کرتے کے دامنوں کو کرسی کے چاروں طرف اس طرح لٹکایا جاتا کہ وہ اس کرسی کو ہر طرف سے ڈھانک لیتے اور اب کرسی کے نیچے عنبر میں ملی ہوئی عود کو دھونی کے لئے سلگا دیتے اسی طرح اس کرتے کو باندی کے جسم پر اس دھونی سے خشک کر لیتے اس طرح ان کی دوپہر کی خوابگاہ خوشبو کی لپٹوں سے مہک اٹھتی۔

عبد اللہ بن عباس بن الحسن بن عبید اللہ بن العباس بن علیؑ بن ابی طالب بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عباس بن الحسن نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید نے مجھ سے کہا کہ تم اکثر ینبوع کی تعریف کرتے رہتے ہو مختصر طور پر اس کا حال مجھ سے بیان کرو میں نے کہا نظم میں یا نثر میں انہوں نے کہا دونوں طریقے

سے ہیں نے عرض کیا، وہ تمام نخلستان ہے جو اپنی بہار دکھا رہا ہے اس پر وہ مسکرائے اور اب میں نے یہ اشعار پڑھے

یا وادی القصر نعم القصر والوادی ❊ من منزل یحاضر ان شئت ادبادی

تری قراقیرها والعیس واقفه ❊ والضب والنون والملاح والحادی

(ترجمہ) اے وادی القصر تیرا قصر اور وادی دونوں خوب ہیں یہ شہری اور بدو دونوں کا مسکن ہے یہاں قمریاں، سفید اونٹنیاں۔ گوہ، مچھلی، ملاح اور حدی خواں سب ہی کثرت سے موجود ہیں۔

ایکمرتبہ رشید نے ابن السماک کو طلب کر کے اس سے خواہش کی کہ تم مجھے کچھ نصیحت کرو اس نے کہا امیر المومنین آپ خدائے واحد سے جس کا کوئی شریک نہیں ہے ہر وقت درتے رہیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ کل اپ اپنے رب کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑے ہوں گے اور پھر دو ہی مقام جنت یا دوزخ آپ کا ٹھکانہ ہوگا۔

اسے سن کر ہارون زار وقطار رونے لگے کہ ان کی داڑھی اشکوں سے تر ہو گئی، فضل بن الربیع نے ابن السماک سے کہا جناب والا آپ نے یہ کیا فرمایا بھلا کسی شخص کو اس امر میں شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ امیر المومنین جنت میں جائیں گے وہ اللہ کے حق کو قائم کرتے ہیں اس کے بندوں میں عدل کرتے ہیں اور ان پر احسان کرتے ہیں مگر ابن السماک نے فضل کی بات پر اعتبار نہیں کیا اور امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا کہ جناب والا بخدا یہ فضل بن الربیع قیامت کے دن نہ آپ کے ساتھ ہوگا اور نہ آپ کے پاس ہوگا آپ اس کی باتوں میں نہ آجائیگا اپ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنا خیال رکھیں، اس پر ہارون اس قدر روئے کہ سب کو اندیشہ ہوا کہ مبادا اسی طرح جان دیدیں اور فضل تو ایسا چپ ہوا کہ ایک حرف اسکی زبان سے نہ نکلا، اسی حالت میں دربار برخاست ہوا۔

ایک مرتبہ اور ابن السماک رشید سے ملنے آیا اس وقت رشید نے

پانی مانگا۔ پانی کا ایک کوزہ پیش کیا گیا جب رشید پینے کے لئے اسے منہ سے لگانے لگے تو ابن السماک نے کہا امیر المومنین میں آپ کو آپ کی رسول اللہ صلعم سے قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ ذرا توقف فرمایئے اور اس بات کا جواب دیجئے کہ اگر اس وقت آپ کو پانی نہ پینے دیا جائے تو آپ اس کی کتنی قیمت دینے کے لئے تیار ہونگے رشید نے کہا اپنی آدھی سلطنت اس نے کہا اب نوش فرمائیے جب وہ پی چکے تو ابن السماک نے کہا میں آپکو آپکی رسول اللہ صلعم سے قرابت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر اب آپ کا پیشاب روک دیا جائے تو اس کے اجرا کے لئے آپ کیا معاوضہ دیں گے انہوں نے کہا اپنی ساری سلطنت ابن السماک نے کہا وہ ملک جس کا مول ایک پیاس پانی ہو اس قابل نہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اس کی آرزو کرے یہ سن کر ہارون رو پڑے فضل بن الربیع نے ابن السماک کو اشارہ کیا کہ آپ چلے جائیں وہ اُٹھ گیا۔

ایک مرتبہ عبد اللہ بن عبد العزیز العمری نے رشید کو کچھ نصیحت کی رشید نے اس کا یہ قول نَعَمْ یاعَمْ یاد رکھا جب وہ جانے لگا تو انہوں نے دو ہزار دینار کی تھیلی امین اور مامون کے ہاتھ اسے بھیجی اثنائے راہ میں وہ دونوں اس سے آملے اور انہوں نے کہا چچا جان امیر المومنین فرماتے ہیں کہ یہ رقم آپ قبول کریں اسے خود خرچ کریں یا تقسیم کر دیں عبد اللہ نے کہا امیر المومنین میرے مقابلہ میں اس بات کو زیادہ جانتے ہیں کہ یہ رقم کن لوگوں کو دی جائے پھر اس نے تھیلی میں سے صرف ایک دینار لے لیا اور کہنے لگا میں نے اسے برا سمجھا کہ سخت جواب بھی دوں اور بدتہذیبی بھی کروں اس لئے ایک دینار لئے لیتا ہوں۔

اس واقعہ کے بعد وہ ان سے ملنے بغداد روانہ ہوا رشید کو یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ وہ بغداد آئے اور اس طرح دونوں عمری ایک جگہ جمع ہو جائیں اسی اندیشہ سے وہ اس کے اعزا سے کہنے لگے کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں، جب تک وہ حجاز میں رہا میں نے

اُسے برداشت کرلیا اور اس کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ سمجھی، مگر اب تو یہ میرے دارالسلطنت میں آرہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے طرفداروں کو بھکائے گا تم لوگ اسے اس ارادے سے باز رکھو اور بغداد جانے سے روکدو انھوں نے کہا کہ وہ ہماری بات نہ مانے گا رشید نے موسیٰ بن عیسیٰ کو لکھا کہ تم اس کے ساتھ کوئی ایسی چال کرو کہ وہ یہاں سے ٹل جائے، موسیٰ نے ایک دس سال کے لڑکے کو جسے بہت سے مواعظ اور خطبات حفظ تھے بلاکر عبداللہ سے مقابلہ کرایا اس لڑکے نے اس سے بڑی بحث کی اور ایسے ایسے پند و نصائح سنائے جو عبداللہ نے کبھی نہ سنے تھے نیز اس نے عبداللہ کو منع کیا کہ وہ امیر المومنین سے تعرض نہ کرے عبداللہ نے اپنا جوتا بغل میں دبایا اور یہ کہتا ہوا فاعترفوا بذنبھم فسحقا لاصحاب السعیر مجلس سے چلدیا۔ (ترجمہ) انھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا لہذا ہلاک ہوں دوزخی

ایک شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ بغداد چھوڑکر وہ رقہ میں رشید کے ساتھ مقیم تھا ایک دن وہ بھی رشید کے ساتھ شکار کو گیا ایک سالک نے سامنے آکر رشید سے کہا اے ہارون اللہ سے ڈرتے رہو انھوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو حکم دیا کہ میری واپسی تک اس شخص کو گرفتار رکھو شکار سے واپس آکر کھانا طلب کیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو بھی ہمارے خاصہ میں سے کھانا کھلادیا جائے جب وہ کھا پی چکا تو اب اسے اپنے سامنے بلایا اور اس سے کہا خبردار جو بات ہم دریافت کریں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا اس نے کہا کہ آپ کے حق کے مقابلہ میں یہ بہت ہی کم بات ہے ارشاد فرمائیے، ہارون نے پوچھا میں برا ہوں یا فرعون کہا فرعون جس نے کہا انا ربکم الاعلی اور دما علمت لکم من الٰہ غیری۔ رشید نے کہا تم نے بالکل سچ کہا اب یہ بتاؤ کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ ابن عمران، اس نے کہا موسیٰ بہتر تھے وہ اللہ کے کلیم اور مخلص تھے اللہ نے ان کو اپنا بنایا اپنی وحی ان پر نازل فرمائی اور تمام مخلوقات میں سے صرف ان سے باتیں کیں، ہارون نے کہا تم نے ٹھیک

جواب دیا ہے اچھا کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ جب اللہ نے ان کو اور ان کے بھائی کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ ہدایت کی «فقولاله قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی» (تم اسے نرم لہجہ میں پیام پہونچانا شاید وہ سمجھ لے اور ڈر جائے، مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں» اور اس سے صاف صاف نہیں بلکہ کنائے کے پیرائے میں باتیں کرنا» اللہ نے یہ حکم اس شخص کے واسطے دیا ہے جو اپنے تکبر اور نخوت میں شہرۂ آفاق تھا تم خود بھی اس سے اچھی طرح واقف ہو اب دیکھو تم میرے پاس آئے ہو میرا یہ حال ہے جس سے تم بھی واقف ہو کہ اللہ کے جو فرائض مجھ پر ہیں میں ان میں سے اکثر کو پورا کرتا ہوں میں اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا اللہ کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اس کے حکم اور ممانعت کی اتباع کرتا ہوں باوجود اس کے تم نے مجھے بہت ہی سخت الفاظ اور درشت لہجہ میں نصیحت کی نہ تم نے اللہ کی بتائی ہوئی تہذیب پر عمل کیا اور نہ نیکوں کے اخلاق کی اقتدا کی تم نے خواہ مخواہ کے لئے اپنے آپ کو معرض خطر میں ڈالدیا اب بتاؤ کہ تم میری گرفت سے کیوں کر بچ سکتے ہو اس زاہد نے کہا امیر المومنین مجھ سے خطا ہوئی میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں رشید نے کہا اللہ تم کو معاف کرے اس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ بیس ہزار درہم اس کو دیئے جائیں اس نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں سیاح ہوں مجھے مال کی ضرورت نہیں، ہرثمہ نے اسے غصے سے گھورا اور ڈانٹا کہ تم جاہل ہو کہ امیر المومنین کے صلہ کو رد کرتے ہو مگر رشید نے ہرثمہ سے کہا خاموش رہ اور اس نے زاہد سے کہا کہ ہم نے تم کو یہ مال اس لئے نہیں دیا ہے کہ تم کو اس کی ضرورت تھی بلکہ ہماری عادت ہے کہ دوست ہو یا دشمن جس شخص کو خلیفہ سے باتیں کرنے کا امتیاز حاصل ہوتا ہے اسے وہ ضرور صلہ اور عطا دیتے ہیں ہمارے اس صلہ میں سے جس قدر چاہو لے لو اور جہاں چاہو خرچ کردو، اب اس زاہد نے اس میں سے دو ہزار درہم لے لئے ان کو دربانوں اور حاضرین آستانۂ مبارک میں تقسیم کردیا۔

رشید کی منکوحہ بیویاں

بیان کیا گیا ہے کہ رشید نے زبیدہ ام جعفر بنت جعفر بن المنصور سے شادی کی اور ۱۶۵ھ ہجری میں مہدی کے عہد میں بغداد میں محمد بن سلیمان کے محل میں اس کے ساتھ شب باشی کی یہ محل بعد میں عباسہ کے قبضہ میں آیا اور پھر معتصم باللہ کے قبضہ میں چلا گیا، زبیدہ کے بطن سے رشید کا لڑکا محمد الامین پیدا ہوا اور زبیدہ نے ۲۱۶ھ ہجری میں بغداد میں انتقال کیا۔

رشید نے امتہ العزیز موسیٰ الہادی کی اُمّ ولد سے نکاح کیا اور اس سے علی بن الرشید پیدا ہوا، رشید نے اُمّ محمد صالح المسکین کی بیٹی سے نکاح کیا اور ذی الحجہ ۱۸۷ھ ہجری میں رقہ میں اس کے ساتھ شب باشی کی اس کی ماں ام عبداللہ عیسیٰ بن علی کی بیٹی تھی کرخ میں جو محل اُمّ عبداللہ کے نام سے مشہور رہا ہے، وہ اسی کا تھا جس میں شہد والے رہتے تھے، یہ مکان اسے ابراہیم بن المہدی سے ملا تھا پھر اس نے اس سے قطع تعلق کر لیا اور اس کے بعد رشید نے اس سے نکاح کیا۔

رشید نے سلیمان بن ابی جعفر کی بیٹی عباسہ سے شادی کی اور ذی الحجہ ۱۸۷ھ ہجری میں اس سے شب باشی کی یہ اور صالح کی بیٹی اُمّ محمد دونوں ان کی خدمت میں بھیجی گئی تھیں۔

رشید نے عزیزہ غطریف کی بیٹی سے شادی کی یہ پہلے سلیمان بن ابی جعفر کے نکاح میں تھی سلیمان نے اسے طلاق دیدیا پھر رشید نے اس سے نکاح کر لیا یہ خیزران کی بھتیجی تھی، رشید نے جرشیہ عثمانیہ سے شادی کی یہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان کی بیٹی تھی، چونکہ وہ یمن کے مقام جرش میں پیدا ہوئی تھی اس لئے اسے جرشیہ کہتے تھے

اس کی دادی فاطمہ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھی اور اس کے باپ کا چچا عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب تھا رشید کے انتقال کے وقت ان کی یہ چار منکوحہ بیویاں موجود تھیں، ام جعفر، ام محمد صالح کی بیٹی، عباسیہ سلیمان کی بیٹی اور عثمانیہ،

رشید کی اولاد ذکور

محمد الاکبر اس کی ماں زبیدہ تھی، عبد اللہ المامون اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام مراجل تھا القاسم المؤتمن، اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام قصف تھا، محمد ابو اسحٰق المعتصم اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا علی اس کی ماں امتہ العزیز تھی۔ صالح اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام رئم تھا۔ محمد ابو عیسیٰ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام عرابہ تھا۔ محمد ابو یعقوب اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام شذرہ تھا محمد ابو العباس اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام خبث تھا۔

محمد ابو سلیمان اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام رواح تھا محمد ابو علی اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام دواج تھا محمد ابو احمد اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام کتمان تھا۔

رشید کی اولاد اناث

سکینہ اس کی ماں قصف تھی یہ قاسم کی بہن ہے، ام حبیب اس کی ماں ماردہ تھی اور یہ ابو اسحٰق المعتصم کی بہن ہے۔ اروی اس کی ماں حلوب تھی، ام الحسن اس کی ماں کا نام عرابہ تھا، امّ محمد یہ حمدونہ ہے

فاطمہ اس کی ماں غصص تھی اور اس کا نام مصفیٰ تھا اُمِّ ابیہا اس کی ماں کا نام سُکر تھا۔ ام سلمہ اس کی ماں کا نام رُخنق تھا، خدیجہ اس کی ماں شجر کروب کی بہن تھی، اُمِّ القاسم اس کی ماں خرق تھی، رملہ اُمِّ جعفر اس کی ماں حلی تھی، اُمِّ علی اس کی ماں انیق تھی، ام الغالیہ اس کی ماں سمندل تھی، ریطہ اس کی ماں زینبہ تھی۔

المفضل بن محمدؐ الضبی کہتا ہے ایک مرتبہ رشید نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسند لگائے بیٹھے تھے محمد بن زبیدہ ان کی بائیں جانب اور مامون ان کے داہنے جانب بیٹھا تھا۔ میں نے سلام کیا انھوں نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا انھوں نے پوچھا فسیکفیکھم میں کتنے اسم ہیں میں نے کہا تین پوچھا کیسے میں نے کہا کاف رسول اللہ صلعم کے لئے ہم کفار کے لئے اور یا یہ اللہ عزوجل کے لئے۔ یہ کہنے لگے تم نے ٹھیک جواب دیا ہے ہمارے اس شیخ یعنی کسائی نے بھی ہمیں یہ ہی بتایا ہے، اس کے بعد انھوں نے محمد سے پوچھا تم سمجھے اس نے کہا جی ہاں کہنے لگے اچھا اسی طرح اس کا اعادہ کرو جس طرح مفضل نے بیان کیا ہے محمد نے اسیطرح بیان کر دیا اسکے بعد انھوں مجھ سے کہا اگر تمکو کچھ دریافت کرنا ہے تو تم ہم سے شیخ کے سامنے پوچھو میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں انھوں نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا فرزدق کا یہ شعر۔

اخذنا بآفاق السماء علیکم ✥ لنا قمراھا والنجوم الطوالع

کہنے لگے کیا دریافت کرتے ہو اس کا مطلب تو پہلے ہی ہمارے شیخ نے ہم سے بیان کر دیا ہے "لنا قمراھا" سے مراد آفتاب و ماہتاب ہیں اس کی مثال سنۃ العمرین یعنی طریقہ ابو بکرؓ اور عمرؓ ہے میں نے کہا میں کچھ اور بھی اسی کے متعلق دریافت کر دوں کہنے لگے ہاں پوچھو میں نے کہا شعرا نے اس ترکیب و ترتیب کو کیوں مستحسن قرار دیا ہے

کہنے لگے دو اسم ایک جنس کے جمع ہو جائیں اور ان میں سے ایک بولنے والوں کی زبانوں پر زیادہ چڑھ گیا ہو تو وہ اسی کو ترجیح دے کر اصل قرار دیتے ہیں اور دوسرے اسم کو اول میں شامل کر دیتے ہیں چونکہ عمرؓ کا عہد حکومت ابو بکرؓ کے عہد سے بہت زیادہ تھا ان کی فتوحات بھی بہت تھیں نیز ان کا نام بھی سہل تر تھا اس وجہ سے لوگوں نے ان کے نام کو ترجیح دے کر اسے اصل قرار دے لیا اور اسی نام سے ابوبکر کو بھی معنون کر دیا اس کی دوسری مثال اللہ تعالےٰ کا یہ قول بعد المشرقین ہے یہاں مراد مشرق و مغرب ہیں، میں نے کہا اس میں اب بھی ایک بات اور دریافت طلب ہے کہنے لگے ہاں اس مسئلہ میں لوگوں نے ہمارے اس بیان کے علاوہ دوسری تاویل بھی کی ہے کسائی نے کہا مگر امیر المومنین نے جو معنے بیان کئے ہیں وہ ان تمام اقوال پر حاوی ہیں جو اس کی تاویل میں لوگوں نے کہے ہیں اور اس کا پورا پورا مطلب تو صرف عرب جانتے ہیں۔ اب پھر انھوں نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کوئی بات اور باقی ہے میں نے کہا وہ غایت تو باقی رہ گئی جس پر شاعر نے فخر کیا ہے پوچھا وہ کیا ہے میں نے کہا شاعر کی مراد آفتاب سے ابراہیم اور ماہتاب سے محمدؐ اور نجوم سے وہ خلفائے راشدین ہیں جو آپ کے نیک بزرگواروں میں سے ہو چکے ہیں، یہ سن کر امیر المومنین نے گردن اٹھا کر دیکھا اور پھر فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ وہ ایک لاکھ درہم میرے گھر پہنچا دے تاکہ اس سے میں اپنا قرضہ ادا کر سکوں نیز انھوں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ جو شاعر آستانہ پر حاضر ہوں ان کو باریاب کیا جائے عمانی اور منصور النمری باریاب کئے گئے رشید نے کہا ان کو میرے قریب لاؤ عمانی یہ شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔

وقل للامام المقتدی بامہ، ما قاسم دون مدی ابن امیہ، فقد رضیناہ فقیم قسمہ

اس امام سے جو ساری امت کا پیشوا ہے کہدو کہ قاسم کسی طرح

ابن اُمّ (مامون)، سے کم نہیں ہے ہم نے اسے پسند کیا ہے اب آپ کھڑے ہوں اور اسے بھی ولایت کے عہد کے لئے نامزد کریں۔
رشید نے کہا تم چاہتے ہو کہ میں اپنی اسی نشست میں قبل اس کے کہ اٹھ جاؤں قاسم کے لئے بیعت لے لوں، عمانی نے کہا جی ہاں قبل اس کے کہ آپ خود ارادتاً اٹھیں نہ یہ کہ آپ کو کسی ضرورت سے اٹھنا پڑ جائے، رشید نے حکم دیا کہ قاسم کو بلایا جائے، وہ حاضر ہوا اور اب عمانی آہستہ آہستہ اپنا قطعہ گنگنانے لگا رشید نے قاسم سے کہا کہ اس شخص نے مجھے تمہاری ولی عہدی کے لئے بیعت لینے پر آمادہ کیا ہے اسے اس کا بہت بڑا صلہ دو قاسم نے کہا امیر المومنین کا حکم بسر و چشم کہنے لگے ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں نمیری آگے آؤ وہ ان کے قریب آیا اور اس نے اپنا یہ قصیدہ سنانا شروع کیا، ماتنقضی حسرۃ منّا ولا جزع، سناتے سناتے جب ان اشعار پر پہونچا۔

ما کان احسن ایام الشباب وما		ابقی حلاوۃ ذکراہ التی تدع
ما کنت اوفی شبابی کنہ غرتہ		حتی مضی فاذا الدنیا لہ تبع

عہد شباب کس قدر عمدہ تھا کہ جس کے ذکر میں اب تک حلاوت موجود ہے شباب میں تو میں نے اس کا پورا لطف اٹھایا نہیں اور اسی طرح وہ زمانہ گزر گیا اور اب اس دنیا میں کچھ لطف نہیں رہا۔
رشید کہنے لگے بیشک جب عہد شباب گذر جائے تو پھر دنیا میں کوئی لطف باقی نہیں رہتا۔
ایک مرتبہ سعد بن سلمہ الباہلی رشید کے پاس آیا اس نے ان کو سلام کیا رشید نے اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا سعید نے کہا امیر المومنین کے آستانے پر باہلہ کا ایک اعرابی شرف ملاقات کے لئے حاضر ہے میں نے اس سے بہتر شاعر آج تک نہیں دیکھا۔ رشید نے کہا یہ دیکھو عمانی اور منصور النمری ایسے بڑے شاعر یہاں موجود ہیں ان کی موجودگی میں

کیونکر کسی دوسرے شاعر کو باریاب کیا جائے البتہ اگر یہ منظور کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا، سعید نے کہا آپ کی خاطر میری اس التجا کو یہ دونوں قبول کریں گے آپ اس اعرابی کو بلا تو لیجئے۔

رشید نے اسے بلالیا۔ اس وقت اس اعرابی نے ململ کا جبہ پہن رکھا تھا اور یمنی چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور پھر اسی کو پلٹا کر اپنے کاندھوں پر ڈالدیا تھا، نیز وہ عمامہ باندھے تھا جس سے اس نے اپنے دونوں رخسار باندھ رکھے تھے اور اس کا ایک سرا چھوڑ رکھا تھا، یہ اسی ہیئت کے ساتھ امیر المومنین کے سامنے آکر کھڑا ہو اکرسیاں ڈالدی گئیں ان پر کسائی، مفضل، ابن سلم اور فضل بن الربیع بیٹھ گئے، ابن سلم نے اس اعرابی سے فرمایش کی کہ امیر المومنین کی شان میں کچھ سناؤ اس نے بے ساختہ اپنے اشعار پڑھنا شروع کئے امیر المومنین کہنے لگے تم نے بہت خوب شعر سنائے ہیں اگر یہ شعر خود تمہاری تصنیف ہیں تو اب تم ان دونوں یعنی امین اور مامون کی تعریف میں ہماری خاطر کچھ کہہ کر سناؤ، وہ دونوں اس وقت امیر المومنین کے دونوں جانب متمکن تھے۔ اعرابی کہنے لگا آپ نے میرے ذمہ ایسا مشکل کام دیا ہے کہ جس کے لئے میں پہلے سے قطعاً تیار نہ تھا علاوہ بریں آپ کا رعب فی البدیہ کہنے کا اضطراب اور قوافی کا نفور میری راہ میں حائل ہیں مجھے جناب والا اتنی مہلت عطا فرمائیں کہ میں قوافی کو سوچ لوں اور آپ کا رعب و داب میرے قلب سے دور ہو تو میں عرض کروں، رشید نے کہا ہم تمکو مہلت دیتے ہیں اور جس خوبی سے تم نے اپنی مشکلات بیان کی ہیں اسی کو تمہارا امتحان قرار دیتے ہیں اعرابی نے کہا امیر المومنین اب میں نے سانس لے لی ہے اور میدان مار لیا ہے یہ شعر حاضر ہیں۔

هما طنباها بارك الله فيهما	وانت امير المومنين عمودها
بنيت بعبد الله بعد محمد	ذرى قبة الاسلام فاخضر عودها

وہ دونوں خلافت کی دو رسیاں ہیں اللہ ان میں برکت دے اور آپ خلافت کی اصلی تھونی ہیں آپ نے پہلے محمدؐ اور اس کے بعد عبداللہ کو ولی عہد مقرر کر کے اسلام کے قبہ کو اس قدر سر بلند کر دیا ہے کہ وہ شان کے ساتھ جھوم رہا ہے۔

رشید نے اشعار سن کر کہا تم نے بہت خوب کہا ہے اللہ تم کو برکت دے اچھا جو چاہو مانگو مگر یہ خیال رہے کہ جسقدر عمدہ شعر تم نے کہے ہیں اسی کے مناسب سوال بھی ہو، اعرابی نے کہا امیرالمؤمنین تنخواہ رشید مسکرائے اور حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اور سات پارچے اسے دئے جائیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ولی عہد مقرر ہونے سے پہلے ایک مرتبہ قاسم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اس سے کہا کہ اس معاملہ میں مامون تمہارا اچھی خیال رکھے گا قاسم نے کہا اندیشہ یہ ہے کہ وہ بالکل ہی محروم کر دے گا، اسی طرح ایک مرتبہ اور بھی رشید نے قاسم سے کہا تھا کہ میں نے تمہارے متعلق امین اور مامون کو وصیت کر دی ہے قاسم نے کہا جناب والا ان کے لئے تو جناب نے سارے انتظامات کر دئے اور مجھے دوسروں کے حوالے کر دیا۔

مصعب بن عبداللہ الزبیری کہتا ہے رشید مدینہ رسول صلعم آئے ان کے دونوں بیٹے محمدؐ الامین اور عبداللہ المامون ہمرکاب تھے مدینہ میں انھوں نے سب کو عطا دی اور اس سال انھوں نے مدینہ کے مرد اور عورتوں میں تین عطائیں تقسیم کیں جس کی مجموعی مقدار دس لاکھ پچاس ہزار دینار ہوئی نیز انھوں نے اسی سال مدینہ کے پانسو سر برآوردہ موالی کے وظائف مقرر کئے اور ان میں سے بعض کے جیسے یحییٰ بن مسکین ابن غثمان اور مخراق بنی تمیم کے مولی کے جو مدینہ میں قرآن کا درس دیتا تھا مناصب مقرر کر دئیے۔

اسحٰق الموصلی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے اپنے بیٹوں کے

لئے بیعت لی تو بیعت کرنے والوں میں عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہؓ بن الزبیرؓ بھی تھا جب یہ بیعت کرنے بڑھا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

لا اقصر اعنها ولا بلغتهما حتیٰ یطول علی ید یک طولها

(ترجمہ) جب تک کہ آپ کے ہاتھ میں عنان خلافت ہے خدا نہ کرے کہ وہ دونوں اس سے محروم ہو جائیں یا وہ ان کو ہدست ہو جائے رشید اس کی اس برمحل مثال کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کو بہت زیادہ صلہ دیا۔ یہ شعر طریح بن اسماعیل کا ہے جو اس نے ولید بن مزید اور اس کے دونوں بیٹوں کے متعلق کہا تھا۔ ابو الشیص اور ابو نواس حسن بن ہانی نے رشید کے مرثیے لکھے، بیان کیا گیا ہے کہ ہارون کی موت کے وقت بیت المال میں نو کروڑ سے زیادہ تھے۔

امین کی خلافت

اس سال محمد الامین بن ہارون کی خلافت کے لئے رشید کے پڑاؤ میں بیعت لی گئی، اس وقت عبداللہ المامون بن ہارون مرو میں تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مولی حمویہ نے جو طوس میں عامل ٹپہ تھا ابو مسلم اسلام اپنے مولی کو جو بغداد میں اس کا نائب برید اور خبر رسان تھا رشید کی موت کی اطلاع بھیجی، ابو مسلم محمد کے پاس آیا اس نے رشید کی موت کی تعزیت کی اور ان کو خلافت کی مبارکباد دی سب سے پہلا شخص یہ ہی تھا جس نے، امین سے تعزیت کی اور ان کو مبارکباد دی اس کے بعد بدھ کے دن ۱۴ جمادی الاخر کو رجاء خدمت گار جسے صالح بن الرشید نے امین کے پاس رشید کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجاء جمعرات کے شب میں ۱۵ جمادی الاخر کو امین کی خدمت میں پہنچا تھا

تھا جمعہ کے دن یہ خبر مشہور کی گئی جمعرات کے سارے دن اور شب جمعہ اس خبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ تمام لوگ رجاء کے آنے کی وجہ کو ایک دوسرے سے پوچھتے رہے،

جس وقت صالح کا خط امین کو رجاء کے ہاتھ موصول ہوا جس میں رشید کی وفات کی خبر درج تھی وہ اپنے خلد والے قصر میں قیام پذیر تھے خط کے موصول ہوتے ہی وہ شہر کے اندر ابوجعفر کے قصر میں منتقل ہو گئے اور انھوں نے سب لوگوں کو جمعہ کے دن حاضری کا حکم دیا، تمام لوگ حاضر ہوے امین نے ان کو نماز پڑھائی نماز پوری کرنے کے بعد وہ منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد انھوں نے حاضرین کو رشید کی خبر مرگ سنائی اور اپنے آپ کو اور تمام لوگوں کو صبر کرنے کی تلقین کی ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ان کو بڑی بڑی امیدیں دلائیں اور سب کالے اور گوروں کو عام معافی دی، ان کے اکثر اہل خاندان، مقربین خاص موالی اور فوجی اور ملکی امرا اور سرداروں نے اسی وقت ان کی بیعت کر لی جو لوگ بیعت نہ کر سکے ان سے بیعت لینے کے لئے انھوں نے اپنے باپ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کو مقرر کر دیا اور بقیہ تمام حاضرین نے ان کے لئے سلیمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انھوں نے سندی کو حکم دیا کہ وہ تمام دوسرے فوجی عہدے داروں اور فوج سے بیعت لے لے اور اس باقاعدہ سپاہ کے لئے جو مدینتہ السلام میں موجود تھی حکم دیا کہ ان کو دو سال کی معاش ایک دم دیدی جائیں، نیز اپنے خاص آدمیوں کو بھی انھوں نے دو سال کی معاش یکمشت عطا کی۔

اس سال امین اور مامون میں اختلاف کی ابتدا ہوئی اور باوجود اس عہد و پیمان کے جو ان کے باپ نے دونوں سے ایک دوسرے کے متعلق لیا تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں دونوں ایک دوسرے کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے

امین اور مامون کی مخالفت

اس کے اسباب اور واقعات

ہم پہلے اس بات کو بیان کر چکے ہیں کہ جب رشید خراسان کے لیے روانہ ہوئے تو انھوں نے ان تمام امرا اور دوسرے لوگوں سے جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھے مامون کے لیئے جدید بیعت لی نیز اس بات کا فیصلہ کیا کہ جس قدر باقاعدہ سپاہ ان کے ساتھ ہے وہ سب مامون کے ساتھ کر دی جائے اور جس قدر مال و متاع، اسلحہ اور دوسرا سامان ان کے ساتھ ہے وہ بھی سب مامون کا ہے

جب امین کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے باپ کے مرض نے شدید صورت اختیار کر لی ہے اور وہ اس سے جانبر نہ ہو سکیں گے اس نے روزانہ ان کی کیفیت مزاج سے اطلاع دینے کے لئے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجدیا اس کام کے لیئے اس نے بکر بن المعتمر کو رشید کے پاس بھیجا اور اسے کئی خط متعدد لوگوں کے نام لکھ کر دئے ان خطوں کو اس نے صندوقوں کے کھوکھلے پایوں کے اندر رکھ کر اوپر سے گائے کی کھال منڈھ دی اور اسے حکم دیا کہ جب تک امیر المومنین کا انتقال نہ ہو جائے وہ نہ اپنے آنیکی غرض بیان کرے اور اُن خطوط کی اطلاع کسی شخص کو بھی دے چاہے وہ خود امیر المومنین ہوں یا اُن کے پڑاؤ کا کوئی دوسرا شخص ہو چاہے اس میں اس کی جان ہی جاتی رہے البتہ جب ان کا انتقال ہو جائے تب وہ ہر شخص کے نام کا خط اس کے حوالے کر دے۔

بکر طوس آیا رشید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے اس کو بلا کر آنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا مجھے محمد نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں روزانہ آپ کی کیفیت سے انکو اطلاع دیتا رہوں رشید نے پوچھا

تمہارے پاس کوئی خط ہے اس نے کہا نہیں، رشید نے حکم دیا کہ اس کے تمام سامان کی تلاشی لی جائے مگر تلاشی کے بعد بھی کوئی چیز بر آمد نہیں ہوئی رشید نے کہا سیدھے سیدھے بتادو ورنہ خوب پٹواؤں گا اس پر بھی اس نے کسی بات کا اقرار نہیں کیا اب انھوں نے اسے قید کر دیا جس رات کو ان کا انتقال ہوا انھوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ تم بکر بن المعتمر کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو اگر وہ اقرار کرلے تو خیر ورنہ اس کی گردن ماردو فضل اس کے پاس آیا اس نے پھر اس سے اقرار لینا چاہا مگر اس نے کسی بات کا بھی اقرار نہیں کیا اتنے میں ہارون پر غشی طاری ہوئی جس کی وجہ سے عورتوں نے نالہ وشیون شروع کر دیا فضل نے اس گریہ کو سن کر بکر کے قتل سے اپنا ہاتھ روک لیا اور جلدی سے ہارون کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس کے بعد ان کو افاقہ ہو گیا مگر اب وہ اس قدر ضعیف ہو گئے تھے اور موت کا احساس طاری ہو چکا تھا کہ وہ بکر وغیرہ سب کو بھول چکے تھے اس کے بعد دوبارہ ان پر ایسی غفلت طاری ہوئی کہ سب نے خیال کیا کہ اب وہ ختم ہو گئے گریہ کا ایک شور برپا ہو گیا اسے سن کر بکر بن المعتمر نے عبد اللہ بن ابی نعیم کے ہاتھ اپنا ایک رقعہ فضل بن الربیع کو بھیجا اور اس سے درخواست کی تم اس معاملہ میں عجلت نہ کرو اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس ایسی چیزیں ہیں جن کے علم کی تم کو ابھی ضرورت پیش آئے گی بکر حسین خدمت گار کے پاس قید تھا جس وقت رشید کا انتقال ہو گیا فضل نے اسی وقت بکر بن المعتمر کو بلا بھیجا اور پوچھا گیا ہے اس نے اس اندیشہ سے کہ مبادا رشید زندہ ہوں راز کے ظاہر کر دینے سے میری جان خطرہ میں پڑ جائے اب بھی انکار ہی کیا البتہ جب اسے صحیح طور پر رشید کی موت کا علم ہو گیا اور خود اسے ان کو دکھا دیا گیا تب اس نے کہا کہ میرے پاس امیر المومنین محمد کے متعدد خط ہیں مگر جب تک کہ میں حالت قید و بند میں ہوں میرے لئے ان کا

نکالنا جائز نہیں، حسین نے تو اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا مگر فضل نے اسے رہا کر دیا تب اس نے وہ خط لاکر ان کو دئے، یہ خط پکانے کے برتنوں کے صندوقوں کے پایوں میں جن پر گائے کی کھال منڈھی تھی بحفاظت رکھے تھے اس نے ہر شخص کو اس کے نام کا خط دے دیا اسی میں ایک خط خود ابن کا قلمی حسین خدمتگار کے نام تھا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ بکر بن المعتمر کو رہا کر دے، بکر نے وہ خط حسین کو دید یا۔ ایک خط عبداللہ المامون کے نام تھا جسے بکر نے اپنے پاس ہی رکھ لیا تاکہ اسے مامون کے پاس مرو بھیجدے اب سب نے صالح کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا یہ طوس میں اپنے باپ کے ساتھ تھا اور رشید کے ان سب لڑکوں میں جو اس وقت وہاں موجود تھے سب سے بڑا تھا وہ اسی وقت ان سب کے پاس آگیا اس نے اپنے باپ کو دریافت کیا لوگوں نے ان کے مرنے کی اسے اطلاع دی سنتے ہی اس نے سخت جزع و فزع کا اظہار کیا اب لوگوں نے اسے اس کے بھائی محمد کا وہ خط جو بکر لایا تھا دیا، جو لوگ ان کی موت کے وقت ان کے پاس موجود تھے انہیں نے ان کی تجہیز و تدفین کا سارا انتظام کیا، ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

ابن کا خط مامون کے نام

جب تم کو میرا خط موصول ہو تم اس مصیبت پر جو امیر المومنین کی موت کی ہم پر پڑی ہے صبر کرنا، موت وہ ہے جو بہر حال سب کو آپہنچے گی اور آئی ہے اس وقت تمہارے مجھ سے دور رہنے کا مجھے قلق ہے چونکہ اللہ نے امیر المومنین کے لئے دنیا اور آخرت میں سے بہتر مقام آخرت کو پسند فرمایا اور ان کو دنیا و دین کا وافر حصہ دینا چاہا

اس لئے اس نے ان کو پاک کر کے اس دنیا سے اٹھالیا۔ انشا اللہ اللہ ان کی سعی کو مشکور کرے گا اور ان کے گناہوں کو بخشدے گا اب تم پوری دانائی اور ارادے کے ساتھ اپنی بات کے استحکام کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور فوراً اپنے بھائی کے لئے اپنے لئے اس کی حکومت کے لئے اور تمام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود کے لئے مستعد ہو جاؤ، ایسا ہرگز نہ ہونے دینا کہ امیر المومنین کی موت کے صدمہ سے تم مغلوب ہو جاؤ کیونکہ اس سے اجر ساقط ہو جاتا ہے اور نتیجہ میں گرانی حاصل ہوتی ہے، میں زندگی اور موت ان کی دونوں حالتوں میں امیر المومنین کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتا ہوں ہم اللہ کے لئے ہیں اور وہیں پلٹ کر جائیں گے، وہاں جس قدر امرا فوج باقاعدہ، اور خاص و عام لوگ ہوں ان سے اپنے بھائی کے لئے، پھر اپنے لئے پھر قاسم بن امیر المومنین کے لئے اسی عہد کے مطابق جو امیر المومنین نے تمھارے لئے سب سے لے لیا ہے بیعت لے لو اور سب کو یہ بتادو کہ میرا طرز عمل ہمیشہ یہ رہے گا کہ ان کی بھلائی کے لئے کوشاں رہوں، ان کی ضروریات کو پورا کروں اور ان پر عطا و اکرام کروں، بیعت لیتے وقت جس شخص کی اطاعت پر تم کو شبہ ہو اسے قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیجدو اور اس کی کیفیت سے اطلاع دو کسی ایسے شخص کو کبھی معاف نہ کرنا کیونکہ اس کے لئے جہنم اس دنیا سے بہتر جگہ ہے، اپنے علاقوں کے تمام عمال کو اور اپنی سپاہ کے تمام سرداروں کو امیر المومنین کی موت کی اطلاع لکھ بھیجنا اور اس میں لکھدینا کہ چونکہ اللہ نے ان کے لئے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اون کے اعمال حسنہ کا اجر صرف دنیا میں دے اس وجہ سے اللہ نے ان کو اپنی جنت اور آسائش و راحت سے بہرہ ور کرنے کے لئے ان کو اپنے پاس بلالیا اور انشا اللہ وہ اپنے تمام جانشینوں کو اپنی زیر قیادت جنت میں لے جائیں گے، ان کو حکم دینا کہ وہ اپنی سپاہ اور خاص و عام لوگوں سے حسب ہدایت مذکورۃ الصدر بیعت لے لیں ان کو تاکید کرنا کہ وہ اپنی سرحدوں کی پوری طرح حفاظت کریں اور دشمن کے

لئے ہمیشہ ورر ہیں، میرے قلب کو ان کے ساتھ خاص لگاؤ ہے ہیں ان کی حاجت برآری اور ان کے ساتھ احسان و اکرام کرنا چاہتا ہوں، یاد رکھو کہ میں اپنی سپاہ اور اپنے مددگاروں کی تقویت میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

جتنے مراسلے تم اپنے عاملوں کو ارسال کرو ان سب کا مضمون عام ہو تا کہ وہ علی الاعلان پڑھ دیا جائے اس طرح وہ مطمئن ہو جائیں گے اور ان کی توقعات بڑھ جائیں گی اور میں تم کو حکم اور اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنی سپاہ کی ساتھ عام اس سے کہ وہ تمہارے پاس ہو یا تم سے دور ہو حسب ضرورت اپنی صوابدید پر جو چاہو سلوک کرو اور یہ اختیار تم کو اس لئے ہے کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تم دور اندیش مصلحت بیں اور صائب الرائے ہو، میں تم کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ تمھاری وجہ سے میرے بازو قوی کر دے اور میری بات بنا دے کیوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے اس کے تمام اسباب موافق بھی خود ہی بہم پہنچاتا ہے"

یہ خط بکر بن المعتمر نے شوال ۱۹۳ھ میں میرے سامنے اور میری املا کے مطابق لکھا۔

امین کا خط اپنے بھائی صالح کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے حکم اور علم کے مطابق اور اس قانون کے مطابق جو اس کے خلفا، اولیا، انبیا، مرسلین اور ملائکہ مقربین میں جاری ہے کہ کل شئی ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون (اس کی ذات کے ماسوا ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے اسی کو حکومت حاصل اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے) امیر المومنین کا انتقال ہو گیا لہذا جب تم کو میرا یہ خط موصول ہو تو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا کہ اللہ نے

اپنے ثواب عظیم سے بہرہ مند ہونے کے لئے اور اپنے انبیا علیہم السلام کی مصاحبت اور رفاقت کے لئے امیر المومنین کو اپنے پاس بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کریم محمد صلعم کی امت پر امیر المومنین کا صحیح جانشین مقرر کرے امیر المومنین اپنی زندگی میں مسلمانوں کے جائے پناہ تھے اور ان پر نہایت شفیق اور مہربان تھے، اب بغیر کسی تاخیر اور انتظار کے تم اپنی حکومت کے انتظام کے لئے مستعد ہو جاؤ چونکہ تمھارے بھائی نے تم کو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے تم کو چاہیے کہ تم اس انتخاب کو حق بجانب ثابت کرو، ہم اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں، امیر المومنین کے بیٹوں، اہلبیت، موالیوں، اور دوسرے خاص و عام متعلقین میں سے جو لوگ وہاں ہوں ان سے اس معاہدہ کے مطابق جو امیر المومنین نے اپنی زندگی میں ترتیب دیا تھا محمد امیر المومنین کے لئے، پھر عبداللہ بن امیر المومنین کے لئے اس کے بعد قاسم بن امیر المومنین کے لئے اس شرط پر کہ قاسم کے تقرر کا فسخ اور اثبات عبداللہ کے اختیار میں رہے بیعت لے لو، ہم سب کے لئے برکت اور سعادت اسی میں ہے کہ امیر المومنین کے عہد کے مطابق بیعت لی جائے اور تمام لوگوں کو یہ بتادیا جائے کہ میں ان کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں ان کی شکایات کو رفع کروں گا ان کے حالات سے باخبر رہوں گا ان کے لو میئے اور عطا ان کو دوں گا۔ اگر اس باب میں کوئی مفسد فتنہ برپا کرے فوراً تم اس کو ایسی سخت سزا دینا جو دوسروں کے لئے عبرت ہو۔

امیر المومنین کی اولاد، خادموں اور بیویوں کو فضل بن الربیع کی نگرانی میں دینا اور اسے حکم دینا کہ وہ اپنی فوج اور متعلقین کے ساتھ ان سب کو لے کر روانہ ہو جائے، فرودگاہ کا تمام انتظام اور نگرانی عبداللہ بن مالک کے سپرد کرنا وہ ایسا شخص ہے کہ اس پر اس معاملہ میں پورا اعتماد کیا جاسکتا ہے نیز سب لوگ اسے پسند کرتے ہیں کوتوالی کی جو باقاعدہ جمعیت اور بے قاعدہ جمعیت وہاں ہو اس سب کو اسی کے تحت کر دینا اور حکم دینا

کہ وہ اس فرقہ کو اپنی جمعیت کے ساتھ ملا لے اور دن اور رات میں ہر وقت
نہایت حزم اور مستعدی کے ساتھ فرودگاہ کی حفاظت کرتا رہے کیوں کہ
ہماری اس حکومت کے دشمن اور معاند اس مصیبت کے موقع کو غنیمت
سمجھ کر کہیں اس کے خلاف جارحانہ کارروائی نہ کر گزریں، حاتم بن ہرثمہ
کو اس کے موجودہ عہدہ پر برقرار رکھنا اور اسے امیر المومنین کے محلوں کی
نگرانی کا حکم دینا، جس طرح اس کے باپ کی وفاداری اور اخلاص ہمیشہ خلفا
کی نگاہ میں محمود رہا ہے اسی طرح یہ بھی اپنے باپ کی طرح مطیع اور مرید
ہے تمام خدمتگاروں کو حکم دینا کہ وہ بھی اپنے اپنے متعلقین اور فرقوں کو
اس موقع پر حاضر رکھیں تاکہ حسب ضرورت ان کی خدمات سے کام
لیا جا سکے، اسد بن یزید بن مزید کو اپنے مقدمہ پر اور یحییٰ بن معاذ کو اپنی
اپنی جمعیت کے ساتھ ساقہ لشکر پر مقرر کرنا اور ان کو ہدایت کر دینا
کہ وہ دونوں باری باری رات میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوتے رہیں،
ہمیشہ شاہراہ اعظم پر سفر کرنا، جو مقررہ منازل ہیں ان سے ہرگز تجاوز نہ کرنا
اسی میں تم کو آرام ملے گا، اسد بن یزید سے کہنا کہ وہ اپنے خاندان یا فوجی
عہدیداروں میں سے کسی ایک شخص کو منتخب کرکے اسے اپنے آگے
بھیجدے تاکہ وہ منزلوں کو اور حسب ضرورت راستے کی مرمت اور اصلاح
کرتا رہے، جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں اگر ان میں سے کوئی وہاں
موجود نہ ہو تو اس کی جگہ تم کسی دوسرے مناسب اور معتمد علیہ شخص کو مقرر
کر لینا کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی موزوں آدمی کے تقرر میں تم کو کوئی
دشواری پیش نہ آئے گی کوئی کام بغیر فضل بن الربیع کے مشورہ کے ہرگز
نہ کرنا، جس شخص کے پاس جو کچھ نقد و جنس اسلحہ اور سامان کی شکل میں ہو
اسے اسی طرح اس کے قبضہ میں رہنے دینا اور تاوقتیکہ تم میرے پاس
نہ پہنچ جاؤ تم اس کے متعلق کسی سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ میں نے بکر بن
المعتمر کے ذریعہ جو ہدایات تم کو بھیجی ہیں وہ تم سے کہدے گا ان ہدایات
پر حسب مقتضا اور ضرورت اپنی صوابدید پر عمل کرنا، اگر تم اہل لشکر کو یومیہ

یا عطا دینا چاہو تو اس کی تقسیم فضل بن الربیع کی نگرانی میں کرانا تاکہ وہ اپنی ضمانت اور ذمہ داری پر رقم تقسیم کرے سیاہہ نویسوں کے سامنے ہر ایک رقم کا اندراج سیاہہ میں کرادے یہ کام فضل کے متعلق اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے اسی قسم کے اہم اور ذمہ دارانہ فرائض کو انجام دیتا رہا ہے، میرے اس خط کے پہونچتے ہی تم اسمٰعیل بن صبیح اور بکر بن المعتمر کو ڈاک کے ذریعہ میرے پاس روانہ کر دینا اور جہاں تم ہو میرے اس خط کے موصول ہوتے ہی بغیر کسی تاخیر اور مہلت کے تم اپنے تمام لشکر اور مال اور خزانوں کو لے کر میرے پاس آنے کے لئے روانہ ہو جانا اللہ ہر تکلیف کو تم سے دور رکھے اور تمھاری تائید کرے۔

اس خط کو بکر بن المعتمر نے میری املا کے مطابق میرے سامنے ماہ شوال سنہ ۱۹۲ ہجری میں لکھا"

ہارون کے دفن ہونے کے بعد رجاء خدمتگار عصائے خلافت مہر خلافت اور چادر لے کر ان کی موت کی اطلاع دینے وہاں سے روانہ ہو کر جمعرات کی شب میں یا دوسرے بیان کے مطابق بدھ کے دن بغداد آیا اور جو کچھ بغداد آکر اس نے کیا اسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہارون کی خبر مرگ بغداد آئی اسحٰق بن عیسیٰ بن علی منبر پر تقریر کرنے چڑھا اس نے حمد وثنا کے بعد کہا کہ اس وقت ہم کو نہایت سخت مصیبت پیش آئی ہے اور اس کا نہایت ہی بہتر عوض ملا ہے، ہمیں ایسے شخص کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے جس کی نظیر نہیں اور ان کے عوض میں ہمیں ایسا شخص ملا ہے کہ اس کی بھی مثال نہیں، اس کے بعد اس نے لوگوں کو ہارون کی موت کی اطلاع دی اور ان کو بیعت کے لئے ترغیب اور تحریص کی۔

فضل بن سہل نے بیان کیا ہے کہ اس سفر میں خراسان کے عمائد ہارون کے استقبال کو آئے تھے ان میں حسین بن مصعب بھی تھا یہ مجھ سے بھی ملا اور اس نے کہا کہ ہارون تو دو ایک دن میں مر جائیں گے محمد بن

رشید کی بات کمزور معلوم ہوتی ہے البتہ تمھارے آقا کے لئے اچھا موقع ہے لاؤ ہاتھ پھیلاؤ، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے مامون کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے چند روز کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا اس وقت اس کے ہمراہ خلیل بن ہشام بھی تھا حسین نے مجھ سے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس پر تم پوری طرح اعتماد کر سکتے ہو اس سے بھی بیعت لے لو۔

اس وقت مامون سمرقند کے ارادے سے مرو سے روانہ ہو کر خالد بن حمّاد کے قصر میں جو مرو سے ایک فرسنگ پر واقع تھا خود پہلے آ گیا تھا اور اس نے عباس بن المسیب کو حکم دیا تھا کہ وہ تمام فوج کو لے کر اس کی فرودگاہ میں اس سے آ ملے، ابھی اثنا میں خدمتگار اسحٰق ہارون کی خبر مرگ لے کر عباس کے پاس آیا عباس کو اس کا اس وقت آنا ناگوار گزرا اس نے مامون کو جا کر اس کے آنے کی اطلاع دی مامون مرو واپس آیا اور ابو مسلم کے قصر میں جو بطور سرکاری محل کے استعمال ہوتا تھا آ کر منبر پر اس نے رشید کی موت کی خبر سنائی، اپنے کپڑے چاک کر لئے اور پھر منبر سے اتر آیا۔ لوگوں میں مال بٹوایا، محمد کے لئے اور پھر اپنے لئے بیعت لی اور تمام فوج کو ایک سال کی تنخواہ عطیہ دی۔

جب ان امرا سپاہ اور ہارون کے اولاد نے جو طوس میں تھے اپنے اپنے نام کے خط جو محمد نے ان کو بھیجے تھے پڑھے تو اب انھوں نے محمد کے ساتھ مل جانے کا باہمی مشورہ سے تصفیہ کیا اس موقع پر فضل بن الربیع نے کہا کہ میں تو اس فرمانروا کو جو موجود ہے اس شخص کی خاطر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا ہو گا نہیں چھوڑتا اور اب اس نے سب کو کوچ کا حکم دے دیا۔ تمام لوگ بغداد آنے پر صرف اس لئے آمادہ ہو گئے کہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے پاس چلے آئیں اس وجہ سے انھوں نے ان عہود کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جو ان سے مامون کے لئے لئے گئے تھے، اس کی اطلاع مرو میں مامون کو ہوئی اس نے

اپنے باپ کے ان امرا کو جو ان کے ہمراہ تھے اپنے پاس بلایا ان میں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حمید بن قحطبہ، علا ہارون کا مولیٰ عباس بن المسیب بن زہیر اس کا کوتوال، ایوب بن ابی سمیر اس کا میر منشی تھے اس کے اعزا میں عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین تھے مامون کی نظر میں اسی کی سب سے زیادہ عظمت اور وقعت تھی اور وہی ان کا سب سے زیادہ معتبر اور خاص آدمی تھا مامون نے ان کو تمام واقعہ کی اطلاع دی اور مشورہ لیا دوسرے سب لوگوں نے تو یہ مشورہ دیا کہ آپ خود دو ہزار شہ سواروں کو لے کر جائیں اور ان کو جا ملائیں اور پلٹا لائیں اس کے لئے ایک جماعت نامزد بھی ہوگئی مگر ذوالریاستین نے مامون سے جاکر کہا کہ اگر آپ نے ان لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا تو یہ سب کے سب محمد کے پاس چلے جائیں گے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے نام ایک خط لکھیں اسے اپنے نامہ بر کے ہاتھ بھیجدیں اس خط میں ان کو ان کی بیعت کی ذمہ داری یاد دلائی جائے اور کہا جائے کہ وہ اس کا ایفا کریں اور ان کو نقض بیعت کی اس ذمہ داری سے جو ان پر اس دنیا اور آخرت میں عائد ہوگی ڈرایا جائے،

ذوالریاستین کہتا ہے "میں نے مامون سے کہا کہ آپ کے خط اور نامہ بر کا وہی اثر ہوگا جو آپ کے جانے سے ہوتا کیوں کہ اس طرح بہر حال ان کا عندیہ معلوم ہو جائے گا اس کام کے لئے آپ سہل بن صاعد اپنے جمعدار کو، جسے آپ کی ذات سے بہت توقعات ہیں اور جن کے حاصل ہونے کی اسے امید بھی ہے بھیجدیجئے وہ ایسا شخص ہے کہ آپ کی خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہ کرے گا۔ نیز آپ خدمتگار نوفل امیر المؤمنین کے مولی کو جو بڑا عقلمند ہے اس کام کے لئے بھیجدیں، چنانچہ مامون نے حسب مشورہ ایک خط لکھ کر ان دونوں کو دے کر روانہ کر دیا یہ دونوں نیشاپور میں اس جماعت کے پاس جا پہونچے انھوں نے ابھی صرف تین منزلیں طے کی تھیں۔

سہل بن ساعد کہتا ہے "جب میں نے فضل بن الربیع کو مامون کا خط دیا تو وہ کہنے لگا میں تنہا تو ہوں نہیں میں بھی جماعت کا ایک فرد ہوں۔ عبد الرحمٰن بن جبلہ نے نیزہ تان کر اسے میرے پہلو میں چبھو دیا اور کہنے لگا کہ آپ اپنے صاحب سے جا کر کہدو کہ اگر تم یہاں ہوتے تو میں تمہارے منہ میں نیزہ کر دیتا' یہ ہی میرا جواب ہے نیز اس نے مامون کے لئے سخت الفاظ بھی استعمال کئے میں نے آکر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اسے سن کر فضل بن سہل نے مامون سے کہا اچھا ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے آپ کو ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا لیکن ایک بات میں آپ سے کہتا ہوں اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے، اس سلطنت کی طاقت و شوکت منصور کے عہد سے بڑھ کر کسی عہد میں نہ تھی مقنع نے جو اپنی ربوبیت کا مدعی تھا یا جیسا کہ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ابو مسلم کا بدلہ لینے کھڑا ہوا تھا ان کے خلاف خروج کیا' چونکہ اس نے خراسان میں خروج کیا تھا اس وجہ سے خود منصور کے قیام گاہ میں ہلچل پڑ گئی تھی مگر بہر حال اللہ نے اس فتنہ کو فرو کر دیا اس کے بعد یوسف البرم نے جس کو بعض مسلمان کافر سمجھتے ہیں خروج کیا اللہ نے اس کے فتنہ کو بھی فرو کر دیا۔ اس کے بعد استاذ سیس نے جو کفر کا داعی تھا خروج کیا اس کے مقابلہ کے لئے مہدی رے سے نیساپور تک آئے مگر اللہ نے اس کے فتنہ سے سلطنت کو محفوظ رکھا مگر اب جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں وہ بڑی بات ہے اچھا یہ تو بتائیے کہ جب رافع کی بغاوت کی خبر دربار میں پہونچی تو لوگوں پر کیا اثر تھا مامون نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ اس خبر سے سخت پریشان ہو گئے تھے، فضل نے کہا اب دیکھئے کہ اگر آپ خروج کر دیں اور آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کی ذمہ داری بھی ان پر لازم ہے تو اہل بغداد کا کیا حال ہو' ذرا انتظار کیجئے اور اس نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کی خلافت کی ضمانت کرتا ہوں مامون نے کہا میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں اور اس کے متعلق تمام کام تمہارے سپرد کرتا ہوں اب تم

اسے سرانجام دو، فضل بن سہل نے کہا میں آپ سے صحیح طور پر یہ بات کہتا ہوں جس میں کوئی دھوکہ نہیں ہے کہ اگر عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ اور دوسرے فلاں اور فلاں بڑے سپہ سالار آپ کے لئے اس معاملہ کو سرانجام کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنی ذاتی ریاست اور فوجی طاقت کی وجہ سے میرے مقابلہ میں آپ کے لئے زیادہ سود مند ہوں گے اور جو شخص بھی اس کام کے لئے کھڑا ہوگا میں اس کی خدمت کے لئے حاضر ہوں اور جب آپ کا مقصود حاصل ہو جائے اس وقت البتہ آپ جو چاہیں میرے ساتھ سلوک کریں، اس تجویز کے مطابق فضل نے ان سب امرا سے ان کے مکان پر جا کر ملاقات کی اور اس بیعت کو یاد دلایا جس کی ذمہ داری اور جس کا ایفا ان پر واجب تھا مگر سب نے اس تجویز کو نہایت ہی کراہیت سے دیکھا کسی نے تو کہا یہ نہ ہوگا کسی نے کہا وہ کون ہے جو امیر المومنین اور ان کے بھائی کے درمیان مداخلت کرے۔

فضل بن سہل کہتا ہے کہ میں نے آکر مامون سے ساری سرگذشت بیان کی اس نے کہا تم ہی اس معاملہ کو سرانجام دو۔ میں نے کہا آپ نے قرآن پڑھا ہے حدیث سنی ہے اور قانون شریعت میں بہت اچھی واقفیت حاصل کی ہے بہتر یہ ہے کہ یہاں جس قدر فقہا ہوں ان کو آپ طلب کریں ان کو حق کی دعوت دیں اس کے عمل کی ترغیب و تحریص کریں، سنت کا احیا کریں، نمدوں پر بیٹھیں اور لوگوں کی شکایات کو سن کر ان کو رفع کریں۔

اب ہم نے اس تجویز پر عمل کیا اور تمام فقہا کو دربار میں بلایا۔ امرا، بادشاہوں اور شہزادوں کی تعظیم و تکریم کی اگر کوئی تمیمی ہوتا تو ہم کہتے کہ ہم تجھ کو موسیٰ بن کعب کی جگہ سمجھتے ہیں ربعی سے کہتے کہ ہم تجھ کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کی جگہ سمجھتے ہیں یمانی سے کہتے کہ ہم تجھ کو مخطبہ اور مالک بن الہیثم کی جگہ سمجھتے ہیں اس طرح ہم ہر قبیلہ کو اس کے کسی مشہور سردار سے نسبت دے کر پکارتے ہم نے خراسان کا ایک

چوتھائی خراج کم کر دیا اس سے تمام خراسان خوش ہوا اور اہل خراسان کہنے لگے کیوں نہ ہو آخر یہ ہمارا بھانجا ہے اور رسول اللہ صلعم کے چچا کا پوتا ہے؛

علی بن اسحٰق کہتا ہے کہ جب محمدؒ خلیفہ ہو گئے اور بغداد میں بالکل سکون ہو گیا تو اپنی بیعت کے دوسرے ہی دن سنیچر کی صبح کو انھوں نے حکم دیا کہ شہر کے اندر ابو جعفر کا جو قصر ہے اس کے گرد چوگان اور دوسرے کھیل تماشوں کے لئے ایک میدان بنایا جائے۔

اس سال کے ماہ شعبان میں امّ جعفر رقہ سے ان تمام خزانوں کو لے کر جو وہاں اس کے پاس تھے بغداد روانہ ہوئی اس کے بیٹے محمدؒ الامین نے بغداد کے تمام عمائد اور اکابر کو لے کر انبار آ کر اس کا استقبال کیا۔

مامون خراسان اور اس کے توابع اور ملحقات کی امارت پر قائم رہا رے تک کا علاقہ اس کے تحت تھا اس نے امین کو اپنی اطاعت کا خط لکھا اور بہت سے تحائف ان کو بھیجے اس کے بعد بھی مامون کے مسلسل خط جس میں محمدؒ کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی ان کے پاس آتے رہے اور مامون نے خراسان کے تحفے جس میں جواہرات ظروف مسک، جانور اور اسلحہ تھے کثیر مقدار میں امین کو بھیجے۔

اس سال ہرثمہ سمرقند کی فصیل کے اندر گھس آیا اور رافع نے شہر کے اندرون میں پناہ لی اس نے ترکوں سے امداد طلب کی ترک مدد کے لئے آئے اس طرح ہرثمہ ایک طرف رافع اور دوسری طرف ترکوں کے بیچ میں گھر گیا مگر پھر ترک پلٹ گئے اور اب رافع کمزور ہو گیا۔

اس سال نقفور شاہ روم برجان کی جنگ میں مارا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد حکومت سات سال ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا استبراق اس کا جانشین ہوا مگر چونکہ یہ زخمی تھا اس لئے دو ماہ ہی زندہ رہ کر مر گیا اور اب اس کا بہنوئی میخائیل بن جورجس روم کا بادشاہ ہوا۔

اس سال داؤد بن عیسٰی بن موسٰی بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال محمد بن ہارون نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ کی ولایت پر جس پر اسے ہارون نے سرفراز کیا تھا بحال رکھا البتہ خزیمہ بن خازم کو انھوں نے جزیرہ کا عامل مقرر کر دیا اور قنسرین اور سرحدی چھاؤنیوں پر بدستور قاسم کو برقرار رکھا۔

۱۹۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل حمص نے اپنے عامل اسحٰق بن سلیمان کی جسے محمد نے ان کا عامل مقرر کیا تھا مخالفت کی وہ ان سے خوفزدہ ہو کر سلمیہ منتقل ہو گیا محمد نے اس کو واپس بلا لیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو بھیجا اس کے ساتھ عافیہ بن سلیمان بھی تھا عبداللہ نے اہل حمص کے کئی سربرآوردہ لوگوں کو قید کر دیا اور ان کے شہر میں اطراف سے آگ لگا دی اب اہل حمص نے امان کی درخواست کی عبداللہ نے اسے منظور کر لیا چند روز کے لئے وہاں امن و امان ہو گیا مگر پھر انھوں نے ہنگامہ برپا کر دیا تب عبداللہ نے ان کے کئی آدمی قتل کر دیئے۔

اس سال محمد نے اپنے بھائی قاسم کو اس تمام علاقہ شام قنسرین عواصم اور سرحدوں کی ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا اور قاسم کو حکم دیا کہ وہ مدینۃ السلام میں رہا کرے۔

اس سال محمد نے حکم دیا کہ تمام سلطنت میں منبروں پر اس کے

بیٹے موسیٰ کے لئے اسے امیر کہہ کر دعا مانگی جایا کرے۔
اس سال امین اور مامون نے باہم دوسرے کے خلاف معاندانہ چال چلی جس سے ان کے تعلقات بگڑ گئے۔

امین اور مامون کی باہم نزاع

جب فضل بن الربیع طوس سے ان تمام عہد و پیمان کو پس پشت ڈال کر جو رشید نے اس سے مامون کے لئے لئے تھے امین کے پاس عراق آگیا تو اب اسے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر اس کی زندگی میں خلافت مامون کو مل گئی تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا اس اندیشہ سے اب اس نے محمد کو بہکانا شروع کیا کہ آپ ولایت عہد سے مامون کو علیحدہ کر کے اس کے بجائے اپنے فرزند موسیٰ کو ولی عہد بنائیں حالانکہ خود امین کا ارادہ یہ نہ تھا بلکہ اسے برخلاف وہ چاہتا تھا کہ اس عہد و پیمان کو جو ان کے باپ نے اس سے اس کے بھائیوں عبداللہ اور قاسم کے لئے لیا ہے پوری طرح ایفا کرے مگر فضل برابر مامون کی شان کو اس کی نظروں میں کم کرتا رہا اور اس کی علیحدگی کی سازش میں لگا رہا ایک مرتبہ اس نے امین سے کہا کہ آپ اپنے بھائیوں کے معاملہ میں کس بات کا انتظار کر رہے ہیں انھیں الگ کیجئے اصل میں تو ان دونوں سے قبل آپ کے لئے بیعت ہو چکی تھی وہ تو یوں ہی آپ کے بعد یکے بعد دیگرے اس آپ کی بیعت میں داخل کر دیے گئے ہیں، اس مشورہ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ بھی فضل کے ہمنوا ہو گئے اور ان سب نے مل کر محمد کو اس کی رائے سے پھیر دیا اس کے متعلق سب سے پہلی تدبیر جو فضل کے مشورہ سے امین نے اب کی یہ تھی کہ اپنے تمام شہروں کے عاملوں کو یہ حکم بھیجا کہ آئندہ سے امیرالمومنین کے لئے دعا کے بعد امیر کہہ کر موسیٰ کے

لئے بھی دعا کی جایا کرے اور اس کے بعد مامون اور قاسم بن الرشید کے لئے دعا ہو،

فضل بن اسحٰق بن سلیمان کہتا ہے کہ جب مامون کو اس حکم کی اور نیز اس بات کی کہ امین نے قاسم کو اس تمام علاقہ کی کہ ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا علیحدہ کر کے اسے مدینتہ السلام میں رہنے کا حکم دیا ہے اطلاع ہوئی تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ خود اس کی علیحدگی کی ابتدائی تدابیر ہیں اس نے محمدؐ سے مراسلت بند کر دی اور فرامین سے اس کا نام خارج کر دیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن اللیث بن نصر بن سیار کو مامون کی حالت اس کی حسن سیرت رحم و کرم اور اپنی رعایا کے ساتھ احسان اور شفقت کا حال معلوم ہوا اس نے اپنے کچھ آدمی امان طلب کرنے کے لئے ارسال کئے ہرثمہ نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی رافع اپنی جائے پناہ سے نکل کر مامون کے پاس چلا آیا۔ ہرثمہ اس کے بعد سمرقند میں مقیم رہا، مامون نے رافع کی خاطر مدارات کی، جب ہرثمہ نے رافع کا محاصرہ کیا تھا اس وقت ہرثمہ کے ہمراہ طاہر بن حسین بھی تھا رافع کی معافی کے بعد ہرثمہ نے، مامون سے درخواست کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں مجھے ترک مستقر کی اجازت مرحمت ہو، اجازت کے بعد وہ دریائے بلخ کو جو اس وقت بالکل یخ بستہ تھا اپنی فوج کے ساتھ عبور کر کے مرو آیا، عام طور پر اس کا استقبال ہوا مامون نے اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کر لیا اس تمام کارروائی کو محمدؐ نے بالکل ناپسند کیا اور اب مامون کے خلاف اس نے کارروائی شروع کی سب سے پہلے یہ کیا کہ عباس بن عبداللہ بن مالک کو جو مامون کی جانب سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ تم رے کے نوادر درخت ہمارے پاس بھیجدو، اس براہ راست اسے حکم دینے سے منشا یہ تھا کہ اس طرح اس کا امتحان کر لیا جائے کہ وہ کس کا ساتھ دیتا ہے، عباس نے امین کے حکم کی بجا آوری کی اور اس بات کو مامون

اور ذوالریاستین سے پوشیدہ رکھا مگر مامون کو خبر ہو گئی اس نے حسن بن علی المامونی کو اور اس کے ہمراہ رستمی کو ڈاک کے ذریعہ رے بھیجا اور عباس بن عبداللہ بن مالک کو رے کے عمل سے برطرف کر دیا۔

رستمی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے گھوڑے سے اوترنے نہ پایا تھا کہ رے کے ایک ہزار مرد میرے پاس جمع ہو گئے تھے محمد نے مامون کے پاس تین آدمیوں کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا ان میں ایک عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ تھا، دوسرا صالح صاحب مصلّٰی اور تیسرا محمد بن عیسیٰ بن نہیک تھا امین نے ان کے ہاتھ ایک خط بھی رے کے حاکم کو بھیجا تھا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ علانیہ طور پر فوج اور اسلحہ کے ساتھ ان کا استقبال کرے انھوں نے قومس، نیساپور اور سرخس کے والیوں کو بھی اسی قسم کے مراسلے لکھے اور ان سب نے امین کے احکام کی بجا آوری کی اب وہ سفرا مرو آئے ان کو ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ مہیا کر دیا گیا تھا یہ مامون کے پاس حاضر ہوئے اور اسے امین کا یہ پیام پہونچایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے بیٹے موسیٰ کو آپ پر مقدم کر دیں اور یہ کہ انھوں نے ناطق بالحق موسیٰ کا لقب مقرر کیا ہے۔

اصل میں علی بن عیسیٰ نے امین کو اس بات کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ اہل خراسان اس کو مانتے ہیں، مامون نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

ذوالریاستین کہتا ہے کہ اس موقع پر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ نے مامون سے کہا کہ آپ کو اس تجویز کے قبول کرنے میں کیا پس و پیش ہے میرے دادا عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے علٰحدگی اختیار کی مگر اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں ہوا اس پر میں نے اسے ڈانٹا خاموش رہ۔ تیرا دادا ان کے ہاتھ میں قیدی کی حیثیت رکھتا تھا ان کی حالت بالکل مختلف ہے یہ اس وقت اپنے ننھیال اور اپنے مریدین میں مقیم ہیں۔

اس گفتگو کے بعد یہ اشخاص دربار سے چلے گئے اور وہ تینوں علیحدہ علیحدہ قروکش کروئے گئے چونکہ عباس بن موسیٰ کی ہوشیاری اور ذکاوت کا مجھ پر خاص اثر پڑا تھا میں نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ آپ کی فراست اور بزرگی کا یہ اقتضا ہے کہ آپ امام سے بہرہ ور ہوں۔

اسی زمانہ میں مامون کو امام کہہ کر خطاب کیا جاتا تھا مگر خلیفہ نہیں کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ محمد نے اسے ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا ہے تو اس نے اپنا لقب امام مقرر کیا حالانکہ اس سے پہلے ہی محمد نے اپنے سفراسے یہ بات کہدی تھی کہ مامون کا لقب امام مقرر کیا گیا ہے اسی بنا پر عباس نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرات نے اس کا لقب امام مقرر کیا ہے میں نے کہا تو اس سے کیا ہوا امام مسجد کا ہوتا ہے اور قبیلہ کا بھی امام ہوتا ہے اگر تم اپنے عہد کا ایفا کرو تو اس تبدیل سے تم کو کوئی ضرر نہیں اور اگر بدعہدی کروگے تو وہ امام ہیں، اس کے بعد میں نے عباس سے کہا کہ میں تم کو امیر حج مقرر کروں گا اس سے بڑھ کر معزز عہدہ اور کوئی نہیں اس کے علاوہ مصر میں جہاں کی حکومت چاہو تم کو دیدی جائے گی تھوڑی ہی دیر میں میں نے اس سے مامون کی خلافت کے لئے بیعت لے لی اور اس کے بعد وہ برابر دارالخلافت کی خبریں لکھتا رہا اور ہماری تحریک میں مشورہ و تیار رہا۔

علی بن یحییٰ الرخسی بیان کرتا ہے کہ مرو جاتے ہوئے عباس بن موسیٰ سے میری ملاقات ہوئی تھی میں نے اس وقت اس سے مامون کی حسن سیرت اور ذوالریاستین کی حسن سیاست اور موقع شناسی کی تعریف کی تھی مگر اس نے میرے بیان کو باور نہیں کیا تھا جب وہ مرو سے واپس ہوا تو پھر مجھ سے ملنے آیا میں نے پوچھا کیسا پایا اس نے اس نے کہا ذوالریاستین اس سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ تم نے پہلی مرتبہ

مجھ سے بیان کیا تھا میں نے پوچھا کیا تم نے امام سے مصافحہ کیا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا اچھا آپ اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھدیجئے۔

وہ سفر امحمدؐ کے پاس پہونچے اور انھوں نے ان سے کہدیا کہ مامون نے آپ کی تجویز کو رد کر دیا ہے فضل بن الربیع، اور علی بن عیسیٰ نے امین پر سخت دباؤ ڈالا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے بیعت لے لیں اور مامون کو ولایت عہد سے علٰحدہ کردیں فضل نے بہت سا مال بھی امین کو دیا آخر کار امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت لی الناطق بالحق اس کا نام رکھا علی بن عیسیٰ کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور اسے عراق کا والی مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے بشر بن السمیدع والی بلد نے موسیٰ کی بیعت کی اس کے بعد مکے اور مدینہ کے والیوں نے وہاں کے چند خاص خاص لوگوں سے موسیٰ کے لئے بیعت لی عوام کو ابھی بے خبر رہنے دیا۔ اب فضل بن الربیع نے حکم دیدیا کہ منبروں پر عبداللہ اور قاسم کا کسی حیثیت سے بھی نہ نام لیا جائے اور نہ ان کے لئے دعا کی جائے بلکہ اس نے یہ بھی سازش کی کہ مامون کا ذکر برائی سے کیا جائے۔

فضل نے کعبہ کے ایک حاجب محمد بن عبد اللہ بن عثمان بن طلحہ کے ہاتھ مکے ایک خط بھیجا جس میں اسے حکم دیا گیا کہ وہ ان دونوں تحریروں کو جن کو ہارون نے لکھا تھا اور جس میں امین سے مامون کے لئے عہد و فا لیا تھا اور اسے کعبہ میں محفوظ کر دیا تھا لے آئے، یہ شخص وہ دونوں معاہدے لے آیا اگرچہ کعبہ کے دوسرے حاجبوں نے اس پر اعتراض بھی کیا مگر اس نے ان کی بالکل پروانہ کی اور اب خود ان کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا، امین نے وہ دونوں معاہدے اپنے قبضے میں کر لئے لانے والے کو بیش بہا صلہ عطا کیا اور ان دونوں کو چاک کر کے پارہ پارہ کر دیا۔

قبل اس کے کہ امین اور مامون میں علانیہ مخالفت ہو امین نے مامون کو لکھا تھا کہ تم خراسان کے فلاں ضلع سے میرے حق میں دست بردار ہو جاؤ اور میں اپنے عامل وہاں مقرر کر دوں گا اور تم اس بات کو منظور

کرو کہ میں کسی شخص کو عامل ٹپہ مقرر کر کے تمھارے پاس متعین کردوں تاکہ وہ تمھاری تمام خبریں مجھے لکھتا رہے۔

اس خط سے مامون بہت رنجیدہ ہوا اس نے فضل بن سہل اور اس کے بھائی حسن کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لئے طلب کیا فضل نے کہا یہ معاملہ بہت اہم ہے آپ کے رازدار پیرو اور اعزا یہاں موجود ہیں چونکہ وہی لوگ ہمیشہ مشاورت میں شرکت کرتے ہیں اور اگر ان کے بغیر کسی معاملہ کا تصفیہ ہوا تو یہ نہ صرف خلاف مصلحت ہوگا بلکہ اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ ان پر اعتماد نہیں کیا گیا آئندہ جو رائے عالی ہو۔

حسن نے کہا مناسب یہ ہے کہ جن لوگوں کے خلوص پر آپ کو اعتماد ہو ان سے آپ مشورہ لیجئے نیز ایسے دشمنوں کی برائی سے بھی جن سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی اسی طرح حفاظت کی جاسکتی ہے کہ ان کو مشورہ میں شریک کرلیا جائے۔

مامون نے اپنے خاص امرا اور سرداروں کو طلب کیا اور ان کو امین کا خط پڑھ کر سنایا سب نے کہا کہ جناب والا ایک نہایت اہم اور خطرناک معاملہ میں مشورہ طلب کرتے ہیں اس لئے ہم کو اس پر کافی غور و خوض کرنے کی مہلت عطا ہو، مامون نے کہا تمھاری رائے صائب ہے بے شک دور اندیشی اور احتیاط کا یہی اقتضا ہے میں اس کے لئے تین دن کی مہلت دیتا ہوں، مہلت کے بعد وہ سب کے سب پھر جمع ہوئے ان میں سے ایک نے کہا آپ دو مشکلوں میں گھر گئے ہیں اگر آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لئے اس وقت کے خطرہ کو گوارا کریں تو میں اسے غلطی نہ سمجھونگا دوسرے نے کہا کہ جب کہ معاملہ خطرناک ہو تو اس وقت مدعی مقابل کے مطالبہ کا ایک جزو تسلیم کر دینا اس سے زیادہ مناسب ہے کہ انکار کر کے کھلی ہوئی عداوت اپنے سر لیجائے ایک دوسرے شخص نے کہا کہ جب کہ آئندہ کے واقعات کا آپ کو علم نہیں ہے تو مناسب یہ ہے کہ جو چیز آج آپ کو میسر ہے اس کو اچھی طرح اپنے قبضہ اقتدار میں

رکھیں کیونکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر آج آپ کی بات بگڑ گئی تو کل اور زیادہ بگڑ جائیگی، ایک اور شخص نے کہا کہ اگر ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی صورت میں آپ کو آئندہ کے لیے برے نتائج کا اندیشہ ہے تو اس میں کم از کم یہ بات تو ہے کہ ہم جماعت کی تفریق سے بچ جائیں گے ورنہ فساد ہو جائیگا اور اس کے نتائج اس سے کہیں زیادہ شدید ہوں گے، اور ایک شخص نے کہا میں سلامتی کے طریقہ کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتا شاید اسی صورت میں ہمیں اطمینان نصیب ہو جائے۔

حسن نے کہا میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ حضرات نے رائے زنی میں پورے تفکر اور تفحص سے کام لیا ہے مگر میری رائے آپ کے مخالف ہے مامون نے کہا تم ان سے مناظرہ کرو حسن نے کہا جی ہاں اسی لئے تو یہ مجلس قائم کی گئی ہے!

اب حسن نے سب کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ حضرات اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ محمد نے جو مطالبہ کیا ہے اس کا اسے حق نہیں ہے انھوں نے کہا جی ہاں ہم اس بات کو جانتے ہیں اور اسی وجہ سے اس بات کا احتمال ہے کہ اگر مامون نے ان کی بات نہ مانی تو اس کو ضرر پہونچے گا حسن نے کہا کیا آپ لوگوں کو اس بات پر پورا اعتماد ہے کہ اگر امین کا یہ مطالبہ مان لیا جائے تو وہ آئندہ اس سے تجاوز کر کے کوئی دوسرا مطالبہ نہیں کرے گا، انھوں نے کہا اس بات کا اعتماد نہیں البتہ ہمارا خیال ہے کہ شائد بات اسی پر ختم ہو جائے اور جو خطرہ اور اندیشہ تم کو ہے وہ وقوع پذیر نہ ہو، حسن نے کہا فرض کرو کہ اس بات کے بعد کوئی اور مطالبہ کرے تو کیا ہوگا کیا آپ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس پہلے مطالبہ کو منظور کر کے مامون کی حیثیت کمزور ہو چکی ہو گی، انھوں نے کہا اگر اس تسلیم کے عواقب میں کوئی بات رونما ہوئی تو اس وقت ہم اس کا اس طرح مقابلہ اور مدافعت کریں گے جس طرح تم اب ابتدا ہی میں کرنا چاہتے ہو، حسن

نے کہا یہ بات گزشتہ حکما کے قول کے منافی ہے انھوں نے کہا جناب والا
اس وقت تو یہ ہی مناسب ہے کہ اگر آج کوئی بات آپ کے خلاف
مرضی پیش آئے تو اسے آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لئے بادل ناخواستہ
ہی قبول کر لیں، اور آج کے اطمینان کو کل کے لئے خطرات پیدا کر کے
آلودہ نہ کریں، مامون نے فضل سے پوچھا کہ اس اختلاف رائے میں تمھارا
مشورہ کیا ہے اس نے کہا جناب والا اللہ ہمیشہ آپ کو کامیاب کرے
کیا محمد کی طرف سے اس بات کا اطمینان ہو سکتا ہے کہ اگر آپ اس
وقت اس کے مطالبہ کو مان لیں اپنی قوت سے دست بردار ہو کر اسے
اور طاقتور کر دیں تو وہ اسی طاقت کو آپ کے مقابلہ میں بروے کار نہ لائے
گا اور کیا محتاط اور دور اندیش آدمی ذرا سے موجودہ فائدہ کی خاطر اپنے
مستقبل کو خطرہ میں ڈالتا ہے اس کے برخلاف ایسے مواقع پر حکما نے
یہ مشورہ دیا ہے کہ موجودہ مصیبت کو آئندہ کی بہبودی کے لئے برداشت
کر لینا چاہیے، مامون کہنے لگا تم نے بالکل سچ کہا ہے جن لوگوں نے
نفع عاجل کو آئندہ کی فلاح پر ترجیح دی اور اسے اختیار کیا انھیں کی
عاقبت برباد گئی چاہے وہ دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا۔ اس پر دوسرے تمام
لوگوں نے کہا ہم نے اپنی عقل کے مطابق رائے دے دی ہے اور اللہ
مناسب اور صحیح رائے سے جناب کی تائید کرے گا۔

مامون نے فضل سے کہا تم میری طرف سے امین کو جواب لکھو اس
نے کہا "مجھے امیر المومنین کا خط ملا۔ امیر المومنین نے اس میں مجھ سے یہ
مطالبہ کیا ہے کہ میں بعض مقامات سے جن کے نام بھی آپ نے لکھدیے
اور جن کی حکومت صراحتاً رشید نے اپنے عہد نامے میں میرے تفویض
کی ہے آپ کے لئے دست بردار ہو جاؤں، امیر المومنین نے جو حکم دیا
ہے وہ تمامتر اس عہد نامے پر عائد ہوتا ہے، اس کے علاوہ جو علاقہ میرے
پاس ہے اس کے مفاد عامہ کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں اور اپنی ذمہ داریوں
کا پورا احساس رکھتا ہوں اگر یہ تمام باتیں اس عہد نامے اور میثاق میں

صاف طور پر مذکور نہ ہوتیں اور مجھ پر ایک خطرناک دشمن کی نگہداشت، فتنہ پرداز عوام کی حفاظت اور ایسی فوج سے جس کی وفاداری پر بغیر مال خرچ کئے اور احسان اور افضال کے اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہو سابقہ پڑتا تو اس وقت بھی مصالح عامہ اور اطراف سلطنت کے استحکام اور انضباط کے لئے امیر المومنین کے لئے لازمی ہوتا کہ وہ خود ہی ان مقاصد کے لئے بے دریغ دولت خرچ کرتے نہ یہ کہ اولٹا وہ مجھ سے ایسا سوال کرتے ہیں جو میرا صریحی حق ہے اور جس کی عہد نامے نے توثیق کردی ہے، میں جانتا ہوں کہ اگر امیر المومنین کو یہاں کی اس اصل حالت کا علم ہوتا جس کا علم مجھے ہے تو وہ مجھ سے کبھی اس قسم کا سوال نہیں کرتے پھر بھی مجھے یقین کامل ہے کہ انشاءاللہ میرے اس بیان کے بعد وہ میرے عذر کو قبول کریں گے۔"

مامون نے خراسان کی سرحد پر اپنے چوکیدار مقرر کردئے ان کی اجازت کے بغیر کوئی پیام بر عراق سے خراسان میں نہیں آسکتا تھا یہ عہدیدار مسافر کے ساتھ اپنے خاص معتمدین کو مقرر کردیتے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں اس طرح کسی شخص کو اس بات کا موقع نہ تھا کہ وہ یہاں کی کوئی خبر معلوم کرے یا اپنا کوئی اثر قایم کرے یا ترغیب اور دہمکی سے کسی کو اپنے ساتھ ملالے یا کسی سے کوئی پیام کہے یا خط دے سکے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خراسان میں اس ناکہ بندی سے یہ موقع ہی نہیں ملا کہ ترغیب اور تحریص یا دھمکی سے کسی کو بھی مامون کی مخالفت پر آمادہ کیا جاتا، تمام ناکوں پر معتمد علیہ چوکیدار مقرر کردے گئے تھے صرف ان لوگوں کو خراسان آنیکی اجازت ملتی جن کا چال چلن غیر مشتبہ ثابت ہوتا اور جو اس بات کی تصدیق اپنے پروانہ راہ داری سے کردیتے کہ وہ اپنے گھر واپس آرہے ہیں، یا کسی مشہور اور ایسے بے خطر تاجر کو اجازت مل جاتی جس کا رویہ اور مسلک مشتبہ نہ ہوتا، ان کے علاوہ اور دوسرے تمام لوگوں کو چاہے سامان تجارت ان کے ساتھ ہو یا محض اپنے کو مسافر اور راہگیر بتائیں سفر کرنے اور خراسان کے شہروں میں آنے جانے سے روکدیا گیا، نیز تمام خطوں کو کھول کر

پڑھا جاتا تھا:

مامون کے اس انکار کے بعد اتمام حجت کے لئے محمد نے ایک جماعت کو خراسان بھیجا تاکہ پہلے وہ خود وہاں کی حالت کا مشاہدہ کرلیں اس کے بعد ان سے خواہش کی جائے کہ وہ اپنے طرفداروں میں عطا تقسیم کریں اور مخالفین کو محروم کردیں اور وہاں سے آکر جو بات یہ جماعت بیان کرے وہ ان کی مقصد برآری میں حجت اور ذریعہ بنے، جب یہ جماعت رے کی حد پر پہونچی وہاں انھوں نے ناکہ بندی اور روک تھام کے تمام انتظامات کو مکمل پایا، ناکہ داروں نے ہر طرف سے ان کو آگھیرا اور سفر اور اقامت دونوں حالتوں میں سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہے کہ کسی طرح ان لوگوں کو یہ موقع ہمدست نہ ہوسکا کہ وہ خود کسی سے کچھ کہتے یا اون سے کوئی بات کرتا، ان کی آنے کی اطلاع مامون کو کی گئی انھوں نے حکم دیا کہ ان کو مرو لایا جائے حالت نظر بندی میں وہ جماعت مرو لائی گئی مگر اس تمام سفر میں نہ کوئی خبر ان کو معلوم ہوئی اور نہ انھوں نے کسی سے کوئی بات کی حالانکہ امین نے ان کو ہدایات کی تھیں کہ وہ تمام لوگوں میں مامون کی علٰحدگی کی خبر شایع کردیں اور جس بنا پر ایسا کیا گیا ہے وہ بھی ظاہر کردیں حکومت کے وفاداروں کو مامون کی مخالفت کی دعوت دیں ان کو خوب روپیہ دیں بڑی بڑی حکومتوں، جاگیروں اور مکانات کے دینے کا ان سے پختہ وعدہ کریں مگر یہاں آکر دیکھا کہ ہر چیز پر وہ قید و بند ہے کہ ان میں سے کسی بات کے سرانجام دینے کا ان کو موقع بھی نہ مل سکا اسی مجبوری کی حالت میں وہ مامون کے آستانے پہونچ گئے، ان کے ہاتھ امین نے جو خط مامون کے نام بھیجا تھا وہ یہ ہے:

"امابعد اگرچہ امیر المومنین رشید نے وہ تمام علاقہ جس پر تم حکمراں ہو صرف تم کو دیا ہے اور صوبۂ جبل کو اسی لئے تمھارے تفویض کیا ہے کہ اس سے تمھاری حکومت کو تقویت ہو اور تمھاری سمت محفوظ رہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس علاقہ کی وہ آمدنی جو

اخراجات کے بعد فاضل بچے اسے بھی تم اپنے قبضہ میں رکھو۔ تمہارے علاقہ کی آمدنی وہاں کے اخراجات اور غیر معمولی واقعات کے لئے کافی ہے مگر اس کے بعد بھی تم فاضل رقم کو لے لیتے ہو اس کے علاوہ ایک دوسرا نہایت ہی زرخیز اور سیر حاصل علاقہ تمہاری سمت میں شامل کیا گیا جس کی تم کو قطعی ضرورت نہ تھی اس لئے مناسب یہ ہے کہ وہ علاقہ ہمیں واپس دیدیا جائے میں نے اس معاملہ کے لئے تم کو خط لکھا تھا اور اس میں یہ بھی خواہش کی تھی کہ تم ہمارے ایک پرچہ نویس کو اپنے ہاں رہنے دو تاکہ وہ ہمیں تمہاری سمت کی ضروری خبروں سے اطلاع دیتا رہے مگر تم نے ہمارے ان خواہشوں کو رد کر دیا اب اگر تم کو اپنی رائے پر اصرار ہے تو ہمکو اس کا حق ہے کہ تم سے اس معاملہ میں باز پرس کریں بہتر ہے کہ تم اپنے ارادے سے باز آجاؤ اور تب ہم بھی تم سے مطالبہ نہیں کریں گے انشاء اللہ"۔ یہ خط پڑھ کر مامون نے اس کے جواب میں امین کو لکھا۔ "مجھے امیر المومنین کا خط موصول ہوا، اگر وہ خط کسی نامعلوم بات کے متعلق ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا، ایک غیر حق بات کا سوال ہی کیوں ہو اس کے انکار سے مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، جن لوگوں کو منصف ہونا چاہیئے جب وہ انصاف نہیں کرتے تو عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ دونوں حریف درجۂ انصاف سے تجاوز کر جاتے ہیں اور جب وہ شخص جسے اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہو دیدہ دانستہ ارادتاً انصاف سے تجاوز کر جائے تو پھر کیا رہا بھائی صاحب! میں آپ کا مطیع اور فرماں بردار ہوں آپ کی خوشنودی کا خواہاں ہوں اللہ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے اور جس حال میں مجھے رکھا ہے دونوں پر دل سے خوش ہوں والسلام"۔

خط لکھنے کے بعد مامون نے امین کے سفراکو طلب کر کے ان سے کہا کہ امیر المومنین نے جس معاملہ کے متعلق مجھے خط لکھا تھا میں نے اس کا جواب لکھ دیا ہے اسے تم ان کو دیدینا اور زبانی کہدینا کہ جب تک اپنے حق کی حفاظت کے لئے میں بالکل ہی مجبور نہ ہو جاؤں گا

برابر آپ کا مطیع اور منقاد رہوں گا جب وہ لوگ جانے لگے تو مامون نے پھر کہا کہ صاحبو جو بات آپ نے دیکھی اور سنی ہے امید ہے کہ آپ ایسے دیانت داری کے ساتھ اس کو پہونچا دیں گے جو پیام آپ ان کے خط میں لائے ہیں اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید آپ ہمارے پیام کو صداقت کے ساتھ ان تک نہ پہونچائیں،

وہ لوگ پلٹ کر عراق آگئے نگران کو کوئی بات ایسی نہیں ملی جو وہ مامون کے خلاف امین سے کہہ سکتے اور ان کو یہ محسوس ہوا کہ وہ دونوں پورے ارادے اور تفکر کے بعد اپنی دانست میں اپنے حق پر جمے ہوئے ہیں، جب مامون کا جواب امین کو موصول ہوا اسے پڑھ کر وہ فرط غضب سے بے قابو ہو گئے اور اب انھوں نے یہ حکم دیا جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مامون کے لئے اب نماز کے بعد دعا نہ مانگی جائے نیز انھوں نے یہ دوسرا خط مامون کو لکھا،

"امابعد! مجھے تمھارا خط مل گیا، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنی بیشمار نعمتیں جو تم پر نازل کی ہیں تم ان کو برباد کر دینا چاہتے ہو اور اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں ڈالنا چاہتے ہو اس سے تو یہ بہتر ہوتا کہ تم میری طاعت ہی کو چھوڑ دیتے، جو کچھ میں نے لکھا ہے اس میں تمھارا ابھی نفع ہے کیونکہ بہر حال اس فاضل رقم کا فائدہ تمھاری تمام رعایا پر یکساں مرتب ہوگا اور اس سے بیشتر تمھاری سلامتی اور عافیت مقصود ہے تم اپنی رائے سے اطلاع دو میں انشاء اللہ اسی پر عمل کروں گا۔"

اسی زمانے میں مامون نے ذی الریاستین سے کہا کہ میرے تمام اہل و عیال اور وہ مال جو رشید نے صرف مجھ کو محمد کے سامنے عطا کیا ہے جن کی مقدار ایک کروڑ ہے اور جس کی اب مجھے ضرورت ہے سب محمد کے ہاں ہے اب بتاؤ اس معاملہ میں کیا تدبیر کی جائے کہ مجھے مل جائے مامون نے اس بات کو کئی مرتبہ اس سے کہا اس پر اس نے کہا بیشک آپ کو اس رقم کی ضرورت ہے نیز اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ

آپ کے اہل وعیال آپ کے پاس ہوں مگر مشکل یہ ہے کہ اگر آپ اس معاملہ کے متعلق ان کو تحکمانہ لہجہ میں کچھ لکھیں اور اسے وہ نہ مانیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے عہد کی خلاف ورزی کی اور تب مجبوراً آپ کو ان سے لڑنا پڑ جائے گا اور میں اس بات کو کسی طرح پسند نہیں کرتا کہ اختلاف کی ابتدا آپ کی جانب سے ہو اس لئے مناسب یہ ہے کہ آپ ان کو ایک خط لکھیں اس میں اپنا حق مانگیں اور درخواست کریں کہ وہ آپ کے بیوی بچوں کو یہاں بھیجدیں اس وقت ان کا اس خواہش سے انکار ان کی طرف سے عہد کی صریحی خلاف ورزی ہوگی اگر وہ آپ کی درخواست مان لیں تو بہت اچھا ہے سب کی سلامتی اور عافیت اسی میں ہے اور اگر رد کردیں تو اس وقت آپ پر یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا کہ آپ نے بلاوجہ لڑائی اپنے سر لی اگر اجازت ہو تو یہی لکھدوں، چنانچہ اب اس لئے مامون کی طرف سے یہ خط امین کو لکھا۔

"امابعد جب امیرالمومنین کو اپنی رعایا کا اس قدر خیال ہے کہ وہ ان کے ساتھ نہ صرف انصاف کرتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان واکرام کرتے ہیں تو اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے جس خطرناک سرحدی علاقہ میں میں مقیم ہوں امیرالمومنین اس سے بخوبی واقف ہیں مجھے ایسی فوج سے سابقہ ہے جس کے متعلق یہ یقین ہے کہ وہ جب چاہے بدعہدی کر کے میری اطاعت چھوڑ دے میرے پاس خرچ کی بھی قلت ہے میرے اہل وعیال اور مال سب امیرالمومنین کے ہاں ہے اور اگرچہ میرے متعلقین امیرالمومنین کی حفاظت و عنایت کے سایہ میں جو ان کے لئے بمنزلہ باپ کے ہیں آرام سے ہیں مگر پھر بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ میرے پاس اور میری نگرانی میں آجائیں نیز مجھے یہاں کے انتظامات کے لئے مال کی ضرورت ہے میں نے اپنے آدمی اپنے متعلقین اور مال کو یہاں لانے کے لئے بھیجدے ہیں امیرالمومنین مناسب خیال فرمائیں تو فلاں شخص کو رقہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

تاکہ وہ میرا مال وہاں سے بھجوادے نیز حکم صادر فرماویں کہ اس کام میں سرکاری طور پر اس شخص کی مدد کی جائے اور اس کی راہ میں کوئی دشواری نہ پیدا کی جائے، اگر امیر المومنین میری اس درخواست کے خلاف بھی حکم صادر فرمائیں گے تب بھی میں اسے برداشت کروں گا والسلام“

محمد نے مامون کو لکھا۔ "امابعد! مجھے تمہارا خط ملا۔ اس میں تم نے ہمارے اس طرز عمل اور سلوک کا ذکر کیا ہے جو ہم حق کے ماسوا اپنی رعایا، اپنے اقربا اور بھائی کے ساتھ روا رکھتے ہیں اور تم نے اپنے پر خطر سرحدی علاقہ میں قیام اور اس کی وجہ سے اپنی حکومت کی تقویت کے لئے اس مزید مال کی ضرورت ظاہر کی ہے جو اللہ کے مال میں سے تمہارے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا اور اس کے اور اپنے ان اہل وعیال کے لیجانے کے لئے جو ہمارے ہاں ہیں تم نے اپنے آدمی بھی بھیجدیے ہیں ہماری رعایا اور اپنوں کے ساتھ جس طرز عمل کا ذکر تم نے کیا ہے ہمیں اس سے انکار نہیں مگر جس مال کے متعلق تم نے لکھا ہے اس کی ہمیں مسلمانوں کے معاملات کے استحکام کے لئے خود ضرورت ہے اور اس لئے اس کے برموقع خرچ کا ہمیں زیادہ حق ہے اور چونکہ اس سے عام طور پر تمہاری رعایا مستفید ہوگی اس لئے بالواسطہ اس کا نفع تم کو بھی پہونچے گا۔ اپنے اہل وعیال کے بھیجنے کے متعلق تم نے جو خواہش کی ہے اس کے متعلق اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں گے تو تمہاری خواہش کو پورا کردیں گے اگرچہ وہ خود اپنی قرابت اور تمہارے مقام کے خطرات کو پیش نظر رکھ کر یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کو اتنے طویل سفر کی زحمت دیجائے کیونکہ اس طرح وہ ہم سے جدا ہو جائیں گے، اگر ہماری رائے ہوئی تو انشاءاللہ ہم خود ان کو اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجدیں گے، والسلام“

اس خط کو پڑھ کر مامون نے کہا وہ ہمارا حق غصب کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اس طرح ہماری طاقت کو کمزور کر کے پھر وہ ہماری مخالفت پر علانیہ کمر بستہ ہو جائیں ذوالریاستین نے اس سے کہا

کیا یہ بات سب کو معلوم نہیں ہے کہ رشید نے یہ مال سب کے سامنے ان کے پاس جمع کر دیا تھا اور میں نے بھی اسے سب کے سامنے محض امانتاً کچھ مدت کے لئے اپنے قبضہ میں لیا تھا اس صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس پر قبضہ نہیں کریں گے اس لئے آپ بھی اس بارے میں زیادہ اصرار نہ کریں اور اس بات کی توقع رکھیں کہ وہ کوئی حرکت ایسی نہ کریں گے جس کی وجہ سے آپ علانیہ طور پر ان کے مخالف ہو جائیں بہتر یہی ہے کہ آپ اعتماد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور جھگڑے کو مٹائیں اگر اس کے بعد بھی وہ اس کے لئے آمادہ ہوں تو اس کی ذمہ داری اللہ کے ہاں ان کے سر رہے گی اور آپ چونکہ بے قصور رہوں گے اس لئے اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

اب مامون اور فضل کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ اس خط کے بعد امین ضرور کوئی ایسی بات کریں گے جس سے باخبر رہنا ان کے لئے ضروری ہے اور اس کام کے لئے اپنے کسی معتمد علیہ کو مقرر کیا جائے انھوں نے یہ بھی سوچا کہ اس معاملہ میں امین اب جو کارروائی کریں گے اپنے ذی اثر اور وجاہت طرفداروں اور ان لوگوں سے جنھوں نے بنی عباس کی حکومت کو قایم کرنے میں ابتدا میں خاص خدمات انجام دی ہیں ضرور مشورہ لیں گے اور ان کی تائید حاصل کریں گے اس کارروائی کو غیر موثر کرنے کے لئے انھوں نے مناسب سمجھا کہ اپنے ایک خاص آدمی کے ہاتھ دارالخلافہ بغداد کے اعیان و اکابر کے نام ایک خط لکھا جائے تاکہ اگر محمد مامون کو ولی عہدی سے برطرف کرنے لگے تو وہ شخص اس خط کو ان لوگوں کو دیدے اور جو لوگ اس معاملہ میں امین کے ہمنوا ہوں ان کی اطلاع دے اور اگر امین اس معاملہ میں کوئی اور کارروائی نہ کریں تو وہ اس خط کو اپنے ڈبہ میں محفوظ رکھے اور کسی کو نہ دے، مامون نے اس شخص سے کہا کہ تم جلدی بغداد پہونچ جاؤ اور جاتے ہی یہ خط سب کو دیدینا

جو خط مامون نے اپنے قاصد کے ہاتھ بغداد بھیجا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

"امّا بعد مسلمانوں کی مثال اعضائے بدن کی ہے اگر کسی ایک عضو کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو اس سے تمام اعضائے بدن متاثر ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر کسی ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہونچے تو اس کا اثر تمام مسلمانوں پر پڑے گا خاص طور پر اگر کسی ایسے شخص کو جو ان کے قانون شریعت کو قائم کرتا ہے اور ان کو آخرت کے عواقب سے ڈرا کر اس کے لئے سعی کو لازم قرار دیتا ہے کوئی تکلیف پہونچی تو اس کا اثر بدرجہ اولیٰ تمام مسلمانوں کو ہو گا، چونکہ ائمہ کا مرتبہ تمام امت میں افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کی تکلیف بھی سب پر اثر کرے گی، ہم نے ایسی خبر سنی ہے کہ اس کا اظہار خود تم پر عنقریب ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ دو شخصوں میں اختلاف رائے ہوا ان میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ بے وفائی کا عزم کر لیا ہے البتہ اگر تمام مسلمان محض اللہ کے لئے اپنی اعانت اور تائید کو مخصوص کر دیں تو شاید وہ ایسا کرنے سے باز رہے تم کو اپنے قیام کی وجہ سے تمام باتوں کے خود دیکھنے اور سننے کا موقع ہے اور پھر تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں آپ کی بات مانتا ہوں اور اگر علانیہ طور پر کسی اندیشہ کی وجہ سے تم کو ہماری حمایت کے اظہار کا موقع نہ ہو تو تم خاموش رہ جانا ہم تمہارے نشار کو سمجھ لیں گے، اس احسان کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور ہم بھی اس کے حق کو اپنے اوپر ضروری سمجھیں گے، اس طرح تم کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ حصہ ملے گا اور اگر دونوں باتوں کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو کم از کم ایک کی ضرور نگہداشت کرنا اور اس کے متعلق اپنی رائے ہمیں لکھ دینا یا زبانی طور پر ہمارے پیامبر سے کہہ دینا وہ ہمیں لکھ دے گا۔"

مامون نے دار الخلافہ کے دوسرے عمائد اور اشراف کو اس مضمون کا

خط لکھا تھا، جب یہ پیامبر بغداد پہونچا اسی زمانے میں امین نے جمعہ کے خطبہ میں مامون کے لئے دعا کرنے کی ممانعت کی تھی، مامون نے انھیں لوگوں کو خط لکھے تھے جن پر اسے پورا اعتماد تھا ان میں سے بعض نے تو قطعی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ زبانی بھی کوئی جواب میں کچھ نہیں کہا کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے اس کے خط کا جواب دیا ایک نے لکھا مجھے آپ کا خط ملا۔ حق اور صداقت کچھ ایسی حجت سے جو اپنی آپ دلیل ہے اگر کوئی شخص حق کو خیرباد کہے گا تو خود حق اس کے خلاف حجت بنے گا، جو شخص نفع عاجل کو عاقبت کے فائدہ پر ترجیح دے اس سے بڑھ کر خسارہ میں اور کون ہو سکتا ہے، وہ شخص بالکل کھلے ہوئے نقصان میں ہے جو عاقبت کے فائدہ کو یہاں بھی نکبت اور تکلیف وہ واقعات کو اختیار کر کے ضایع کر رہا ہے، چونکہ میں اپنے آپ کو ہر طرف سے خطرات سے محصور پاتا ہوں اس لئے جناب والا سے میری استدعا ہے کہ جناب والا میری سلامتی جان کی خاطر اب آئندہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی مزید خواہش نہیں کریں گے انشاءاللہ

اس پیامبر نے جو بغداد بھیجا گیا تھا مامون اور ذوالرئاستین کو یہ خط وہاں کے واقعات کے متعلق لکھا اما بعد، میں بغداد آیا آپ کے بھائی نے آپ کی مخالفت کا اعلان کر دیا ہے، میں نے وہ خط پہونچا دیئے ہیں نے محسوس کیا کہ اکثر آدمی اپنا دلی راز ظاہر نہیں کرنا چاہتے عام رعایا کی یہ کیفیت ہے کہ ان کو قبول کے سوا چارہ نہیں اس لئے جو حکم ہوتا ہے اسے وہ برداشت کرتے ہیں، خود امین کا یہ حال ہے کہ اس کی اپنی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے نہ اس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ خود اس کارروائی کی مخالفت کرے

اور نہ وہ خود شاید دل سے اسے پسند کرتا ہے جو لوگ پس پردہ اس کارروائی کے روح رواں ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے جلد ان کی کارروائی تکمیل کو پہنچ جائے تاکہ اس فتنہ کی ناکامی کے خمیازہ سے وہ بچ جائیں۔

دشمن مستعد ہے اب آپ انتظار نہ کیجئے"۔

جب سعد بن مالک بن قادم۔ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ عباس بن لیث امیر المومنین کا مولی، منصور بن ابی منظر اور کثیر بن قادرہ مامون کی فرودگاہ سے امین کے پاس آگئے تو انھوں نے ان کے ساتھ بہت لطف اور مہربانی برتی ان کو اپنا تقرب عطا کیا اور ان میں سے جس نے چھ ماہ کی عطا لے لی تھی اسے بارہ ماہ کی عطا مزید دی اور خود عطا میں خاص اور عام سب کے لئے اضافہ کیا اور جن لوگوں نے چھ ماہ کی عطا نہیں لی تھی ان کو اٹھارہ ماہ کی عطا دی

جب امین نے مامون کی علیحدگی کا ارادہ کیا تو انھوں نے یحییٰ بن سلیم کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لئے طلب کیا۔ اس نے عرض کیا جب کہ رشید نے اپنے عہدنامے میں اس کی ولایت عہد کے لئے نہایت راسخ اور پختہ عہد و پیمان سب سے لے لئے ہیں تو اس کی موجودگی میں یہ کام کیوں کر ہو سکتا ہے" امین نے کہا مامون کے متعلق رشید نے جو رائے قائم کی وہ فوری تھی یہ تو محض جعفر بن یحییٰ نے اپنی خوشامد اور جادو بیانی سے ان کو ایسا موہ لیا کہ انھوں نے بغیر غور و فکر کے ہمارے لئے ایسا بڑا درخت بو دیا کہ جس کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑے بغیر اب نہ ہم اپنی حکومت سے نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہماری حکومت پائدار ہو سکتی ہے جب تک اسے صاف نہ کردیا جائے مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا" یحییٰ نے کہا اگر امیر المومنین اس بات کا تصفیہ کر چکے ہیں کہ اسے برطرف کر دیا جائے تو مہربانی فرما کر ابھی اس کو بالکل علانیہ اس طرح نہ کیجئے کہ تمام اس کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں اور برا سمجھیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایک حصہ فوج اور ایک ایک سپہ سالار کو پہلے اپنے پاس بلائیے اسے انعام و اکرام سے اپنا ہم خیال بنائیے مامون کے جو خاص آدمی اور معتمدین ہیں ان کو کسی طرح اس سے جدا کیجئے ان کو مال اور حکومت کی ترغیب و تحریص

کیجئے جب پہلے اس طرح، آپ اس کی قوت کو توڑ دیں اور اس کے خاص آدمیوں کو علیحدہ کر لیں پھر آپ اسے حکم دیں کہ وہ آپ سے آکر ملے اگر وہ آجائے تو اس وقت آپ جو چاہتے ہیں اس کے ساتھ کریں اور اگر آنے سے انکار کرے تو اس وقت جبکہ اس کی طاقت کمزور ہو چکی ہو گی اس کے بازو جھک گئے ہوں گے اس کا پایہ کمزور ہو چکا ہو گا اور اس کی عزت جا چکی ہو گی آپ اسے نہایت آسانی سے زیر کر لیں گے۔

محمد نے کہا میں کوئی معاملہ اس طرح نہیں کرتا جس طرح تمہاری زبان تلوار کی طرح چل رہی ہے تم چرب زبان مقرر ہو صاحب رائے نہیں تم اس رائے سے باز آؤ اور ہمارے مخلص اور دانا بزرگ وزیر سے جا کر ملو اور اپنی سیاہی اور قلم بھی لے جاؤ تا کہ وہ تم سے کام لے سکے یحییٰ نے کہا اگر میں اس کے پاس گیا تو البتہ صداقت اور خلوص اس کے سامنے آئے گا ورنہ جس رائے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاہل بھی ہے اور دھوکہ باز منافق ہے، کچھ روز کے بعد یحییٰ کو اپنی بات یاد آئی اور وہ فوراً اس کے پاس سے بھاگ گیا۔

سہل بن ہارون کہتا ہے کہ فضل بن سہل نے بغداد کے اپنے بعض خاص معتمد علیہ سرداروں اور عمائد سے یہ ساز باز کی کہ وہ روزانہ وہاں کی خبریں اسے لکھتے رہیں، چنانچہ جب امین نے مامون کو ولی عہدی سے برطرف کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا تو فضل بن الربیع نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کو اس معاملہ میں مشورہ کے لئے اپنے پاس بلایا اس نے کہا میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں، مامون کے ساتھ بے وفائی کروں اور اس کے لئے جو عہد میں نے کیا ہے اسے توڑ دوں ایسا نہیں کروں گا فضل نے کہا تمہارا اعتراض معقول ہے مگر اب خود مامون نے ایسی حرکت کی ہے کہ اس سے رشید کا وہ عہد جو انہوں نے اس کے لئے لیا تھا کالعدم ہو گیا اس نے پوچھا کیا اس معاملہ میں اس کا قصور عوام کے نزدیک اسی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا جس طرح اس کی ولایت عہد کی بیعت جس کی تجدید کا حال سب کو

معلوم ہے فضل بن الربیع نے کہا ایسا تو نہیں اس شخص نے کہا فرض کرو کہ اسی نے خلاف معاہدہ کوئی بات کی ہے مگر جب تک اس کا علم عام نہ ہو جس کی وجہ سے نقض عہد ہو سکے کیا اس صورت میں عوام کی نزدیک آپ کا نقض عہد کرنا ضروری سمجھا جائے گا، فضل بن الربیع نے کہا ہاں اس پر اس شخص نے بلند آواز سے کہا اللہ اللہ آج ایسا سابقہ مجھے کبھی پیش نہیں آیا تھا یہ وہی مامون ہے جس کی عزت اور منزلت کے قیام اور استحکام میں آپ بھی شریک تھے آج آپ ہی اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں'

فضل بن الربیع دیر تک سر نیچا کئے سوچتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر کہا میں اسی بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے اپنی سچی رائے مجھ سے بیان کر دی اور بہت خوبی کے ساتھ اپنی امانت سے عہدہ برا ہوئے مگر یہ بتاؤ کہ اگر ہم رائے عامہ کو کسی طرح سے اپنے ساتھ کرلیں اور ہمارے شیعہ اور ہماری فوجیں ہمارے ساتھ ہو جائیں تو پھر تمہاری کیا رائے ہے' اس نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں جس طرح عوام نے مامون کے لئے بیعت کی ہے اسی طرح آپ کی فوجوں نے جو عوام ہی پر مشتمل ہے اس کے لئے بیعت کی ہے اور ان کے دلوں میں وہ عہد وفا راسخ ہو چکا ہے اگر وہ اپنے ضمیر کے خلاف ظاہر میں اس معاملہ میں آپ کے ساتھ بھی ہو جائیں تب بھی ان کی وفاداری پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اطاعت وہی ہے جو ذاتی علم اور فہم پر مبنی ہو' فضل بن الربیع نے کہا اس تحریک کی کامیابی کی صورت میں جو منافع ان کو حاصل ہوں گے ان کی توضیح اور تشریح کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اس نے کہا تب بھی اس وقت تو بادل ناخواستہ وہ آپ کی بات کو مان لیں گے مگر جب ان کے خلوص سے کام لینے کی ضرورت داعی ہوگی وہ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے فضل بن الربیع نے پوچھا عبداللہ کی فوجوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہ دل سے اس کے ساتھ ہیں

اور اس کے لئے پہلے سے قولاً اور فعلاً کوشش کی گئی ہے، فضل نے پوچھا اس کی عام رعایا کے متعلق تم کیا خیال رکھتے ہو اس نے کہا ہمیشہ سے امتحان کے وقت ان کا طرز عمل ایسا رہا ہے جس پر افسوس نہیں کیا گیا نیز اس بنا پر بھی ان کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکتی کہ اس وقت تو وہ اپنے مال و متاع کے پاس ہیں اور ان کو یہ بھی توقع ہوگی کہ اس کی وجہ سے ان کو مال اور معیشت میں فراغت حاصل ہوگی وہ اپنی موجودہ خوشحالی کی ضرور مدافعت کریں گے اور اس بات سے خائف ہوں گے کہ کہیں فتنہ و فساد کی وجہ سے ان پر مصیبت نازل نہ ہو، موجودہ حالات میں اس بات کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں ہے کہ ہم اس کے علاقہ کے سربر آوردہ لوگوں کو اس کا مخالف بنا دیں اور اس چال سے اس کا مقابلہ کریں اس کے حسن انتظام اور معدلت گستری کی وجہ سے چونکہ وہاں کے تمام کمزور افراد رعایا اس سے محبت کرتے ہیں اس وجہ سے اس کا بھی موقع نہیں کہ علانیہ طور پر اس سے لڑنے کے لئے اس پر چڑھائی کی جائے رہے طاقتور افراد ملک تو ان کو اس کے خلاف کوئی وجہ شکایت اور مخالفت نہیں یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ رعایا کا سواد اعظم کمزور اور ناتوان افراد پر مشتمل ہوا کرتا ہے، فضل کہنے لگا تم نے ایسی تقریر کی ہے جس سے کسی کارروائی کا موقع ہی نہیں رہا تمھارے بیان کے مطابق نہ اس کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملایا جا سکتا ہے اور نہ یہاں سے اس کے مقابلہ پر کوئی فوج بھیجی جا سکتی ہے اس سے بھی بڑھ کر تم نے یہ بات کہی ہے کہ اس کی مخالفت کے لئے ہماری فوج میں کمزوری ہے اور اس کی فوج طاقتور ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ نہ امیر المومنین جس بات کو اپنا حق سمجھتے ہیں اس کے ترک کر دینے پر آمادہ ہوں گے اور اب تک اس معاملہ میں جو کارروائی ہو چکی ہے اس کے ہوتے ہوئے نہ میں خود اس بات پر آمادہ ہوں کہ اسے یہیں ختم کر دیا جائے لبسا اوقات معاملات کا ابتدائی رخ بھیانک اور پرخطر معلوم ہوتا ہے مگر ان کا انجام

نیک اور مفید نکلتا ہے، اس کے بعد دونوں جدا ہو گئے۔
چونکہ فضل بن الربیع نے سرحد کی ناکہ بندی کر دی تھی تاکہ کوئی خط ادھر سے سرحد کے پار نہ جا سکے اس وجہ سے مامون کے فرستادہ قاصد نے ایک عورت کے ہاتھ اپنا خط روانہ کیا اس خط کو اس نے پالان کی ایک لکڑی میں سوراخ کر کے بحفاظت رکھدیا اور اپنے صاحب برید کو لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسے مامون کے پاس پہونچا دے، وہ عورت امین کی سرحدی چوکیوں پر سے اس طرح گزرتے چلی گئی جس طرح کوئی راہگیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جاتا ہے اس کی ہئیت کی وجہ سے نہ کسی کو اس پر شبہ گزرا اور نہ اس کی جامہ تلاشی کی گئی اس طرح مامون کو دارالخلافہ کی جو اطلاع موصول ہوئی وہ ان اطلاعات کے بالکل موافق تھی جو اسے دوسرے خطوط کے ذریعہ سے مل چکی تھی جب ہر طرح اسے اپنی اطلاعات کی تصدیق ہو گئی تو اس نے ذوالریاستین سے کہا کہ ان اطلاعات سے اصل حقیقت منکشف ہو چکی ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں ابتدائی آثار بعد میں آنے والے واقعات کا پتہ دیتے ہیں ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ہم حق پر رہیں اور شاید اس تلخی کا ثمرہ ہمیں شیریں ملے۔
جب مامون کے لئے دعا ترک کی گئی اور یہ بات صحیح طور پر معلوم ہو گئی کہ امین اسے علیحدہ کر دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلا کام جو فضل بن سہل نے کیا یہ تھا کہ اس نے ان تمام سپاہیوں کہ جن کو اس نے پہلے سے رے کے چاروں طرف پھیلا رکھا تھا اس فوج کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا جو باقاعدہ طور پر رے میں متعین تھی ان کثیر التعداد فوجوں کی موجودگی سے ان علاقوں میں قحط پڑ گیا ان کی سربراہی کے لئے اس نے ہر وزہ اور ناکہ سے اس قدر سامان معیشت جانوروں پر بار کر کے ان کے پاس پہونچا دیا کہ ہر ضروری شئے ان کو وہیں میسر آ گئی، یہ تمام فوجیں سرحد پر پڑی رہیں اس سے آگے نہ بڑھیں مگر اپنے اس طویل

قیام کے زمانے میں انھوں نے کسی مسافر یا دوسرے شخص کو مطلقاً نہ چھیڑا اور نہ ستایا، اس کے بعد فضل بن سہل نے طاہر بن الحسین کو اس کے ماتحت سرداروں اور سپاہ کے ساتھ رے جانے کا حکم دیا طاہر مسلسل طے منازل کرتا ہوا رے پہونچا اور وہیں اس نے اپنا پڑاؤ ڈالدیا اس نے رے کے اطراف میں اپنے آدمی متعین کردئے چوکیاں قایم کیں اور ہر طرف اپنے جاسوس اور مخبر پھیلا دیئے۔

امین نے عصمہ بن حماد بن سالم کو ایک ہزار فوج کے ساتھ ہمدان بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ وہیں مقام کردے اور حسب ضرورت صوبہ جبل کی جنگی کارروائیوں میں وہی سپہ سالار رہے اسے یہ بھی ہدایت کی وہ اپنے مقدمتہ الجیش کو سادہ بھیجدے، امین نے اس کے بھائی عبدالرحمٰن بن حماد کو اس کی جگہ اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کرلیا۔ اب فضل بن الربیع اور علی بن عیسیٰ امین کو اور زیادہ مامون کی علیحدگی اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت لے لینے پر بھڑکانے اور ابھارنے لگے۔ چنانچہ اسی سال انھوں نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کرکے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کا کوتوال بنایا عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا عبداللہ بن عبیدہ کو اس کا افسر خراج اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کا میر منشی مقرر کیا۔

اس سال رومیوں نے میخائیل شاہ روم پر اچانک حملہ کردیا اس نے بھاگ کر جان بچائی اور رہبانیت اختیار کرلی، اس نے دو سال حکومت کی اور اس کے بعد، لیون القائد روم کا بادشاہ ہوا۔

اس سال امین نے اسحٰق بن سلیمان کو حمص سے واپس بلالیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو مقرر کیا، اس کے ہمراہ عافیہ بن سلیمان بھی تھا۔ عبداللہ نے وہاں کے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو قتل کردیا۔ اور دوسروں کو قید کردیا اس نے چاروں طرف سے ان کے شہر میں آگ لگادی

اب انھوں نے امان کی درخواست کی عبداللہ نے ان کی درخواست قبول کی چند روز تو وہ لوگ امن وسکون سے بیٹھے مگر پھر شورش برپا کر دی اس مرتبہ عبداللہ نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

سنہ ۱۹۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال امین نے ان درہم و دینار کا چلن موقوف کر دیا جو ۱۹۴ھ میں اس کے بھائی مامون کے لئے خراسان میں مضروب ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مامون نے یہ حکم دیدیا تھا کہ اب ان میں امین کا نام ثبت نہ کیا جائے ان سکوں کو رباعیہ کہتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ چلتے نہ تھے۔

اس سال ماہ صفر میں امین نے اپنی تمام سلطنت میں مامون اور قاسم کے لئے منبروں پر دعا بند کرا دی اور حکم دیا کہ خود ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کی جایا کرے اس وقت موسیٰ بالکل صغیر سن تھا ناطق بالحق اس کا نام تجویز کیا گیا یہ سب باتیں فضل بن الربیع کے مشورہ سے ہوئیں۔ جب مامون کو اس کی اطلاع ملی اس نے امام الہدیٰ اپنا نام رکھ لیا اور یہی لقب اب تحریر میں بھی لکھا جانے لگا۔

اس سال یکم ربیع الآخر کو امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو تمام صوبہ جبل کا جس میں نہاوند همذان قم اور اصفہان شامل تھے والی عام مقرر کر کے روانہ کیا اس صوبہ کے تمام جنگی اور خراج کے معاملات سب اسی کے تفویض کئے گئے بہت سے دوسرے فوجی امرا بھی اس کے ساتھ بھیجے

دو لاکھ دینار اسے اور پچاس ہزار اس کے بیٹوں کو دئے، جو فوج ساتھ بھیجی تھی اسے انعام واکرام سے مالا مال کر دیا دو ہزار مرصع تلواریں اور چھ ہزار پارچے خلعت میں اسے دیئے/ ۸ رجمادی الآخر جمعہ کے دن انھوں نے اپنے تمام اہلبیت، موالی اور دوسرے امرا کو شماسیہ کے مقصورہ میں طلب کیا جمعہ کی نماز پڑھ کر مقصورہ میں آئے اور اپنے بیٹے موسیٰ کو ان سب کے سامنے محراب میں بٹھایا اس وقت ان کے ساتھ فضل بن الربیع اور دوسرے تمام مدعوحاضرین موجود تھے فضل نے امین کی طرف سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں اپنی اس حسن رائے کا ذکر تھا جو وہ ان کے متعلق رکھتے ہیں اور وہ حق جتایا تھا جو خود ان کا ان پر ہے کیونکہ ابتدا میں صرف تنہا انھیں کے لئے بیعت لی گئی تھی جس کا ایفا اب تک ان کے لئے ضروری ہے نیز یہ بتایا گیا تھا کہ عبداللہ نے امام اپنا لقب مقرر کر کے اور اپنے لئے دعوت دے کر اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا ہے اس لئے ان سے سلسلۂ مراسلت بھی بند کر دیا ہے اور سکوں اور فرامین سے ان کا نام تک خارج کر دیا ہے اس نے جو کچھ کیا ہے یا جن شرائط کا مدعی ہے ان میں سے کسی کا بھی اسے حق نہ تھا، اس کے بعد اس فرمان میں ان کو ان کی اطاعت کرنے اور ان کی بیعت پر قائم رہنے کے لئے ترغیب و تحریص کی گئی تھی۔

جب وہ فرمان پڑھا جا چکا تو سعید بن الفضل خطیب نے کھڑے ہو کر اس کے فرمان کے مضمون کی تائید اور تصدیق کی اس کے بعد فضل بن الربیع نے بیٹھے ہوئے ایک طول طویل تقریر کی جس میں اس نے یہ کہا کہ امیر المومنین محمد الامین کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت یا خلافت کا کوئی حق نہیں اور اللہ نے عبداللہ وغیرہ کا اس میں کوئی حصہ بجز ہ مقرر نہیں کیا ہے، اس معاملہ میں نہ امین کے اہل بیت میں سے کسی شخص نے نہ اور دوسروں نے ایک لفظ زبان سے نکالا البتہ محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور فوج خاصہ کے بعض دوسرے سربرآوردہ لوگوں نے کچھ کہا۔ اپنی اس تقریر کے دوران میں فضل بن الربیع نے یہ بھی اعلان

کیا کہ اے اہل خراسان امیر موسیٰ بن امیر المومنین نے اپنے ذاتی مال میں سے تین کروڑ درہم تم میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے بعد سب لوگ چلے گئے علی بن عیسیٰ نے امین سے آکر کہا کہ خراسانیوں نے مجھے لکھا ہے کہ اگر مامون کے خلاف جارحانہ کارروائی کروں تو وہ سب کے سب میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

اس سال علی بن عیسیٰ مامون کے خلاف لڑنے کے لئے رے روانہ ہوا۔

علی بن عیسیٰ کی پیشقدمی

۱۵ جمادی الآخر ۱۹۵ہجری جمعہ کے دن شام کو نماز جمعہ سے عصر تک علی بن عیسیٰ مدینۃ السلام سے اپنی اس فرودگاہ کو جو نہر بین پر قائم کی گئی تھی روانہ ہو گیا اور وہاں اس نے تقریباً چالیس ہزار فوج کے ساتھ قیام کیا یہ اپنے ساتھ چاندی کی ایک زنجیر بھی لے گیا تھا کیونکہ اسے یہ زعم تھا کہ وہ اس سے مامون کو قید کرے گا سنیچر کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں کہ خود امین علی بن عیسیٰ کے ساتھ نہروان تک آئے اور ان فوجوں کا جو علی بن عیسیٰ کے ساتھ جا رہی تھیں باقاعدہ معائنہ کیا اس دن کا بقیہ حصہ انہوں نے نہروان میں بسر کیا اور پھر مدینۃ السلام واپس آگئے علی تین دن نہروان میں ٹھہر کر اپنی منزل مقصود کی طرف تیزی سے روانہ ہوا اور مسلسل کوچ کرتا ہوا ہمدان پہنچا اور وہاں اس نے عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو ہمدان کا والی مقرر کیا اسی اثناء میں امین نے عصمہ بن حماد کو یہ حکم بھیجا تھا کہ وہ خود تو اپنے کچھ خاص آدمیوں کے ساتھ واپس آجائے اور اپنی بقیہ فوج اور دوسرے تمام مال ومتاع اور اسلحہ کو علی بن عیسیٰ کے حوالے کر دے انہوں نے ابودلف قاسم بن عیسیٰ کو بھی حکم بھیجا کہ وہ اپنی تمام جمعیت کے ساتھ علی بن عیسیٰ سے جا ملے انھوں نے ہلال بن عبداللہ الحضرمی کو

اس کے ساتھ کیا اور اس کا منصب مقرر کیا، اس کے بعد انھوں نے عبدالرحمٰن بن جبلتہ الانباری کو دینور کا والی مقرر کر کے حکم دیا کہ تم اپنی جمعیت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اسی کے ہمراہ انھوں نے وہ دو کرور درہم بھی بھیجے جو اس سے پہلے ہی اس کے پاس بھیجد ئے گئے تھے مگر علی عبدالرحمان کے اس تئے پاس پہونچنے سے پہلے ہی ہمذان سے رے روانہ ہو گیا تھا یہ پورے بندوبست کے ساتھ رے پہونچا وہاں طاہر بن الحسین نے چار ہزار سے بھی کم فوج کے ساتھ جس کی کل تعداد تین ہزار آٹھ سو بیان کی گئی ہے اس کا مقابلہ کیا، طاہر کی چھاؤنی سے تین شخص علی بن عیسٰی کا تقرب حاصل کرنے اس کے پاس چلے آئے علی نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں کے باشندے ہو ان میں سے ایک نے کہا میں آپ کے بیٹے عیسٰی کی فوج کا جسے رافع نے قتل کر دیا ایک سپاہی ہوں علی نے کہا خوب تم تو میری ہی فوج کے ہو اور پھر اس کے حکم سے دو سو کوڑے اس کے مارے گئے، اس کے علاوہ دوسرے دو شخصوں کے ساتھ بھی اس نے اہانت آمیز برتاؤ کیا اس کے اس طرز عمل کی خبر طاہر کی تمام فوج میں پھیل گئی جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ اس سے متنفر ہو گئے اور اب اس کے مقابلہ کے لئے زیادہ عزم سے تل گئے۔

احمد بن ہشام طاہر کا صاحب شرطہ بیان کرتا ہے کہ ابھی ہمیں اس بات کی اطلاع نہیں ملی تھی کہ مامون نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ہے کہ ہمارا علی بن عیسٰی سے مقابلہ ہو گیا، میں نے طاہر سے کہا کہ جس تزک اور احتشام سے علی آیا ہے وہ تمھارے سامنے ہے اگر ہم اس سے لڑنے بر آمد ہوں اور وہ یہ کہے کہ میں امیر المومنین کا عامل ہوں اور ہم کو اس کا اقرار کرنا پڑے گا تب ہم کس منہ سے اس سے لڑ سکیں گے، طاہر نے کہا اس باب میں اب تک مجھے کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی ہے میں نے کہا اس معاملہ کو تم مجھ پر چھوڑ دو طاہر نے کہا

جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو، میں اسی وقت منبر پر چڑھا اور میں نے محمد کو خلافت سے برطرف کر کے مامون کی خلافت کی دعوت دی اور اب ہم اسی دن یا دوسرے دن سنیچر ماہ شعبان ۱۹۵ھ ہجری کو وہاں سے چل کر قسطانہ آئے یہ مقام رے سے عراق کی سمت میں پہلی منزل ہے اس وقت علی بن عیسیٰ مشکوبہ نام ایک صحرا تک آپہونچا تھا اور اب ہمارے اور اس کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ تھا ہم نے اپنے مقدمۃ الجیش کو اور آگے بڑھا دیا کہ اب وہ علی سے صرف دو فرسنگ پر رہ گیا تھا اس کا یہ خیال تھا کہ جب طاہر اسے دیکھے گا اسی وقت اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا مگر جب علی نے محسوس کیا کہ یہ تو واقعی جنگ پر تلا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ یہ تو بے آب و گیاہ صحرا ہے یہاں پڑاؤ ڈالنا مناسب نہیں اس خیال سے وہ طاہر کی بائیں جانب ہو کر ایک ہاٹ میں جس کا نام بنی الزازی کا ہاٹ تھا آ گیا، ہمارے ساتھ ترک تھے ہم ایک نہر کے کنارے اتر پڑے علی بھی ہم سے قریب ہی فروکش ہوا ہمارے اور اس کے درمیان ٹیلے اور پہاڑیاں واقع تھیں، آخر شب میں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ علی رے میں داخل ہو گیا ہے اس نے اہل رے کو سازش کر کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے میں اسی شخص کے ساتھ شاہراہ پر آیا اسے غور سے دیکھا اور پھر میں نے کہا دشمن کا راستہ تو یہی ہے مگر یہاں کسی جانور کا نشان قدم معلوم نہیں ہوتا اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس راہ سے اب تک کوئی گزرا نہیں ہے۔

میں نے طاہر کو آکر بیدار کیا اس سے کہا نماز پڑھ لو اس نے کہا ہاں پڑھتا ہوں اس نے پانی منگوایا اور نماز کی تیاری کرنے لگا میں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا، صبح ہو گئی اس نے مجھ سے کہا سوار ہو کر چلو اب ہم شاہراہ پر آئے اور ٹھہر گئے طاہر نے کہا کیا تم ان ٹیلوں کے آگے جا سکتے ہو، ہم ٹیلوں پر سے ہوتے ہوئے ایسے مقام پر آئے جہاں سے علی بن عیسیٰ کی فرودگاہ ہمارے سامنے تھی ہم نے دیکھا کہ

اس کی فوج اسلحہ لگا رہی ہے طاہر نے کہا کہ الٹے قدم واپس چلو ہم اپنی فرودگاہ آئے اس لئے خروج کا حکم دیا میں نے فوراً ماموِنی حسن بن یونس المحاربی اور رہیمی کو بلا کر کہا کہ اب چلو وہ سب جنگ کے لئے برآمد ہوئے ماموِنی میمنہ پر تھا اور رہیمی اور محمد بن مصعب میسرہ پر تھے۔

دوسری طرف سے علی بن عیسیٰ اپنی کثیر التعداد فوج کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا، اسلحہ اور سونے کی چمک سے تمام میدان سنہرا اور روپہلا ہو رہا تھا، اس کے میمنہ پر حسین بن علی تھا جس کے ساتھ ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس متعین تھا اور اس کے میسرہ پر کوئی دوسرا سردار متعین تھا اب انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی یہاں تک کہ وہ ہمارے فرودگاہ میں گھس آئے مگر اسی وقت طاہر نے اپنی فرودگاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔

لڑائی سے قبل طاہر نے علی بن عیسیٰ کی فوج کی کثرت اور ساز و سامان کو دیکھ کر کہا تھا کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں البتہ ہم ان سے خارجیوں کی طرح لڑتے ہیں اس لئے ارادہ کیا کہ علی کی فوج کے قلب پر حملہ کرے اور اس غرض سے اس نے سات سو خوارزمیوں کو جن میں میکائیل، کسل اور داؤد سیاہ تھے اکٹھا کیا۔ میں نے طاہر سے کہا کہ میں ایک چال کرتا ہوں وہ یہ کہ علی بن عیسیٰ کو وہ بیعت یاد دلاتا ہوں جو خاص طور پر اس نے تمام اہل خراسان کی طرف سے ان کے نمائندہ کی حیثیت سے مامون کے لئے کی تھی اس نے کہا اچھی بات ہے ضرور ایسا کرو اب ہم نے وہ دونوں معاہدے دو نیزوں کے پھلوں سے باندھے اور میں دونوں صفوں کے درمیان جا کر کھڑا ہوا میں نے امان مانگی اور کہا تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ نہ ہم تم کو ماریں اور نہ تم ہمیں مارو علی بن عیسیٰ نے کہا ہاں میں اس بات کو قبول کرتا ہوں میں نے کہا اے علی بن عیسیٰ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا یہ وہ عہد نامہ نہیں ہے جس میں خاص طور پر تم نے مامون کی بیعت کی ہے اللہ سے ڈرو اب تم قبر کے دروازے پر

پہونچ گئے ہو، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا احمد بن ہشام۔
چونکہ علی نے اس کے چار سو کوڑے لگوائے تھے اس وجہ سے اس کا نام سنتے ہی اسے پھر غصہ آگیا اور اس نے خراسانیوں کو للکارا کہ جو اسے پکڑ کر لائے اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے۔
ہمارے ساتھ ایک بخاری جماعت تھی اس نے علی پر تیراندازی کی اور کہنے لگے کہ ہم تجھے قتل کر کے تیرے مال پر قبضہ کئے لیتے ہیں اس کے بعد ہی اس کی فرودگاہ سے عباس بن اللیث مہدی کا موالی اور ایک شخص جس کا نام حاتم الطائی تھا میدان جنگ میں نکل کر آئے طاہر نے اس پر حملہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار کے قبضہ کو مضبوطی سے پکڑ کر ایسی ضرب لگائی کہ اسے زمین پر گرادیا۔ داؤد سیاہ نے علی بن عیسٰی پر حملہ کیا اور اسے زمین پر گرادیا وہ علی کو پہچانتا نہ تھا اس روز وہ ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھا جس کے پاؤں کمیت رنگ کے تھے یہ گھوڑا اسے امین نے دیا تھا حالانکہ جنگ میں ایسے گھوڑوں کو برا سمجھتے ہیں اور اسے شکست کی علامت خیال کرتے ہیں۔

علی کو زمین پر گرا کر داؤد نے کہا کہ کیوں نہ ہم اس کا کام تمام کردیں اس پر طاہر الصغیر نے جس کا نام طاہر بن التاجی ہے اس سے پوچھا کیا تم علی بن عیسٰی ہو علی نے اس خیال سے کہ یہ میرا نام سن کر مرعوب ہو جائے گا اور مجھ پر وار نہیں کرے گا کہدیا کہ ہاں میں علی بن عیسٰی ہوں اتنا سنتے ہی طاہر الصغیر اس پر چڑھ دوڑا اور اس نے تلوار سے اسے ذبح کر ڈالا محمد بن مقاتل بن صالح نے ان سے حجت کی کہ سر میں لوں گا اس میں تو اسے کامیابی نہیں ہوئی مگر اس نے اس کی داڑھی کے بالوں کا ایک مٹھا نوچ لیا اور اس کو طاہر کے پاس لے کر آیا اور اس کے قتل کی اسے بشارت دی اصل میں طاہر کا پہلا وار فتح کا سبب ہوا اور چونکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑی تھی اس وجہ سے اسے

اسی دن سے ذوالیمینین کہنے لگے۔
علی کے قادر انداز ہم پر تیر چلانے کے لئے آمادہ ہوے مجھے بھی اب تک اس کے قتل کا علم نہیں ہوا تھا اتنے میں شور مچا کہ سردار مارا گیا اب کیا تھا علی کی فوج بھاگی اور ہم نے دو فرسنگ تک اس کا تعاقب کیا بارہ مرتبہ وہ ہماری مقاومت کے لئے ٹھہرے مگر ہر مرتبہ ہم نے ان کو مار بھگایا طاہر بن التاجی علی بن عیسیٰ کا سر لئے ہوے میرے قریب آیا میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ علی کا ارادہ تھا کہ وہ میرے سر کو اس منبر پر نصب کرے جس پر امین کی خلافت سے علانیہ طور پر انکار کیا گیا تھا اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ رے میں اس کے لئے دن کا کھانا تیار کیا جائے میں شکست خوردہ فوج کے تعاقب سے پلٹ آیا علی کا ایک تھیلا مجھے ملا اس میں ایک نیم آستین ایک کرتا اور ایک جبہ تھا اس کو پہن کر میں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی، ہم کو اس کی فرودگاہ میں سات سو تھیلیاں درہموں سے پر ملیں ہر تھیلی میں ایک ہزار درہم تھے ہم نے دیکھا کہ وہ بخاری جماعت جس نے اسے گالیاں دی تھیں کئی خچر جن پر صندوق بار تھے اسی خیال سے کہ ان میں مال ہوگا لئے ہوئے ہے انھوں نے وہ صندوق توڑے دیکھا کہ ان میں سواد کی شراب بھری ہوئی ہے اب انھوں نے شراب کے شیشے آپس میں تقسیم کر لئے اور کہنے لگے کہ چونکہ آج ہم نے بڑی محنت کی ہے آؤ شراب پئیں، میں طاہر کے خیمہ میں آیا وہ میری اس تاخیر سے مغموم تھا دیکھتے ہی کہنے لگا بشارت ہو یہ علی کا سر موجود ہے، جتنے غلام وہاں موجود تھے فرط خوشی میں اس نے سب کو گلے سے لگا لیا اب علی کا جسد کہار ایک لکڑی پر اس طرح اٹھائے ہوئے کہ انھوں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پیروں سے باندھ دیا تھا جس طرح کہ گدھے کو اٹھاتے ہیں طاہر کے پاس لائے اس کے حکم سے اسے کمبل میں لپیٹ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ طاہر نے اس فتح کی بشارت ذوالریاستین کو لکھ بھیجی اگرچہ جہاں ہم تھے

وہاں سے مرو تقریباً دو سو پچاس فرسنگ کے فاصلہ پر تھا مگر طاہر کا خط صرف جمعہ کی رات سنیچر کی رات اور اتوار کی رات کو چل کر اتوار کے دن مرو پہونچگیا۔

ذوالرئاستین کہتا ہے جس روز ہم کو اس فتح کی خبر ملی ہے اسی دن ہم نے ہرثمہ کو پورے سازو سامان کے ساتھ طاہر کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا وہ اسی دن اپنے کام پر چلا گیا خود مامون نے بھی کچھ دور اس کی مشایعت کی میں نے مامون سے کہا کہ اب یہ بات بہت ضروری ہو گئی ہے کہ آپ کی خلافت کا اعلان کر دیا جائے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ عنقریب یہ تجویز آپ کے سامنے پیش کی جائے گی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دیجائے البتہ جب آپ کی خلافت کا باقاعدہ اعلان ہو چکا ہوگا اس وقت آپ کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ جو قدم آپ نے اس معاملہ میں اب بڑھا دیا ہے اسے واپس کریں، یہ کہہ کر میں ہرثمہ اور حسن بن سہل بڑھے اور ہم نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا اب کیا تھا ان کے تمام شیعوں نے فوراً ان کی بیعت کرلی میں ہرثمہ کو چھوڑ کر اپنے گھر واپس آیا چونکہ اس کے سامان سفر کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے میں تین دن سے سو نہ سکا تھا اس لئے آج بہت ہی تھکا ماندہ تھا اتنے میں میرے خدمتگار نے آکر کہا کہ عبدالرحمن بن مدرک حاضر ہے یہ عامل ٹپہ تھا۔ ہم پہلے سے منتظر تھے کہ کوئی نہ کوئی خط آتا ہوگا چاہیے اس میں جو خبر درج ہو وہ ہمارے موافق ہو یا مخالف، وہ کمرہ میں آکر خاموش کھڑا رہا میں نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا فتح کی بشارت آئی ہے میں نے طاہر کا خط پڑھا اس میں مرقوم تھا " اللہ آپ کی عمر میں برکت دے آپ کے دشمنوں کو تباہ اور برباد کرے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور علی بن عیسٰی کا سر میرے سامنے پڑا ہے اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے والحمد للہ رب العالمین" میں فوراً اٹھا امیرالمومنین کے قصر کی طرف لپکا میں قصر کے احاطہ میں پہونچ چکا تھا تب میرا غلام میرے پاس پہونچا میں نے مامون کو جا کر اس فتح کی بشارت دی اور وہ خط پڑھ کر سنایا انھوں نے اسی وقت

اپنے تمام اہلبیت، فوجی امرا اور دوسرے عمائد اور اکابر کو اپنے پاس طلب کیا دربار میں پہونچ کر سب نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا، منگل کے دن علی کا سر بھی آگیا اور اسے خراسان میں گشت کرایا گیا۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب علی بن عیسیٰ کے قتل کی خبر امین کو ملی جو اس وقت دریا کے کنارے مچھلی کے شکار میں منہمک تھے انھوں نے خبر رساں سے کہا کہ اس کا ذکر ابھی مت کرو کوثر نے دو مچھلیاں پکڑ لی ہیں اور میں نے اب تک ایک بھی نہیں پکڑی ہے۔ طاہر کا ایک حاسد دشمن اس فتح سے پہلے کہا کرتا تھا کہ علی اس پر غلبہ پالے گا اور علی کی فوج کی کثرت اور اہل خراسان کی اس کے ساتھ عقیدت مندی کی وجہ سے طاہر اس کے سامنے ٹھہر بھی نہیں سکے گا مگر جب وہ مارا گیا تو اب یہ بالکل کھو یا گیا اور کہنے لگا بخدا طاہر ایسا جوانمرد ہے کہ اگر وہ صرف اکیلا ہو اور علی اپنی ساری فوج کے ساتھ بھی ہو تب بھی وہ اس سے ضرور لڑے یہاں تک کہ وہ غالب آجائے یا مارا جائے۔

علی کی فوج کے ایک شخص نے جو نہایت بہادر اور جری تھا اس کا مرثیہ کہا، جب اس کے قتل کی اطلاع امین کو اور فضل کو بغداد میں ہوئی اس نے مامون کے خادم نوفل کو جو بغداد میں اس کا وکیل، خازن، اہل وعیال کا نگراں اور تمام اس کی جائداد کا مختار عام تھا امین کی طرف سے بلا بھیجا اور پھر اس سے وہ ایک کروڑ درہم جو رشید نے مامون کو عطا کئے تھے لے لئے نیز مامون کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد پر جو سواد میں تھی قبضہ کر کے اس پر اپنے کارندے مقرر کر دئے اور عبدالرحمٰن الانباری کو پوری طاقت اور ساز و سامان کے ساتھ طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا یہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمذان آگیا۔

اس موقع پر عبداللہ بن خازم نے یہ بات کہی تھی کہ امین اپنی اوٹی اور بے ہنگام تدبیروں سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا اور فوجوں کو ہزیمت دینا چاہتا ہے حالانکہ یہ کبھی نہ ہوگا اس پر کسی پہلے شاعر کی یہ بات صادق آتی ہے "جس گلہ کا چرواہا تو ہے وہ تو تباہ ہو کر رہے گا۔"

جب امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا ولی عہد خلافت بنایا اور علی بن عیسیٰ کو رے بھیجا تو بغداد کے کسی شاعر نے امین کے سراپا لہو ولعب میں انہماک امور جہانبانی سے غفلت اور علی بن عیسیٰ اور فضل بن الربیع کے ان کے مزاج میں درخور اور اقتدار کو دیکھ کر یہ قصیدہ لکھا۔

اضاع الخلافۃ غش الوزیر　　وفسق الامام وجھل المشیر

وزیر کی نمک حرامی، مشیر کی نادانی اور امام وقت کے فسق و فجور میں انہماک نے خلافت کو تباہ کر دیا۔

امین نے جب اپنے سفرا کے ذریعہ مامون کو وہ خط بھیجا جس میں اسے کہا گیا تھا کہ تم میرے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت کرو تو مامون نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا۔

امّا بعد مجھے امیر المومنین کا خط ملا۔ اس میں آپ نے میری اس منزلت سے انکار کیا ہے جو میرے آبا کی دی ہوئی ہے آپ چاہتے ہیں کہ میں اس حق کی خلاف ورزی کروں جو سب کو معلوم ہے اگر آپ انصاف سے کام لیتے اور اسے نہ چھوڑتے تو آپ کی بات ور ہوتی اور اگر اس وقت میں آپ کی اطاعت سے سرتابی کرتا تو میری بات گر جاتی مگر اب تو معاملہ اس کے برعکس ہے میں بدستور آپ کا عقیدت کیش نیاز مند ہوں اور آپ حق اور انصاف کی خلاف ورزی کر رہے ہیں آپ کے لئے مناسب یہ ہے کہ اپنے ذاتی اغراض سے اعراض کر کے آپ حق اور انصاف پر کار بند ہوں اس کے بعد اگر میں حق پر قائم رہوں گا تو آپ کو میری طرف سے کوئی خطرہ نہ ہونا چاہیئے اور اگر میں اس کی خلاف ورزی کروں گا تو اس وقت آپ اپنی کارروائی میں حق بجانب ہوں گے، آپ نے اپنے خط میں اطاعت کی خوبی اور مخالفت کی برائی لکھی ہے میں خود اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ حق کی مخالفت کر کے کوئی شخص باقی نہ بچا، البتہ جو حق پر قائم ہے اسے کچھ اندیشہ نہیں والسلام"۔

جب مامون کو معلوم ہوا کہ علی بن عیسیٰ بھی امین کے ساتھ ہو گیا ہے اس نے یہ خط اسے لکھا۔

"امّا بعد۔ تم وہ ہو جس نے ہماری اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے تم

اور تمہارے اسلاف ہمیشہ سے ہماری خلافت کی حفاظت اور تائید کرتے رہے ہیں تم اس جان نثاری کو اپنے اوپر اپنے ائمہ کا حق سمجھتے رہے ہو تم نے ہمیشہ جماعت کے نظام کو برقرار رکھا ہے اور طاعت میں جان نثاری کی ہے اپنے مخالفوں کو قتل کیا ہے اپنے ساتھیوں کی مدد و حمایت کی ہے اپنے ائمہ کو تم نے ہمیشہ اپنے آباء اور اپنی اولاد پر ترجیح دی ہے اور شدت اور راحت ہر حالت میں ان کا ساتھ دیا ہے تم نے ہمیشہ اجتماع اور اتحاد کو اپنی فلاح اور صلاح سمجھا اور افتراق کو اپنی تباہی اور بربادی، جس نے جماعت کا ساتھ چھوڑا اسے تم نے بھی گمراہ سمجھا تم وہ لوگ ہو جن کے ذریعہ اللہ نے اپنا انتقام ہمارے دشمنوں سے لیا ہے کتنے ہمارے دشمن ہیں جن کو تم نے قتل کر کے میدان میں بغیر خبر گیری کے درندوں کا لقمہ بنا دیا کہ اب ہوائیں ان پر افسوس کر رہی ہیں۔ تمہاری انہیں جان نثاریوں اور کارگزاریوں کی وجہ سے ائمہ نے تم کو وہ اعلیٰ اور اشراف درجہ اور مرتبہ عطا کیا جس پر آج تم فائز ہو نیز خلافت کے تمام معاملات میں وہ سب کے سب تم پر اعتماد کلی رکھتے تھے اور تم کو ہر بات میں پیش پیش رکھتے تھے اسوجہ سے امور خلافت میں جو اعتماد اور مرتبہ تم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں بلکہ تم ہی اس کے سربراہ کار اور منصرم کلی ہو تمام قوم میں تمہارا مرتبہ یہ ہے کہ اگر تم حکم دو کہ پاس آؤ وہ پاس آجائیں گے تم کہو آگے بڑھو وہ آگے بڑھ جائیں گے تم رکو وہ بھی وہیں رک جائیں گے اور کھڑے رہیں گے اسی خیر خواہی اور جان نثاری کی وجہ سے تمہاری عزت اور وقعت دن دونی رات چوگنی بڑھتی رہی اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے تم آج اپنے اس موجودہ مرتبہ پر فائز ہو، تمہاری زندگی کا بیشتر حصہ گزر چکا ہے اور اب خاتمہ کا وہ زمانہ ہے جس میں اس بات کا انتظار ہوتا ہے کہ یہ زمانہ بھی خیر و خوبی سے گذر جائے تاکہ اس کی وجہ سے تمام گزشتہ کارگذاریاں مقبول اور معروف ہو جائیں ورنہ اگر آخر زمانے میں کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے عمر بھر کی خدمات پر پانی پھر جاتا ہے مگر اس وقت تم نے اپنے آقایان نعمت اور ارکین امامت کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے کہ جس عہد و پیمان کو تم نے خود دوسروں سے منعقد کرایا تھا خود تم اب اس کو توڑ رہے ہو وہ عہد صرف خواص تک محدود نہ تھا بلکہ عوام الناس سے بھی نہایت ہی راسخ وعدوں اور غلیظ قسموں کے ساتھ لیا گیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری بات بگڑ جائیگی، تمام قوم میں تفرقہ پیدا ہو جائیگی اس کی وجہ سے یہ نعمت خلافت ہمارے ہاتھ سے نکل جائیگی اور ہمارے اسلاف کی تمام محنت اور کاوش برباد ہو گی پھر جب تمہارے اولیائے نعمت ہی برباد ہو جائینگے تو ضرور ہے کہ ان کے زوال کا اثر خاص

طور پر خود تم تک بھی ساری ہو گا اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت خراب نہیں کرتا مگر اسوقت کہ خود وہ قوم اپنے کو بدل دے، جو شخص خلافت کی عزت کے محافظوں کی عام طور پر بربادی کے لئے جدوجہد کرتا ہے خود وہ اپنا کچھ کم دشمن نہیں اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ سب کے سب مارے جائیں گے تمہارا وہ مرتبہ ہے کہ اگر تم اس کارروائی کی مخالفت کرتے تو تمہاری رائے پر عمل ہوتا، اور کسی طرح سے تمہاری اس رائے کو بدنیتی پر محمول نہیں کیا جاسکتا تھا اس کے علاوہ اولیائے حق تمہاری اس حق پرستی کی وجہ سے تمہارا خاص احترام کرتے، جو شخص نفع عاجل کی خاطر حق کو چھوڑتا ہے، اور عاقبت میں خود کو تباہ کرلیتا ہے وہ اس شخص کے برابر نہیں جو حق کی اعانت کرتا ہے اُس کی عاقبت بھی درست رہتی ہے اور اس دنیا میں بھی اسے بہت زیادہ نفع ملتا ہے، اور یہ بات کچھ ایسی نہیں ہے کہ اس کے لئے تم سے استدعا اور درخواست کی جائے بلکہ یہ تو حق ہے جس کا ایفا تمہاری عزت اور شرافت کی بقا کے لئے ضروری ہے نیز پھر اُس کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور وہ اہل امامت بھی جس کے حق کے استقرار کیلئے تم ایسا کرو گے تمہاری اس حق پرستی کا تم کو بہت زیادہ صلہ اور انعام دے گا، اگر تم وہاں اپنے قیام کیوجہ سے کوئی بات نہ کہہ سکتے ہو یا نہ کرسکتے ہو تو ایسے مقام پر چلے جاؤ جہاں تم بے خوف وخطر ہو کر آزادی سے اپنی کوئی رائے قائم کرسکو یا اس شخص کے پاس آجاؤ جو تمہاری کارگذاریوں کا اعتراف کرے اور جو عزت اور ثروت تمکو اب حاصل ہے وہی یہاں بھی تمکو حاصل ہو گی، میں اس کیلئے تم سے اللہ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں جس کی ضمانت بالکل کافی ہے، اگر اپنی جان کے خوف سے تم ایسا نہ کرسکتے ہو تو کم از کم یہ تو کرو کہ زبان سے اس تحریک میں جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری مرضی کے خلاف کی جارہی ہے کوئی حصہ نہ لو اس سے یہ تو ہو گا کہ دوسرے اشخاص بھی اس طرز عمل میں تمہاری اقتدا کریں گے اور تمہاری علیحدگی سے خود بھی علیحدہ ہو جائیں گے، تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کردو میں انشاء اللہ اُسے یاد رکھونگا، علی نے یہ خط محمد کو لاکر دیا اب کیا تھا جس قدر اشخاص اس تحریک میں پیش پیش تھے انھوں نے امین کو اور جوش دلانا شروع کیا اور اسکی آتش غضب کو تیز کردیا خود اس کے مزاج کی افتاد نے ان کے مقصد کو

میں انکی مدد کی مگر چونکہ فضل بن الربیع ہی تمام امور کا سر براکار کلی تھا اس وجہ سے طے یہ پایا کہ اوس سے مشورہ لیا جائے، دوسری طرف ذوالریاستین نے اپنے اس خاص آدمی کو جو فضل کا مشیر خاص تھا لکھ دیا تھا کہ اگر آخر وہاں یہی طے ہو کہ ہم سے جنگ کیجائے تو تم یہ کوشش کرنا کہ ہمارے مقابلہ میں علی بن عیسیٰ کو امیر بنا کر بھیجا جائے ذوالریاستین نے یہہ تجویز اس لئے کی تھی کہ اوسے معلوم تھا کہ اہل خراسان علی کو اسقدر برا سمجھتے ہیں کہ وہاں کے عوام تو اس سے لڑنے کیلئے تیار ہیں

فضل نے حسب عادت اس شخص سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ اگر اس کام پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا جائے تو نہایت ہی مفید اور مناسب ہو کیونکہ ایک زمانہ تک وہاں کا والی رہنے کی وجہ سے تمام خراسان میں اس کا اثر قائم ہے اس کے علاوہ اس کی کریم النفسی اور احسانات کی وجہ سے تمام خراسان اسے مانتا ہے اس سے بہتر آدمی اس کام کیلئے میسر نہیں نیز وہ ان لوگوں میں ہے جنھوں نے صحیح معنی میں بنی عباس کی تحریک خلافت کو کامیاب بنایا ہے اور سب سے پہلے جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے انکی یادگار ہے اس مشورہ کی بنا پر سب نے علی بن عیسیٰ کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور جو کچھ اس کا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے، علاوہ اس باقاعدہ فوج کے جو مامون کی حمایت میں علی سے لڑی اہل خراسان کے بہت سے عوام محض علی کے ان مظالم کا انتقام لینے جو اس نے اپنے عہد ولایت میں ان پر کئے تھے مامون کے ساتھ ہو گئے، سوائے چند ان کمزور قلب اشخاص کے کہ خود جن کے ساتھ یا ان کے اسلاف کے ساتھ علی نے کوئی احسان کیا تھا تمام اہل خراسان اسکی مخالفت میں ہم خیال تھے، اور اسی وجہ سے اوسے ہزیمت ہوئی اور وہ مارا گیا۔

امین کا مولی عمر بن حفص کہتا ہے چونکہ میں ان کے ملازمین خاص میں تھا اس وجہ سے میں ہر وقت انکی خدمت میں چلا جاتا تھا ایسے اوقات میں بھی چلا جاتا جبکہ کوئی دوسرا ان کے پاس نہ جا سکتا اسی زمانے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو میں انکی خدمت میں گیا شمع سامنے رکھی تھی اور وہ کسی فکر میں منہمک تھے میں نے سلام کیا اونھوں نے جواب بھی نہیں دیا اس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ کسی

اہم امر سلطنت کی تدبیر مین مشغول ہیں میں خاموش اُن کے سراہنے کھڑا ہو گیا
رات کا بیشتر حصہ اسی طرح گذر گیا اب انھوں نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور
کہا کہ عبد اللہ بن خازم کو بلا لاؤ میں اُس کے پاس گیا اور اُسیوقت اُسے
انکی خدمت میں لے آیا اب انہیں مناظرہ ہونے لگا تمام رات اوسی میں ختم
ہو گئی میں نے عبد اللہ کو یہہ کہتے سنا کہ امیر المومنین مین اللہ کا واسطے دیکر آپ سے
درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس الزام سے بچیں کہ سب سے پہلے خلفا میں
آپ ہی عہد شکنی کریں اور اپنی قسم کا کچھ لحاظ نہ رکھیں اور اپنے پیشتیر و خلیفہ کے
فیصلے کو کالعدم کر دیں امین نے کہا خاموش رہو عبد الملک کی جو تم سے کہیں
زیادہ سمجھدار دوراندیش اور صائب الرائے تھا یہہ رائے تھی کہ دو نر ایک
گلہ میں جمع نہیں رہ سکتے۔

امین فضل سے کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ کی موجودگی اور مخالفت میں
زندگی کا کچھ لطف نہیں اور اسے علیحدہ کئے بغیر چارہ نہیں، فضل ان کے
اس خیال مین انکی تائید کرتا تھا اور وعدہ کرتا تھا کہ وہ اس کام کو کر دیگا
امین کہتے تھے کہ کب کروگے جب مامون تمام خراسان اور اُس کے ملحقہ
علاقون پر پوری طرح قابض اور متصرف ہو جائے گا۔ کیا اس وقت کر سکوگے
امین کا ایک اور خدمتگار بیان کرتا ہے کہ جب انھوں نے مامون کی
علیحدگی اور اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تمام بڑے امرا جمع ہوئے
اونھوں نے ہر ایک سے فرداً فرداً اپنی خواہش ظاہر کی اکثر نے اُس کے
ماننے سے انکار کیا البتہ بعض لوگوں نے کبھی کبھی اُن کی تائید بھی کی اب
انھوں نے خزیمہ بن خازم سے مشورہ کیا اُس نے کہا جناب والا جس نے
آپکو غلط باور کرایا وہ آپ کا سچا خیر خواہ نہیں اور جس نے آپ سے
سچی بات کہدی اُس نے آپ سے کسی قسم کی نمکحرامی نہیں کی
میری رائے یہہ ہے کہ آپ اپنے امرائے عساکر کو مامون کی
علیحدگی کے لئے ترغیب نہ دیں کل ہی آپ کو علیحدہ
کر دیں گے آپ اُن کو بد عہدی پر اغوا نہ کریں یہہ ضرور

آپ کے ساتھ بھی بے وفائی کرینگے کیونکہ جو خود غدار ہوتا ہے لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جو خود بد عہدی کرتا ہے وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے اس کے بعد علی بن عیسیٰ بن ماہان بڑھا اسے دیکھکر امین مسکرائے اور کہنے لگے مگر یہہ ہمارے اس تحریک کے بانی مبانی اور اس سلطنت کے رکن رکین اپنے امام کے منشا سے سرتابی نہیں کرینگے اور انکی جان نثاری میں کوئی فرق نہیں آئے گا، اب انھوں نے علی کو اپنے تقرب کا وہ درجہ عطا کیا جو کسی دوسرے کو انھوں نے نہیں دیا تھا اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسی نے مامون کی علحدگی کے لئے امین کی رائے کا اتباع کیا اور انکی حمایت کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

ابو جعفر کہتے ہیں جب امین نے مامون کی علحدگی کا ارادہ کیا تو فضل بن الربیع نے ان سے کہا کہ آپ اس کو تنگ نہ کریں ممکن ہے کہ وہ خود ہی بغیر کسی خرخشے کے آپ کی اس خواہش کو مان لے اور اسطرح آپ کو اس کی مخالفت اور جنگ کی مشقت سے بچ جائیں، امین نے کہا میں کیا کروں، اُس نے کہا آپ اسے ایک خط لکھیں اُس میں اُس کی دلجوئی کریں اور کوشش کریں کہ اس کی وحشت دور ہو اس کے بعد اس سے درخواست کریں کہ وہ اپنے علاقے سے آپ کیلئے دست کش ہو جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف بڑی بڑی فوجوں کے بھیجنے اور ساز شیں کرنے سے یہہ طریقہ زیادہ موثر اور مفید ہوگا۔ امین نے کہا بہتر ہے تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو مناسب سمجھو کرو، مگر جب اسمٰعیل بن ضبیح مامون کو خط لکھنے کے لئے اُنکی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ کا اُس سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اپنے مقبوضات سے آپ کے لئے دست بردار ہو جائے فوراً اُس کے دل میں آپ کی طرف سے خطرہ اور بدگمانی پیدا کر دے گا اور وہ آئندہ کیلئے متنبہ ہو جائے گا۔ میری رائے یہہ ہے کہ بجائے اس کے آپ اسے یہ لکھیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تاکہ امور سلطنت میں میں تم سے مدد لیا کروں اس لئے تم یہاں آجاؤ یہ نہایت ہی موثر اور مفید طریقۂ کار ہے کیونکہ آپ کے حکم کی اطاعت میں اسے ضرور آپ کی خواہش کو ماننا پڑیگا

فضل نے کہا بیشک امیر المومنین یہی رائے نہایت مناسب ہے امین نے کہا اچھا
تو وہ اسی مضمون کا خط لکھدے چنانچہ اسماعیل ابن صبیح نے امین کی طرف سے
یہ خط مامون کے نام لکھا۔ "امیر المومنین نے تمھارے معاملہ پر کافی غور و خوض کیا ہے
جس سرحدی مقام میں تم ہو اُس کی اہمیت بھی ان کے پیش نظر تھی مگر اب وہ
چاہتے ہیں کہ تم اُن کے پاس آجاؤ تاکہ امور خلافت میں وہ تم سے مدد لے سکیں
اگرچہ امیر المومنین رشید نے تمکو خراسان کا والی مقرر کرکے اُس تمام علاقے کو
بلاشرکت غیرے خود مختارانہ حیثیت سے تمھارے تفویض کیا ہے مگر پھر بھی امیر المومنین
کو یہ توقع ہے کہ اگر تم وہاں سے چلے آؤ گے تو اس سے رشید کے منشا یا عہد میں
کوئی سقم یا خرابی وارد نہ ہوگی کیونکہ بہر حال انھوں نے تم کو جو خراسان بھیجا تھا
اُس سے مقصد یہی تھا کہ تمھارے وہاں جانے سے تمام مسلمانوں کو نفع ہوگا لیکن
اب امیر المومنین اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ تمھارے قیام خراسان کے مقابلے
میں جہاں کہ تم اپنے اہل بیت سے بالکل علحدہ پڑ گئے ہو اور امیر المومنین سے
بھی دور رہو یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم اُن کے پاس آجاؤ تمھارے پاس آجانے
سے سرحدوں کی زیادہ اچھی طرح حفاظت ہوسکیگی فوج کی حالت بھی درست رہے گی
خراج کے وصول ہونے میں بھی سہولت ہوگی اور عوام پر اس کا بہت اچھا اثر
پڑے گا۔ امیر المومنین یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ تم سے تمام امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں
ان کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کو تمھارے علاقوں پر تمھارا قائم مقام مقرر کر دیں
اس طرح کہ وہ ہر بات میں تمھارا ماتحت رہے اور تمھارے احکام کو نافذ کرے تم اللہ کا نام لے کر نہایت
اطمینان و دلجمعی خوشی اور آیندہ کے متعلق اپنے لئے نہایت عمدہ توقعات کو دل میں لئے ہوئے
ہمارے پاس چلے آؤ اور اطمینان رکھو کہ یہ کارروائی نہایت ہی مفید ہے اور
اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوگا کیونکہ تم ہی سب سے زیادہ اس بات کے
اہل ہو کہ امیر المومنین اس سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیا کریں اور اپنی
فرماں روائی میں اسے شریک کریں اس لئے کہ اس میں ان کے خاندان
اور ان کے منصب جلیلہ کی فلاح اور صلاح مضمر ہے والسلام
امین نے یہہ خط عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی عیسیٰ

بن جعفر بن ابی جعفر، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور صالح صاحب المصلی کو دیا اور حکم دیا کہ تم لوگ اس خط کو مامون کے پاس لے جاؤ اور ہمارے مقصد کے حاصل کرنے اور تمام معاملات کو روبراہ لانے کے لئے اس کے ساتھ نرمی اور تواضع کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھنا، ان میں سے ایک شخص کے ساتھ انھوں نے بہت سے تحائف، نقد مال اور دوسری قیمتی اشیاء مامون کو بھیجیں یہ ۱۹۴ھ ہجری میں ہوا۔

اس خط کو لیکر یہ جماعت خراسان روانہ ہوئی جب یہ وہاں پہونچی مامون نے اسکو باریاب کیا اس نے امین کا خط اور دوسرے تحائف مامون کو دیدئے سب سے پہلے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے تقریر شروع کی خدا کی حمد وثنا کے بعد اس نے مامون سے کہا کہ جناب والا آپ کے بھائی خلافت اور جہانبانی کے بوجھ سے دبے جارہے ہیں اگرچہ انکی نیت ہمیشہ بھلائی کی ہے مگر ان کے وزرا اور دوسرے اعوان اور انصار دیانت اور صداقت کے ساتھ انکو مدد نہیں دیتے ان کے علاوہ خود ان کے اہلبیت میں کوئی ایسا نہیں جس سے وہ مانوس ہوں آپ البتہ ان کے اپنے بھائی ہیں وہ اس بات پر مجبور ہوے ہیں کہ آپ سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں اور آپ کو اپنی فرمانروائی میں شریک کریں چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ انکی مدد کرنے سے پہلو تہی نہیں کرینگے اس وجہ سے ہم اس کام کے لئے آپ کو پھسلانا نہیں چاہتے اور نہ ہم اس خوف سے کہ آپ ان کے مخالف ہونگے آپ کو طاعت کے لئے ترغیب دیتے ہیں، ہمیں امید ہے کہ اگر آپ ان کے پاس چلے آئینگے تو اس سے آپ دونوں کی باہمی محبت کا اظہار ہوگا نیز اس سے انکی دولت اور سلطنت کو بڑا فائدہ پہونچے گا، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی کی دعوت کو قبول فرمائیں انکی خواہش کو پورا کریں اور جس کام میں وہ آپ کی مدد طلب کرتے ہیں اس میں آپ انکی مدد کریں اسطرح نہ صرف آپ ایک حق کو پورا کرینگے بلکہ اس میں صلۂ رحم ہے سلطنت کی بھلائی ہے اور خلافت کی عزت افزائی ہے' اللہ تعالےٰ نے آپ کے تمام کام بنائے اور اس معاملے میں جو رائے آپ کی ہو اس کے نتائج آپ کے لئے بہتر اور مفید ہوں۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے کہا "جس طرح اس معاملے میں جناب والا کے سامنے طویل تقریر کرنا خلاف دانائی ہے اسی طرح امیر المومنین کے حق قرابت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کی تعریف میں کوتاہی کرنا قابل گرفت ہے اللہ آپ کی عزت افزائی کرے آپ امیر المومنین کے پاس نہیں ہیں مگر ان کے دوسرے اہلبیت کی موجودگی نے ان کو آپ سے مستغنی نہیں کیا وہ آپ کی ضرورت کو محسوس کرتے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی دوسرا ان کے وہاں آپ کی جگہ نہیں لے سکتا اور بھائی ہونے کی وجہ سے ان کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ ان کے کام آئیں اور اپنے امام کی بات مانیں مناسب ہے کہ جناب والا امیر المومنین کے حسب منشا عمل پیرا ہوں اور اس طرح ان کی خوشنودی، تقرب اور محبت حاصل کریں اگر آپ ان کے پاس چلینگے تو یہ آپ کا احسان بھی ہوگا اور اس سے آپ کو نفع بھی بہت ہوگا اور اگر آپ نہ جائیں گے تو اس سے ہمارے مذہب اور تمام مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔

محمد بن عیسیٰ بن نہیک نے کہا۔ چونکہ جناب والا خود ہی امیر المومنین کے حق اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور انکا احساس رکھتے ہیں اس وجہ سے میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا کہ طول طویل تقریروں اور خطبوں سے آپ کی نیت اور منشا کو زیادہ سریع الحس کردوں چونکہ امیر المومنین کے پاس جو مشیر اور مصاحب ہیں ان سے ان کا کام اب نہیں چلتا اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ تمام امور سلطنت میں آپ کی مدد اور مشورہ لیں اگر آپ امیر المومنین کی اس خواہش کو منظور کرلینگے تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہوگی جس سے آپ کی تمام رعایا اور اہلبیت مستفید ہونگے اور اگر آپ کسی وجہ سے ایسا نہیں کرینگے اللہ تعالیٰ امیر المومنین کیلئے کوئی دوسری صورت پیدا کردے گا اور اس سے امیر المومنین کے آپ کے ساتھ حسن سلوک یا اس اعتماد میں جو انکو آپ کی وفاداری اور خلوص پر ہے کوئی کمی نہیں ہوگی۔

صالح نے کہا "جناب والا خلافت کا بار نہایت گراں ہے اور مددگار بہت ہی کم ہیں، اور جو لوگ آپ کے خاندان اور آپ کی اس خلافت کے

مخالف ہیں اور در پردہ سازشیں کرتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں آپ امیر المومنین کے اپنے بھائی ہیں اور چونکہ آپ ولی عہد اور ان کی حکومت اور سلطنت میں شریک اور سہیم ہیں اس وجہ سے امور سلطنت کی خوبی یا برائی کا اثر آپ دونوں پر یکساں مرتب ہوگا اسی بنا پر چونکہ ان کو اس بات کا اعتماد کامل تھا کہ آپ امور خلافت میں ان کی مدد کرینگے انھوں نے آپ کو خط لکھا اگر آپ ان کی بات مان کر اُن کے پاس چلے آئینگے تو اس سے خلافت کو عظیم الشان فائدہ پہونچے گا اور عام مسلمانوں اور ذمیوں کو اطمینان اور دل جمعی حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ ہمیشہ جناب والا کے تمام کا بناتا رہے آپ کی خواہشوں کو بار آور کرے اور آپ کے لئے مفید کاموں کو سرانجام پہونچائے"۔

اب مامون نے تقریر شروع کی خدا کی حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا آپ حضرات نے امیر المومنین کا جو حق میرے سامنے وضاحت سے بیان کیا ہے میں اس سے انکار نہیں کرتا اور نہ اُنکی اعانت کرنے اور ذمہ داریوں میں شرکت کرنے سے پہلوتہی کرتا ہیں خود چاہتا ہوں کہ امیر المومنین کے فرمان کی اطاعت کروں اور ان کی دلی خواہش کے مطابق ان کی خدمت میں حاضر ہوں مگر صحیح رائے کافی غور و فکر کے بعد ہی قائم کیجاتی ہے اور اس کی کوشش خلوص نیت پر شاہد ہوتی ہے امیر المومنین نے جو خواہش مجھ سے کی ہے اُس سے اعراض کر کے میں پیچھے نہیں رہنا چاہتا اور نہ فوراً بغیر سوچے سمجھے اس پر عمل کرنا چاہتا ہوں اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے ایسے سرحدی علاقہ میں ہوں جس کا دشمن نہایت ہی ضدی اور کڑوا ہے اگر میں اس علاقہ کی حکومت کو بغیر انتظام کئے یوں ہی چھوڑ دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے فوج اور رعایا دونوں کو ضرر پہونچے گا، اور یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر یہیں رہ جاؤں اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکوں تو اس طرح میری اپنی خواہش جو امیر المومنین کا ہاتھ بٹانے ان کی اعانت کرنے اور اُن کے ارشاد کی بجا آوری کی ہے فوت ہوئی جاتی ہے اس وقت تو آپ حضرات جائیے تاکہ میں اس معاملہ پر غور کروں اور انشاء اللہ میں یہی رائے قائم کرونگا کہ ان کے پاس چلوں"۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ اس وفد کو مہمان

آثار اجائے اور اس کے ساتھ اکرام اور احسان کیا جائے۔
خط پڑھکر مامون کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ خط اس کے ہاتھ سے گر پڑا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے فضل بن سہل کو بلا کر اُسے وہ خط سنایا اور پوچھا اس معاملہ میں تمھاری رائے کیا ہے اس نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور ہمیں خطرہ میں نہ ڈالیں اور یہہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں، مامون نے کہا یہہ کیونکر ممکن ہے کہ میں اپنی جگہ بیٹھا رہوں اور امین کا مخالف ہو جاؤں بیشتر فوجی سردار اور سپاہ ان کے ساتھ ہے تمام روپیہ اور خزانے اُن کے قبضے میں ہیں انھوں نے روپیہ سے تمام بغداد کو اپنا کر لیا ہے دینار روپیہ کی ہے اُس کے سامنے سب جھک جاتے ہیں اور اس کے سامنے کسی کو اپنے عہد و پیماں کے ایفا کا خیال نہیں رہتا۔ فضل نے کہا جب تعلقات خراب ہو جائیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کی جائیں ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ امین آپ کے ساتھ بدعہدی کرکے آپ کو آپ کے ممالک سے بے دخل کر دے گا۔ اس لئے مناسب یہہ ہے کہ آپ اپنی فوج اور اپنی رعایا میں قیام کریں تاکہ اگر اس کی طرف سے آپ کی مخالفت میں کوئی بات رو نما ہو تو آپ اُس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوں اب یا تو اللہ تعالیٰ آپ کی دیانت اور ایمانداری کے صلہ میں آپ کو فتح عطا کرے تو بہت ہی اچھا ورنہ یہہ تو ہوگا کہ آپ عزت کی موت مرینگے اور اپنے ہاتھوں اپنے کو دشمن کے حوالے نہ کرینگے کہ وہ پھر جس طرح چاہے آپ کے متعلق فیصلہ کرے، مامون نے کہا اگر یہ معاملہ مجھے ایسے وقت پیش آیا ہوتا کہ میرے پاس میری تمام فوج ہوتی اور اس ملک میں امن و امان ہوتا تو اس کا مقابلہ اور اس کی مدافعت میرے لئے بالکل سہل ہوتی مگر اسوقت مشکل یہہ ہے کہ خراسان میں عام بیچینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے، جیغو یہ نے ہماری اطاعت سے انحراف کر دیا ہے خاقان تبت نے خراج روک لیا ہے شاہ کابل خراسان کے اس علاقے پر جو اس کے ملک سے ملحق ہے غارت گری کرنے کے لئے تیار ہے، شاہ اترار بندہ نے مقررہ خراج کے دینے سے انکار کر دیا ہے، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ یہاں معاملات میں سے کسی ایک کو بھی

(۸۱۵

سدھار سکوں مجھے خوب معلوم ہے کہ امین نے مجھے اسی لئے طلب کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ بدعہدی کرنا چاہتا ہے ان تمام مشکلات کا حل صرف یہی سمجھ میں آتا ہے کہیں اس سب کو چھوڑ کر سردست خاقان ملک الترک کے پاس چلا جاؤں اور اس کے پاس اس کے ملک میں پناہ گزیں ہو جاوں مجھے یہ توقع ہے کہ خاقان مجھے امان دیدے گا اور جو شخص مجھ پر جبر یا مجھ سے عذر کرے گا اس سے وہ مجھے بچائے گا۔

فضل نے کہا جناب والا بدعہدی کا نتیجہ بہت ہی برا ہوا کرتا ہے اسی طرح ظلم و زیادتی کے انجام بد سے بھی بے خوف نہیں رہنا چاہیئے بسا اوقات کمزور اور مغلوب غالب اور طاقتور ہو گئے ہیں کامیابی قلت و کثرت پر منحصر نہیں موت کی تکلیف ذلت کی تکلیف سے سہل تر ہے میں اس بات کو ہرگز مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اپنی سلطنت تمام امرائے عساکر اپنی فوج کو چھوڑ کر تنہا سر بے جسد کیطرح محمد کے پاس جا کر اس کے سامنے سر اطاعت ختم کر دیں اور بغیر جدوجہد کئے اس کے مقابلہ پر جنگ میں داد مردانگی دیئے بغیر خود کو اس کے حوالے کر دیں اس وقت آپ بھی منجملہ اور رعایا کے ایک شخص ہو جائیں گے کہ وہ آپ کے ساتھ جس طرح چاہے گا سلوک کرے گا' اس کے برخلاف میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ابھی جیغویہ اور خاقان کو خط لکھیں ان کو اپنے طرف سے ان کے ملکوں پر فرماں روا مقرر کریں اور وعدہ کریں کہ ان کے ہمسر دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں آپ ان کی مدد بھی کریں گے شاہ کابل کو خراسان کے تحائف اور میوے بھیجد یجئے اور کہیئے کہ مصالحت کرے آپ دیکھیں گے کہ وہ خود نہایت خوشی سے اس بات کو قبول کرے گا' شاہ اترار بندہ کو لکھیئے کہ اس سال کا خراج ہم اپنی طرف سے بطور صلہ تم کو معاف کئے دیتے ہیں اس کے بعد آپ اپنے تمام آدمیوں اور سپاہ کو جو پھیلی ہوئی ہے اپنے پاس جمع کر لین پھر رسالہ کا رسالہ سے اور پیدل کا پیدل سے مقابلہ کریں اگر کامیابی ہوئی تو سبحان اللہ ورنہ اس وقت بھی آپ کے لئے یہ موقع رہے گا کہ آپ خاقان کے پاس چلے جائیں۔

فضل کی تقریر کا مامون پر یہہ اثر ہوا کہ اُس نے اعتراف کیا کہ واقعی مصلحت یہی ہے جو تم کہتے ہو اور اُس سے کہا کہ اب تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو چاہو کرو، انھوں نے نافرمان بادشاہوں کے نام اُسی مضمون کے خط بھیجدیئے انھوں نے مامون کی تمام خواہشوں کو تسلیم کرلیا اور پھر اطاعت کا اقرار کیا، جس قدر فوجی سردار اور فوجیں مرد سے باہر پھیلی ہوئی تھیں اُن سب کو مامون نے اپنے پاس بلالیا اور طاہر بن الحسین کو جو ماموں کی طرف سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے علاقے کی اچھی طرح حفاظت اور نگرانی کرتا رہے، اپنی منتشر جماعتوں کو اپنے پاس جمع کرکے فوج اور اسلحہ کے ساتھ ہر وقت اچانک حملہ یا کسی اور حادثے کی مقاومت کے لیئے تیار رہے اور اب مامون پوری طرح اس بات کے لیئے مستعد ہوگیا کہ وہ امین کو خراسان میں مداخلت نہ کرنے دیگا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خط آنے کے بعد مامون نے فضل بن سہل کو بلایا اور امین کے معاملہ میں اس سے مشورہ لیا اُس نے کہا آج آپ مجھے غور کرنے کی مہلت دیں میں کل صبح اپنی رائے عرض کرونگا رات بھر وہ سونچتا رہا صبح مامون سے آکر کہا میں نے ستاروں کو دیکھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی جیتیں گے اور آخر میں آپ کو کامیابی ہوگی اس پیشگوئی نے مامون کو اپنی جگہ ٹھہرادیا اور اب وہ امین کے مقابلہ میں پورے عزم اور ارادے اور اطمینان قلب کے ساتھ آمادہ ہوگئے ۔

خراسان کے تمام انتظامات کو ٹھیک کرکے مامون نے امین کے خط کا یہہ جواب لکھا ۔

مجھے امیرالمومنین کا خط موصول ہوا۔ دوسرونکی طرح میں بھی آپ کا ایک عامل اور مددگار ہوں، امیرالمومنین رشید نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سرحد پر قیام کروں اور امیرالمومنین کا جو دشمن اُن کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہے اس کی مدافعت کروں، میں اس کا یقین کامل رکھتا ہوں کہ میرا یہاں قیام کرنا امیرالمومنین اور تمام مسلمانوں کے لیئے اس بات سے کہیں زیادہ

مفید ہے کہ میں خراسان چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اگرچہ ذاتی طور پر میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ میں آپ کی قربت سے مسرور رہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں جناب کو عطا فرمائی ہیں اُن کو مشاہدہ کروں بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے یہیں رہنے دیں اور آنے سے معاف رکھیں۔

اس خط کو لکھکر انھوں نے امین کے وفد کو بلا کر اسے اُن کے حوالے کیا ان کو بیش بہا انعام اور خلعت سے سرفراز کیا خود امین کو بھی خراساں کی بہت سی ہر قسم کی نادر اشیاء تحفتہً اُن کے ساتھ بھیجیں اور کہا کہ آپ حضرات میرے معاملے کو بخوبی اُن کے سامنے بیان کریں اور میری مجبوری بتا دیں۔

مامون کا خط پڑھکر امین نے سمجھ لیا کہ وہ کبھی اُن کے پاس نہیں آئے گا اُس نے عصمہ بن حماد بن سالم اپنی فوج خاصہ کے افسر کو بلا کر حکم دیا کہ تم ہمذان اور رے کے درمیان جاکر ناکہ بندی کر دو کسی تاجر کو کسی قسم کا اسباب معیشت خراسان نہ لے جانے دو اور ہر شخص کی جامہ تلاشی لو تاکہ خط کے ذریعہ سے یہاں کی کوئی خبر مامون کو نہ مل سکے یہ ۱۹۴ سنہ ہجری میں ہوا پہلے یہ انتظام کیا اُس کے بعد اب انھوں نے خراسان پر فوج کشی کا ارادہ کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو طلب کر کے اس کو پچاس ہزار فوج کا سپہ سالار بنایا اس میں بغداد کے شہسوار اور پیادے دونوں طرح کے سپاہی تھے فوج کا دیوان بھی اسی کے سپرد کر دیا گیا اُسے یہ اختیار دیا کہ وہ اپنی صوابدید پر جسے چاہے عہدہ کی ترقی دے اور جسے چاہے انہی پانے والوں میں شامل کر دے بے شمار اسلحہ اور کثیر روپیہ بھی اُسے دیا اور اب یہ فوج مامون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی۔

خراسان جاتے ہوئے علی ام جعفر کے سلام کو حاضر ہوا زبیدہ نے اُس سے کہا علی دیکھو اگرچہ امیر المومنین میری اولاد ہیں مجھے عبداللہ کا بھی بہت خیال ہے اور میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ مبادا اوسے گزند پہونچے امیرا بیٹا بادشاہ ہے محض خواہش نفسانی کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کی سلطنت پر بھی قبضہ کرے اور اسے چھین لینے کے لئے وہ اب عبداللہ پر حملہ کر رہا ہے حالانکہ کریم خود تکلیف برداشت کرتا ہے دوسروں کو نہیں ستاتا بلکہ دوسرے اُس سے

نفع اوٹھاتے ہیں تم عبداللہ کے ساتھ اس کے باپ اور بھائی کے مرتبہ کو پیش نظر رکھکر برتاؤ کرنا اس کے ساتھ سخت کلامی نہ کرنا کیونکہ تم مرتبے میں اس کے برابر نہیں ہو اس پر غلاموں کی ایسی سختی نہ کرنا اُسے نہ قید کرنا اور نہ تکلیف دینا کسی چھوکری یا خادم کو اس کی خدمت سے علیحدہ نہ کرنا، اُسے شتاب روی کی تاکید نہ کرنا اُسکے برابر نہ چلنا۔ اس سے قبل کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہونا بلکہ بغیر اس کی رکاب تھامے خود گھوڑے پر سوار نہ رہنا اگر وہ تم کو گالیاں دے برداشت کر لینا اگر وار بھی کرے تو اس کا جواب نہ دینا یہ کہکر زبیدہ نے اُسے چاندی کی ایک بیڑی دی اور کہا کہ اگر وہ تمہارے ہاتھ میں اسیر ہو جائے تو یہ بیڑی ڈالی جائے علی نے کہا جیسا آپنے ارشاد فرمایا ہے میں پوری طرح اس کی بجا آوری کرونگا۔

امین نے علانیہ طور پر مامون کو ولایت عہد سے برطرف کر کے اسکے بجائے اپنے بیٹے موسیٰ اور عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے اس کے لئے خراسان کے علاوہ تمام سلطنت میں بیعت لے لی اور انھوں نے اس موقع پر اپنے بنی ہاشم دوسرے امرا اور فوج کو نقد و جنس کی شکل میں بیش بہا انعام اور صلہ دیئے موسیٰ کا لقب ناطق بالحق اور عبداللہ کا لقب القائم بالحق رکھا اس کے بعد علی بن عیسیٰ ۷ شعبان ۱۹۵ھ ہجری کو بغداد سے روانہ ہو کر نہروان پر فروکش ہوا خود امین نے اس کی مشایعت کی دوسرے امرا اور فوجیں سوار ہو کر چلیں اُن کے لئے بازار لگا دیئے گئے مزدور اور معمار بھی ساتھ کئے گئے کہا جاتا ہے کہ علی کی فرودگاہ اپنے خیموں اور دوسرے لاؤ لشکر کی کثرت کی وجہ سے ایک فرسنگ کی تھی۔ بغداد کے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے کوئی ایسی چھاؤنی نہیں دیکھی جس میں اس قدر آدمی ہوں اتنے عمدہ جانور ہوں اس قدر اعلیٰ اسلحہ ہوں اور اس کا دوسرا ساز و سامان اس قدر مکمل اور بہتر ہو۔

بغداد کے باب خراسان سے گذر کر امین سواری سے اتر کر پیادہ ہو گئے اور اب انھوں نے علی بن عیسیٰ کو ہدایت دینا شروع کیں اس سے کہا اپنی فوج کو رعایا پر ظلم نہ کرنے دینا۔ دیہات کے لوگوں پر غارتگری نہ کرنے دینا درخت نہ کاٹنے دینا۔ عورتوں کی عصمت دری نہ کرنے دینا یحییٰ ابن علی کو رنے کا

والی مقرر کرکے اس کے ساتھ زبردست فوج متعین کر دینا اور اسے حکم دینا کہ وہ رے کی آمدنی سے اپنی سپاہ کی معاش ادا کرتا رہے، جس جس ضلع سے تم آگے بڑھتے جاؤ وہاں اپنے کسی شخص کو عامل مقرر کرتے جانا۔ اہل خراسان کے جو سپاہی یا سردار تمہارے پاس آجائیں انکی بہت تعظیم و تکریم کرنا ان کو خوب انعام دینا ایک بھائی کی خطا کا مواخذہ اس کے دوسرے بھائی سے نہ کرنا۔ اہل خراسان کا ایک چوتھائی خراج کم کر دینا۔ کسی ایسے شخص کو معافی نہ دینا جس نے تمہاری فوج پر تیر چلایا ہو یا کسی کے نیزہ مارا ہو، جس روز تم عبداللہ پر قابو پاؤ اس روز سے اسے وہاں قیام کی زیادہ سے زیادہ صرف تین دن کی اجازت دینا اور جب اسے تم یہاں روانہ کرو تو اپنے بہت ہی معتمد علیہ اشخاص کی نگرانی میں بھیجنا کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان کے اغوا سے وہ تم سے سرکشی کر جائے اس وقت تمہاری کوشش یہہ ہو کہ تم اسے کسی طرح گرفتار کر لو اگر وہ خراسان کے کسی علاقہ میں بھاگ کر چلا جائے تو تم خود اس کے لئے جانا، جو ہدایات میں نے تم کو دی ہیں تم اسے اچھی طرح سمجھ گئے؟ اس نے کہا جی ہاں امیرالمومنین امین نے کہا اللہ کی برکت اور مدد تمہارے ساتھ رہے جاؤ۔

بیان کیا گیا ہے کہ علی کے منجم نے اس سے آکر کہا تھا کہ بہتر ہوتا کہ آپ خراسان روانہ ہونے میں اتنا انتظار کرتے کہ چاند اچھے خانوں میں آجاتا اس وقت چاند پر نحوست ہے اور سعادت نہیں ہے مگر علی نے اس بات کی بالکل پروا نہ کی اپنے غلام سعید سے کہا کہ مقدمۃ الجیش کے سردار سے جاکر کہو کہ وہ کوچ کے لئے نقارہ پر چوب مارے اور اپنا نشان آگے بڑھائے ہم چاند کے سعد و نحس کو نہیں جانتے ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑینگے جو ہم سے صلح اور آشتی کا خواہشمند ہو گا ہم اس سے صلح کرینگے جو ہمارے مقابلہ پر آئے گا اور لڑے گا ہم اس کے خون سے اپنی تلوار کو سیراب کرینگے جب ہم نے جنگ میں پوری طرح ثابت قدم رہکر دشمن کے مقابلہ کی ٹھان لی ہے تو چاند کی نحوست کو ہم کچھ نہیں سمجھتے۔

ایک وہ شخص جو اس مہم میں علی کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ جب وہ حلوان سے گذر گیا تو اسے خراسان سے آنے والے قافلے ملے۔ اس نے ان سے

خراسان کی خبریں پوچھنا شروع کیں تاکہ اہل خراسان کی کچھ حالت معلوم ہو ایک شخص نے اس سے کہا کہ طاہر رے میں فروکش ہے اپنی فوج کی تعلیم ترتیب، اور سامان جنگ کی اصلاح کر رہا ہے یہہ سنکر علی ہنسا اور کہنے لگا یہہ طاہر ہے کیا میری شاخ کی ایک ٹہنی اور میری آگ کا ایک شرارہ ہے اسے فوج کی قیادت اور جنگوں سے کیا سروکار اسکے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے مڑ کر کہا جس وقت ہم نے ہمدان کی گھاٹی کو عبور کرلیا اور اسے اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اسطرح ہمارے سامنے سے اکھڑ جائے گا جسطرح کوئی درخت تیز آندھی کے جھونکے سے اکھڑ جاتا ہے بھیڑ کے بچے مینڈھے کی ٹکر نہیں سہار سکتے اور لومڑیاں شیر کے سامنے نہیں ٹھیر تیں اور اگر ایسا ہی طاہر مرد بن کر اپنی جگہ ٹھہرا تو دیکھ لینا کہ سب سے پہلے وہی تلوار کی دھاروں اور نیزوں کی انیوں کا نشانہ بنے گا۔

یزید بن الحارث کہتا ہے کہ جب علی ہمدان کی گھاٹی پر پہونچا تو یہاں بھی خراسان کا ایک قافلہ وہاں سے آتا ہوا اسے ملا اس نے اُن سے پوچھا کوئی خبر بیان کرو انھوں نے کہا طاہر رے میں مقیم ہے اس نے جنگ کا سارا انتظام مکمل کرلیا ہے وہ لڑائی کے لئے بالکل آمادہ ہے خراسان اور اس کے متصلہ اضلاع سے برابر اسے کمک پہونچ رہی ہے روزانہ اس کی طاقت اور سپاہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور تمام سپاہی یہی سمجھتے ہیں کہ وہی خراسان کے جیش کا مالک ہے، علی نے پوچھا کیا کوئی اور نامی خراسانی بھی اس کے ساتھ لڑنے کے لئے آیا ہے انھوں نے کہا اور تو کوئی نہیں آیا البتہ یہہ بات ضرور ہے کہ وہاں ایک عام بے چینی ہے اور سب لوگ خائف ہیں، یہہ سنکر علی نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ عجلت کے ساتھ طے منازل کرے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دشمن کا انتہائی مقام پیشقدمی رے ہے اگر ہم رے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر خراسان کی سمت اُن سے آگے نکل گئے تو اس سے ان کے حوصلے پست ہو جائینگے اُن کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا اور انکی تمام جماعت پراگندہ ہو جائیگی، اس کے بعد اُس نے دیلم، جبل طبرستان اور اُس سے ملحقہ ریاستوں کے فرمانرواؤں کو خط لکھے ان کو بہت کچھ انعام و اکرام دینے کا وعدہ کیا قیمتی تاج وکنگن اور محلی اور مذہب تلواریں

تحفہ میں بھیجیں اور حکم دیا کہ تم خراسان کے راستے مسدود کر دو اور کسی کو طاہر کی مدد کے لئے اپنے علاقوں سے نہ گذرنے دو، ان بادشاہوں نے اس کی یہ بات مان لی۔ اب علی بڑھتا ہوا رے کی سرحد میں داخل ہو گیا اس کے مقدمۃ الجیش کے سردار نے آکر اس سے کہا یہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا اپنے مخبر اس علاقے میں پھیلا دیں طلائع مقرر کر لیں اور پڑاؤ کے لئے کسی مناسب مقام کا انتخاب کر کے وہاں فروکش ہوں اور اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنائیں تاکہ آپکی فوج بے خوف وخطر فروکش ہو جائے اور کسی قسم کا دغدغہ ان کو نہ رہے اس سے ان کو اطمینان اور دل جمعی حاصل ہو گی جو نہایت ضروری ہے، علی نے کہا کیا کہتے ہو طاہر ایسا جوانمرد نہیں کہ اس کے مقابلہ کے لئے یہ تدابیر حفاظت ضروری ہوں ان دو شکلوں میں سے ایک شکل ہو گی کہ یا تو وہ رے میں قلعہ بند ہو جائیگا اسوقت خود اہل رے اُسے بھگت لینگے اور ہمیں اس کے مقابلہ پر کوئی کارروائی ہی نہیں کرنا پڑیگی اور اگر ہمارے رسالے اور ہماری فوجیں اسکے قریب جا پہونچیں تو وہ رے کو چھوڑ کر نو دو گیارہ ہو جائیگا اور دم بھاگ نکلے گا۔

یحییٰ بن علی نے اس سے آکر کہا میں چاہتا ہوں کہ تمام پراگندہ جماعتوں کو اکٹھا کر لوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر شب خون پڑے گا اور آپ رسالہ کو جب تک کہ انکی تعداد کافی نہو اپنے پاس سے ادھر اُدھر نہ بھیجیں فوجوں کا انتظام تساہل سے نہیں ہوتا اور لڑائیاں فرصت اور موقع طلبی سے سر نہیں ہوا کرتیں دُور اندیشی یہ ہے کہ آپ ہر وقت چوکنے رہیں اور یہ نہ کہیئے کہ طاہر مجھ سے لڑنے آیا ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چنگاری بھڑک کر شعلہ بنگئی ہے اور ایک چھوٹے سے چشمہ سے جب غفلت اور بے اعتنائی کی گئی وہ ایک بڑا سمندر بنگیا ہماری فوجیں طاہر کے قریب پہنچ چکی ہیں اگر وہ بھاگنے والا ہوتا تو ابتک کبھی کا بھاگ گیا ہوتا، علی نے کہا چپ رہ جہاں تم سمجھتے ہو کہ طاہر موجود ہے وہاں وہ نہیں ہے۔ جب جوانمردوں کا مقابلہ ان کے برابر والوں سے ہوتا ہے تب وہ جوش میں آتے ہیں اور صرف اپنے ہمسروں کے مقابلہ پر جنگ میں مستعدی اور جد وجہد کیا کرتے ہیں یہ ہے کیا اس کے لئے میں کیا کروں!

عبداللہ بن مجالد کہتا ہے کہ خراسان بڑھتے ہوئے علی رے سے دس فرسنگ فاصلہ پر آکر فروکش ہوا اسوقت طاہر رے میں تھا جس کی اس نے اچھی طرح سے دربندی اور ناکہ بندی کر رکھی تھی اور علی سے لڑنے کے لئے بالکل تیار تھا علی کے فروکش ہونے کے بعد اس نے مصاحبین سے مشورہ لیا کہ کس طرح علی کا مقابلہ کیا جائے انھوں نے کہا کہ آپ شہر رے میں قیام کریں اور یہیں سے حتی المقدور اسوقت تک اس سے کسی فیصلہ کن لڑائی سے بچتے رہیں جبتک کہ خراسان سے مزید رسالہ آپ کی کمک کو آئے اور کوئی دوسرا سپہ سالار بھی آئے جسے آپ اپنی جگہ علی سے لڑنے کے لئے متعین کریں ان لوگوں نے یہہ بھی کہا کہ شہر رے کے اندر قیام کرنے سے آپ کو اور آپ کی سپاہ کو بہت آرام ملے گا یہاں رہکر ہم سب کو تمام ضروریات زندگی بہت آسانی سے ہمدست ہو جائینگی نیز سردی کی تکلیف سے بھی حفاظت رہیگی اور اگر خود شہر میں آپ پر لڑائی آپڑی تو اسوقت ہم شہر کے مکانات کی حفاظت میں اپنا بچاؤ کرکے اسوقت تک لڑتے رہینگے جب تک کہ آپ کے پیچھے سے کوئی اور امدادی سپاہ آپ کے پاس پہنچ جائے۔

طاہر نے کہا میری رائے تمھاری اس رائے کے بالکل مخالف ہے اہل رے علی سے مرعوب ہیں ان کے دلوں میں اس کی ہیبت اور سطوت جاگزیں ہے تم خود جانتے ہو کہ اس کے ہمراہ عرب کے بدوی کوہستانوں کے لیٹرے اور دیہاتی آچکے ہیں مجھے یہہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ ہمارے قیام رے کی حالت میں یہیں ہم پر حملہ آور ہوا تو اس کے خوف سے خود یہاں کے باشندے ہم پر اٹھ کھڑے ہونگے اور اس کی حمایت میں ہم سے لڑنے لگینگے علاوہ بریں یہ بات بھی سمجھ لو کہ جو جماعت خود اپنے گھروں میں سہمی ہوئی ہو اور خود اس کی فرودگاہ پر بڑھکر اس پر حملہ کیا جائے وہ جماعت ضرور بزدلی اور نکمی ہو جاتی ہے اس کا وقار جاتا رہتا ہے اور اس کا دشمن اس پر چیرہ دست ہو جاتا ہے اسوقت اس کے سوا اور کوئی بات مناسب نہیں کہ شہر رے کو اپنے عقب میں چھوڑکر آگے بڑھکر اس کا مقابلہ کریں اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو خیر ورنہ اس وقت ہم پسپا ہوکر شہر میں چلے آئینگے اور اس کی گلی کوچوں میں لڑینگے اور قلعہ بند ہوکر

اسس وقت اس کی مدافعت کرتے رہینگے جبتک کہ خراسان سے ہماری مدد کے لئے اور فوج آئے۔

اس پر سب نے کہاکہ بے شک یہی رائے مناسب ہے اب طاہر نے اسی تصفیے کے مطابق اپنی فوج میں کوچ کا اعلان کر دیا اور وہاں سے چلکر انھوں نے رے سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر کلواص نام ایک گاؤں میں آکر پڑاؤ کیا یہاں محمد بن العلا نے اس سے آکر کہاکہ جناب والا آپ کی فوج دشمن کی سپاہ سے مرعوب ہو گئی ہے اُن کے دلوں میں اُس کا خوف اور رعب جاگزین ہے مناسب یہہ ہے کہ اب اپنے پڑاؤ میں رہکر دفاعی جنگ کریں البتہ جب اسطرح آپ کے سپاہی اُنکی خو بو سے واقف ہو کر انکو پرکھ لیں اور کوئی راہ اُن کے خلاف پیشقدمی کی مل جائے تب آپ خود ان پر جارحانہ کارروائی کر سکتے ہیں طاہر نے کہا میں کچھ کم تجربہ کار اور محتاط نہیں ہوں میری فوج کم ہے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر میں فیصلہ کن لڑائی کو ٹالتا رہوں تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اسس طرح خود دشمن کو ہماری قلت تعداد اور کمزوری کا پتہ چل جائے گا بلکہ وہ میرے ہمراہیونکو ترغیب اور تحریص سے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا اور اسطرح میرے اکثر ساتھی مجھ سے علحدہ ہو جائینگے اور جو ہمارے ساتھ پامرد اور دلیر ہیں وہ میرا ساتھ چھوڑ دینگے میں تو اب یہ کرتا ہوں کہ اپنی پیدل سپاہ کو اُنکی پیدل سپاہ سے اپنے رسالہ کو اُن کے رسالہ سے بھڑا دوں اور اپنی فوج کی طاعت اور وفاداری پر پورا بھروسہ کر کے کامیابی یا شہادت کا استقلال کے ساتھ منتظر رہوں اگر ہمیں فتح اور کامیابی حاصل ہوئی تو فہو المراد اور اگر دوسری صورت پیش آئی تو میں کوئی پہلا ہی آدمی نہیں ہوں جو لڑا ہو اور مارا گیا ہو اور پھر شہادت کا اجر جو اللہ کے یہاں ملے گا وہ بہت اعلیٰ اور افضل ہو گا علی نے اپنی فوج سے کہاکہ تم فوراً دشمن پر حملہ کر دو چونکہ وہ بہت کم ہیں اس لئے اگر تم ایک دم اُن پر دھاوا کر دو گے تو وہ تمھاری تلواروں کی مار اور نیزوں کے وار کے سامنے ٹھہر نہیں سکینگے۔ اب اس نے اپنی فوج کو جنگ کے لئے میمنہ اور میسرہ اور قلب میں تقسیم کر کے مرتب کیا دس نشان بنائے ہر نشان کے ساتھ

ایک ہزار سپاہی متعین کئے ایک ایک نشان کو میدان جنگ میں بڑھایا ہر نشان کے درمیان سو گز کا فاصلہ چھوڑا ان جماعتوں کے سرداروں کو حکم دیا کہ جب اگلی جماعت سے دشمن کی جنگ ہو اور وہ دیر تک استقلال کے ساتھ دشمن سے لڑتے لڑتے گرم ہو جائے تو اس کے بجائے اس کی متصلہ دوسری جماعت آگے بڑھ کر دشمن سے لڑنے لگے اور اگلی کو ذرا دم لینے اور جنگ کے لئے دوبارہ تازہ دم ہونے کے لئے آرام کرنے کے لئے پیچھے ہٹا لائے، اس نے زرہ بکتر اور خود والوں کو نشانوں کے آگے متعین کیا اور خود قلب فوج میں اپنے نہایت دلیر اور شجاع جوالمزدوں کے جھرمٹ میں ٹھہر گیا۔

طاہر بن الحسین نے بھی اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کر کے ان کے پرے جمائے پھر وہ ایک ایک سردار اور اس کی جماعت کے پاس آیا اور کہا اے اللہ والو اے وفا شعار شکر گذارو تم ان غدار بے ایمانوں کی طرح نہیں ہو جنھوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے جس کی تم نے اب تک حفاظت کی ہے۔ انھوں نے اس بات کو ذلیل کیا ہے جسکی تم نے تعظیم کی ہے اور اس وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے جسکو تم نے پورا کیا ہے۔ اُن کا مقصد باطل ہے وہ بدعہدی اور جہالت کے لئے لڑ رہے ہیں یہ ضرور مارے اور لوٹے جائینگے اگر تم آنکھیں بند کر کے میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تو مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالی اپنا وعدۂ نصرت پورا کرے گا اور عزت اور نصرت کے تمام دروازے تمھارے لئے کھولدے گا اس لئے تم ان باطل پرستوں اور دوزخ کے کندوں سے اپنے دین کی خاطر نہایت بہادری سے لڑو اُن کے باطل سے اپنے حق کو بچاؤ یہ صرف ایک گھنٹے کی بات ہے پھر تو اللہ تعالی تمھارے اور اُن کے درمیان فیصلہ ہی کردے گا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، اب اُس نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ بلند آواز سے کہنا شروع کیا اے صدق اور وفا کے حامیو خبردار ثابت قدم رہنا اور اپنی پوری غیرت اور حمیت کے ساتھ لڑنا۔

دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلہ پر بڑھے اہل رے بھی ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اس موقع پر طاہر نے

اپنی فوج کو للکارا اے اللہ والو اپنے سامنے والے دشمن کو مصروف پیکار کرو تاکہ وہ اُن لوگوں سے جو تمھارے عقب میں ہیں ساز باز نہ کر سکے اور اب صرف انتہائی جدوجہد اور جنگ میں ثابت قدمی تمکو بچا سکتی ہے دونوں فریق گتھم گتھا ہوگئے اور بڑے زور کی لڑائی ہونے لگی مگر دونوں فریق اپنی اپنی جگہ جمے رہے کسی کا قدم نہیں ڈگمگایا۔ علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا اور اُسے بری طرح پاش پاش کردیا نیز اس کے میسرہ نے طاہر کے میمنہ پر حملہ کرکے اُسے بھی اس کی جگہ سے ہٹا دیا اس پر طاہر نے اپنی فوج سے کہا کہ جسطرح ہو سکے اپنی انتہائی شجاعت اور بسالت کے ساتھ دشمن کے قلب والے دستوں پر حملہ کرو اگر انہیں سے ایک نشان کو بھی تم نے پسپا کر دیا تو ان کی آگے بڑھی ہوئی جماعتیں خود بخود عقبی جماعتوں کے پاس پلٹ کر آجائینگی، چنانچہ طاہر کی سپاہ پہلے تو نہایت ہی ثابت قدمی اور پامردی کے ساتھ حملہ آور ونکے سامنے ڈٹی رہی اور پھر اُس نے خود علی کی فوج کے قلب کے آگے بڑھے ہوئے نشانوں پر حملہ کیا اُن کو پسپا کر دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دئے اس کا اثر یہہ ہوا کہ وہ نشان ایک پر ایک پلٹے اور اسطرح علی کا میمنہ اپنی جگہ سے اُکھڑ گیا جب طاہر کے ہزیمت خوردہ میمنہ اور میسرہ نے اپنے ساتھیونکی یہہ کارگذاری دیکھی وہ اپنے مقابل پر پلٹ پڑے اور ان کو مار بھگایا جب علی تک یہہ نوبت پہونچی اُس نے اپنے سورماؤنکو للکارنا شروع کیا وہ کہاں ہیں،، تاج وکلاہ والے اے شریف زادو میرے پاس آکر ٹھہرو، پسپائی کے بعد جوابی حملہ کرو جنگ میں کامیابی صرف استقلال اور پامردی سے ہوتی ہے" اتنے میں طاہر کے کسی سپاہی نے اپنے تیر سے علی کو نشانہ بنایا اور اس کا کام تمام کر دیا اب کیا تھا طاہر کی فوج نے ان کو بے دریغ قتل اور اسیر کرنا شروع کیا یہانتک کہ رات نے آکر بھاگنے والوں اور پکڑنے والونکو ایک دوسرے سے علحدہ کر دیا، فاتحوں کو بے شمار غنیمت ملی طاہر نے علی کی سپاہ میں منادی کر دی کہ جو ہتھیار ڈالدے گا وہ مامون ہے اس وعدۂ معافی کے ساتھ ہی انھوں نے ہتھیار رکھدیئے اور اپنے جانوروں سے اتر آئے۔ طاہر شہر رے میں واپس آگیا اور اُس نے جنگی قیدی اور مقتولین کے

سر مامون کے پاس بھیجدیئے بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی بن علیسی مقتولین کے درمیان جان کے خوف سے لیٹ گیا وہ زخموں سے چکناچور تھا اس وجہ سے وہ اُس دن اور ساری رات بے حس وحرکت مقتولین میں پڑا رہا جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی اُسے نہ پکڑے گا اُس وقت اٹھا اور اپنی شکست خوردہ جماعت میں ملکر بغداد چلا گیا۔ یہ علی کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

سفیان بن محمد نے بیان کیا ہے جب علی خراسان روانہ ہوا تھا تو مامون نے اُس سے لڑنے کے لئے اپنے تمام سرداروں سے فرداً فرداً استفسار کیا مگر چونکہ سب کے دلوں میں اُس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اس لئے سب نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے اس کے مقابلے سے اپنی جان چھڑائی۔

جب مامون کو اس فتح کی خوشخبری کا خط طاہر کی طرف سے موصول ہوا انھوں نے دربار عام منعقد کیا جہاں سب نے آکر اُن کو مبارکباد دی اور ان کی نصرت اور عزت کے لئے دعا کی، اور آج ہی کے دن انھوں نے تمام خراسان میں علی الاعلان امین کی علیحدگی اور اپنی خلافت کا اعلان کیا، اس سے تمام اہل خراسان خوش ہوئے ہر جگہ اس کے متعلق مقررین نے تقریریں کیں اور شعرا نے قصیدے لکھے۔

اس کے برعکس جب علی مارا گیا تو اہل بغداد نے بری بری خبریں بیان کرنا شروع کیں خود امین اب اپنے کئے پر نادم ہوئے اور اُس دن جو کہ ۱۹۵ھ کے نصف ماہ شوال کا جمعرات کا دن تھا امرائے عساکر صورت حال پر غور کرنے کیلئے ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے گئے اور سب نے جمع ہو کر یہ بات کہی کہ علی تو مارا گیا اب ضرور امین کو اس بات کی ضرورت ہو گی کہ وہ ہماری خدمات سے استفادہ کرے اور یہ قاعدہ ہے کہ لوگوں کے قلوب ہی ان میں تحریک پیدا کرتے ہیں اُن کی شجاعت اور دلیری ان کو رفعت دیتی ہے اس لئے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی فوجی جمعیت کو ہدایت کرے کہ وہ ہنگامہ برپا کر دیں اپنی معاش اور مزید انعام کا مطالبہ کریں اس ترکیب سے ہمیں توقع ہے کہ موجودہ حالت میں ہم اُن سے بہت کچھ مستفید ہو سکیں گے

اور اس طرح ہماری اور ہماری جمعیتوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائیگی۔
اس رائے سے سب نے اتفاق کیا صبح کو سب باب الجسر پر آئے انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اپنی معاش اور انعام کا مطالبہ کیا اس ہنگامہ کی اطلاع عبداللہ بن خازم کو ہوئی وہ اپنی جمعیت اور دوسرے عرب امرا کی جمعیت کو لیکر وہاں پہنچا تیر اندازی اور سنگ اندازی کے بعد دونوں فریقوں میں خوب ہی تلوار چلی محمد الامین نے جب تکبیر اور لڑائی کا شور سنا انھوں نے اپنے ایک خدمتگار کو اطلاع پانے کے لئے بھیجا اُس نے اُن سے جاکر ساری کیفیت سنائی کہ تمام فوج جمع ہے اور اُس نے معاش کے لئے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے امین نے پوچھا کیا صرف معاش ہی چاہتے ہیں یا کچھ اور اُس نے کہا جی ہاں صرف معاش کے خواستگار ہیں امین کہنے لگے یہ تو بہت معمولی مطالبہ ہے اچھا تم عبداللہ بن خازم کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے اُسکو حکم دو کہ وہ اُنکو چھوڑ کر چلا آئے اِس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ تمام فوج کو چودہ ماہ کی معاش ایک وقت دیدی جائے نیز جو سپاہی اسّی سے کم پاتے تھے اُن کے بھی اسّی مقرر کردیئے اُس کے علاوہ فوجی عہدیداروں اور سرداروں کو بیش بہا صلے اور انعام دیئے۔
اس سال امین نے عبدالرحمان بن جبلۃ الانبادی کو طاہر سے لڑنے کیلئے ہمدان بھیجا۔

عبدالرحمان بن جبلۃ الانبادی طاہر کے مقابلہ پر جاتا ہے

امین کو معلوم ہوا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان مارا گیا اور طاہر نے اُس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا انھوں نے عبدالرحمان الانبادی کو انبار کے بیس ہزار سپاہیوں کے ہمراہ طاہر کے مقابلہ پر بھیجا اُس کے ساتھ بہت سا روپیہ کردیا۔ اُسے پوری طرح مسلح کیا گھوڑے دیئے بہت سا روپیہ بطور صلہ اور انعام کے دیا نیز اُسے حلوان سے لیکر اس تمام علاقے پر جو وہ خراسان کا فتح کرے والی مقرر کیا اور

ابناء کے دوسرے مشہور صاحب شجاعت اور بسالت اور دلیر لوگوں کو اس مہم میں اس کے ساتھ کیا، اُسے حکم دیا کہ وہ راستے میں بہت کم ٹھہرے اور آرام کرے اور طے منازل میں عجلت سے کام لے اور اسی طرح مسلسل کوچ کرتا ہوا طاہر سے پہلے ہمدان جا پہنچے وہاں اپنے گرد خندق بنائے تمام ضروریات زندگی مہیا کرے اور اس تمام بندوبست کے بعد دوسرے دن تڑکے ہی طاہر اور اسکی فوج سے لڑ پڑے، لوگوں کے ساتھ کشادہ دستی اختیار کرے اور جو ہدایات میں نے دی ہیں ان کو پوری طرح نافذ کرے حفاظت اور احتیاط کا پورا انتظام رکھے اور علی کی غفلت اور تساہل سے قطعی اجتناب کرے۔

عبدالرحمان اپنی مہم پر روانہ ہوا ہمدان پہنچا۔ ناکہ بندی کی اس کی فصیل اور دروازوں کی قلعبندی کی شکستہ جگھوں کو درست کیا مختلف ضروریات کیلئے بازار اور پیشہ ور لوگونکو شہر کے اندر اکٹھا کر لیا اور ہر قسم کے آلات جنگ اور سامان خوراک کو جمع کر کے طاہر کے مقابلے اور اس سے لڑنے کیلئے مستعد ہوگیا۔

اپنے باپ کے قتل کے بعد یحییٰ بن علی اس کی ہزیمت خوردہ فوج کی ایک جماعت کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر رے اور ہمدان کے درمیان ٹھہر گیا اور اس کے باپ کی شکست خوردہ فوج کا جو شخص اس کے پاس سے گذرتا یہہ اُسے اپنے پاس روک لیتا۔ چونکہ اُسے یہہ خیال تھا کہ امین اُسکو اس کے باپ کی جگہ پر مقرر کر کے رسالے اور پیادے سے اُسکی مدد کرینگے۔ اِسی اُمید میں وہ اُس ہزیمت خوردہ فوج کے سپاہیوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگا اس نے امین سے مدد مانگی انھوں نے اُسے لکھا کہ ہم نے عبدالرحمان الابناوی کو بھیجدیا ہے تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ طاہر کا مقابلہ کرو اگر مدد کی ضرورت ہو تو تم عبدالرحمان کو لکھنا وہ تمکو ہر طرح کی کمک بھیجدے گا۔

دوسری طرف طاہر کو تمام کیفیت معلوم ہوئی عبدالرحمان کی طرف بڑھا جب یحییٰ کے قریب آیا تو یحییٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ طاہر ہمارے قریب پہنچ گیا ہے اس کے ہمراہ خراسان کے جو پامرد پیادے اور جو انمرد شہسوار ہیں ان سے تم واقف ہو چکے ہو۔ کل ہی تم سے اُسکی لڑائی ہو چکی ہے مجھے یہہ

اندیشہ ہے کہ اگر میں اس ہزیمت خوردہ فوج کے ساتھ اُس سے لڑا تو وہ ہمیں ایسا سخت صدمہ پہنچا دے گا کہ اُس کا اثر ہماری اُس فوج پر بھی جو ہمارے عقب میں ہے پڑے گا اور یہ ایک اچھا بہانہ عبدالرحمان کے ہاتھ آجائے گا وہ امیرالمومنین سے میری بزدلی اور نکمے پن کی شکایت کرے گا اگر میں اُس سے امداد طلب کروں اور اس کے انتظار میں پڑا رہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے آدمیونکو قتل سے بچانے اور آئندہ اُن سے کام لینے کے لئے میری مدد نہیں کریگا ان دو مشکلوں میں صرف یہہ طریقہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ ہمدان کی طرف بڑھیں اور عبدالرحمان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالدیں اگر ہم نے اُس سے مدد مانگی تو قریب ہونے کی وجہ سے اُسے ہماری مدد کرنا آسان ہوگا اور اگر اُسے ہماری ضرورت ہوئی تو ہم اس کی مدد کو پہنچ جائینگے اور اس کے ساتھ ہوکر دشمن سے لڑینگے، اس رائے کو سب نے پسند کیا اب یحیی پلٹا اور جب وہ ہمدان کے قریب پہنچ گیا تو یہاں اس کے اکثر وہ ساتھی جو اُس کے پاس جمع ہوئے تھے اُس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی اپنی راہ ہولئے۔

طاہر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا پہنچا۔ عبدالرحمان نے اپنی فوج میں لڑائی کے لئے آمادہ ہوجانے کا اعلان کیا اور اب وہ پوری طرح تیار ہوکر جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لئے نکل آیا جنگ شروع ہوئی جس میں دونوں فریق نہایت ہی ثابت قدمی کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلہ پر جمے رہے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے اور زخمی ہوئے اس کے بعد عبدالرحمان پسپا ہوکر شہر ہمدان میں چلا آیا کئی دن اُس نے وہاں قیام کیا اس اثنار میں اس کی حالت سنبھل گئی اور اس کے زخمی اچھے ہوگئے اب پھر اُس نے اپنی فوج کو لڑائی کے لئے مستعد ہوجانے کا حکم دیا اور پوری طرح تیار ہوکر شہر سے نکل کر طاہر پر حملہ آور ہوا۔ جب طاہر کی نظر اس کے جھنڈوں اور اگلی جماعتوں پر پڑی اُس نے اپنی سپاہ سے کہا کہ عبدالرحمان کی چال یہہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ صرف تمکو اپنی صورت دکھائے اور جب تم اس کے پاس پہنچ جاؤ وہ تم سے لڑے

اگر تم نے اسے مار بھگایا تو فوراً شہر کی طرف لپک کر اسمیں گھس پڑے اور پھر وہاں شہر کی خندق پر تم سے مقابلہ کرے اور شہر کے دروازوں اور فصیل کی آڑ میں تم سے لڑے اگر اس کے برعکس اُس نے تمکو شکست دیدی تو پھر تمھارا تعاقب کرنے اور تمکو جی کھول کر قتل کرنے کا اُس کو وسیع میدان مل جائے گا کہ تم میں سے جو بھاگے یا میدان سے پشت پھیرے وہ اسے قتل کر دے اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی خندق اور اپنی فرودگاہ کے قریب ہی ٹھیرے رہیں تاکہ اگر وہ ہمارے پاس آئے ہم اُس سے لڑیں اسطرح وہ تو اپنی خندق سے دُور نکل آئے گا اور ہم اپنی خندق کے قریب ہی رہینگے۔

اس تجویز کے مطابق طاہر اپنی جگہ ٹھہرا رہا عبدالرحمان نے یہہ خیال کیا کہ میری ہیبت کی وجہ سے اُس نے آگے بڑھکر مقابلہ کرنے سے پہلو تہی کی ہے اس خیال خام کیوجہ سے وہ خود ہی اُس سے لڑنے کے لئے چھپٹا اب پھر نہایت شدید جنگ ہوئی طاہر اپنی جگہ جما رہا اور اُس نے عبدالرحمان کی سپاہ کو بری طرح قتل کیا اُن کے بہت سے آدمی کام آگئے یہہ رنگ دیکھکر عبدالرحمان نے اپنی فوج کے حوصلے بڑھانے کے لئے ان کو للکارا اے جماعت ابنأ اے اُمرا زادو اور تلوار کے مالکو یہہ عجم ہیں یہہ بہت دیر تک جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم ثابت قدم رہو اب وہ اپنے ہر نشان کے پاس آیا اور انکو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بس اگر ایک گھڑی ہم اور جم کر لڑتے رہے تو فتح ہماری ہے خود وہ بھی دونوں ہاتھوں سے نہایت ہی بے جگری سے لڑنے لگا اور اس نے متعدد حملے طاہر کی فوج پر ایسے سخت کئے کہ ہر حملہ میں طاہر کے بہت سے سپاہیوں کا صفایا کر دیا مگر باوجود اس قدر دلیری اور جرات کے طاہر کی فوج کا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور نہ انمیں کوئی اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد طاہر کے ایک جوانمرد نے عبدالرحمان کے علمبردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اب طاہر کی تمام فوج نے یکجان ہو کر عبدالرحمان کی فوج پر ایسا سخت حملہ کیا کہ انکو انکی جگہوں سے اُکھاڑ دیا عبدالرحمان کی فوج نے پشت پھیری اور طاہر کی فوج نے بیدریغ انکو قتل کرنا شروع کیا

اسی طرح مارتے اور قتل کرتے ہوئے انکو ہمدان کے دروازے تک ڈھکیل لائے طاہر نے شہر کے دروازے پر ٹھہر کر عبدالرحمان اور اسکی فوج کا محاصرہ کر لیا عبدالرحمان روز آنہ مقابلہ کے لئے شہر سے نکلتا اور شہر کے دروازوں ہی پر اس سے اور طاہر کی فوج سے لڑائی ہوا کرتی۔ عبدالرحمان کی سپاہ شہر کی فصیل پر سے طاہر کی فوج پر سنگ اندازی بھی کرتی۔

عبدالرحمان کی فوج محاصرہ کی شدت سے تنگ آگئی خود اہل شہر کو بھی اُنکی موجودگی سے تکلیف محسوس ہونے لگی اور خود بھی اُن سے لڑنے اور مرنے مارنے کے لئے آمادہ ہوئے باہر سے طاہر نے ہر سمت سے سامان معیشت کی بہم رسانی مسدود کر دی عبدالرحمان اور اس کی سپاہ نے اپنی ہلاکت اور قحط زدگی کے خطرہ کو محسوس کیا نیز انکو یہہ بھی اندیشہ ہو گیا کہ خود اہل شہر ہی اُن پر وار کر دینگے اُس نے طاہر کے پاس سفرا بھیجکر اپنے اور اپنی فوج کے لئے امان کی درخواست کی جسے اس نے منظور کر لیا اور اس کا ایفار کیا عبدالرحمان اپنے اور یحییٰ بن علی کے ساتھیونکو لیکر جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔

اس سال طاہر ابن الحسین کو ذوالیمینین کا لقب دیا گیا

ہم اس لقب کی وجہ پہلے بیان کر چکے ہیں جب طاہر نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی فوج کو شکست دیدی اور علی مارا گیا تو اُس نے فضل بن سہل کو یہ خط لکھا

اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے دشمن کو برباد کرے میں آپ کو یہہ خط لکھتا ہوں اور علی بن عیسیٰ کا سر میری گود میں ہے اور اس کی مُہر میرے ہاتھ میں ہے اور اس پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔

خط پڑھتے ہی فضل اپنی جگہ سے فوراً اُٹھکر مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے اُسے امیر المومنین کہکر سلام کیا مامون نے طاہر کی امداد کے لئے مزید سپاہ اور سردار بھیجے ذوالیمینین اور صاحب حبل الدین اُسے خطاب عطا کیا اور اُسکی

فوج کے اُن سپاہیوں کی جنکی تنخواہ اسّی سے کم تھی ترقی دیکر اسّی کر دی۔

اس سال ماہ ذی الحجہ ۱۹۵ھ میں سفیانی علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ نے شام میں علم بغاوت بلند کر کے اپنے لئے دعوت خلافت دی اور اس کے عامل سلیمان بن ابی جعفر کو دمشق میں محصور کر لیا جب سلیمان کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ اس کے مقابلہ سے نکل بھاگا۔ محمد المخلوع (امین) نے حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا مگر یہہ اُن کے سامنے ہی نہیں آیا بلکہ رقہ پہونچکر وہیں ٹھہر گیا۔

اس سال طاہر نے محمد کے عاملوں کو قزوین اور تمام جبال کے علاقہ سے نکالدیا۔ اس کی وجہ یہہ ہوئی کہ جب وہ عبدالرحمان کے مقابلہ کے لئے بڑھا تو اسے یہہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ کثیر بن قادرہ کو جو قزوین میں محمد کا عامل تھا اور جسکے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اپنے عقب میں یوں ہی رہنے دے گا تو ممکن ہے کہ وہ عقب سے اس پر حملہ کر دے اس وجہ سے جب طاہر ہمدان کے قریب آگیا اس نے اپنی فوج کو قیام کر دینے کا حکم دیا وہ سب فروکش ہو گئے اس کے بعد اس نے ایک ہزار پیادے اور ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر کثیر بن قادرہ کا قصد کیا اس کے قریب پہونچتے ہی کثیر اور اس کی سپاہ قزوین کو خالی کر کے بھاگ گئی۔ طاہر نے ایک زبردست جمعیت اپنے ایک سردار کی قیادت میں وہاں اس ہدایت کے ساتھ متعین کر دی کہ عبدالرحمان الابناوی وغیرہ کے ساتھیوں میں سے جو قزوین میں آنا چاہے یہہ اس سے لڑیں اور اسے روک دیں۔

اس سال عبدالرحمان الابناوی اسدآباد میں مارا گیا اسکی تفصیل یہہ ہے۔

عبدالرحمان کا قتل

جب محمد المخلوع نے عبدالرحمان الابناوی کو ہمدان بھیجا تو اس کے پیچھے انھوں نے حرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کو بھی اہل بغداد کے ایک زبردست رسالے کے ساتھ

روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ وہ قصر اللصوص جا کر پڑاؤ کردیں عبد الرحمان کے تمام احکام کی بجا آوری کریں اور اگر اُسے انکی ضرورت ہو تو وہ اس کی مدد کریں جب عبد الرحمان طاہر سے وعدۂ امان لیکر شہر سے نکل کر اس کی طرف آیا اور مقیم ہو گیا تو اس نے طاہر اور اس کی فوج پر ظاہر یہی کیا کہ اب وہ بالکل امن پسند ہے اور اُن کے وعدۂ امان اور پیمان صلح پر دل سے راضی ہے مگر جبکہ طاہر اور اس کی فوج اُس کی طرف سے بالکل بے خطر ہو گئی تھی اُس نے اچانک موقع پاکر اپنے ساتھیوں کو لیکر اُن پر دھاوا کر دیا۔ طاہر اور اس کی فوج کو انکی اس حرکت کی صرف اُس وقت اطلاع ہوئی جبکہ وہ اُن کے سروں پر آگئے عبد الرحمان نے بے دریغ اپنے دشمن کو قتل کرنا شروع کیا طاہر کی فوج کے پیادے اپنی تلواریں ڈھال اور تیر لیکر مقابلہ پر جمع رہے اور گھٹنوں کے بل ہو کر اسطرح لڑے جو لڑائی کا حق ہے اور اسوقت تک انکو روکے رکھا جب تک کہ سوار تیار ہو کر مقابلہ کے لئے آئیں۔ جب وہ بھی آگئے تو اب نہایت ہی ثابت قدمی اور بے جگری سے ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ تلواریں اور نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اب عبد الرحمان کے ساتھی بھاگے مگر وہ خود اپنے چند خاص آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں گھوڑے سے اُتر پڑا اور لڑتا لڑتا مارا گیا اس کے دوسرے ساتھیوں نے اس سے کہا تھا کہ تمھارے بھاگ جانے کا اچھا موقع ہے دشمن لڑتے لڑتے بالکل چور ہو گیا ہے اُسمیں اتنی ہمت اب نہیں ہے کہ تعاقب کی زحمت برداشت کرے آپ بھاگ جائیں مگر اُس نے یہی کہا کہ اب میں شکست کھا کر واپس جانا نہیں چاہتا اور نہ امیر المومنین کو اپنی صورت دکھلاونگا۔ اُس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اُس کی فرودگاہ کو لوٹ لیا گیا بچے کھچے مصیبت کے مارے حرشی کے بیٹوں عبد اللہ اور احمد کے پاس پہنچے ان کے آنے کا یہہ اثر ہوا کہ خود انکی فوج میں اس قدر خوف اور دہشت پھیلی کہ بغیر اس بات کے کہ ایک دشمن بھی اُن کے سامنے آیا ہو یہہ بے تحاشا اپنے مقام سے بھاگے اور بغداد پہنچنے تک انھوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا طاہر کے لئے اب میدان صاف تھا وہ بلامزاحمت عراق کی طرف بڑھا ایک ایک شہر اور ضلع سے گذرتا ہوا حلوان کے

ایک گاؤں شلاشان میں آکر اس نے اپنا پڑاؤ کیا اپنے گرد خندق بنائی ہر طرح سے اپنی فرود گاہ کو مستحکم کیا اور وہیں اپنی تمام فوجیں جمع کیں۔

اس سال امین کی طرف سے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، مکہ اور مدینہ کا عامل تھا اور اس سال اور اس سے دو سال پہلے یعنی ۱۹۳ھ اور ۱۹۴ھ ہجری میں اسی کی امارت میں حج ہوا تھا۔ عباس بن موسیٰ الہادی امین کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا اور منصور بن مہدی بصرہ کا عامل تھا۔ مامون خراسان میں فرمانروا تھا اور انکا بھائی محمد بغداد میں حکمراں تھا۔

۱۹۶ھ شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محمد بن ہارون نے اسد بن یزید بن مزید کو قید کر دیا اور احمد بن مزید عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو طاہر سے لڑنے کے لئے حلوان بھیجا۔

اسد بن یزید بن مزید نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمان الابناوی کے قتل کے بعد فضل بن الربیع نے مجھے بلا بھیجا میں اس کے پاس گیا وہ اسوقت اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جسے وہ پڑھ چکا تھا اس کی دونوں آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ سخت طیش کی حالت میں کہہ رہا تھا وہ تو خواب خرگوش میں ہے نہ اُسے حکومت کے جانے کی فکر نہ وہ کسی مفید رائے اور تدبیر پر غور کرتا ہے شراب و کباب نے اُسے بدمست کر دیا ہے وہ تو عیش و نشاط میں منہمک ہے اور زمانہ اس کی بربادی کا انتظام کر رہا ہے عبداللہ اس کی مخالفت پر اب علانیہ طور پر مستعد ہو گیا ہے اور اس کے مقابلہ کے لئے اس نے اپنے سب سے بہتر آدمی کو مقرر کیا ہے جو اتنی دور سے گھوڑ ونکی پشت پر

نیز ان کی انیوں اور تلواروں کی دھاروں پر محمدؐ کی یقینی ہلاکت اور موت کو لئے ہوئے بڑھا آرہا ہے" اس کے بعد اس نے اظہار افسوس کے لئے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور مثال میں بعیث کے شعر پڑھے، پھر میری طرف مخاطب ہوکر کہا ابوالحارث میرے اور تمھارے سامنے ایک خاص مقصد ہے جسکی طرف ہم جارہے ہیں اگر ہم نے اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی ہوگئی تو ہم ہمیشہ کے لئے مذموم ہوجائینگے اور اگر ہم نے اس کے لئے پوری مستعدی دکھائی تو ہم کامیاب ہوجائینگے ہم ایک اصل کی شاخ ہیں اگر وہ مضبوط رہی تو ہم بھی قوی رہینگے اور اگر اصل ہی کمزور ہوگئی تو ظاہر ہے کہ ہم بھی کمزور ہوجائینگے۔ اس شخص نے تو اپنی حالت بالکل نادان چھوکریوں کی ایسی کرلی ہے ہر وقت عورتیں اس کی مشیر ہیں خواب کے اوپر اسکو پورا بھروسہ ہے اور اپنے ان تمام رند مشرب اور یاوہ گو مصاحبین کی بات کو غور سے سنتا اور اس پر ایمان رکھتا ہے، ان لوگوں نے اُسے یہہ طفل تسلی دی ہے کہ آخر میں اُسیکو فتح اور کامیابی ہوگی حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ بربادی اس سرعت سے اُس کی طرف بڑھتی چلی آرہی ہے جس سرعت کے ساتھ کہ سیلاب ریت کے ٹیلوں کی طرف بڑھتا ہے، بخدا مجھے تو یہہ اندیشہ ہے کہ اُس کی ہلاکت اور تباہی کے ساتھ ہم بھی تباہ اور برباد ہوجائینگے۔ تم عرب کے مسلمہ جوانمرد ہو اور ایک جوانمرد کے بیٹے ہو اُس نے اس شخص کے مقابلہ کے لئے تمکو تاکا ہے تمھاری سچی وفاداری اور حقیقی بہی خواہی نیز تمھاری انتہائی شجاعت اور اس کے ساتھ بختاوری نے تمھارے انتخاب میں رہبری کی ہے اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھاری ہر ضرورت کو پورا کردوں اور جسقدر روپیہ تم چاہو تمکو دیدوں، ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ اقتصاد برکت اور سعادت کی کنجی ہے۔ بہر حال جو ضرورت تمکو ہو وہ پوری کرو اور جلد سے جلد اپنے دشمن کی راہ لو اور مجھے یہہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتح کی عزت کا سہرا تمھارے ہی سر باندھے گا اور تمھارے ہی ذریعہ اس خلافت اور حکومت کے رخنہ کی پھر پابجائی کردے گا۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی اور امیرالمومنین کی خدمت کے لئے بسر و چشم حاضر ہوں اور خود اس بات کو چاہتا ہوں کہ آپ کے اور ان کے دشمن کو ذلیل

اور مغلوب کروں مگر نبرد آزما محض موقع کے بھروسہ پر کام نہیں کرتا اور نہ جب تک فوج کے ساز و سامان میں کسی قسم کی بھی خرابی یا کمی ہو اُسے کامیابی ہوتی ہے جنگجو کا سرمایہ فوج اور فوج کا سرمایہ مال امیر المومنین کی فیاضی کا یہہ عالم ہے کہ جو سپاہی اُنکی چھاونی میں موجود ہیں انھوں نے اون کے ہاتھ روپیہ سے بھر دیئے اُس کے علاوہ انھوں نے مستقل طور پر انکی کثیر معاش مقرر کر دی اور انکو بڑے بڑے انعام و اکرام سے سرفراز کیا اگر میں اپنی فوج کو لیکر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جاؤں اور ان کے دل اپنے پیچھے رہنے والے متعلقین کی ضروریات میں اُلجھے رہیں تو ایسی پریشان خاطر فوج دشمن کے مقابلہ میں میرے کس کام آسکتی ہے کیونکہ انھوں نے غیر مصافی لوگوں کو لڑنے والوں پر اور نقیبوں اور رکڑکیتوں کو محنت اور مشقت برداشت کرنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ میں صرف یہہ چاہتا ہوں کہ وہ میری تمام فوج کو ایک سال کی معاش اب دیں اور ایک سال کی معاش ساتھ کر دیں نیز انہیں جو لوگ جنگ میں آزمودہ اور بہادر فن حرب سے واقف ہوں اُنکی معاش خاص مقرر کریں اور مجھے اختیار ہو کہ میں خود اپنی جمعیت کے اپاہج اور کمزور سپاہیوں کو بدل دوں اور ان کے بجائے دوسرے سپاہیوں کو بھرتی کر لوں اپنی جمعیت کے ایک ہزار آدمیوں کو گھوڑے دیدوں نیز یہہ کہ جو شہر اور علاقہ میں فتح کروں اس کا کوئی حساب مجھسے نہ لیا جائے

میری ان شرائط کو سنکر فضل نے کہا تم تو اپنی حد سے تجاوز کر گئے اور اب اس کے لئے تو امیر المومنین سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ اب میں اور وہ امیر المومنین کی خدمت میں چلے فضل مجھسے پہلے اُنکی خدمت میں باریاب ہوا اُسکے بعد مجھے اجازت ملی میں اُن کے سامنے گیا مجھسے اور ان سے ابھی دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ برہم ہو گئے اور انھوں نے مجھے قید کرا دیا۔

اس کے متعلق امین کا ایک خاص مصاحب بیان کرتا ہے کہ اسد نے اُن سے یہہ کہا کہ آپ مامون کے بیٹوں کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ اُن کو میں اپنے پاس نظربند رکھوں اگر مامون میری اطاعت قبول کر کے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو خیر ورنہ پھر مجھے اختیار ہو کہ میں اس کے لڑکوں کے ساتھ جو چاہوں سلوک کروں اسپر امین نے کہا تو پاگل اعرابی ہے یہہ کیا سوال ہے میں تجھے عرب اور عجم سپاہ کی قیادت

اور تمام صوبۂ جبال کی خراسان تک آمدنی کا مختار بناتا ہوں اور تیرے ہمسر جو دوسرے امرا اور رؤسا کے جانشین ہیں ان سے تیرا درجہ اور مرتبہ بڑھاتا ہوں اور تو مجھسے اپنے بچوں کے قتل اور اپنے ہی گھر والوں کے خون کا خواستگار ہے یہہ سراسر حماقت اور عنسیر متعلق بات ہے۔

اسوقت بغداد میں مامون کے دو بیٹے اپنی ماں ام عیسٰی بنت الہادی کے ساتھ مامون کے بغداد والے قصر میں مقیم تھے جب بغداد پر مامون کا قبضہ ہو گیا تو یہہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ خراسان چلے گئے اور وہیں رہے اور پھر سب کے ساتھ بغداد آئے یہہ مامون کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

جب امین نے اسد کو قید کر دیا تو اپنے مشیروں سے پوچھا کہ کیا اُسکے خاندان میں کوئی اور ایسا شخص ہے جسکو اس کے بجائے مقرر کیا جاسکے کیونکہ اُنکی دیرینہ خدمات اور وفاشعاری کی وجہ سے میں اُن سے بگاڑنا نہیں چاہتا لوگوں نے کہا جی ہاں احمد بن مزید موجود ہے وہ ان سب میں باعتبار اپنی نیک کرداری جاں نثاری اور اطاعت کے بہتر ہے اس کے علاوہ وہ نہایت بہادر جوانمرد فوجوں کے انتظام اُن سے کام لینے اور لڑائی میں نہایت ہوشیار اور مستعد ہے امین نے اسیوقت ڈاک کا ہرکارہ اس کے پاس دوڑایا کہ وہ فوراً اُسے لیکر آئے۔

احمد اسحاقیہ نامی ایک گاؤں اپنے چند عزیزوں موالیوں اور خدمتگاروں کے ساتھ جارہا تھا اُس نے نہروان عبور ہی کیا تھا کہ اُسے آدھی رات کو ڈاک کے ہرکارہ کی آواز سنائی دی کہنے لگا بھلا اس وقت اور اس مقام پر اس کے آنے کی کیا وجہ ہے ضرور کوئی بات ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ ہرکارہ ٹھہرا اور اس نے ملاح کو آواز دی کہ کیا تمہارے پاس احمد بن مزید ہے اس نے کہا ہاں وہ سواری سے اُترا اور اس نے امین کا خط احمد کو دیا اُسے پڑھکر اس نے کہا میں اپنی زمین کے قریب پہنچ گیا ہوں جو یہاں سے اب صرف ایک میل رہ گئی ہے مجھے اتنی مہلت دو کہ میں گھڑے گھڑے وہاں ہو آؤں اور جو ضروری کام ہے اس کے متعلق ہدایات دے آؤں پھر تمہارے ساتھ تمر کے ہی چلا چلتا ہوں اس نے کہا امیر المومنین نے

مجھے حکم دیا ہے کہ بغیر ایک لمحہ کی بھی مہلت دیئے دن ہو یا رات جس وقت تم مجھے مل جاؤ اسیوقت میں تمکو اپنے ساتھ لیکر انکی خدمت میں حاضر کر دوں یہہ سنکر احمد اُس کے ساتھ پلٹا اور کوفہ آیا یہاں ایک دن اُس نے قیام کیا اور جب اُس نے ذرا آرام اور رخت سفر مہیا کر لیا تو امین کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔

احمد کہتا ہے جب میں بغداد آیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ سب سے پہلے فضل بن الربیع سے مل لینا چاہیئے تاکہ اُس کے ساتھ اور اس کی موجودگی میں امین کی خدمت میں باریاب ہو جاؤں جب مجھے اُس کے پاس آنے کی اجازت ملی اور میں اس کے سامنے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ اُسکے پاس بیٹھا ہے اور وہ اُس سے کہہ رہا ہے کہ تم طاہر کے مقابلہ پر جاؤ اور عبداللہ اس بات پر مصر ہے کہ اسے بہت سا روپیہ دیا جائے اور بہت زیادہ فوجیں دی جائیں مجھے دیکھتے ہی اُس نے مجھے مرحبا کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور عبداللہ کی طرف مخاطب ہو کر اُس کا مذاق اُڑانے لگا اور مزاح کرنے لگا پھر اُس کے منھ پر مسکرا کر اُس نے ہم بنی شیبان کی تعریف میں دو شعر پڑھے اُس پر عبداللہ نے بھی کہا کہ واقعی وہ اس تعریف کے مستحق ہیں وہی اس خرابی کی اصلاح کر سکتے ہیں وہی دشمن کو سزا دے سکتے ہیں اور باغیوں کے شر سے تمام فرماں بردار وں کو بچا سکتے ہیں پھر فضل نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین نے تمھارا ذکر چھیڑا میں نے تمھاری اطاعت شعاری فرماں برداری خلوص نیت باغیوں کے مقابلہ پر تمھاری شدت اور فوری صائب رائے قائم کر کے اُس پر عمل کرنے کی قابلیت کی تعریف کی انھوں نے اس بات کو پسند کیا کہ تم سے اپنی خاص اہم خدمات لی جائیں تاکہ تمھاری شہرت اور عزت میں اضافہ ہو اور تمکو اس درجہ اور مرتبۂ عالیہ پر فائز کریں جس پر آجتک تمھارا کوئی خاندان والا نہیں سرفراز ہو سکا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے خدمتگار کو حکم دیا کہ میرے گھوڑوں پر زین کسواؤ تھوڑی ہی دیر میں اُس کی سواری کے لئے گھوڑا تیار کر دیا گیا اب وہ اور میں دونوں چلے محمد کے پاس پہنچے وہ اسوقت اپنے محل کے صحن میں بیٹھے تھے وہ مجھے اپنے قریب بلاتے گئے یہاں تک کہ میں اُن کے بالکل ہی متصل

پہنچ گیا۔ کہنے لگے تمھارے بھتیجے کے تمرد اور فساد نیت کی اکثر خبریں مجھے ملی تھیں اور وہ عرصہ سے میری رائے کی مخالفت پر آمادہ رہتا ہے اس کے اس طرز عمل سے میں اس کی طرف سے بدظن ہوگیا ہوں اور مجھے اس کی وفاداری پر بھروسہ نہیں رہا اُس کی اسی قابل اعتراض روش اور غداری کی وجہ سے میں نے اس کی تادیب کے لئے اُسے قید کردیا ہے اگرچہ میں دل سے یہ بات نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ یہہ کروں، تمھاری مجھسے بہت تعریف وتوصیف کی گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تمھاری قدر ومنزلت بڑھاؤں اور تمھارے تمام خاندان پر تمکو ترقی دوں اور اس غرض کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تمکو اس باغی غدار جماعت کے مقابلہ کے لئے سپہ سالار مقرر کروں تاکہ ان کے مقابلہ میں لڑکر دنیا کے اجر اور آخرت کے ثواب دونوں کے حاصل کرنے کا تمکو موقع ملے اب تم دیکھ لو کہ تم اس کام کو کسطرح انجام دے سکوگے اپنی نیت کو درست رکھو امیر المومنین نے اس کام کے لئے تمکو اختیار کیا ہے تم اُنکی مدد کرو اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کرکے اُن کو خوش کرو وہ بھی تمکو خوش کردینگے اور تمھاری عزت افزائی کرینگے، اس کے جواب میں میں نے عرض کیا اللہ آپ کی بات ہمیشہ اونچی رکھے میں جناب والا کی خیر خواہی میں اپنی جان لڑادونگا اور میرے متعلق آپ نے جو امید قائم کی ہے میں آپ کے دشمن کے مقابلہ میں اپنی انتہائی کوشش صرف کرکے انشاء اللہ اُسے پورا کرونگا۔

انھوں نے فضل سے کہا کہ اسد کی فوج کے دفاتر اُن کے حوالے کردو نیز ہماری چھاؤنی میں جو اعرابی اور جزیرہ کے سپاہی ہوں اُن کو بھی ان کے ساتھ بھیجدو پھر مجھسے کہا کہ بہت جلد اپنا انتظام درست کرکے دشمن کے مقابلے پر روانہ ہوجاؤ میں اُن کے پاس سے چلا آیا میں نے فوج کا انتخاب کیا اور تمام دفاتر غور سے دیکھے جنکا اندراج صحیح ثابت ہوا اُنکی تعداد بیس ہزار ہوگئی میں ان سب کو لیکر حلوان روانہ ہوگیا۔

حلوان جاتے ہوے احمد بن مزید رخصت ہونے کے لئے محمد کے پاس آیا اور درخواست کی کہ امیر المومنین مجھے کچھ ہدایات دیں انھوں نے کہا میں تمکو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک یہہ کہ ظلم وزیادتی سے بچنا کیونکہ ظلم مانع نصرت ہے قابلیت ذاتی اور حسن کارگذاری کے بغیر کسی شخص کو ترقی نہ دینا بغیر

جوابدہی کا موقع دیئے کسی پر تلوار نہ اُٹھانا اور جب کوئی شخص تمہارے قبضہ میں آجائے اور تمکو یہہ موقع ہدست ہو کہ تم اُس کے ساتھ نرمی کر سکو تو ایسے موقع پر شدت اور قساوت اختیار نہ کرنا اپنی فوج کے آدمیوں سے بہت اچھا برتاؤ کرنا روزانہ مجھے اپنی خبریں بھیجتے رہنا اور اس بات کا خیال اپنے دل میں نہ لانا کہ تم کسی ایسے کام کو میرے پاس ذریعہ تقرب بناؤ کہ جب اُس کا مرافعہ میرے پاس ہو تو وہ تمہارے خوف کا باعث ہو جائے، عبداللہ کے ساتھ ایک مخلص بھائی اور محسن مصاحب کا سا برتاؤ کرنا جب وہ اور تم ایک ساتھ جمع ہوں تو اپنے تعلقات خوشگوار رکھنا اگر وہ تم سے مدد مانگے تو نہ تم اُس سے انکار کرنا اور نہ مدد دینے میں دیر لگانا، تم دونوں متحدہ اور متفقہ طور پر رائے قائم کرکے کارروائی کرنا اچھا اب جو تمکو ضرورت ہو وہ کہو اور جلد اپنے دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ احمد نے انکو دعا دی اور درخواست کی کہ آپ میری کامیابی کے لئے دعا مانگتے رہیں میرے بارے میں کسی چغلخور کی بات نہ مانیں اور جب تک کہ آپ کو میرے فرض کی بجاآوری کا پورا تجربہ نہ ہو جائے آپ مجھے علیحدہ نہ کریں اس کے بعد آپ اسد کو قید سے رہا کرکے آزاد کر دیجئے۔

امین نے احمد بن مزید کو بیس ہزار عروب کے ساتھ اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو انبار کے بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ طاہر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اونکو حکم دیا کہ تم حلوان جاکر قیام کرو اور طاہر اور اس کی فوج سے اس کی مدافعت کرو اگر طاہر شلاشان میں قیام رکھے تو وہ دونوں اپنی فوج کے ساتھ وہاں تک بڑھکر اس کا مقابلہ کریں اور اُسے اس مقام سے بھی خارج کر دیں اور جم کر اس سے لڑیں دونوں آپس میں اتحاد اور اتفاق رکھیں اور ہماری طاعت میں ایک دوسرے کے دوست رہیں۔

وہ دونوں بغداد سے روانہ ہو کر حلوان کے قریب ایک مقام خانقین میں آکر فروکش ہوئے مگر طاہر بدستور اپنی فرودگاہ میں مقیم رہا اُس نے اپنے اور اپنی فوج کی حفاظت کے لئے خندق بنالی اور احمد اور عبداللہ کی چھاونیونکو اپنے جاسوس اور مخبر بھیجدیے یہہ اُنکی چھاونیوں میں آکر سپاہیوں سے مخوف جھوٹی جھوٹی

خبریں بیان کرتے تھے اور کہتے تھے دیکھو امین نے احمد کی سپاہ کے لئے اتنی زیادہ عطا مقرر کی ہے اور اس کے علاوہ انکو اور مزید معاش دی ہے اس طرح طاہر برابر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ ان دونوں امرا کے درمیان تزاع اور اختلاف پیدا ہو جائے آخر کار وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوا اور احمد اور عبداللہ میں پھوٹ پڑ گئی انکی یکجہتی ختم ہو گئی وہ خود آپس ہی میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے اور لڑ پڑے پھر وہ خود بخود بغیر طاہر سے لڑے بھڑے خانقین کو چھوڑ کر پلٹ گئے طاہر نے بغیر کسی زحمت کے آگے بڑھکر حلوان پر قبضہ کر لیا ابھی اسے وہاں آئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ہرثمہ بن اعین مامون اور فضل بن سہل کا مراسلہ لیکر ان کے پاس آیا جس میں طاہر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے تمام مفتوحہ علاقہ کو اس کے تفویض کر دے اور خود اہواز روانہ ہو طاہر نے حسبہ بجا آوری کی ہرثمہ حلوان میں اقامت گزیں ہو گیا اور اس نے اسے خوب مستحکم کر لیا اور اس کے تمام راستوں اور پہاڑوں میں اپنی جنگی چوکیاں اور پہرے قائم کر دیئے اور طاہر اہواز کی سمت روانہ ہو گیا۔

اس سال مامون نے فضل بن سہل کی قدر اور منزلت اور بڑھائی اسکی تفصیل یہہ ہے۔

جب مامون کو معلوم ہوا کہ طاہر نے علی بن عیسیٰ کو قتل کر کے اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور انکو امیر المومنین کا لقب دیکر انکی خلافت کا اعلان کر دیا اور خود فضل بن سہل نے بھی اسی لقب سے انکو خطاب کیا اور اب ان کو صحیح طور پر یہہ بھی اطلاع مل گئی کہ طاہر نے عبدالرحمان بن جبلۃ الابناوی کو بھی قتل کر کے اس کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا ہے تو انھوں نے فضل بن سہل کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس سنہ کے ماہ رجب میں انھوں نے مشرق میں جبل ہمدان سے جبل سقینان اور تبت تک کا علاقہ طولاً اور بحر فارس اور بحر ہند سے لیکر بحر دیلم اور جرجان تک کا علاقہ عرضاً اس کے تفویض کر دیا تیس لاکھ درہم اسکی تنخواہ مقرر کی دو گھاٹیوں والی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک پرچم اس کے لئے قایم کیا اس کے علاوہ ایک نشان اور بھی اسے دیا اور ذوالریاستین کے خطاب سے

اُسے سرفراز کیا۔
ایک شخص جس نے فضل کی تلوار حسن بن سہل کے پاس دیکھی تھی بیان کرتا ہے کہ اُس پر چاندی کے حروف میں ایک طرف ریاستہ الحرب اور دوسری طرف ریاستہ التدبیر منقوش تھا فضل نے اپنا پرچم علی بن ہشام کو دیا اور نشان نعیم بن حازم کو دیا اور حسن بن سہل کو اپنا والی خراج مقرر کیا۔
اس سال محمد بن ہارون نے عبدالملک بن صالح بن علی کو شام کا والی مقرر کر کے شام جانے کا حکم دیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ اہل شام کی اسقدر فوج جبراً بھرتی کر سکے اُس کے ساتھ طاہر اور ہرثمہ سے لڑے۔

عبدالملک بن صالح کی ولایت شام

جب طاہر کی قوت اور شوکت بڑھ گئی اُس کا بول بالا ہو گیا اور اُس نے محمد کے امرا اور اُنکی فوجوں کو پے در پے شکستیں دیں تو عبدالملک بن صالح اُنکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے رشید نے قید کر دیا تھا مگر امین نے خلیفہ ہونے کے بعد ذیقعدہ ۱۹۳ ہجری میں اسے معافی دی اور رہا کر دیا اس احسان کا وہ ہمیشہ سے معترف تھا اور انکی طاعت اور نصیحت کو اپنا فرض سمجھتا تھا اُس نے عرض کیا امیر المومنین میں اس بات کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کو آپ کے بارے میں جسارت ہو گئی ہے۔ اور وہ آپ کی ہلاکت کے آرزومند ہو گئے ہیں دونوں جگہ لوگوں کا یہی ارادہ ہے کہ آپ کو تباہ کیا جائے اب تک آپ نے اُن کے ساتھ ایسی مروت برتی ہے کہ اگر آپ اسی نرم طرز عمل پر جیدے اور قائم رہے تو وہ سرکش اور گستاخ ہو جائینگے اور اگر آپ دیتے دیتے ہاتھ کھینچ لیں گے تو وہ آپ سے بگڑ جائینگے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک روپیہ خرچ نہ کیا جائے فوجیں قبضہ میں نہیں آتیں اور اگر بے اندازہ اندھا دھند خرچ کیا جائے تو پھر روپیہ باقی نہیں رہے گا اس کے ساتھ ہی یہ مشکل آپڑی ہے کہ پے در پے مسلسل ہزیمتوں اور جان کے

نقصانات نے دشمن کا اسقدر رعب اور ہیبت اُن کے قلوب میں پیدا کر دی ہے کہ اب وہ اُس کا مقابلہ کرتے ہوئے ہچکچاتے اور ڈرتے ہیں اگر آپ انکو طاہر کے مقابلہ پر روانہ کرینگے تو طاہر اپنے عزم راسخ کی قوت کیوجہ سے تھوڑی فوج کے ساتھ اُن پر غلبہ حاصل کرلے گا کیونکہ آپ کی فوج میں نہ جان ہے اور نہ وفا۔ ان کے مقابلہ میں اہل شام لڑائیوں اور شدائد کے برداشت کرنے کے عادی ہیں اُنمیں کا بہت بڑا گروہ میرا مطیع اور فرماں بردار ہے اگر آپ مجھے شام بھیجدیں تو میں وہاں سے ایک ایسی زبردست فوج آپ کے لئے طیار کرلونگا جو دشمن کے پرخچے اُڑا دیگی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب جاں نثاروں کی مدد کرے گا۔

امین نے کہا میں نے تمکو اس کام کے لئے مقرر کیا اس مقصد کے لئے جس قدر روپیہ اور سامان تمکو درکار ہو میں وہ سب تمکو دیتا ہوں تم فوراً شام روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر اپنی صوابدید کے مطابق کارروائی شروع کر دو۔

امین نے اُسے تمام شام اور جزیرہ کا والی مقرر کیا اور بہت جلد اپنے عمل پر جانے کی تاکید کی انھوں نے فوج باقاعدہ کا ایک دستہ اور انبار کی ایک جماعت اُس کے ساتھ کر دی۔ اس سال عبد الملک بن صالح شام روانہ ہوا اور رقہ پہنچکر وہیں ٹھہر گیا۔

عبد الملک بن صالح کی ولایت شام

رقہ پہنچکر عبد الملک وہیں فروکش ہو گیا اور وہاں سے اُس نے شام کی فوجی جمعیتوں کے تمام سرداروں اور اہل جزیرہ کے عمائد کے نام خطوط روانہ کئے اپنے ان خطوط میں اُس نے ہر شخص سے جس کے حسن خدمات کی توقع تھی اور جسکی شجاعت اور کارروائی کی شہرت تھی بڑے بڑے صلے اور انعام کا وعدہ کیا اور امیدیں دلائیں چنانچہ تمام رؤسا اور جمعیتیں یکے بعد دیگرے اُس کے پاس آئیں اس نے ہر سردار کو جو اس سے ملنے آیا انعام، خلعت اور سواری سے

سرفراز کیا شام کے لٹیرے اور اعرابی بھی پہاڑی دروں کو چھوڑ کر اُس کے پاس آگئے اسطرح اس کے پاس ایک بڑی فوج جمع ہو گئی اسی اثنا میں ایک خراسانی سپاہی کی نظر ایک ایسے گھوڑے پر پڑی جو اُس سے سلیمان بن ابی جعفر کی جنگ میں چھین لیا گیا تھا اور وہ اسوقت ایک ڈاکو کی سواری میں تھا اُسے دیکھتے ہی وہ خراسانی اس گھوڑے سے لپٹ گیا اُس سے ایک نزاع پیدا ہوئی جو بڑھکر کھلی ہوئی مخالفت ہو گئی۔ لٹیروں کی جماعت اکٹھا ہو گئی اور باقاعدہ سپاہ بھی ایک جا جمع ہو گئی اور اب انہیں گلخپ ہونے لگی ہر فریق نے اپنے آدمی کی حمایت کی اور اب انہیں گھونسے اور مکے بازی ہونے لگی جماعت ابناء کے بعض لوگ آپس میں مشورہ کر کے محمد بن ابی خالد کے پاس آئے اور اُس سے کہا کہ آپ ہمارے بڑے اور سردار ہیں ان لیٹروں نے جو دست درازی ہم پر کی ہے اُس کی خبر آپ کو ہو چکی ہے اب آپ ہماری قیادت کر کے ہماری بات بنائیں ورنہ ہم ذلیل ہو جائینگے اور پھر ہر شخص ہمکو کمزور سمجھکر ہمیں دبانے کی کوشش کرے گا اس غرض کے لئے وہ روزانہ اُس کے پاس جانے لگے ایک دن اُس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس ہنگامہ میں خود شرکت کروں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو اس ذلت کی حالت میں دیکھوں یہ سنکر ابناء مستعد ہوئے انھوں نے لڑنے کا تہیا کر لیا اور جب کہ لٹیروں کی وہ جماعت ادھر اُدھر بکھر رہی تھی انھوں نے بے خبری میں انکو آلیا اور حملہ کر کے بیدریغ قتل کرنا شروع کیا بہت سونکو میدان میں قتل کر دیا اور بہت سونکو اُنکی فرودگاہ ہی میں گھسکر ذبح کر ڈالا اب لٹیروں نے اپنی جماعت کو للکارا کہ تیار ہو جاؤ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اسلحہ لگا کر باقاعدہ لڑنے کے لئے مستعد ہو گئے اور جنگ ہونے لگی عبدالملک بن صالح کو اسکی اطلاع ہوئی اُس نے اپنا پیا مبر اُن کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو حکم دے کہ وہ لڑائی سے باز آجائیں اور ہتھیار رکھدیں مگر انھوں نے اُس کے پتھر مارے اور اُس تمام دن نہایت بے جگری سے لڑتے رہے۔ ابناء نے لٹیروں کی جماعت کے بے شمار آدمی قتل کر دیئے عبدالملک کو جب معلوم ہوا کہ زواقیل کے اسقدر زیادہ آدمی مارے گئے تو اُس نے جو اُس وقت مریض اور کمزور تھا اظہار تاسف میں ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ اس سے بڑھکر ہماری ذلت کیا

ہوگی کہ عرب اپنے ہی علاقے اور گھر میں اسطرح مارے جارہے ہیں۔

اُس کے اس جملہ سے اُن لوگوں کو بھی جواب تک اس ہنگامہ سے الگ تھلگ رہے تھے غصہ آگیا اور اب بات بہت بڑھگئی حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان نے ابنار کی قیادت سنبھال لی دوسرے دن زوافیل رقہ میں جمع ہوئے اور انباء اور اہل خراسان رافقہ میں جمع ہوئے۔ اہل حمص کے ایک شخص نے اپنے ابنائے وطن کو للکارا کہ بھاگنا ہلاکت سے سہل ہے اور مرنا ذلت سے آسان ہے تم نے اپنا گھر بار اس لئے چھوڑا تھا کہ عسرت کے بعد فراغت اور ذلت کے بعد عزت نصیب ہوگی مگر اب تو تم خود مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور موت کے احاطہ میں بیٹھ گئے ہو مسودہ جماعت کی مونچھوں اور ٹوپیوں میں موت نمایاں ہے اس لئے قبل اس کے کہ مفر کے تمام راستے بند ہوجائیں اور مصیبت آپڑے بھاگ چلو۔ اسی طرح بنی کلب کے ایک شخص نے اپنی اونٹنی کی رکاب پر کھڑے ہوکر اپنی قوم والوں کو لڑائی کی مصیبت سے ڈرایا اور کہا کہ سیاہ جھنڈے کا ابتک ویسا ہی بول بالا ہے اس کے اقبال میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اہل خراسان کی تلواروں کے زخم اور ان کے نیزوں کے نشان تمھاری گردنوں اور سینوں میں اب تک باقی ہیں۔ بہتر یہہ ہے کہ قبل اس کے کہ یہہ معاملہ اور بڑھے تم اس سے علحدہ ہوجاؤ اور قبل اس کے کہ جنگ کی آگ زیادہ روشن ہونے پائے تم اس سے گذر جاؤ اپنے گھر چلو فلسطین میں مرنا جزیرہ میں زندہ رہنے سے بہتر ہے میں تو جاتا ہوں اب جس کا جی چاہے میرے ساتھ ہولے۔

یہہ کہکر وہ چلدیا اُس کے ساتھ اکثر شامی چلے گئے زوافیل نے اُس گھاس اور چارے میں جسے تاجروں نے فوج کے لئے اکٹھا کیا تھا آگ لگادی اور حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان اپنی خراسانی اور انبار کی جماعت کے ساتھ طوق بن مالک کے خوف سے رافقہ میں ٹھیرا رہا۔

بنی تغلب کے ایک شخص نے طوق سے آکر کہا کیا تم نہیں جانتے کہ عربوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں کیسا نقصان اُٹھانا پڑا ہے تمام اہل جزیرہ کی آنکھیں تم پر اُٹھتی ہیں اور وہ تمہاری تائید اور مدد کی آس لگائے ہوئے ہیں اٹھو تمھارا

ایسا شخص اس معاملہ سے علیحدہ نہیں رہ سکتا، اُس نے کہا نہ میں قیسی ہوں نہ یمنی نہ میں اس ہنگامہ کی ابتدا میں شریک تھا کہ مجھے لامحالہ اُسکی انتہا میں شرکت کرنا پڑے علاوہ بریں میں ہرگز ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنی قوم یا خاندان کو محض چند بے عقل سپاہیوں اور قیس کے جاہلوں کی وجہ سے معرض خطر میں ڈالوں سلامتی اسی میں ہے کہ میں الگ تھلگ رہوں۔

نصر بن شبث زواقیل کی جماعت کے ساتھ ایک کمیت چاند تارے والے گھوڑے پر سوار ایک سیاہ فولادی نصف زرہ پہنے جسے اُس نے اپنی پشت سے کسی چیز سے باندھ رکھا تھا ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں ڈھال سنبھالے ہوئے میدان مقابلہ میں رجز پڑھتا ہوا بڑھا اور آتے ہی اُس نے اور اُس کی جماعت نے اہل خراسان پر حملہ کر دیا اور نہایت بے جگری سے لڑنے لگا سرکاری سپاہ اُس کے مقابلہ پر جمی رہی اور زواقیل کے بہت سے آدمی کام آئے انبار نے حملہ شروع کیا اور ہر حملہ میں مقابل کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی کئے اس حملہ میں کثیر بن قادرہ ابوالفیل اور داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ الخراسانی نے نہایت ہی مردانگی دکھائی اور بہت آدمی مارے زواقیل شکست کھا کر بھاگے۔ نصر بن شبث عمرو السلمی اور عباس بن زفر اُس روز ان کے آخر میں تھے اور انکو بچاتے جاتے تھے۔

اس سال عبدالملک بن صالح نے وفات پائی۔ نیز اس سال محمد بن ہارون خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کے بجائے اُس کے بھائی عبداللہ المامون کیلئے بغداد میں بیعت لی گئی، محمد کو قصر ابی جعفر میں مع اُم جعفر بنت جعفر بن ابی جعفر کے قید کر دیا گیا،

امین کی خلافت سے برطرفی اور قید

جب عبدالملک بن صالح نے رقہ میں وفات پائی تو حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے فوج میں کوچ کی منادی کر دی اس نے پیادوں کو کشتی میں اور سواروں کو

سواری پر بٹھایا انکو صلہ دیا اُن کے کمزور اور ناتوانوں کو قوی کر دیا اور پھر سب کو کسی نہ کسی چیز پر سوار کر کے رجب ۱۹۶ھ ہجری میں جزیرہ سے نکال لایا۔ جب یہہ اپنی فوج کو لیکر بغداد آیا تو یہاں ابناء اور دوسرے اہل بغداد نے بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اس کے لئے خیمے نصب کئے دوسرے اُمراء رؤساء اور اشراف نے بھی اُس کا استقبال کیا یہہ بڑی عزت کے ساتھ مطمئن اپنے گھر میں آگیا ٹھیک آدھی رات کو امین نے اُسے طلب کیا اُس نے اُن کے فرستادے سے کہا کہ میں نہ گویا ہوں نہ قصہ گو اور نہ مسخرہ نہ آجتک میں نے اُنکی کوئی ملازمت کی ہے اور نہ میرے ہاتھوں انکا روپیہ خرچ ہوا ہے کہ اُس کا حساب طلب ہو پھر وہ کیوں اس وقت مجھے طلب کرتے ہیں تم اب چلے جاؤ صبح کو انشاء اللہ میں خود انکی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔

امین کا آدمی اسوقت پلٹ گیا اور دوسری صبح کو حسین باب الجسر آیا یہاں بہت سے آدمی اُس کے پاس جمع ہو گئے اُس نے اس دروازہ کو جو عبید اللہ بن علی کے محل کی طرف کھلتا تھا اور سوق یحییٰ کے دروازے کو بند کرادیا اور ابناء کو مخاطب کر کے کہا خلافت الٰہی طیش اور خفت عقل کے ساتھ نہیں چلتی اور نہ اللہ کی نعمتیں ظلم اور تکبر کے ساتھ باقی رہتی ہیں۔ محمد چاہتا ہے کہ تمھارے ضمیر کو ہضم کر جائے تمھاری بیعت کو توڑ دے تمھارے اتحاد میں پھوٹ ڈالدے تمھاری عزت اور انکو دیدے کل کی بات ہے کہ وہ رذائیل کا مربی اور سرپرست تھا۔ بخدا اگر زمانے نے اسکی مساعدت کی اور اُسے دوبارہ قوت حاصل ہوئی تو اُس کا وبال تم پر پڑے گا اور وہ تمھاری دولت اور عزت کو ضرور نقصان پہونچائیگا اس لئے قبل اس کے کہ وہ ہمیں مٹائے ہم خود اُسے مٹادیں اور قبل اس کے کہ وہ ہماری عزت برباد کرنے پائے ہم اُس کی عزت برباد کر دیں یہہ سمجھ لو کہ تم میں سے جو اسکی مدد کرے گا وہ بعد میں الگ کر دیا جائے گا اور جو اُس کی حفاظت کرے گا وہ خود قتل کر دیا جائے گا۔ اللہ کے یہاں کسی کے لئے چشم پوشی نہیں ہے اور وہ کسی شخص کو جو اُس کے عہد اور پیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑتا۔

اس تقریر کے بعد اس نے اپنی جمعیت کو پل عبور کرنے کا حکم دیا وہ اسے طے کر کے باب الخراسان والی سڑک پر آئے یہاں حربیہ اور باب الشام کے متصلہ چوک والے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ محمد کے رسالوں میں سے کچھ رسالے جنہیں اعراب اور دوسرے لوگ تھے تیزی سے دوڑتے ہوئے حسین بن علی کے مقابل آئے اور اب انہیں نہایت خونریز جنگ دن کے معتدبہ حصہ تک ہوتی رہی حسین نے اپنے سرداروں اور خاص آدمیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اوتر پڑو چنانچہ یہ لوگ گھوڑوں سے اوتر کر تلواریں اور نیزے لئے ہوئے امین کے رسالہ پر بڑھے اور اس پامردی اور جوانمردی سے لڑے کہ آخر کار انکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ باب الخلد کو چھوڑ کر چلدیئے۔

حسین نے ۱۱ رجب ۱۹۶ھ ہجری اتوار کے دن محمد کو خلافت سے برطرف کر دیا اور دوسرے دن دوشنبہ کو صبح سے لیکر شام تک عبداللہ المامون کے لئے بیعت لے لی اس کے بعد منگل کے دن علی الصباح وہ امین کے پاس آیا۔ اس سے پہلے حسین اور امین کی فوجوں میں لڑائی ہونے کے بعد عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے امین پر اچانک دھاوا کر کے اسے قصر الخلد سے نکالا اور اسے قصر ابی جعفر میں لایا اور وہاں نماز ظہر سے پہلے اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد عباس ام جعفر کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ تم اپنے محل سے ابو جعفر کے مدینہ چلو اس نے انکار کیا عباس نے ایک ڈولی منگوائی اور اسے حکم دیا کہ اسمیں بیٹھو نیز اسپر کوڑا اٹھایا اس کے ساتھ بدتہذیبی کی اور سخت کلامی کی وہ مجبوراً اسمیں بیٹھ گئی اب اس نے حکم دیا کہ اسے اٹھایا جائے اور اسطرح وہ بھی اپنے بیٹے اور پوتوں کے ساتھ مدینۂ ابو جعفر میں لے آئی گئی۔

دوسرے دن صبح لوگوں نے حسین بن علی سے اپنی معاش کا مطالبہ کیا اور اس کے لئے ایک دوسرے سے ملکر صلاح اور مشورہ کرنے لگے محمد بن ابی خالد باب الشام میں لوگوں کے سامنے تقریر کرنے لگا اور اس نے کہا حسین بن علی کو ہم پر حکومت کرنے اور ہماری موجودگی میں اس معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے نہ وہ باعتبار اپنی عمر کے ہم سے بڑا ہے نہ باعتبار اپنی شرافت اور مرتبہ کے

ہم سے اعلیٰ اور افضل ہے' ہم میں ایسے لوگ ہیں جو اس دنی حرکت کو پسند نہیں کرتے اور نہ وہ اس چال سے اس کے مطیع بنائے جاسکتے ہیں میں تم میں سب سے پہلے اس کے عہد کو توڑتا ہوں اور اس کے فعل کا انکار اور اسکی برائی کا اظہار کرتا ہوں جو اس باب میں میرا ہم رائے ہو وہ میرے ساتھ آجائے اسد الحربیہ نے کہا اے میری جماعت والو آج کے بعد کل آنے والا ہے۔ تم بہت عرصہ سے سوتے پڑے ہو اس کا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ تم پیچھے رہ گئے اور دوسرے آگے بڑھ گئے۔ دوسرے لوگوں نے محمدؐ کی برطرفی اور قید کی شہرت کمائی ہے تمکو چاہیئے کہ تم انکو رہائی دلانے اور آزاد کرانے کی نیکنامی حاصل کرو اتنے میں انبار کا ایک بڑا مقتدر اور ذی اثر سردار گھوڑے پر سوار وہاں آیا اور اس نے لوگوں کو للکارا ذرا خاموش رہو میری بات سن لو سب خاموش ہو گئے اس نے کہا یہہ بتاؤ کہ تم محمد کی مخالفت پر کیوں آمادہ ہوئے ہو کیا اس نے تمہاری معاش روکدی ہے انھوں نے کہا نہیں اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے کسی امیر یا سردار کا تنزل کیا ہے انھوں نے کہا ہمارے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے کسی عہدیدار کو برطرف کیا ہے انھوں نے کہا اس نے ہرگز ایسا نہیں کیا اس نے پوچھا پھر بتاؤ کہ تم نے کیوں اس کا ساتھ چھوڑا اور اس کے ذلیل کرنے اور قید کرنے میں اس کے دشمن کی کیوں اعانت کی کیا اس بات کو بھول گئے کہ جس قوم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا اللہ نے اس کے قاتل کی تلوار کو اُسی قوم پر مسلط کر دیا ہے اور انکو بھی نہایت ظالمانہ موت مرنا پڑا ہے ابھی اپنے خلیفہ کی حمایت کے لئے چلو اُسے چھڑاؤ اور جو شخص اُسے برطرف یا قتل کرنا چاہے اس سے لڑو۔

اس شیخ کی تقریر کا یہہ اثر ہوا کہ جماعت حربیہ اور اس کے ساتھ بیشتر بازار والے تلواریں علم کئے باقاعدہ فوجی ترتیب اور نظام کے ساتھ حسین بن علی کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اس سے اور اس کی فوج سے آفتاب کے بلند ہونے سے زوال تک نہایت بہادری سے لڑے اور اس کے بہت سے ساتھیو انکو زخمی کر دیا اور حسین بن علی گرفتار کر لیا گیا۔ اسد الحربی

محمد کے پاس پہونچا اُس نے انکی بیڑیاں کاٹ دیں اور انکو دربار خلافت میں
لاکر بٹھایا اُنکی منظر بعض ایسے لوگوں پہ پڑی جو نہ لڑائی کا لباس پہنے تھے اور نہ
فوج کا لباس پہننے تھے نہ اون کے پاس پورے اسلحہ تھے اُن کے متعلق انھوں نے
حکم دیا کہ انکو ہتھیار اور لباس دیا جائے انھوں نے سرکاری ذخیروں سے اپنی
ضرورت کے مطابق اسلحہ لے لئے امین نے اُن سے انعام واکرام کا وعدہ کیا
اور آئیندہ کے لئے بھی توقعات دلائیں اس اجازت کی بناپر عوام الناس نے
بہت سے اسلحہ سوتی تھان اور دوسرا سامان سرکاری ذخائر سے لوٹ لیا۔

حسین انکی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اُس کی بغاوت پر اُسے
ملامت کی اور کہا کیا یہہ واقعہ نہیں ہے کہ میں نے تیرے باپ کو دوسرے تمام امرا پر
ترقی دی اُسے سپہ سالار بنایا جس قدر اس نے مانگا اسنار و پیہ اُسے دیا تمام
خراسانیوں میں تمھاری عزت بڑھادی اور تمھارے علاوہ دوسرے امرائے فوج
کے مقابلہ میں تمھاری منزلت بلند کی اُس نے کہا بے شک جو کچھ آپ بیان
کررہے ہیں یہہ سب بجا اور درست ہے امین نے کہا پھر میں نے کیا برائی
تمھارے ساتھ کی تھی جسکی وجہ سے تم نے مجھ سے بے وفائی کی اور دوسرے لوگونکو اغوا
کرکے مجھسے لڑنے کے لئے میرے اوپر چڑھ آئے اُس نے کہا چونکہ مجھے یقین کامل
تھا کہ امیر المومنین اپنی رحمدلی اور وسعت ظرف سے کام لیکر مجھے معاف کردینگے
اس وجہ سے مجھے یہہ جسارت ہوئی انھوں نے کہا اچھا تو ہم نے معاف کردیا اور ہم
تمکو یہہ بھی اختیار دیتے ہیں کہ اس ہنگامہ میں تمھارے گھر والوں میں سے جو
مارا گیا ہو تم اس کا بدلہ لے لو۔

اس کے بعد امین نے اس کے لئے خلعت منگوایا اور وہ اُسے دیا گیا سواریاں
اُسے دیں اور حکم دیا کہ تم حلوان جاؤ اور وہ رے سے پارہ کا تمام علاقہ تمھاری ولایت
میں دیا جاتا ہے۔

عثمان بن سعید الطائی کہتا ہے کہ حسین سے میرے بہت ہی خاص دوستانہ تعلقات
تھے جب امین اُس سے خوش ہوگئے اور انھوں نے اُس کے عہدہ اور رتبہ پر
اُسے دوبارہ بحال کردیا تو میں مبارکباد دینے کے لئے اُس کے پاس آیا میں نے

اُسے باب الجسر پر کھڑا ہوا پایا میں نے اُسے مبارکباد دی دعا دی اور پھر اُس سے کہا کہ تم کسقدر خوش نصیب ہو کہ تم دو چھاؤنیوں کے سپہ سالار ہوئے اور امیر المومنین کے معتمد علیہ بنے اس سرفرازی پر اور معافی پر تمکو شکر گذار ہونا چاہیئے اور مخلصانہ طریقہ پر اُن کی خدمت کرنا چاہیئے اس کے بعد میں نے اُس سے مزاح اور مذاق کیا اور کچھ اسکی مدح میں شعر پڑھکر سنائے اور اسمیں اُسے ترغیب و تحریص دلائی کہ اب وہ اپنا بدلہ لے اُس پر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر عمر نے مساعدت کی اور مجھے فتح و نصرت حاصل ہوئی تو میں ایسا نہیں کرونگا اُس کے بعد وہ باب الجسر پر ٹھہر گیا اور پھر اپنے چند خدمتگاروں اور موالیوں کے ساتھ بھاگ گیا امین نے فوراً لوگوں میں اس کے تعاقب کی منادی کرا دی اور ایک جماعت سوار ہو کر اُس کو پکڑنے کے لئے دوڑی انھوں نے مسجد کوثر اُسے جا ملا یا جب اُس نے رسالہ کو آتا ہوا دیکھا تو وہ گھوڑے سے اتر پڑا اُس نے اپنے گھوڑے کے پاؤں باندھ دیئے دو رکعت نماز پڑھی احرام باندھا اور اب اُن کے مقابلہ پر آگیا اور خود اُس نے اُس جماعت پر متعدد حملے اس دلیری سے کئے کہ ہر حملہ میں انکو پسپا کیا اور قتل کیا مگر پھر اُس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور حسین گر پڑا لوگوں نے جھپٹ کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امین نے اسے معافی دیکر اپنا وزیر مقرر کر لیا تھا اور اپنی مُہر بھی اس کے سپرد کر دی تھی حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان نصف رجب ۱۹۶ھ ہجری میں مسجد کوثر میں جو بغداد سے ایک فرسخ پر نہر بین کے راستے پر واقع ہے قتل کیا گیا۔ اسی سال کے رجب کی سولہ تاریخ کو جمعہ کے دن امین کی خلافت کے لئے تجدید بیعت ہوئی۔ حسین نے امین کو قصر ابو جعفر میں دو دن قید رکھا جس رات کو حسین مارا گیا اُسی رات فضل بن الربیع بھاگ گیا۔

اس سال ہرثمہ کے آجانے کے بعد طاہر بن الحسین حلوان سے اہواز آیا اور اُس نے امین کے عامل محمد بن یزید المہلبی عامل اہواز کو قتل کر دیا اور اس کے لئے طاہر نے اپنے آگے اہواز کو فوجیں بھیجدی تھیں جنھوں نے اس کے آنے سے پہلے ہی یہہ کارروائی ختم کر دی۔

محمد بن یزید المہلبی کا قتل اور طاہر کا اہواز میں داخلہ

طاہر نے شلاشان میں فروکش ہو کر حسین بن عمر الرستمی کو اہواز روانہ کیا اور اُسے ہدایت کی کہ وہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرے بغیر طلائع کے آگے نہ بڑھے ہمیشہ ایسے محفوظ مقام میں پڑاؤ کرے جہاں اُسکی فوج کو کوئی خطرہ نہ ہو، اُس کے جانیکے بعد طاہر کو اس کے مخبروں نے آکر یہہ اطلاع دی کہ محمد بن یزید المہلبی جواہین کی جانب سے اہواز کا عامل ہے بڑی زبردست جمعیت کے ساتھ ہمارے مقابلہ پر پیشقدمی کر رہا ہے اور اُس کا ارادہ یہہ ہے کہ جند سابور میں آکر اپنا پڑاؤ ڈالے اور چونکہ یہہ مقام اہواز اور جبل کے مابین حد فاصل ہے یہاں ٹھہر کر وہ اہواز کی مدافعت کرے اور جو طاہر کی فوج اہواز کے علاقہ میں داخل ہونا چاہے اُسے روکدے اور اس کے پاس بہت عمدہ ساز و سامان اور فوج ہے۔ طاہر نے اپنے چند سردار ونکو جنمیں محمد بن طالوت، محمد بن العلا، عباس بن بخار اخذاہ، حارث بن ہشام، داؤد بن موسیٰ اور ہادی بن حفص تھے اپنے پاس بلایا اور اُنکو حکم دیا کہ تم بہت تیزی کے ساتھ اہواز چلے جاؤ اور یہہ کوشش کرنا کہ تمہارا ہراول دستہ حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ فوج سے اتصال قایم کرے تاکہ اگر اُسے امداد کی ضرورت ہو تو تم اس کی مدد کر سکو اور اگر کسی فوج سے اس کا مقابلہ ہو جائے تو تم اُس کی پشت پناہ رہو۔

طاہر نے ان سب جمعیتوں کو روانہ کر دیا مگر اہواز کے سامنے پہنچنے تک اثنائے راہ میں انکو کوئی نہ ملا۔

دوسری طرف محمد بن یزید کو ان فوجونکی پیشقدمی کا علم ہوا اُس نے اپنی فوج کا معاینہ کیا جو اُنمیں ضعیف تھے انکو قوی کیا پیادونکو گھوڑوں پر سوار کیا اور اب بڑھکر سوق عسکر مکرم پر اُس نے اپنا پڑاؤ ڈالا آبادی اور پانی کو اُس نے

اپنے پیچھے رکھا۔ طاہر کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں محمد بن یزید قبل از قبل اُنکی فوج کو نہ آلے اس نے قریش بن شبل کو اُنکی مدد کیلئے بھیجا اور اب خود وہ بھی اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو کر اُن کے قریب ہی آگیا اور اُس نے حسن بن علی المامونی کو اپنے آگے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم قریش بن شبل اور حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ یہ سب فوجیں بڑھتی ہوئی عسکر مکرم پر محمد بن یزید کے نزدیک آگئیں اُس نے اپنی فوج سے پوچھا کیا رائے ہے آیا میں دشمن سے جنگ کو ٹالتا رہوں یا فوراً ایک فیصلہ کن لڑائی لڑ لوں چاہے مجھے کامیابی ہو یا میرے خلاف جنگ کا فیصلہ ہو بخدا میں خود یہہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ اہواز واپس جاؤں اور وہاں قلعہ بند ہو کر طاہر سے عرصہ تک لڑتا رہوں اور بصرہ سے مدد طلب کروں اُس کے ہمراہی سرداروں میں سے ایک نے کہا کہ بہتر یہہ ہے کہ آپ اہواز واپس چلیں وہاں جبری طور پر فوج بھرتی کریں اور جس پر آپ کا قابو چلے اُسے اور اپنی قوم میں سے جو آپ کے ساتھ آخر دم تک لڑنے کے لئے آمادہ ہوں اُنکو جنگ کے لئے آمادہ اور مستعد کریں۔ محمد نے اس مشورہ کو قبول کیا خود اس کی قوم والوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور اب وہ وہاں سے پلٹ کر سوق اہواز میں آرہا۔ طاہر نے قریش بن شبل کو حکم دیا کہ تم اس کا اسطرح تعاقب کرو کہ قبل اس کے کہ وہ سوق اہواز میں قلعہ بند ہو سکے تم اُسے جا لو۔ نیز اُس نے حسن بن علی المامونی اور حسین بن عمر الرستمی کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی قریش کے پیچھے ہی علی کھڑے ہوں تاکہ اگر اُسے انکی امداد کی حاجت پیش آئے تو وہ اس کی مدد کر سکیں۔

قریش بن شبل محمد کے تعاقب میں روانہ ہو گیا جس قریہ سے محمد رخت سفر اُٹھاتا قریش وہاں پہونچکر پڑاؤ کرتا اسی طرح طے منازل کرتے ہوئے سوق اہواز آپہنچے مگر محمد بن یزید شہر میں اپنے حریف سے پہلے جا پہونچا اُس نے شہر کی آبادی کو اپنے پیچھے رکھا اپنی فوج کو جنگ کے لئے مرتب کیا اور اب اس نے دشمن سے لڑائی کی ٹھان لی روپیہ طلب کیا اسے اپنے سامنے ڈھیر کرا دیا اور اپنی فوج والوں سے کہا جسے انعام اور ترقی لینا ہو وہ آج اپنی کارگزاری

مجھے بتائیے۔ سامنے سے قریش بھی بڑھتا ہوا اُس کے بالکل قریب جا پہونچا اُس نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ تم آگے بڑھکر حملہ نہ کرو بلکہ چپ چاپ آرام سے اپنی جگہ ٹھیرے رہو میں چاہتا ہوں کہ پوری مستعدی کے ساتھ تم اسوقت لڑو جبکہ تم آرام لیکر تازہ دم ہو چکے ہو اور اسوقت تم پورے نشاط اور قوت کے ساتھ دشمن سے لڑنا چنانچہ اُس کے ہر ایک سپاہی نے اپنے سامنے حسب مقدور بہت سے پتھر جمع کر لئے اور جب تک محمد بن یزید میدان طے کر کے اُن تک پہونچے انھوں نے پتھروں اور تیروں سے اُس کے بے شمار آدمیوں کو مضروب اور مجروح کر دیا۔ محمد بن یزید کی فوج کا ایک دستہ ان تمام موانع کو ہٹاتا ہوا دشمن پر حملہ آور ہوا قریش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں سے اُتر کر انکی طرف بڑھے اور اسی طرح لڑے حسب الحکم انھوں نے اُتر کر اُنکو روکا اور اس جوانمردی اور استقلال سے انکا مقابلہ کیا کہ حملہ آور پلٹ گئے اور اب دونوں حریف حملے اور جوابی حملے کرنے لگے محمد بن یزید نے اپنے اُن چند موالیوں کی طرف مڑ کر دیکھا جو اس کے ساتھ تھے اور پوچھا کیا رائے ہے اُنھوں نے کہا کس معاملہ میں اُس نے کہا میں اپنے ساتھیوں کو پسپا ہوتا دیکھ رہا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ یہہ میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جائینگے مجھے اب انکی واپسی کی امید نہیں ہے میں نے تو یہہ عزم کر لیا ہے کہ میدان میں اُتر پڑوں اور خود آخر دم تک لڑوں جو اللہ چاہیگا وہ ہو جائیگا جو تم میں سے جانا چاہے وہ بخوشی چلا جائے کیونکہ میں تمھاری بقا کو تمھاری ہلاکت پر کہیں زیادہ ترجیح دیتا ہوں انھوں نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری نمک حرامی ہوگی آپ نے ہمیں آزاد کیا ذلت کے بدلے عزت دی غربت کے بدلے دولت دی اور اب اس وقت ہم اور آپ کا ساتھ چھوڑیں یہہ کبھی نہ ہوگا بلکہ ہم آپ کے آگے بڑھتے ہیں اور آپ کی رکاب کے نیچے اپنی جانیں دیتے ہیں آپ کے بعد اس دنیا اور زندگی پر لعنت ہے، یہہ ارادہ کر کے وہ سب کے سب گھوڑوں سے اُتر گئے انھوں نے اپنے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور قریش کی فوج پر نہایت ہی سخت حملہ کیا اور اُنمیں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو پتھروں سے کچل ڈالا۔ اِسی اثناء میں طاہر کا ایک سپاہی کسی طرح

محمد بن یزید تک جا پہونچا اس نے نیزہ کے ایک وار سے اُسے زمین پر گرا دیا اُس کے گرتے ہی دوسروں نے لپک کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا ایک بصری نے اسکا مرثیہ لکھا۔

ہیثم بن عدی کہتا ہے کہ جب ابن ابی عیینہ طاہر کے پاس آیا اور اس نے اُسے اپنا یہ قصیدہ سنایا۔ من انسته البلاد و لم یرم۔ منہا و من اوحشته لم یقم (جس سے تمام علاقے مانوس ہوں وہ وہاں سے نہیں بھاگتا اور جس سے وہ متوحش ہوں وہ وہاں قیام نہیں کرتا) اور سناتے سناتے اس شعر پر پہونچا۔

ما ساءظنی الا لواحدة۔ فی الصدر محصورة عن الکلم۔ (میری تمام امیدیں صحیح ثابت ہوئیں البتہ صرف ایک بات ایسی ہے جو میرے دل میں ہے اور اُسے میں زبان سے ادا نہیں کرسکتا۔ طاہر مسکرایا اور کہنے لگا بخدا اُس بات کا مجھے بھی اوسیقدر رنج والم ہے جسقدر تمکو ہے اور جو کچھ ہوا اُسے میں خود پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہر حال پورا ہوتا ہے نیز خلافت کے استحکام اور ہماری مخلصانہ طاعت کا یہ اقتضا ہے کہ اپنوں سے حسن سلوک کریں اور بیگانوں کو جدا کردیں، راوی کہتا ہے کہ اب میں سمجھا کہ اس گفتگو سے محمد بن یزید بن حاتم مراد ہے۔

عمر بن اسد کہتا ہے کہ محمد کو قتل کر کے طاہر اہواز میں فروکش ہوگیا اُس کے تمام علاقے میں اُس نے اپنے عامل بھیجدیئے، یمامہ، بحرین اور عمان کے علاقے پر اہواز سے لیکر بصرہ کی سرحد تک پر اپنا والی مقرر کر دیا پھر وہ خود خشکی کے راستے واسط کی طرف بڑھا یہاں اسوقت سندی بن یحیی الحرشی اور خزیمہ بن خازم کا خلیفہ ہیثم مقیم تھے۔ طاہر کی پیشقدمی کی شہرت ہوتے ہی اُس کے سامنے جسقدر جنگی چوکیاں اور عمال تھے وہ ایک ایک کر کے اپنے مستقر کو چھوڑ کر بھاگ گئے، جب طاہر اُن کے قریب پہونچتا وہ اپنا مقام چھوڑ کر بھاگ جاتے اسی طرح بلا مزاحمت وہ واسط کے قریب پہونچگیا۔ سندی بن یحیی اور ہیثم بن شعبہ نے اپنی اپنی جمعیتوں کو جمع ہونے کا حکم دیا وہ اُن دونوں کے پاس اکٹھا ہوگئیں اور دونوں نے لڑنے کی ٹھانی ہیثم نے اپنے مہتم سواری کو حکم دیا کہ

اس کے لئے اُس کے گھوڑے پر زین تیار کی جائے مہتمم نے ایک گھوڑا اُس کے قریب کر دیا وہ اپنے دامن کو برابر کرتا ہوا بڑھا اتنے میں کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے مہتمم سواری نے دیکھا کہ اسکا رنگ متغیر ہوگیا ہے اور پریشانی کے آثار اسکے چہرہ پر نمایاں ہیں اُس نے کہا اگر آپ بھاگنا چاہتے ہیں تو شوق سے بھاگ جائیے یہ جانور نہایت تیز رو اور رہوار دم ہے وہ ہنسا اور کہنے لگا مناسب ہے بھاگنے والے گھوڑے کو میرے قریب لاؤ ہمارا مقابلہ طاہر سے ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اُس کے مقابلہ سے بھاگنا کچھ عار نہیں ہے اور اب سندی اور وہ دونوں واسط کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

طاہر واسط میں داخل ہوگیا اُسے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ ہیثم اور سندی فم الصلح پر پہلے پہونچ جائیں اور وہاں قلعہ بند ہو بیٹھیں اُس نے محمد بن طالوت کو حکم دیا کہ تم فوراً جاؤ اور اُن سے پہلے فم الصلح پہونچکر اُسپر قبضہ کر لو اور اگر وہ وہاں آنا چاہیں تو روکدو اُس نے اپنے ایک دوسرے سردار احمد بن المہلب کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اُس وقت عباس بن موسی الہادی کوفہ کا والی تھا جب اُسے احمد کی آمد کی اطلاح ملی اُس نے امین سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیا اور طاہر کو لکھ بھیجا کہ میں نے مامون کے لئے بیعت کرلی ہے اور میں آپکا مطیع ہوں' طاہر کے رسالہ نے نیل کے دہانے پر منزل کی اب واسط اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ طاہر کے قبضہ میں آگیا' منصور بن مہدی نے بھی جو امین کا بصرہ پر عامل تھا طاہر کی اطاعت قبول کر لی طاہر اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوکر طرنایا آیا یہاں وہ دو دن ٹھرا مگر یہاں اُسے کوئی ایسا مناسب موقع نظر نہ آیا جہاں وہ اپنا پڑاؤ ڈالتا اِس وجہ سے اُس نے یہاں ایک پل بنوایا اور خندق بنائی اور عمال کو اُنکے تقرر کے احکام لکھکر ارسال کئے۔ منصور بن المہدی نے بصرہ میں اور عباس بن موسی الہادی نے کوفہ میں اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے موصل میں مامون کے لئے بیعت لے لی اور رجب سنہ ۱۹۶ ہجری میں امین کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ طاہر کی آمد کے وقت کوفہ پر امین کی طرف سے فضل بن

عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ والی تھا جب مذکور الصدر لوگوں نے طاہر کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کے مطیع ہیں ہم نے امین سے قطع تعلق کرکے مامون کے لئے بیعت لے لی ہے تو اس نے ان سب لوگوں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا طاہر نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی الہاشمی کو مکہ اور مدینے کا والی مقرر کیا یزید بن جریر البجلی کو یمن کا والی مقرر کیا اور اس نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ بھیجا۔ اس سال طاہر نے امین کی فوجوں سے مداین لے لیا پھر وہاں سے صرصر چلا اور پل باندھ کر صرصر چلا گیا۔

طاہر کا قبضہ مدائن پر اور صرصر پر اسکی پیش قدمی

جب طاہر نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ روانہ کیا اور امین کو اپنے عامل کوفہ کی نمک حرامی بغاوت اور مامون کی بیعت کر لینے کا حال معلوم ہوا انھوں نے محمد بن سلیمان سپہ سالار اور محمد بن حماد البربری کو دشمن کے مقابلے پر بھیجا اور حکم دیا کہ تم دونوں حارث اور داؤد پر قصر میں شب خون مارنا ان سے لوگوں نے کہا کہ اگر اس غرض کے لئے تم نے شاہراہ اختیار کی تو تمہاری پیش قدمی کا حال ان سے چھپ نہیں سکتا وہ ہوشیار ہو جائیں گے البتہ مناسب یہ ہے کہ تم مختصر راستے سے فم الجامع پہنچ جاؤ یہ مقام ایسا ہے کہ وہاں ہاٹ ہے اور چھاونی بھی ہے وہاں پہنچکر فروکش ہو جانا اور چونکہ وہاں سے تم ان دونوں سے قریب ہو جاؤ گے اس لئے اگر تم چاہو گے تو وہاں سے بآسانی تم ان پر شبخون مار سکتے ہو اس مشورہ کے مطابق انھوں نے یاسریہ کی پیدل فوج کو فم الجامع روانہ کیا مگر حارث اور داؤد کو بھی ان کے اس ارادے کی خبر ہو گئی وہ دونوں تو سرف رسالہ کے ساتھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور پیدل سپاہ کے لانے کا بھی انتظام کر گئے اور ایک کشتی کے ذریعہ کہرے مقام سے دریا کو عبور کرکے دشمن کے قریب جو دریا کے پہلو میں پڑا ہوا تھا جا پہنچے اور آتے ہی ان پر نہایت شدید

حملہ کر دیا۔ طاہر نے محمد بن زیاد اور نصیر بن الخطاب کو حارث اور داؤد کی مدد کے لئے بھیجدیا اب یہ سب فوجیں جامع میں جمع ہوگئیں اور یہاں سے وہ محمد بن سلیمان اور محمد بن حمّاد کی طرف بڑھیں نہر درقیط اور جامع کے درمیان ان کا آمنا سامنا ہوا اور نہایت ہی شدید جنگ ہوئی جس میں اہل بغداد کو شکست ہوئی محمد بن سلیمان میدان جنگ سے بھاگ کر قریۂ شاہی آیا اس نے فرات کو عبور کیا اور خشکی کے راستے سے انبار چلا گیا اور محمد بن حمّاد بغداد چلا گیا۔

محمد بن حمّاد کے بغداد واپس آنے کے بعد امین نے فضل بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی کو کوفہ کا والی مقرر کر کے کوفہ بھیجا ابو السلاسل۔ ایاس الحرابی اور جمہور البخاری کو اس کے ساتھ کیا اور فضل کو تیز رفتاری کی ہدایت کی۔ فضل کوفے روانہ ہوا اس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا تھا اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور فضل گر پڑا اس نے فوراً وہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا اور اس واقعے کو اس نے برا شگون سمجھا کہنے لگا اے اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو اس راستے میں مجھے برکت دینا۔

طاہر کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی اس نے اس کے مقابلہ کے لئے محمد بن العلا کو روانہ کیا اور حارث اور داؤد کو اس کی اطاعت کا حکم دیا اعرابیوں کے ایک قریہ میں محمد اور فضل کا مقابلہ ہو گیا فضل نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میں طاہر کا مطیع و منقاد ہوں اور یہاں محض امین کو دکھانے اور اسے دھوکہ دینے کے لئے آگیا ہوں تم میری مزاحمت نہ کرو مجھے جانے دو تاکہ میں طاہر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، محمد نے کہا میں تمھارے مطلب کو نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو میں نہ تمھاری بات کو قبول کرتا ہوں نہ اسے رد کرتا ہوں اگر تمھارا ارادہ یہ ہے کہ تم امیر طاہر پر جا کر حملہ کرو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ اور سیدھے سیدھے اپنے گھر کا راستہ لو۔

وہ پلٹ گیا مگر محمد نے اپنی فوج سے کہدیا کہ اس شخص سے احتیاط کرو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہمارے ساتھ مکر و دغا کرے گا اس گفتگو کے تھوڑی دیر کے بعد اس نے حملہ کے لئے تکبیر کہی کیونکہ اسے تو یہ خیال تھا کہ محمد بن العلاء

اس کی طرف سے بالکل بے خوف وخطر مطمئن ہو گا مگر جب وہ جنگ کیلئے بڑھا تو اس نے محمد بن العلا کو پہلے ہی سے ہر بات کے لئے پوری طرح مستعد اور آمادہ پایا جنگ شروع ہو گئی اور اس قدر سخت ہوئی جسقدر ممکن تھی فضل کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی جس کی وجہ سے وہ گر پڑا مگر ابو السلاسل اسے دشمن کے حملہ سے اس وقت تک بچاتا رہا جب تک کہ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر نہ سوار ہو گیا اس کی اس مدافعت پر فضل نے کہا کہ میں تمھاری اس کارگزاری کو امیر المومنین سے بیان کروں گا۔

محمد بن العلا کی فوجوں نے فضل کی فوج پر عام حملہ کر دیا اور مار بھگایا کوثیٰ تک وہ ان کو قتل کرتے ہوئے چلے گئے اس واقعہ میں اسمٰعیل بن محمد القرشی اور جمہور النجاری قید کر لئے گئے اب طاہر نے مدائن کا رخ کیا یہاں امین کی باقاعدہ فوج کا زبردست رسالہ برمکی کی قیادت میں موجود تھا۔ یہاں برمکی قلعہ بند ہو کر مدافعت کے لئے تیار تھا امین کے پاس سے روزانہ اسے کمک اور خلعت وانعام مل رہا تھا، جب طاہر مدائن کے قریب صرف دو فرسخ فاصلہ پر رہ گیا تو گھوڑے سے اتر کر اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور بہت دیر تک تسبیح پڑھتا رہا اور پھر دعا مانگی کہ خداوندا تو اس وقت اسی طرح میری مدد کر جس طرح تو نے جنگ مدائن میں مسلمانوں کی مدد کی تھی، یہاں سے اس نے حسن بن علی المامونی، قریش بن شبل اور ہادی بن حفص کو اپنے مقدمہ پر روانہ کیا اور خود بھی چلا۔ جب برمکی نے اس کے نقاروں کی آواز سنی تو اپنے گھوڑوں پر زینیں کسیں اور اب جنگ کے لئے ترتیب قائم کرنے لگا جو آگے بڑے ہوئے تھے ان کو پیچھے بلا لیا خود برمکی صفیں برابر کرنے لگا مگر بے قاعدگی کا یہ حال تھا کہ ابھی وہ ایک صف درست کرتا، اور اسی وقت وہ درہم برہم ہو جاتی فوج کی اس بے قاعدگی کی وجہ سے وہ اس کا انتظام نہ کر سکا اور پریشان ہو کر کہنے لگا خداوندا میں فوج کی اس بزدلی اور نکمے پن سے تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے ساقۂ فوج کے افسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھاگنے کے لئے راستہ چھوڑ دو اس فوج سے بھلا کیا ہو گا چنانچہ بغیر لڑائی کے تمام فوج نہایت سراسیمگی میں

کہ ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا بغداد کی طرف بھاگی۔
طاہر نے مدائن پر قبضہ کرلیا اور یہاں سے اس نے قریش بن شبل اور عباس بن بخارا خذاہ کو درزیجان روانہ کیا احمد بن سعید الحرشی اور نصر بن منصور بن نصر بن مالک نہر دیالے پر چھاونی ڈالے پڑے تھے انھوں نے بربکی کی فوج کو بغداد کی طرف جانے سے روکا۔ اب طاہر خود بڑھ کر درزیجان آن دونوں کے سامنے آیا اور اپنی پیدل سپاہ ان سے لڑنے کے لئے آگے بڑھائی مگر معمولی سی جھڑپ کے بعد ہی ان کی فوجیں میدان سے بھاگ گئیں طاہر بائیں سمت سے نہر صرصر آیا اس پر اس نے پل باندھا اور وہیں اتر پڑا۔
اس سال داؤد بن عیسیٰ امین کے عامل مکہ اور مدینہ نے اس سے اپنی برات کر کے مامون کے لئے خود بھی بیعت کی اور تمام دوسرے لوگوں سے بھی اس کے لئے بیعت لے لی اور اس کی اطلاع طاہر اور مامون کو لکھ بھیجی اس کام کو ختم کر کے وہ خود مامون کی خدمت میں روانہ ہوا۔

مامون کے لئے حرمین میں بیعت

جب امین خلیفہ ہوئے انھوں نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کو مکے اور مدینے بھیجا انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد المخزومی کو جو رشید کی جانب سے مکے کا عامل تھا برطرف کردیا رشید کے زمانے میں اسے حجاز میں شرعی انتظامی اور عدالتی تمام اختیارات حاصل تھے امین نے داؤد کو عامل مقرر کر کے اسے ولایت سے تو علیحدہ کردیا مگر قضا اسی کے پاس رہنے دی داؤد نے اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا اور ۱۹۳ھ ۱۹۴ھ اور ۱۹۵ھ ہجری میں اسی کی امارت میں حج ہوا مگر جب ۱۹۶ھ ہجری آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عبداللہ المامون نے اپنے بھائی سے قطع تعلق کرلیا ہے اور طاہر نے امین کے سپہ سالاروں کی بری طرح

شکستیں دی ہیں، اس سے پہلے امین نے داؤد بن عیسیٰ کو لکھا تھا کہ تم عبداللہ المامون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے میرے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت کرلو امین نے وہ دونوں معاہدے بھی جن کو رشید نے مرتب کر کے کعبہ میں لٹکا دیا تھا اپنا آدمی بھیجکر منگوا لئے تھے اور اپنے قبضے میں کر لئے تھے امین کی ان حرکتوں کی وجہ سے داؤد نے کعبہ کے تمام حاجیوں کو، قریشیوں اور فقہاء اور ان لوگوں کو جن کے سامنے وہ دونوں معاہدے لکھے گئے اور ان پر ان کی شہادتیں ہوئی تھیں جن میں خود داؤد بھی تھا جمع کیا اور ان سے کہا کہ آپ سب اس عہد و میثاق سے اچھی طرح واقف ہیں جو رشید نے بیت اللہ الحرام میں اپنے دونوں بیٹوں کے لئے بیعت لیتے وقت لیا ہے کہ ہم سے یہ اقرار لیا گیا ہے کہ ہم ان دونوں میں جو مظلوم ہو ظالم کے مقابلہ میں اسکا ساتھ دیں جس پر زیادتی کی گئی ہو اس کا زیادتی کرنے والوں کے مقابلہ میں ساتھ دیں جس کے ساتھ بد عہدی کی گئی ہو اس کا بد عہدی کرنے والے کے مقابلہ میں ساتھ دیں اب ہمیں اور آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ امین نے اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ المامون اور قاسم المؤتمن کے ساتھ ظلم زیادتی اور بد عہدی کی ابتدا کی ہے اور ان دونوں کو ولایت عہد سے برطرف کر کے اپنے بالکل شیر خوار بچے کے لئے بیعت لی ہے اور نہایت ہی مجرمانہ طریقہ پر رشید کے دونوں عہد ناموں کو کعبہ سے منگوا کر جلا ڈالا ہے میں غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میں نے اس کا اب عزم کر لیا ہے کہ امین کی خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے عبداللہ المامون کی خلافت کے لئے کیونکہ ان پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے بیعت کر لوں۔

اہل مکہ نے اس سے کہا کہ ہم اس رائے میں بالکل آپ کے ساتھ ہیں اور ہم بھی امین سے برأت کرتے ہیں داؤد نے ان سے کہا کہ ظہر کی نماز میں اس معاملہ پر میں آپ سے گفتگو کروں گا، اس لئے مکے کے تمام گلی کوچوں میں اپنا نقیب بھیجدیا کہ وہ لوگوں کو نماز ظہر میں شرکت کے لئے کہہ آئے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ بروز پنجشنبہ داؤد اپنے قصر سے حرم آیا اور اس نے

نماز ظہر پڑھائی اس کے بعد رکن اور مقام کے درمیان اس کے لئے ایک منبر رکھا گیا وہ اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور تمام عمائد اور اشراف کو اس نے اپنے قریب بلا لیا داؤد خوش بیان اور بلند آواز مقرر تھا جب سب جمع ہو گئے تو اب اس نے یہ تقریر کی۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے سزاوار ہیں جو تمام سرزمین کا مالک ہے جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ہر قسم کی بھلائی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے اور غالب اور دانا ہے، میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے اپنی شریعت دیکر دنیا میں مبعوث کیا ان پر انبیا کی بعثت کو ختم کر دیا ان کو تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنایا اللہ کی سلامتی اور رحمت ان پر ہمیشہ کے لئے نازل ہو، اما بعد اے اہل مکہ تم ہی خلافت کی اصل ہو اور فرع بھی تمہارا ہی خاندان اور قبیلہ خاندان اور قبیلہ ہے تم ہی خلافت میں برابر کے شریک ہو اللہ نے اپنے رسول کو تمہارے شہر میں مبعوث کیا تمام مسلمان تمہارے قبیلے کی طرف رخ کرتے ہیں تم اس عہد سے بخوبی واقف ہو جو ہارون الرشید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں کے لئے بیعت لیتے وقت خود تمہارے سامنے تم سے لیا ہے کہ تم ان دونوں میں جو مظلوم ہو اس کی ظالم کے مقابلے میں مدد کرو گے اور جس پر زیادتی کی گئی ہو گی یا جس کے ساتھ بدعہدی کی جائے گی زیادتی اور بدعہدی کرنے والے کے مقابلے میں مدد کرو گے اب ہم کو اور تم کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ محمد بن ہارون نے ظلم و زیادتی اور بدعہدی کی ابتدا کی ہے اور ان شرائط کی صریحی خلاف ورزی کی ہے جن کا ایفا خود اس نے اسی بیت اللہ الحرام میں اپنے ذمے ضروری قرار دیا تھا اس بنا پر اب میرے اور آپ کے لئے قانونی طور پر

یہ بات جائز ہو گئی ہے کہ ہم اسے خلافت سے معزول کر دیں اور اس کے بجائے اسے خلیفہ بنالیں جس پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے آگاہ رہو کہ میں تمہارے سامنے محمد بن ہارون کو اس طرح خلافت سے علیحدہ کرتا ہوں جس طرح میں اپنی اس ٹوپی کو سر سے اتار کر پھینک دیتا ہوں چنانچہ اس نے اپنی ٹوپی سر سے اتار کر اپنے ایک خدمت گار کو جو اس کے قریب ہی منبر کے نیچے کھڑا ہوا تھا دیدی یہ سرخ کشیدے کے کام کی تھی اب اسے ایک سیاہ ہاشمیہ ٹوپی لا کر دی گئی جسے اس نے پہن لیا اس کے بعد اس نے کہا میں نے تو عبداللہ المامون امیر المومنین کی خلافت کے لئے بیعت کر لی ہے اب آپ حضرات بھی کھڑے ہوں اور اپنے خلیفہ کے لئے بیعت کریں'۔

عمائد کی ایک جماعت ایک ایک کر کے منبر کے قریب اس کے پاس آئی اور اس نے باری باری اس کے ہاتھ پر عبداللہ المامون کی خلافت اور امین کی علیحدگی پر بیعت کی اس کے بعد داؤد منبر سے اُتر آیا اب نماز عصر کا وقت آگیا اسی نے نماز پڑھائی اور پھر وہ مسجد کے ایک سمت میں بیعت لینے کیلئے بیٹھ گیا لوگ جوق جوق آکر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے وہ ان کو بیعت نامہ پڑھ کر سنا دیتا تھا اور وہ اس کے ہاتھ کا مصافحہ کرتے تھے چند روز تک اس نے اسی طرح بیعت لی۔

اس نے سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ کو جو اس کی طرف سے مدینہ کا نائب تھا حکم بھیجا کہ تم اہل مدینہ سے بھی اسی طرح امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کے لئے بیعت لو جس طرح میں نے اہل مکہ سے لی ہے مکے کے قیام ہی میں اسے مدینے سے جواب آگیا کہ اس کے حسب منشا سب معاملہ سرانجام ہو گیا اس جواب کے موصول ہوتے ہی وہ فوراً اپنے چند بیٹوں کو لیکر مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بصرے کی راہ مرو روانہ ہوا بصرے سے فارس اور کرمان ہوتا ہوا مامون کے پاس مرو پہنچا اور جس طرح اس نے ان کی بیعت لی اور امین کو علیحدہ کیا اور اہل حرمین نے جس خوشی کے ساتھ اس سب کارروائی کو قبول کیا وہ تمام کیفیت مامون سے بیان کی اس سے مامون بہت خوش ہوئے

اور سب سے پہلے اہل حرمین کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لینے کو انھوں نے اپنے لئے بہت ہی باعث یمن و برکت سمجھا ان کو ایک لطف آمیز خط لکھا جس میں ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور ان کو توقعات دلائیں اور حکم دیا کہ داؤد کے لئے مکے اور مدینے کی ولایت کا فرمان تقرر لکھا جائے امامت مظالم کی سماعت اور خراج کی وصول یابی بھی اسی کے متعلق رہے نیز حرمین کے علاوہ علک کی ولایت بھی اسی کے تفویض کی جائے اس کے لئے تین نشان اسے دئے اور والی رے کو حکم لکھا کہ پانچ لاکھ درہم بطور مدد کے اسے دیدیے جائیں ان احکام کو لیکر داؤد بن عیسیٰ تیزی کے ساتھ تاکہ وہ حج میں شریک ہو سکے جس کا زمانہ قریب تھا مرو سے حجاز روانہ ہوا اس سفر میں اس کا بھتیجا عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس رض بھی ساتھ تھا مامون نے اس کو اس سال کے لیئے امیر حج مقرر کیا تھا وہ اور اس کا چچا داؤد خراسان سے روانہ ہو کر طاہر بن الحسین کے پاس بغداد ٹھہرے طاہر نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی ان کی کارگزاریوں کو خوب سراہا اور ان کے ساتھ یزید بن جریر بن یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو جسے طاہر نے یمن کا والی مقرر کیا تھا بھیجا اس کے ساتھ رسالے کی ایک بڑی جمعیت ساتھ کی اس یزید نے ان سے اس بات کا ذمہ کیا تھا کہ میں اپنی قوم اور خاندان والوں کو جن میں یمن کے رؤسا اور اشراف ہیں امین کی علٰحدگی اور مامون کی خلافت کے لئے اپنا ہم خیال بنالوں گا، بغداد سے چل کر یہ سب مکے آئے ان کو حج مل گیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں حج ہو گیا۔

حج سے واپسی میں عباس طاہر کے پاس جس نے اس وقت امین کا محاصرہ کر رکھا تھا چلا آیا، داؤد بن عیسیٰ حرمین میں اپنے کام پر ٹھہر گیا اور یزید یمن آیا یہاں اس نے اہل یمن کو امین کی علٰحدگی اور مامون کی خلافت کو تسلیم کرنے کی دعوت دی اور طاہر بن الحسین کا ایک خط بھی جو ان کے نام تھا اور جس میں ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا وعدہ اور مامون کی طاعت کے لئے ترغیب دی گئی تھی اور مامون کے اس عادلانہ طرز عمل کا

بیان تھا جو انھوں نے اپنی رعایا کے لئے اختیار کیا تھا پڑھ کر سنایا اہل یمن نے اس دعوت کو بخوشی قبول کرکے مامون کے لئے بیعت کرلی اور امین کو خلافت سے علٰحدہ کردیا یزید بن جریر بن یزید نے ان کے ساتھ بہت ہی نیک طرزِ عمل اختیار کیا اور بہت ہی عدل و انصاف سے حکومت کرنے لگا اور ان کی بیعت کی اطلاع مامون اور طاہر کو لکھ بھیجی۔

اس سال کے ماہ رجب اور شعبان میں امین نے تقریباً چار سو نشان بہت سے فوجی سرداروں کو باندھ کردئے اور ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیرالامرا مقرر کیا اور ان کو ہرثمہ بن اعین کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا یہ چلے اور ماہ رمضان میں نہروان سے چند میل کے فاصلہ پر مقام جلتا میں ان کا ہرثمہ سے مقابلہ ہوا جنگ ہوئی ہرثمہ نے ان کو مار بھگایا اور علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک گرفتار ہوا ہرثمہ نے اسے مامون کی خدمت میں بھیجدیا اور خود دوہ دھاوا کرکے نہروان پر قابض ہوگیا

اس سال ایک بڑی جماعت نے طاہر کا ساتھ چھوڑ کر امین کے پاس پناہ لی اور فوج طاہر سے باغی ہوگئی امین نے اس جماعت میں بہت سا روپیہ تقسیم کیا ان میں جو معمولی سپاہی تھے ان کو افسر بنادیا اور ان کی داڑھیوں کو غالیہ لگایا اسی وجہ سے یہ لوگ قواد الغالیہ مشہور ہوئے۔

فوج کی طاہر سے بغاوت

(٭)

یزید بن الحارث نے بیان کیا ہے کہ نہر صرصر آکر طاہر نے وہیں اپنا پڑاؤ ڈالا اور امین اور اہل بغداد کے مقابلے میں اب اس نے زیادہ چستی و چالاکی سے کام لینا شروع کیا جو فوج اس سے لڑنے آئی اسے اس نے شکست دی مگر امین کی داد و دہش کا طاہر کی فوج پر اس قدر دباؤ پڑا کہ پانچ ہزار خراسانی اور دوسرے طاہر کی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلے گئے قدرتی طور پر

امین اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے انھوں نے ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور عمدہ توقعات دلائیں اور ان سب کے نام اَسّی پانے والوں میں لکھ لئے چند ماہ اسی طرح گزرے، امین نے حربیہ اور دوسرے لوگوں کی ایک جماعت کو جنھوں نے خود اپنے کو اس کے لئے پیش کیا اور خواہش کی فوجی عہدے دئے اور ایک نشان دیکر انھیں دسکرۃ الملک اور نہروان بھیجدیا اور حبیب بن جہم النمری الاعرابی کو اس کی جمعیت کے ساتھ انکا سپہ سالار مقرر کرکے بعد میں روانہ کیا مگر فریقین میں کچھ زیادہ لڑائیاں نہ ہوئیں امین نے بغداد کے بعض فوجی اُمرا کو لڑائی کے لئے مدعو کیا اور اس کو یاسریۃ کو ثربیہ اور سفیانین بھیجا ان کو خوراک بھیجی معاش دی اور ان کو ان لوگوں کے بچاؤ کے لئے جو ان کے عقب میں تھے بطور آڑ کے متعین کردیا۔ انھوں نے اپنے بہت سے جاسوس طاہر کی فوج میں بھیجدئے اور اس کی فوج کے سرداروں کے نام خفیہ خطوط لکھے جن میں ان کو بہت کچھ لالچ اور ترغیب دی، وہ سردار طاہر سے بگڑ گئے اور ان میں سے اکثر امین کی پاس آگئے ان کے ہر دس آدمیوں کے ساتھ ایک طبل تھا جس کی آواز سے انھوں نے تہلکہ برپا کردیا ہتھیاروں کی چمک دکھاتے ہوئے اور گھوڑوں کو اُڑاتے ہوئے یہ لوگ طاہر کے مقابلہ کے لئے نہر صرصر پہ نمودار ہوئے، طاہر نے اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کیا ہر دستے کے پاس آکر کہا کہ تم اپنے مقابل کی کثرت سے مرعوب نہ ہونا اور اس بات کی ہرگز پروا نہ کرنا کہ انھوں نے امین کی امان حاصل کرلی ہے ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا کامیابی اور فتح خلوص اور ثابت قدمی سے حاصل ہوا کرتی ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چھوٹی جماعت ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے اور بے شک اللہ ان کا ساتھ دیتا ہے جو ثابت قدم ہوتے ہیں، اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا وہ بڑھی اور کچھ دیر تک تلوار چلنے لگی مگر پھر اللہ نے بغداد والوں کو ذلیل کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگے انھوں نے اپنی فوج کی قیام گاہ بھی خالی کردی طاہر کی فوج نے ان کی فرودگاہ کو

اور اس میں جسقدر ہتھیار اور روپیہ تھا لوٹ لیا امین کو اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اونھوں نے عطا کے لئے روپیہ طلب کیا وہ ان کے سامنے لاکر ڈھیر کردیا گیا انھوں نے اپنے تمام خزانے اور ذخیرے نکلوائے اس میں سے صلے دئے مضافات والوں کو بلایا خود ہی ہر شخص کا معائنہ کیا جو شخص ذرا تنومند اور تکیل سامنے آتا وہ اسے خلعت دیتے اور افسر بناتے اور جس کو افسر مقرر کرتے اس کی داڑھی میں غالیہ لگواتے اسی وجہ سے یہ قواد الغالیہ مشہور ہوئے انھوں نے اپنے ان نئے افسروں کو پان پان سو درہم انعام اور ایک شیشی غالیہ کی دی مگران افسروں کے سپاہیوں اور ماتحتوں کو کچھ نہ دیا اس کی اطلاع طاہر کے جاسوسوں اور اور مخبروں نے اسے آکر دی اس نے بھی خط و کتابت کے ذریعہ ان سے خفیہ سازو باز کی ان کو ترغیب و تحریص دی اور اپنے ساتھ ملا لینے کی خوشامد کی اس طرح ادنیٰ سپاہی اپنے افسروں کے خلاف ہوگئے چنانچہ انھوں نے ۶ ذی الحجہ ۱۹۶ھ ہجری بروز چہار شنبہ خود امین کے خلاف شورش برپا کردی۔

جب فوج نے ہنگامہ برپا کردیا اور امین کے لئے صورت حال نازک ہوگئی انھوں نے اپنے فوجی افسروں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے ان سے کہا گیا کہ آپ ان کا کسی نہ کسی طرح تدارک کیجئے اور اپنے معاملہ کو سنبھالئے انھیں سے آپ کی حکومت قائم ہے حسین کے زمانے میں اللہ کے بعد انھیں نے آپ سے حکومت چھینی اور پھر آپ کو واپس دی آپ ان کی شجاعت اور بہادری سے بھی واقف ہوچکے ہیں۔

امین نے خاص طور پر ان کے معاملے پر توجہ کی ان سے لڑنے کا حکم دیدیا تنوخی وغیرہ پناہ گزینوں اور ان فوجوں کو جو ان کے پاس تھیں ان سے لڑنے کے لئے روانہ کیا تنوخی نے مقابلہ ہوتے ہی لڑنا شروع کردیا طاہر اور ان کے درمیان مراسلت کے ذریعہ سمجھوتہ ہوگیا جس کی رو سے اس نے ان کی اطاعت کی شرط پر ان کے برغمال اپنے قبضہ میں کر لئے ان کو امان دی اور بہت سا روپیہ بھی دیا اس کے بعد خود طاہر اپنے مقام سے بڑھ کر

۱۲ ذی الحجہ منگل کے دن باب الانبار والے باغ میں آگیا اس باغ میں وہ مع اپنے افسروں باقاعدہ فوج اور دوسرے ہمراہیوں کے فروکش ہوا اور امین کے جو پناہ گزیں افسر اور فوج طاہر سے آملی تھی وہ اس باغ میں اور شہر کے مضافات میں مقیم ہوئی طاہر نے ان سب سپاہیوں کی تنخواہ اسی درہم مقرر کردی اور افسروں اور خاص امرازادوں کی معاش دوچند کردی اس کے علاوہ بھی ان کو اور ان کے بہت سے سپاہیوں کو یکمشت نقد انعام اور صلہ دیا، قیدی جیل خانے توڑ کر نکل آئے تمام لوگوں میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا بدچلن اور آوارہ گرد امن پسندوں پر چڑھ دوڑے، فاجر غالب اور مومن ذلیل ہوئے اور نیک لوگ دھوکے سے قتل کیے گئے لوگوں کی بری گت بنی البتہ جو لوگ طاہر کے پڑاؤ میں تھے وہ اس وجہ سے اس قتل و غارت سے محفوظ رہے کہ خود طاہر کی ان پر سخت نگرانی تھی اور اس نے ان اوباشوں اور بدمعاشوں کے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ اسی حالت میں طاہر نے ان پر حملہ کر دیا اور صبح و شام ان سے لڑنے لگا آخر کار لڑتے لڑتے دونوں فریق تھک گئے اور آبادی برباد ہوگئی۔

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں جسے طاہر نے امیر حج مقرر کیا تھا حج ہوا اور اس نے مامون کے لئے بحیثیت خلیفہ کے دعا مانگی یہ پہلا حج تھا جبکہ حرمین میں خلیفہ کی حیثیت سے مامون کا نام دعا میں لیا گیا۔

۱۹۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال قاسم بن ہارون الرشید اور منصور بن المہدی عراق سے

مامون کے پاس چلے آئے مامون نے قاسم کو جرجان بھیجدیا، اس سال طاہر ہرثمہ اور زہیر بن المسیب نے بغداد میں امین کا محاصرہ کرلیا

امین کا محاصرہ

محمد بن یزید التیمی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن المسیب الضبی قصر رقۃ کلواذی پر فروکش ہوا اور اس نے منجنیقیں اور عرادے نصب کئے اور خندقیں کھود لیں جن دنوں میں سرکاری باقاعدہ سپاہ طاہر سے لڑنے میں مصروف ہوتی یہ آنے جانے والوں کو عرادوں سے پتھر مارتا نیز اس نے تاجروں کے مال پر عشر لگایا اور کشتیوں پر بھی خراج عائد کیا اور لوگوں پر ہر قسم کے مظالم شروع کردئے طاہر کو بھی ان کی ان حرکتوں کی اطلاع ہوئی لوگوں نے اس سے آکر اپنے مصائب کی شکایت کی اس بے آئینی اور فساد کا اثر ہرثمہ تک پہنچا طاہر نے اس کی مدد کے لئے فوج بھیجی قریب تھا کہ وہ گرفتار کرلیا جاتا مگر پھر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

ہرثمہ نہر بین پر فروکش ہوا اس نے دریا پر ایک دیوار اور خندق بنائی اور منجنیقیں اور عرادے مہیا کرلئے عبید اللہ بن الوضاح کو اس نے شماسیہ پر فروکش کیا اور خود طاہر باب الانبار والے باغ میں مقیم ہوا۔

حسین الخلیع بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے باب الانبار والے باغ پر قبضہ کرلیا تو اب امین کو طاہر کے بغداد میں داخل ہوجانے کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہوئی جس قدر روپیہ ان کے پاس تھا وہ سب انھوں نے تقسیم کردیا وہ بے بس اور مجبور ہوگئے خزانوں میں جسقدر اسباب و سامان تھا اس سب کو انھوں نے فروخت کرادیا اور سونے اور چاندی کے جس قدر برتن تھے ان سب کے دینار و درہم مضروب کرکے اپنی فوج کو بھیجے اور خود اپنے صرف میں لائے اسی مجبوری کی حالت میں انھوں نے

حکم دیا کہ حربیہ پر منجنیقیں اور عرادے نصب کئے جائیں اور پٹرول سے
اس حصہ کو جلا دیا جائے تاکہ کوئی وہاں آنے جانے والا زندہ نہ بچے۔
محمد بن منصور الباوردی بیان کرتا ہے کہ جب امین کے مقابلہ میں
طاہر کی شوکت بہت بڑھ گئی طاہر نے ان کی سپاہ کو مار بھگایا اور ان کے
سپہ سالاران کو چھوڑ گئے تو ان میں سے جن لوگوں نے طاہر کے یہاں پناہ لی
ان میں سعید بن مالک بن قادم بھی تھا یہ طاہر سے جا ملا اس نے بغیین کے
محلہ وہاں کے بازاروں اور اس سے متصل اس کے آگے دجلہ کے
کنارے کو دجلہ کے پلوں تک اس کی نگرانی میں دیدیا اور اسے حکم دیا کہ
جس مکانات اور راستوں پر تمہارا قبضہ ہو وہاں اپنی حفاظت اور مفتوحہ
زمین کے استحکام کے لئے دیوار اور خندق ضرور بنا لینا طاہر نے بہت سا
روپیہ اس کے مصارف کے لئے دیا مزدور اور اسلحہ بھی دئے حربیہ جماعت
کو ہدایت کی کہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کریں اسی طرح اس نے
باب الرقیق کی سڑک اور باب الشام پر یکے بعد دیگرا اپنے افسر مقرر کر دیئے
اور ان کو بھی وہی ہدایات دیں جو اس نے سعید بن مالک کو دی تھیں
خود اندرون شہر اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف ویرانی اور بربادی
رونما ہوئی اور بغداد کے تمام محاسن مٹ گئے۔
امین نے قصر صالح، قصر سلیمان بن ابی جعفر اور وہاں سے دجلہ کے
محلوں اور اس کے ملحقہ علاقہ کو عسلی فراہمرد اور اس کی جمعیت کے سپرد
کیا اس نے ایک شخص سمرقندی نام کے زیر اہتمام جو خود بھی منجنیق چلاتا تھا
تمام مکانات اور بازاروں میں آگ لگا دی اور منجنیقوں اور عرادوں سے
ان کو برباد کر دیا اس کے جواب میں طاہر نے بھی شہر کے ساتھ یہی کیا
اس نے ان مضافات والوں کو جو انبار کے راستے پر اور باب الکوفہ اور
اسی کے قریب آباد تھے اپنی اطاعت کی دعوت دی جس سمت کے باشندوں
نے اس کی اطاعت قبول کر لی اس نے ان کی حفاظت کے لئے وہاں خندق
بنا دی پہرے چوکیاں قائم کر دیں اور اپنا جھنڈا بلند کر دیا اور جن لوگوں نے

اس کی بات نہ مانی وہ اُن سے لڑا اور اس کے مکان کو جلا دیا، صبح و شام وہ اسی طرح اپنے امرار سالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ مدت تک ان سے لڑتا رہا جس سے تمام بغداد میں وحشت اور پریشانی پھیل گئی اور لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ تمام شہر کھنڈر ہو جائے گا۔

طاہر نے ان مضافات کو جن کے باشندوں نے اس کی مخالفت کی اور مدینہ ابو جعفر شرقی۔ کرخ کے بازار محلہ خلد اور اس کے ملحقہ علاقہ کو باغی علاقہ قرار دیا اس نے ان بنی ہاشم، فوجی امرا اور موالیوں کی جو اس کی اطاعت قبول کر کے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے ان تمام املاک اور پیداوار کو جو اس کے مفتوحہ علاقے میں تھی ضبط کر لیا اس سے ان کی تمام عزت خاک ہو گئی ان کے حوصلے پست اور سر نیچے ہو گئے اور انھوں نے اطاعت قبول کر لی، باقاعدہ فوج بھی بہت پست ہمت ہو گئی اور اس نے تھک کر لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کر لی اب صرف آوارہ گرد اچکے مفلس ننگے مجرم قیدی، اوباش اور بازاری انفار وارازل مقابلہ پر رہ گئے، حاتم بن الصقر نے ان کو لوٹ کی اجازت دے رکھی تھی، اب ہرش اور افریقہ والے لڑنے آئے جن سے خود طاہر نہایت تن دہی اور جان فروشی کے ساتھ بغیر کسی تقصیر اور تساہل کے لڑتا تھا اس حالت کے بیان میں خزیمی نے بغداد کا ایک طویل شہر آشوب لکھا۔

اس سال ان لوگوں نے جن کو ابن نے قصر صالح میں متنئین کیا تھا طاہر کی اطاعت قبول کی اور اسی سال قصر صالح میں وہ مشہور اور خونریز جنگ ہوئی جس میں طاہر کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

قصر صالح کی جنگ

(٭)

محمد بن الحسین بن مصعب نے بیان کیا کہ طاہر ابن اور اس کی فوج کے مقابلے میں ثابت قدمی کے ساتھ بہت روز تک لڑتا رہا یہاں تک کہ اہل بغداد

اس کی لڑائی سے تنگ آ گئے علی فراہمرد نے جو صالح اور سلیمان بن ابی جعفر کے محلوں پر امین کی طرف سے متعین تھا طاہر سے امان کی درخواست کی اور اس بات کا ذمہ لیا کہ وہ اس تمام علاقے کو جو اس کی سمت میں دجلہ کے پلوں تک پھیلا ہوا ہے اور ان تمام منجنیقوں اور عرادوں کے جو اس کے پاس ہیں طاہر کے حوالے کر دے گا' طاہر نے اس کی درخواست قبول کی اور اپنے کوتوال ابو العباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی کو اپنے ان فوجی سرداروں اور بہادر رشہ سواروں کے ساتھ جن کو اس نے اس کیساتھ کر دیا رات کے وقت علی کے پاس بھیجا علی نے سنیچر کی رات نصف جمادی الآخر ۱۹۷ھ ہجری کو وہ تمام علاقہ جس پر امین نے اسے متعین کیا تھا اس کے سپرد کر دیا۔

خود امین کے کوتوال محمد بن عیسیٰ نے جو اہل افریقہ قیدیوں اور اوباشوں کے ساتھ نہایت ہی مستعدی اور خلوص کے ساتھ امین کی حمایت میں طاہر سے لڑ رہا تھا اور جس سے لڑائی میں سب ڈرتے تھے طاہر کی اطاعت کر لی جب یہ دونوں امین کے خاص سردار طاہر سے جا ملے تو اب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور وہ اپنے مضطرب اور پریشان ہوئے کہ اب انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنی موت کے انتظار میں ام جعفر کے دروازے چلے آئے مگر اوباش عیاروں آوارہ گردوں اور سپاہیوں نے بڑھ کر قصر صالح کے اندر اور باہر دن چڑھے تک دشمن سے خوب جنگ کی ابو العباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی اپنے ان چند امرا اور سرداروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قصر کے اندر مارا گیا' اور علی فراہمرد اپنی جماعت کے ساتھ قصر کے باہر ان سے لڑا مگر اسے شکست ہوئی اور وہ طاہر سے جا ملا۔ اس لڑائی سے پہلے یا بعد کوئی ایسی دوسری لڑائی اس تمام جنگ میں ایسی نہیں پیش آئی جس میں طاہر اور اس کی فوج کو ایسی ذلت نصیب ہوئی ہو یا ان کے اس قدر آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہوں جس قدر اس واقعہ میں ہوئے'

اس واقعے کے متعلق اکثر لوگوں نے شعر کہے جس میں جنگ کی شدت اور خونریزی کو بیان کیا گیا عوام نے بھی اس پر نظمیں کہیں۔

طاہر نے اپنے پیامبر دشمن کی فوج میں بھیجدیئے اور فوجی امرا اور بنی ہاشم وغیرہ کو ان کی جائداد اور پیداوار ضبط کر لینے کے بعد خط لکھے اس میں ان سے خواہش کی کہ وہ امین سے برأت کر کے مامون کیلئے بیعت کرلیں اور ہماری امان میں آجائیں چنانچہ ایک جماعت جس میں عبداللہ بن حمید بن قحطبۃ الطائی اس کے بھائی حسن بن قحطبۃ کے بیٹے یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی العاص تھے طاہر سے جا ملی ان کے علاوہ بہت سے دوسرے اُمرا اور بنی ہاشم نے خفیہ طور پر طاہر سے مراسلت کی اور وہ دل سے اس کے ساتھ ہو گئے۔

جب قصر صالح کا واقعہ ہوا تو اب پھر امین مطمئن ہو کر عیش و نشاط اور شراب میں مشغول ہو گئے اور انھوں نے اس تمام معاملے کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور ہرش کے حوالے کر دیا انھوں نے اپنے قریب کے جو شہر کے دروازے مضافات گلی کوچے کرخ کا بازار دجلہ کا مخصوص علاقہ باب البحول اور کناسہ تھا ان پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں جس قدر چور بدمعاش اور بدچلن آدمی تھے انھوں نے اس شخص کو جس پر ان کی دسترس ہوئی چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا ضعیف العمر مسلمان ہو یا ذمّی لوٹ لیا اور اس سلسلہ میں انھوں نے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کی نظیر کسی جنگ سے متاثرہ مقام میں کبھی نہیں سنی گئی۔

جب یہ حالت عرصے تک قائم رہی تو لوگوں کے لئے بغداد میں رہنا دوبھر ہو گیا جن میں استطاعت تھی وہ ان تمام ذلتوں اور مظالم و مصائب کو برداشت کر کے اور جان پر کھیل کر بغداد چھوڑ کر چلے گئے اس کے برخلاف طاہر نے ہر مشتبہ چال وچلن والے شخص پر پوری نگرانی رکھی اور محمد بن ابی خالد کو حکم دیا کہ وہ کمزوروں اور عورتوں کی حفاظت کرے اور ان کو بحفاظت مامون

جگہ میں پہنچا دئے، جب کوئی مرد یا عورت ہرثمہ کے آدمیوں سے چھٹکارا پاکر طاہر کی فوج میں آجاتی تب اسے اطمینان ہوتا اور یہاں آکر عورتیں اپنے سونے چاندی یا دوسری قیمتی اشیاء اور کپڑوں کو ظاہر کرتیں، یہاں تک کہ طاہر کی فوج کی نیک چلنی اور ہرثمہ کے آدمیوں کی بدکرداری ان دونوں کی خصوصیات اور ان لوگوں کی مثال جو ہرثمہ کے پنجہ سے نجات پاتے اس دیوار کی مثال سے منطبق ہوئی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمہ وظاہرہ من قبلہ العذاب (ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی گئی جس میں ایک دروازہ ہے جس کے اندرونی جانب رحمت ہی رحمت ہے اور بیرونی جانب عذاب ہے) اس غیر آئینی حالت جنگ نے طول کھینچا جس کی وجہ سے اہل بغداد کو یہ مصائب اور مظالم سہنا پڑے اب ان کی حالت سقیم ہوگئی اور ان میں دم نہیں رہا۔

ایک مرتبہ طاہر کا ایک مشہور و معروف بہادر خراسانی سردار جنگ کے لئے میدان کارزار میں آیا اس کی نظر ایک نہتی جماعت پر پڑی جس کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھے اس نے ان کی تحقیر و توہین کے لہجہ میں اپنے آدمیوں سے کہا "یہ ہیں جو ہم سے لڑ رہے ہیں" لوگوں نے کہا جی ہاں یہی ہیں مگر یہ بلا ہیں اس نے کہا تم کو ان کے مقابلے میں کنائی کاٹتے شرم نہیں آتی تم ان سے منہ پھیرتے ہو تمھارے پاس اسلحہ اور ہر طرح کا ساز و سامان ہے تم قواعد بھی جانتے ہو اور جس قدر تم شجاع اور بہادر ہو اس سے بھی سب واقف ہیں پھر بھی تمھاری ان کے سامنے کچھ پیش نہیں جاتی میں نہیں سمجھتا کہ جبکہ ان کے پاس ہتھیار ہی نہیں ساز و سامان اور لباس بھی نہیں حفاظت کے لئے ڈھال بھی نہیں تو وہ کیونکر ہم سے بازی لیجا سکتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنی کمان تانی اور قدم آگے بڑھایا ان میں سے ایک کی نظر اس پر پڑی وہ فوراً قیر لگی ہوئی گوپھن لیکر اس کی طرف متوجہ ہوا اس کی بغل میں ایک جھولی تھی جس میں پتھر بھرے تھے، خراسانی نے اس پر

تیر اندازی شروع کی جو تیر یہ چلاتا عیار اس طرح اپنا بدن چرا لیتا کہ وہ تیر اس کے نہ لگتا بلکہ اس کی گوپھن میں آ کر پیوست ہو جاتا یا اس کے قریب گر جاتا جسے وہ اٹھا کر اپنی گوپھن ہی میں کسی جگہ جسے اس نے اسی کام کے لئے بطور ترکش بنا رکھا تھا رکھ لیتا، جو تیر آ کر گرتا وہ اٹھا لیتا اور کہتا میں لاؤ یعنی جو تیر اس نے جمع کئے ہیں ان کے ایک تیر کی قیمت ایک پیسہ ہے، بہت دیر تک اس خراسانی اور عیار کی یہی کیفیت رہی، جب خراسانی کے تمام تیر ختم ہو گئے تو اب وہ تلوار لیکر عیار پر حملہ آور ہوا عیار نے اپنی جھولی میں سے ایک پتھر نکالا اسے فلاخن میں رکھا اور خراسانی کے مارا جو ٹھیک اس کی آنکھ پر جا کر لگا اور پھر دوسرا پتھر بھی ٹھیک اسی نشانے پر دوبارہ مارا اگر وہ اس کے سامنے سے ہٹ نہ جاتا تو قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے خراسانی یہ کہتا ہوا کہ یہ انسان نہیں ہے پلٹ کر بھاگ آیا۔ اس قصہ کو طاہر سے بیان کیا گیا وہ خوب ہنسا اور اب اس نے اس خراسانی سردار کو جنگ میں شریک ہونے سے معاف کر دیا۔

طاہر اور امین کی فوج کے ہاتھوں بغداد کی بربادی

جب قصر صالح کی جنگ میں طاہر کے بیشمار آدمی قتل اور زخمی ہوئے تو اس واقعہ کا اس کے قلب پر اس وجہ سے بہت سخت اثر پڑا کہ اب تک جتنی لڑائیاں ہوئیں تھیں ان سب میں طاہر ہی فتحیاب رہا تھا صرف یہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اس میں اسے شکست ہوئی اور اس کی وجہ سے وہ جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو گیا، اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی اور اس سے لڑے ان کے مکان جلا دئے جائیں اور گرا دیئے جائیں یہ باغی علاقہ دجلہ اور دار الرقیق کے درمیان، باب الشام، باب الکوفہ سے لیکر صراۃ تک ابو جعفر کی چکیاں ربض حمید نہر کرخایا اور کناسہ پر مشتمل تھا

اس نے رات اور شام ہر وقت امین کی فوج سے لڑنا شروع کیا اور روزانہ ایک نہ ایک سمت اس کے قبضہ میں آجاتی تھی جس کے آگے وہ اپنی فوج کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے خندق بنا لیتا تھا اب امین کے آدمی بھی مکانوں کو توڑنے اور زیادہ خراب کرنے لگے طاہر کے آدمی تو مکان کو صرف منہدم کر کے چلے جاتے مگر امین والے ان کے دروازے اور چھتیں بھی نکال کر لے جاتے اسی طرح ان کے طرفداروں کو طاہر کے آدمیوں کے مقابلے میں خود ان کے ہاتھوں زیادہ تکلیف پہنچتی۔

طاہر نے جب دیکھا کہ ان پر مارنے گرانے اور جلانے کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا تب اس نے تجارت کو مسدود کر دیا تاکہ کوئی چیز ان کو نہ مل سکے اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینہ ابو جعفر، شرقیہ اور کرخ تک جسقدر آٹا اور دوسری ضروریات زندگی ملیں سب پر قبضہ کر لیا جائے، بصرہ اور واسط سے جو کشتیاں بغداد آتی تھیں ان کو اس نے طرنایا سے فرات میں منتقل کر دیا اور وہاں سے وہ محول الکبیر اور صراۃ ہوتی ہوئی باب الانبار والی خندق میں لے آئی جاتی تھیں، جو کشتی زہیر بن المسیب کے پاس سے گزرتی اور اس پر سامان بار ہوتا وہ ایک کشتی سے اجازت کے لئے ایک ہزار دو ہزار تین ہزار اس سے بھی زیادہ یا کم درہم خراج لے لیتا، خود طاہر کے عاملوں اور سپاہیوں نے بغداد کے تمام راستوں پر یہی طریقہ عمل پذیر رکھا اور اب اور بھی سختی شروع کر دی جس سے نرخ نہایت گراں ہو گئے اور بغداد والوں کو محاصرہ کی اس قدر تکلیف محسوس ہونے لگی کہ وہ اس بات سے قطعی مایوس ہو گئے کہ کبھی یہ مصیبت دور بھی ہو جائے گی، جو لوگ بغداد سے چلے آئے تھے وہ بہت خوش تھے اور جو وہیں رہ گئے وہ اپنے قیام پر بہت زیادہ متاسف تھے۔

اس سال ابن عائشہ نے جو امین کی حمایت میں کچھ مدت تک یاسریہ میں لڑ چکا تھا طاہر سے امان طلب کی اس سال طاہر نے اپنے

ایک سردار کو نواح بغداد میں متعین کیا اور اس نے علا بن وضاح الازدی کو اس کی جمعیت کے ساتھ محوّل الکبیر پر متعین کیا نعیم بن الوضاح اس کے بھائی کو ان ترک وغیرہ کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے صراۃ کے کنارے رابض ابی ایوب سے ملحقہ علاقہ پر متعین کیا کئی ماہ تک طاہر صبح و شام دشمن سے لڑتا رہا دونوں فریق مقابلہ پر جمے رہے انھیں لڑائیوں میں کناسہ کی مشہور جنگ ہوئی جس میں خود طاہر نے شرکت کی اور اس لڑائی میں امین کے بیشمار آدمی کام آئے۔

امین نے اپنے غلام زریح کو حکم دیا کہ وہ لوگوں اور ساہوکاروں سے روپیہ طلب کرے اُنھوں نے ہرش کو حکم دیا کہ وہ زریح کے احکام کی بجا آوری کرتا رہے یہ دن و رات میں لوگوں کے مکانوں پر دھاوے کرتا اور کسی نہ کسی بہانے سے ان کے روپیہ پر قبضہ کر لیتا اس طرح اس نے بہت سا روپیہ پیدا کر لیا اور لوگوں کو تباہ کر دیا بہت سے لوگ حج کے بہانے سے بغداد چھوڑ کر چلے گئے اور دولت مند بھاگ گئے، اسی اثنا میں درب الحجارہ کا واقعہ پیش آیا۔ اس جنگ میں امین کی فوج کو طاہر کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی اور اس میں ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اسی سلسلہ میں باب الشماسیہ پر وہ مشہور جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ گرفتار ہوا۔

باب الشماسیہ کی لڑائی

ہرثمہ نہر بین پر فروکش تھا وہاں اس نے ایک دیوار اور خندق بنالی تھی اور جنگ کیلئے منجنیقیں اور عرادے نصب کی تھیں۔ عبید اللہ بن الوضاح شماسیہ پر متعین تھا یہ کبھی کبھی اپنے حریف کی فوج سے ڈرتا ہوا جنگ سے بچتا ہوا اپنے مقام سے چل کر باب الخراسان میں آکر کھڑا ہوتا اور لوگوں کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دیتا لوگ اسے گالیاں دیتے اس کا مذاق

اڑاتے یہ تھوڑی دیر وہاں ٹھیر کر پھر اپنے مقام کو پلٹ جاتا حاتم ابن الصقر امین کا سردار تھا اس کی فوج اور شہر کے آوارہ گرد عیاروں میں یہ طے ہوا کہ وہ سب کے سب رات کے وقت عبید اللہ بن الوضاح کے مقابلہ پر جمع ہوں چنانچہ یہ سب اچانک اس کی بے خبری میں اس پر جا پڑے اور اسے اس کے مقام سے ہٹا دیا عبید اللہ شکست کھا کر بھاگا اور اس کے کثیر التعداد گھوڑے اسلحہ اور دوسرا سامان حملہ آوروں کے ہاتھ لگا، حاتم بن الصقر نے شماسیہ پر قبضہ کر لیا، اس کی اطلاع ہرثمہ کو ہوئی وہ اپنی فوج لیکر عبید اللہ کی مدد کو آیا تاکہ وہ ان حملہ آوروں کو پھر ان کے مقام پر پسپا کر دے امین کے آدمیوں سے ان کا مواجہہ ہوا جنگ شروع ہوئی ایک اوباش نے ہرثمہ کو پکڑ لیا مگر وہ اس کو جانتا نہ تھا کہ یہ کون ہے اسی وقت ہرثمہ کے ایک سپاہی نے اس شخص پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ قطع کر دیا اور اس طرح ہرثمہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اس کے بعد ہرثمہ مڑ کر بھاگا جب اس کے بھاگنے کی اطلاع اس کے پڑاؤ میں پہنچی تو وہاں جو تھے وہ فرودگاہ کو توڑ چھوڑ کر سیدھے حلوان چلدیے رات ہو جانے کی وجہ سے امین کی سپاہ نے تعاقب نہیں کیا ورنہ وہ اس کی فرودگاہ کو لوٹ لیتے اور سب کو پکڑ لیتے دو دن تک ہرثمہ کا پڑاؤ خالی رہا اس کے بعد پھر اس کی فوج وہاں آگئی، جب طاہر کو معلوم ہوا کہ شہر کے اوباشوں اور حاتم بن الصقر نے عبید اللہ بن الوضاح اور ہرثمہ کو اس بری طرح شکست دی ہے وہ بہت ہی متاثر اور متفکر ہوا اس نے شماسیہ کے آگے دجلہ پر پل بنایا اور اپنی فوج کو پوری طرح مسلح کر کے خود ان کو لیکر پل تک آیا یہاں سے اس کی فوج پل کو عبور کر کے دشمن سے دوچار ہوئی اور نہایت بے جگری سے اس سے لڑی طاہر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کو کمک بھیجتا رہتا آخر کار انھوں نے امین کی سپاہ کو اپنے مقابلہ سے ہٹا دیا اور شماسیہ سے ان کو نکال باہر کیا اس کے بعد عبید اللہ بن الوضاح اور ہرثمہ جو دونوں لڑائی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے پھر اپنے اپنے مورچوں پر واپس آئے جب شہر کے اوباشوں کو فتح ہوئی تھی تو امین نے اپنے ان محلات اور مکانات کو جو خیزرانیہ میں تھے بیس لاکھ درہم

کے عوض ان لوگوں کو دیا تھا تاکہ وہ ان کو توڑ کر یہ رقم وصول کر لیں طاہر کی فوج نے ان سب کو جلا دیا ان کی چھتیں سونے کی تھیں اور ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

اس سال امین کی حالت بہت خراب ہو گئی ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اسی حالت میں عبداللہ بن خازم بن خزیمہ بھی بغداد سے بھاگ کر مدائن چلا گیا اس کا سبب یہ تھا کہ امین اسے غدار سمجھنے لگے تھے انھوں نے اراذل و اوباش کو اس پر اکسا دیا تھا جب اسے اپنی جان اور مال کا اندیشہ ہوا وہ اپنے بیوی بچوں کو رات کے وقت کشتیوں میں سوار کر کے مدائن لے آیا وہیں مقیم ہو گیا اور پھر اس نے لڑائی میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ طاہر نے خط کے ذریعہ اسے یہ دھمکی دی تھی کہ میں تمھاری تمام املاک کو ضبط کر لوں گا اور ان کو پامال اور تاراج کر دوں گا اس خوف سے اس نے اس فتنہ سے قطعی کنارہ کشی اختیار کی اور بچ گیا۔ یہ بات سب میں مشہور ہو گئی کہ کرخ کے تمام تاجروں نے آپس میں مشورہ کر کے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے طرز عمل کو طاہر پر صاف صاف ظاہر کر دیں اور بتا دیں کہ ہم اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرتے چنانچہ سب نے مل کر اس مضمون کی ایک تحریر طاہر کو لکھ بھیجی کہ ہم نہ صرف آپ کے مطیع و منقاد ہیں بلکہ چونکہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ اللہ کے فرماں بردار حق و صداقت کے عامل اور بدچلن اشخاص پر روک تھام رکھتے ہیں ہم آپ کو پسند کرتے ہیں جنگ میں شرکت تو درکنار ہم تو اس جنگ کو اچھی نظر سے بھی نہیں دیکھتے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہماری سمت سے آپ کا مقابلہ کریں ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ ہم میں سے ہوں گے مگر ہم فرماں برداروں کے تمام راستے البتہ ان سے پر ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف وہی وہ نظر آتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی نہیں جس کا کوئی مکان یا دوسری جائداد کرخ میں ہو۔ یہ جیب کتروں جلادوں بدچلن اور قیدیوں کی جماعت ہے جو آپ سے برسرپیکار ہے ان کے ٹھکانے حمام اور مساجد ہیں جو

ان میں تاجر ہیں وہ ادنیٰ درجہ کے پھیری والے تاجر ہیں، یہاں بدامنی کی یہ حالت ہے کہ نہ کسی عورت کی عصمت محفوظ ہے اور نہ کسی ضعیف العمر کی عزت باقی رہی ہے اچکے لوگوں کے ہاتھوں میں سے علی الاعلان تھیلیاں چھین لیتے ہیں اور کوئی باز پرس نہیں کرتا ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنی حفاظت کر سکیں چہ جائیکہ ان کی روک تھام ہم سے ہو سکے ہماری تو یہی حالت ہے کہ اگر ہم راستے میں پتھر پڑا ہوا دیکھتے ہیں تو اسے بھی ہٹا دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں اس کا حکم آیا ہے اسی سے آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور ان بدمعاشوں کو جن کا راستے سے اٹھا دینا ہمیشہ کے لئے قید کر دینا جلاوطن کر دینا اور اس طرح ان کی حرکتوں سے محفوظ رہتے ہیں دین و دنیا کا فائدہ تھا خود روکتے اور ہٹا دیتے اور یہ تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارا کوئی آدمی آپ سے جنگ کرے۔

انھوں نے اس مضمون کی ایک طویل تحریر لکھی اور اسے ایک جماعت کو دیا کہ وہ اسے طاہر کے پاس لے جائے مگر ان میں بعض جو صائب الرائے اور محتاط لوگ تھے انھوں نے یہ بات کہی کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ طاہر ان واقعات سے بیخبر ہے اس کے جاسوس ہر وقت آپ پر نگران ہیں ہم تو یہاں تک یقین رکھتے ہیں کہ وہ اتنا باخبر ہے کہ گویا اس وقت بھی ہمارے مشورہ میں موجود ہے مناسب یہ ہے کہ یہ تحریر بھیجکر ہمیں منظر عام پر نہ آجانا چاہیئے کیونکہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ اگر کسی سفلے نے دیکھ لیا تو بس ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ہماری تمام دولت تاراج ہو جائے گی اور اس وقت طاہر کے ہاں اپنی صفائی پیش کرنے سے اس بات کا خطرہ اور زیادہ ہے کہ ہم ان سفلوں کے ہاتھ پڑ جائیں طاہر کی حالت تو یہ ہے کہ اگر ہم نے اس کے خلاف کوئی بات کی بھی ہوتی تب بھی اس بات کی زیادہ توقع تھی کہ وہ ہم کو معاف کر دے گا اور اس سے درگزر کرے گا۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور خاموش رہو اس تجویز کو سب نے مانا اور چپ ہو رہے ہرثمہ اپنے آدارہ گرد بازاریوں اوباشوں اور ان کے ساتھیوں کو

لیکر جزیرۃ العباس آیا، اس کے مقابلہ کے لئے طاہر کی ایک جماعت برآمد ہوئی اور دونوں میں نہایت خونریز اور شدید لڑائی ہوئی یہ مقام ایسا تھا جہاں اس سے پہلے اب تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا مگر اس لڑائی کے بعد اب یہ مقام باقاعدہ کارزار بن گیا اور یہیں سے جنگ میں آخری فتح بھی ہوئی، پہلے دن کی لڑائی میں امین کے طرفدار طاہر کی فوج پر ور رہے انھوں نے ان کو معرکہ سے پسپا کر دیا اور ان کو رگیدتے ہوئے ابو یزید الشروی کے مکان تک ڈھکیل دیا یہاں تک کہ ان نواح کے جو انبار کے راستے کے قریب تھے مضافات والے ڈرے کہ شاید لڑائی کا اثر ان تک بھی پہنچے مگر طاہر نے اس رنگ کو دیکھ کر اپنے ایک سردار کو جو پہلے سے کسی سمت سے امین کی فوج سے لڑائی میں مصروف تھا اس طرف بھیجا اس نے آتے ہی ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے پرخچے اڑا دیئے ہزارہا صراۃ میں ڈوب مرے اور دوسرے مارے گئے۔

امین کے خزانوں میں لوٹ سے جو کچھ بچ رہا تھا اب اس کی فروخت کا بھی انھوں نے حکم دیا مگر جو لوگ اس کام پر متعین کئے گئے تھے انھوں نے اس مال کو خود چرا لینے کے لئے چھپا دیا اس سے ان کو بڑی مشکل پیش آئی ان کے پاس کچھ نہ تھا لوگوں نے معاش طلب کی اسی حالت میں وہ بہت ہی پریشان ایک دن کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اللہ ان دونوں فریقوں کو ہلاک کر دے تاکہ میں اور دوسرے لوگ ان کی دست درازیوں سے نجات پائیں یہ دونوں میرے دشمن ہیں ایک میرے مال کے درپے ہیں اور دوسرے میری جان کے، جب ان کی بات گر گئی ان کی فوج بھی منتشر ہو گئی اور خود ان کی قیام گاہ معرض خطرہ میں پڑ گئی تو اب ان کو طاہر کے غلبہ اور فتح کا یقین ہو گیا۔

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں جسے طاہر نے مامون کے حکم سے امیر حج بنا کر بھیجا تھا حج ہوا اس سال داؤد بن عیسیٰ مکے کا والی تھا۔

۱۹۸ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال خزیمہ بن خازم امین کا مخالف ہوگیا اور اس نے ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر سے امان لے لی، اس سال ہرثمہ بغداد کے جانب شرقی میں گھس آیا۔

خزیمہ بن خازم کی امین سے علیحدگی اور طاہر کی اطاعت

طاہر نے خزیمہ کو لکھا کہ اگر اس معاملہ کا میرے اور امین کے درمیان ہی تصفیہ ہوگیا تو اس میں چاہے تم ان کی مدد کردو یا نہ کرو تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ خط ملتے ہی اس نے اپنے معتمد علیہ دوستوں اور خاندان والوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا انھوں نے کہا ہم تو اب یہ دیکھ رہے ہیں کہ طاہر نے ہمارے صاحب کی گدی دبالی ہے اب تم اپنے اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نکالو، خزیمہ نے طاہر کو لکھا کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور اگر بجائے ہرثمہ کے جانب شرقی میں خود آپ ہوں تو میں ہر خطرہ کو برداشت کر کے کسی نہ کسی طرح آپ کی خدمت میں چلا آؤں گا مگر چونکہ مجھے ہرثمہ پر بالکل بھروسہ نہیں ہے اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے معاملہ کو آپ اس کے سپرد نہ کریں بلکہ خود میری حفاظت کی ضمانت کرلیں اور ہرثمہ کو حکم دیں کہ وہ پلوں کو طے کر کے امین کے مقابلہ پر بڑھے اس کے بعد ہی میں آپ کے پاس چلا آؤں گا اور اگر آپ اس بات کی

ضمانت نہیں کرتے تو میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے آپ کو ان کمینوں اور انفار واراذل کے ہاتھ میں ڈالدوں اور اس طرح تباہ اور برباد ہو جاؤں
طاہر نے ہرثمہ کو لکھا کہ تم نہایت نکمے اور کمزور ثابت ہوئے ہو میں نے تمھارے لئے اتنی بڑی فوج مہیا کی اس پر اسقدر روپیہ خرچ کیا اپنی اور امیر المومنین کی ضروریات کو روک کر تمھارے سپہ براہی کی حالانکہ خود مجھے اس کی شدید ضرورت تھی تم ایک کمزور اور معمولی دشمن کے مقابلہ پر اس طرح رکے ہوئے ہو جس طرح کوئی خوف زدہ جھجکتا ہے اور قانون جنگ میں یہ جرم ہے لہذا اب تم شہر کے اندر بزور شمشیر داخل ہونے کے لئے پوری طرح مستعد ہو جاؤ میں تم کو اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم اپنی فوج آگے بڑھاؤ اور پلوں کو عبور کرو اور میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس معاملہ میں کوئی تمھاری مخالفت نہ کرے گا۔ ہرثمہ نے اس کے جواب میں طاہر کو لکھا میں آپ کی رائے کی اصابت اور مشورہ کی سعادت سے باخبر ہوا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا، طاہر نے خزیمہ کو اسکی اطلاع دیدی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خزیمہ کو اطلاع دینے کے ساتھ اس نے محمد بن علی بن عیسٰی بن ماہان کو بھی اس کی اطلاع کردی۔ چنانچہ چہار شنبہ کی رات میں جبکہ ماہ محرم ۱۹۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسٰی نے دجلہ کے پل پر دھاوا کر کے اسے طے کیا اس پر اپنا علم نصب کیا، اور امین سے برات کی اور مامون کیلئے دعوت دی، عسکر مہدی کے باشندے اس روز چپ چاپ اپنے گھروں اور بازاروں میں خاموش بیٹھے رہے مگر ہرثمہ ابھی اس علاقہ میں نہیں آیا ان دونوں کے علاوہ اور چند فوجی سردار ہرثمہ کے پاس آئے اور انھوں نے حلفیہ اس سے عہد کیا کہ ان کی جانب سے کوئی ناگوار واقعہ اُسے پیش نہ آئے گا اس وعدہ کو اس نے مانا اور اب وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا۔
جمعرات کے دن صبح کو طاہر نے مدینۂ شرقیہ اس کے مضافات کرخ اور اس کے بازاروں پر حملہ کر دیا اور صراۃ کے دونوں نئے اور پرانے پل

توڑ ڈالے ان پلوں پر نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی طاہر نے امین کی فوج پر حملہ کیا اور خود اس نے لڑائی میں حصہ لیا دار الرقیق میں امین کے جو ساتھی تھے طاہر ان سے بھی لڑا اس نے ان کو پسپا کر کے کرخ تک ڈھکیل دیا خود طاہر باب الکرخ اور قصر الوضاح پر لڑا اس نے امین کی فوج کو کامل ہزیمت دی اور ان کو مار بھگایا اب طاہر بغیر کہیں رکے سیدھا بڑھتا چلا گیا اور بزور شمشیر وہ زبردستی شہر کے اندر داخل ہوا اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے گھر میں خاموش بیٹھے گا وہ مامون ہے اس نے قصر الوضاح کرخ کے بازار اور اطراف میں حسب ضرورت تھوڑی تھوڑی فوج ایک افسر کے ماتحت متعین کر دی اور خود وہ مدینۃ ابو جعفر کی طرف بڑھا اس نے مدینۂ ابو جعفر، قصر زبیدہ قصر الخلد کا باب الجسر سے لیکر باب الخراسان تک، باب الشام باب الکوفہ، باب البصرہ اور دریائے صراۃ کے کنارے کو اس کے دجلہ کے سنگم تک اپنے رسالہ اور پورے ساز و سامان اور اسلحہ کے ساتھ محاصرہ میں لے لیا، حاتم ابن الصقر ہرش اور افریقی اب تک اس کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اس نے فصیل کے عقب میں شہر کے برخلاف اور قصر زبیدہ اور قصر الخلد کے مقابلہ میں منجنیقیں نصب کر دیں اور ان سے سنگ باری کی۔ امین اپنی ماں اور اولاد کو لیکر مدینۂ ابو جعفر چلے آئے، اس وقت ان کی فوج کے بیشتر سپاہی، ان کے خواجہ سرا اور لونڈیاں ان کا ساتھ چھوڑ کر شہر کے گلی کوچوں میں اپنی اپنی راہ ہولیں اوباش اور سفلے بھی ان کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

اس حالت کے بیان میں عمر الوراق نے کچھ شعر کہے، علی بن یزید کہتا ہے کہ ایک دن میں اور کچھ اور لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر باب الکرخ پر طاہر کی لڑائی اور اس کے مقابلے سے لوگوں کی ہزیمت کی اطلاع دی عمر کہنے لگا مجھے اس سے کیا مجھے قدح شراب دو وہی مرض ہے اور وہی دوا ہے ایک دوسرے شخص نے آکر کہا کہ فلاں نے عیاروں کو اس قدر مارا فلاں آگے بڑھا اور فلاں شخص لوٹ لیا گیا اس پر اس نے چند شعر کہدئے جن کا مضمون یہ ہے کہ ہمارا زمانہ نہایت برا ہے جس میں اکابر تو مر گئے ہیں اور

سفلے اور معمولی اوباشوں کو طاقت حاصل ہو گئی ہے اب جو کچھ نہ ہو وہ تھوڑا ہے خیر مجھے اس سے کیا مجھے شراب کافی ہے۔

امین اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینۂ ابو جعفر میں قلعہ بند ہو گئے، طاہر نے ان کا محاصرہ کر لیا تمام دروازے مسدود کر دئیے اور آٹے اور پانی کی بہم رسانی ان کے اور اہل شہر کے لئے بند کر دی۔

طارق امین کا خاص خدمتگار بیان کرتا ہے کہ اس محاصرہ کے اثنا میں ایک دن انھوں نے مجھ سے کہا کچھ کھلاؤ میں باورچی خانے آیا وہاں مجھے کچھ نہ ملا۔ میں حمرۂ عطارہ کے پاس جو جوہر کی باندی تھی آیا اور میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین بھوکے ہیں تمھارے پاس کچھ ہو تو دو مجھے باورچیخانے میں تو کچھ نہیں ملا۔ اس نے اپنی چھوکری بنان سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے وہ ایک مرغی اور روٹی لیکر آئی میں نے وہ امین کو لا کر دیں ان کو کھا کر انھوں نے پینے کے لئے پانی مانگا مگر آبدار خانہ میں کوئی شے نہ مل سکی سنکر چپ ہو گئے وہ ہر ثمہ کے مقابلے کا عزم کر چکے تھے اس لئے بغیر پانی پیئے انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔

ابراہیم بن المہدی بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے امین کا محاصرہ کیا میں مدینۂ منصور میں ان کے قصر کے باب الذہب میں ان کے ہمراہ مقیم تھا، محاصرہ سے تنگ آ کر وہ ایک رات کو وسط رات میں اپنے قصر سے نکل کر قصر القرار میں آئے جو دریائے صراۃ کی قرن میں قصر الخلد سے زیریں میں واقع ہے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا کہنے لگے ابراہیم دیکھو یہ رات کیسی سہانی ہے چاند کیسا بھلا معلوم ہو رہا ہے اور اس کا عکس پانی میں کیسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور ہم اس وقت دجلہ کے کنارے میں ہیں کہو کچھ پی لیں میں نے عرض کیا جناب کی خوشی انھوں نے ایک رطل نبیذ منگوائی اسے پی گئے اس کے بعد مجھے بھی اسیقدر پلائی گئی۔

چونکہ میں ان کی بدمزاجی سے واقف تھا اس لیئے پیتے ہی میں نے گانا شروع کر دیا اس بات کا بھی انتظار نہیں کیا کہ وہ مجھ سے اس کی خواہش کرتے اور جو ان کی مرغوب طبع گانے مجھے یاد تھے وہ میں نے سنائے کہنے لگے کہو تو کسی

دوسرے کو بلاؤں جو تمہارے ساتھ باری باری سے گائے میں نے کہا جی ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے انھوں نے اپنی جاریہ ضعف نام کو جوان کے ہاں بہت پیش پیش تھی بلا لیا اس کے نام سے میں نے برا شگون لیا کیونکہ ہم پہلے ہی محاصرہ میں تھے جب وہ ان کے سامنے آئی تو انھوں نے گانے کا حکم دیا اس نے نابغۃ الجعدی کا یہ شعر گایا

کلیب لعمری کان اکثر ناصراً ؛ والیسر ذنباً منک ضرج بالدم

(ترجمہ) میری جان کی قسم ہے کلیب کے مددگار بھی تجھ سے زیادہ تھے اور اس کا جرم بھی خفیف تھا مگر پھر بھی وہ قتل کر دیا گیا اس شعر کو سنکر وہ بہت پریشان ہوئے اس کو انھوں نے شگون بد سمجھا انھوں نے اس سے کہا کہ اس کے علاوہ کچھ اور گا اب اس نے یہ شعر گائے۔

ابکی فراقھم عینی وارقھا ؛ ان التفرق للاحباب بکاء

مازال یعدو علیھم ریب دھرھم ؛ حتی تفانوا وریب الدھر عداء

(ترجمہ) ان کی جدائی نے مجھے رلا دیا کیونکہ احباب کی جدائی رلایا کرتی ہے مدت سے زمانہ ان کے خلاف ہو رہا تھا آخر کار وہ فنا ہو گئے اور زمانے کے انقلاب سے بھلا کون محفوظ رہتا ہے) اسے سنکر امین کہنے لگے تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیا اس کے سوا اور کوئی راگ ہی تجھے نہیں آتا وہ جاریہ کہنے لگی اے میرے آقا اپنی دانست میں تو میں نے وہی چیزیں آپ کو سنائی ہیں جن کے متعلق میرا خیال تھا کہ آپ ان کو پسند کرتے ہیں، میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ کوئی ایسی چیز سناؤں جو آپ کو بری معلوم ہو اور یہ راگ خود بخود میرے دل میں آئے، اس کے بعد اس نے دوسرا راگ شروع کیا۔

اما ورب السکون والحرک ؛ ان المنایا کثیرۃ الشرک

ما اختلف اللیل والنھار ولا ؛ دارت نجوم السماء فی الفلک

الا لنقل النعیم من ملک ؛ عان بحب الدنیا الی الملک

وملک ذی العرش دائم ابداً ؛ لیس بفان ولا بمشترک

(ترجمہ) قسم ہے مالک سکون وحرکت کی مصائب تنہا نہیں آتے،

دن اور رات اور ستاروں کی ہر گردش کے ساتھ ایک ندا ایک ایسے بادشاہ سے جو دنیا کی محبت میں سرشار ہوتا ہے دولت حکومت سلب کر کے دوسرے کو دیدی جاتی ہے اور صرف مالک عرش کی حکومت دائمی غیر فانی ہے جس میں کسی کی شرکت نہیں۔

امین نے کہا اللہ کا غضب تجھ پر ہو کھڑی ہو۔ وہ کھڑی ہوئی۔ ان کا ایک نہایت خوبصورت بنا ہوا بلوّر کا قدح تھا جسے وہ زُبّ ریاح کہتے تھے وہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا جب وہ باندی جانے کے لئے اٹھی تو اس کا پاؤں اس جام پر پڑا جس سے وہ چکنا چور ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس جاریہ کے ساتھ شریک جلسہ ہونے کا ہمارے لئے یہ پہلا ہی اتفاق تھا اور اس محبت میں تمام باتیں خلاف پسندی ہی اس سے سرزد ہوئیں۔ امین نے مجھ سے کہا ابراہیم تم نے اس جاریہ کی حرکتیں اور جام کی شکست کو محسوس کیا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت اب قریب آگیا۔ میں نے عرض کیا یہ آپ کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے گا آپ کی حکومت کو غلبہ اور قیام بخشے گا آپ کے دشمن کو تباہ کر دے گا۔ ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ہم نے دجلے کی سمت سے یہ آواز سنی قُضِیَ الأمر الذی فیہ تستفتیان (وہ بات پوری ہو گئی جس کے بارے میں وہ دونوں استفسار کرتے تھے) امین نے کہا ابراہیم تم نے بھی وہ آواز سنی جو میں نے سنی ہے اگرچہ میں سن چکا تھا مگر میں نے کہا میں نے تو کچھ نہیں سنا کہنے لگے کچھ آہٹ محسوس کرتے ہو میں دریا کے کنارے آیا مگر مجھے وہاں کوئی نظر نہیں آیا اب ہم پھر باتوں میں مصروف ہو گئے دوبارہ وہی آواز آئی قضی الامر الذی فیہ تستفتیان سنتے ہی امین اپنی جگہ سے پریشان ہو کر اٹھے اور سواری پر بیٹھ کر پھر اپنے شہر کے مقام میں چلے آئے اس واقعے کو ایک یا دو راتیں گزری تھیں کہ سنیچر کے دن ۴ یا ۵ صفر ۱۹۸ھ ہجری کو وہ قتل کر دیئے گئے۔

ابو الحسن المدائنی کہتا ہے جب ۱۹۸ھ ہجری کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں سات دن باقی تھے جمعہ کی رات کو امین اپنے قصر الخلد سے بھاگ کر

مدینۃ السلام چلے آئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ منجنیق سے جو سنگ باری ہوتی تھی اس کے پتھر اب ان کے قصر تک پہنچنے لگے تھے جانے سے پہلے انھوں نے اپنے تمام مکانات، ایوانات اور وہاں کے فرش و فروش جلوا دئے اور پھر مدینۃ السلام آرہے اس وقت تک، طاہر سے جنگ کو شروع ہوئے بارہ دن کم چودہ ماہ گزرے تھے۔

اس سال محمد بن ہارون (امین) قتل کئے گئے۔

امین کا قتل

محمد بن عیسیٰ الجلودی بیان کرتا ہے کہ جب امین مدینۂ منصور میں آکر قیام پذیر ہوئے تو ان کے امرائے عساکر کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ نہ خود امین میں اور نہ ان میں اب یہ تاب ہے کہ وہ محاصرہ کے شدائد کا مقابلہ کر سکیں اور ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ مغلوب ہو جائیں گے، حاتم بن الصقر اور محمد بن ابراہیم بن الاغلب الافریقی اور امین کے دوسرے سرداران کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری اور آپ کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے ہم اسے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں آپ اس پر غور فرما کر پھر مستقل ارادہ کیجئے ہمیں تو یہ توقع ہے کہ جو بات ہم نے سوچی ہے انشاء اللہ وہ ہمارے لئے مفید ہوگی، امین نے پوچھا کہو وہ کیا ہے انھوں نے کہا سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے دشمن نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے آپ کے رسالہ میں سے اب صرف ایک ہزار عمدہ اور تندرست گھوڑے آپ کے پاس رہ گئے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ابنا کے سات سو ایسے اشخاص کا انتخاب کریں جن کو ہم جانتے ہوں کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کو ان گھوڑوں پر سوار کر کے ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے رات کے وقت کہ وہی اس کام کے لئے

سب سے بہتر وقت ہے یہاں سے نکل جائیں اس وقت کوئی ہمارے سامنے نہ ٹھیرے گا اس طرح ہم محاصرہ سے نکل کر جزیرے اور شام چلے جائیں وہاں آپ جدید فوج بھرتی کریں اور مالگزاری وصول کریں اس طرح آپ ایک وسیع سلطنت اور نئے ملک میں آجائیں گے وہاں خود بخود لوگ آپ کے پاس جمع ہونے لگیں گے اور یہ فوجیں بھی وہاں تک آپ کا تعاقب نہ کریں گی اور پھر ممکن ہے کہ زمانہ آپ کے موافق پلٹا کھائے اور اللہ تعالیٰ کوئی کامیابی کی صورت پیدا کر دے۔ امین نے کہا تمھاری رائے بہت مناسب ہے اور اب وہ اس کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے۔

اس منصوبے کی اطلاع طاہر کو مل گئی اس نے سلیمان بن ابی جعفر، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو لکھا کہ اگر تم نے امین کو یہیں نہ روکا اور ان کو اس ارادے سے باز نہ رکھا تو میں تمھاری تمام جائداد پر قبضہ کر لوں گا اور پھر خود تمھارے درپے ہوں گا، یہ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ یہاں سے چلے جانے کا ہے، ہم خدا کے واسطے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں اس سے آپ کی جان معرض خطر میں پڑ جائے گی آپ کے یہ صلاح کار لیٹرے ہیں محاصرہ نے جو شدت اختیار کر لی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اب ان کے لئے مفر نہیں رہا چونکہ اس جنگ میں ان کی شرکت اور جد و جہد کی خبر عام ہو چکی ہے اس وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بھائی طاہر اور ہرثمہ کوئی بھی ان کو اب امان دینے والا نہیں اسی سے بچنے کے لئے انھوں نے یہ سوچا ہے کہ جب وہ آپ کو لیکر باہر نکل آئیں اور آپ ان کے ہاتھ میں ہوں وہ آپ کو قید کر لیں اور آپ کا سر کاٹ کر اس کو اپنے امان اور تقرب کا ذریعہ بنائیں اور اس قسم کی مثالیں اکثر پیش آ چکی ہیں کہ غداروں نے ایسا ہی کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جس کمرے میں امین سلیمان اور ان کے ساتھی باتیں کر رہے تھے اس کے برآمدے میں میرے باپ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے جب انھوں نے یہ گفتگو سنی اور یہ بھی محسوس کیا کہ ان لوگوں کے بیان کے مطابق

انھوں نے اپنی رائے کے نتائج سے ڈر کر ان کی بات مان لی ہے تو ان سب کا یہ ارادہ ہوا کہ اندر جا کر سلیمان اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیں مگر پھر یہ بات ان کے ذہن میں آئی کہ اس طرح تو اندر اور باہر ہر جگہ لڑائی ہو جائے گی وہ اپنے ارادے سے رک گئے۔

جب یہ بات ان کے دل میں پوری طرح بیٹھ گئی تو انھوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اب اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وعدۂ معافی لیکر دشمن کے پاس چلے آئیں اس طرح انھوں نے سلیمان، سندی اور محمد بن عیسیٰ کی خواہش کو منظور کر لیا ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ کی غرض یہی ہے کہ آپ سلامت رہیں اور رنگ رلیوں میں مزے اڑائیں آپ کے بھائی اس بات کے لئے بالکل آمادہ ہیں کہ جہاں آپ پسند کریں وہیں وہ آپ کو رکھیں اور کسی مخصوص مقام میں آپ کی ضروریات زندگی اور تمام عیش و نشاط اور دلچسپیوں کا سامان فراہم کر دیں آپ ان سے قطعی کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں، امین اس رائے پر مائل ہوئے اور انھوں نے ہرثمہ کے پاس آنا منظور کر لیا۔

مگر میرے باپ اور ان کے ساتھی اس وجہ سے ہرثمہ کے پاس جانے سے بچتے تھے کہ چونکہ یہ لوگ خود اس کی فوج میں رہے تھے اس وجہ سے وہ اس کے طور و طریق سے واقف تھے اور خائف تھے کہ وہ ان کو اپنے سے علیحدہ کر دے گا ان کے ساتھ خصوصیت نہیں برتے گا اور نہ ان کو مراتب دے گا اس اندیشہ سے یہ لوگ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ جب آپ نے ہمارے مشورے کو جو نہایت ہی صائب ہے رد کر دیا ہے اور ان منافقوں کی بات مان لی ہے تو اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ کا طاہر کے پاس چلے جانا ہرثمہ کے پاس جانے سے آپ کے لئے زیادہ نافع ہے۔

امین نے کہا تم یہ کیا کہتے ہو میں طاہر کو قطعی برا سمجھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اینٹ کی ایک ایسی سر بفلک رفیع اور نہایت چوڑی مضبوط دیوار پر جس کی نظیر میری نظر سے نہیں گزری

کھڑا ہوں میں نے اپنا سیاہ لباس پہن رکھا ہے پیٹی باندھ رکھی ہے تلوار بھی ہے ٹوپی بھی ہے اور موزے بھی پہن رکھے ہیں اور طاہر دیوار کی بنیاد میں کھڑا ہوا اسے ڈھا رہا ہے یہاں تک کہ دیوار گر پڑی میں بھی گرا اور میری ٹوپی میرے سر سے گر گئی اس وجہ سے میں طاہر کو اپنے لئے بہت ہی منحوس خیال کرتا ہوں اس سے مجھے وحشت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے پاس جاؤں ہرثمہ ہمارا مولیٰ اور ہمارے والد کے برابر ہے اور میں اس سے نہ صرف بہت زیادہ مانوس ہوں بلکہ اس پر اعتماد کامل رکھتا ہوں۔

حفص بن ارمیائیل بیان کرتا ہے کہ جب امین نے اپنے قرار والے مکان سے بستان موسیٰ کے مکان میں عبور کر کے آنا چاہا جہاں ان کا پل بھی تھا تو حکم دیا کہ اس ایوان میں فرش بچھایا جائے اور وہاں خوشبودار بخورات کی دھونی دی جائے، اس کام کے لئے میں اور میرے مددگار ماتحت ساری رات پھول اور خوشبودار مصالح لئے ٹھیرے رہے، اور سیب انار اور ترنج کو تراش کر ان کو کمروں میں جماتے رہے اس کام کی وجہ سے میں اور میرے ماتحت ساری رات جاگے صبح کی نماز پڑھ کر میں نے ایک بڑھیا کو ایک گوزہ عنبر کے بخور کا دیا جو خربزے کے مشابہ تھا اور اس میں سو مثقال عنبر تھا اور میں نے اس سے کہا کہ میں ساری رات جاگا ہوں اب مجھے سخت نیند آرہی ہے ایک نیند لئے بغیر میں رہ نہیں سکتا جب تم دیکھو کہ امیر المومنین پل پر آرہے ہیں تم اس عنبر کو اس آتشدان میں رکھ دینا میں نے اسے چاندی کا ایک چھوٹا سا آتشدان بھی دیا اس پر آگ بھی تھی اور یہ ہدایت کی کہ عنبر ڈالتے ہی آگ کو پھونک دینا تاکہ وہ جل جائے، یہ کہہ کر میں تباہ کن کشتی میں جا کر سو رہا میں بے خبر سو رہا تھا کہ وہ بڑھیا بہت ہی گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے مجھے بیدار کیا اور کہا حفص اٹھو میں تو مصیبت میں پڑ گئی ہوں میں نے پوچھا خیر ہے کیا ہوا اس نے کہا میں نے ایک شخص کو تنہا پل پر آتے ہوئے دیکھا اس کا جسم امیر المومنین کے جسم کے مشابہ تھا ایک جماعت اس کے آگے تھی اور ایک

پیچھے تھی مجھ کو یقین آگیا کہ امیر المومنین ہیں میں نے اس عنبر کو جلا دیا جب وہ شخص میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ عبداللہ بن موسیٰ ہے اور امیر المومنین اب آرہے ہیں، میں نے اسے خوب ڈانٹا اور سخت سست کہا اور اتنا ہی عنبر پھر اسے دیا تاکہ وہ اسے ان کے سامنے جلائے یہ ان کے ادبار کی پہلی علامت تھی۔

علی بن یزید کہتا ہے کہ جب امین کو محصور ہوئے ایک طویل مدت گزر گئی تو سلیمان بن ابی جعفر، ابراہیم بن المہدی اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک ان کا ساتھ چھوڑ کر عسکر مہدی چلے گئے، وہ مدینۂ منصور میں جمعرات جمعہ اور سنیچر کو محصور رہے، انھوں نے اپنے دوستوں اور بقیہ لوگوں سے طلب امان کے متعلق مشورہ کیا اور پوچھا کہ کس طرح طاہر سے چھٹکارا ہو، سندی نے کہا اے میرے آقا ہم پسند کریں یا نہ کریں مامون کو ضرور ہم پر فتح حاصل ہوگی اور صرف ہرثمہ کے ہاں ہمیں امان مل سکتی ہے امین کہنے لگے مگر ہرثمہ تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہو ہر طرف سے تو موت نے مجھے گھیر لیا ہے دوسرے مصاحبین نے کہا آپ طاہر کے پاس چلئے اگر آپ نے حلفیہ اس سے اس بات کا عہد واثق کر لیا کہ آپ اپنا ملک اس کے تفویض کر دینگے تو ممکن ہے کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے۔ امین نے کہا تمھاری رائے بالکل غلط ہے اور میں نے تم سے مشورہ کرنے میں غلطی کی اگر میرا بھائی عبداللہ خود اپنے تمام معاملات کو سرانجام دیتا تو جو کامیابی طاہر کے ذریعے سے اسے ہوئی ہے اس کا دسواں حصہ بھی اسے خود نہ ہوتی۔ میں طاہر کو پہلے ہی ٹٹول چکا ہوں وہ کسی طرح عبداللہ کے ساتھ غداری کرنے کے لیۓ آمادہ نہیں ہے اور نہ اس کی جان نثاری کے سوا کوئی اور مقصد اسکے پیش نظر ہے اگر طاہر ہی میرا کہا مان کر میرے ساتھ ہو جاتا تو پھر اگر روئے زمین کے باشندے میری مخالفت پر آمادہ ہوتے تو مجھے ان کی کچھ پروا نہ ہوتی، میں تو چاہتا تھا کہ وہ میرے ساتھ ہو جاتا تو میں اپنے تمام خزانے اسے دیدیتا اور اپنی تمام حکومت اس کے تفویض کر کے محض اس کے

سایۂ عاطفت میں زندگی گزار دیتا مگر اس بات کی ہیں اس سے توقع بھی نہیں کر سکتا ۔

سندی نے کہا امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں آپ تو ہمیں لیکر فوراً ہرثمہ کے پاس چلئے کیونکہ اس کا یہ خیال ہے کہ اگر آپ حکومت سے دست بردار ہو کر اپنے کو اس کے حوالے کر دیں گے تو پھر اسے آپ کے خلاف کسی کارروائی کے کرنے کا حق نہ رہے گا اس نے مجھ سے تو یہ عہد کیا ہے کہ اگر اس وقت عبداللہ آپ کو قتل کرنا چاہے گا تو وہ آپ کی مدافعت میں لڑ پڑے گا، رات کے وقت جب تمام لوگ سو چکے ہوں آپ نکل چلئے اس طرح مجھے امید ہے کہ ہماری اس تجویز کی لوگوں کو خبر نہ ہوگی ۔

ابوالحسن مدائنی نے بیان کیا کہ جب امین نے ہرثمہ کے پاس آنا چاہا اور اس نے ان کی خواہش کو منظور کر لیا تو یہ بات طاہر کو شاق ہوئی اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ اس شکار کو اس طرح ہاتھ سے نہ جانے دے گا طاہر نے کہا وہ میرے علاقے اور میری سمت میں ہیں میں نے لڑ کر اور محاصرہ کر کے ان کو اس نوبت پر پہنچایا ہے کہ اب وہ امان کی درخواست پر مجبور ہوئے میں کبھی اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ میرے ہوتے ہوئے وہ اپنے کو ہرثمہ کے حوالے کریں اور اس طرح فتح کا سہرا اس کے سر رہے ۔

جب ہرثمہ اور دوسرے سرداروں نے یہ رنگ دیکھا وہ اس مسئلہ پر مشورہ کرنے کے لئے خزیمہ بن خازم کی قیام گاہ میں جمع ہوئے طاہر اور اس کے خاص خاص سردار بھی وہاں آئے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک بھی شریک جلسہ ہوئے اور اب اس مسئلہ پر بحث و مباحثہ ہونے لگا انھوں نے طاہر کو مطلع کیا کہ امین اس بات کے لئے تو کبھی تیار نہ ہوں گے کہ وہ تمھارے پاس آکر پناہ لیں اور اگر تم ان کی خواہش کو نہ مانو گے تو ممکن ہے کہ ان کے اس معاملے میں ویسا ہی فتنہ اور ہنگامہ پھر اٹھے جیسا کہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے معاملہ میں ہو چکا ہے چونکہ

تم سے وہ مانوس نہیں ہیں اور ڈرتے ہیں اور ہرثمہ پر ان کو پورا اعتماد ہے اور اسے اپنے لئے مامن سمجھتے ہیں اس سے وہ خود تو اسکے پاس پناہ لیں گے البتہ مُہر عصا اور چادر خلافت وہ تمھارے حوالے کر دیں گے، مناسب یہ ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ کو اسقدر سہل کر دیا ہے تو تم اسے نہ بگاڑو بلکہ غنیمت سمجھو، طاہر نے بخوشی یہ تجویز مان لی، مگر اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ہرش کو جب اس تصفیہ کی خبر ہوئی اس نے طاہر کے پاس تقرب حاصل کرنے کے لئے اسے اطلاع دی کہ جو بات تمھارے اور امین کے درمیان طے پائی ہے وہ سراسر مکر ہے مُہر خلافت، عصا اور چادر امین کے ہمراہ ہرثمہ کے پاس جائیگی۔ طاہر نے اس اطلاع پر یقین کر لیا اور اس سے وہ سخت طیش میں آگیا اس نے قصر امّ جعفر اور خلد کے محلوں کے گرد اپنے مسلح آدمی جن کے پاس گنڈ اسے اور تیر تھے پوشیدہ مقامات میں متعین کر دئے۔ یہ اتوار کی رات تھی جبکہ ماہ محرم ۱۹۸ سنہ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں اور سُریانی تاریخ کے اعتبار سے ۱۵ ار ستمبر تھی۔

خدمت گار طارق بیان کرتا ہے کہ جب امین ہرثمہ کے پاس جانے کیلئے روانہ ہوئے تو پیاسے تھے میں نے آبدار خانے میں ان کے لئے پانی تلاش کیا مگر مجھے وہاں نہ ملا۔ اس سے وہ مغموم ہوئے مگر پھر اس قرار داد کے مطابق جو ان کے اور ہرثمہ کے درمیان ہو چکی تھی وہ جلدی سے روانہ ہوئے انھوں نے خلافت کا لباس جامہ وینمہ اور ایک لانبی ٹوپی پہنی، شمع سامنے تھی جب ہم باب البصرہ کے نگہبان سپاہیوں کے مکان پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ ان سپاہیوں کی چھاگلوں میں پانی ہوگا وہی مجھے لاکر پلادو میں نے پانی کا ایک کوزہ ان کو لاکر دیا مگر اسکی بو کی وجہ سے انھوں نے اسے نہیں پیا اور پیاسے ہی ہرثمہ کی طرف بڑھ گئے طاہر نے اچانک ان پر حملہ کیا خود وہ بھی ان کی گھات میں خلد میں موجود تھا جب وہ تباہ کن کشتی کے پاس آئے تو اسے طاہر اور اس کے ساتھیوں نے گھات سے ایکدم نکل کر اس پر تیر اور پتھر برسائے ان کی زد سے بچنے کے لئے سب لوگ پانی کی سمت جھک پڑے کشتی الٹ گئی ہرثمہ، امین اور دوسرے آدمی جو اس میں تھے پانی میں گر پڑے، امین تیر کر دریا کے دوسرے کنارے بستان موسیٰ پہنچ گئے

طاہر نے یہ خیال کیا کہ اس میں ہرثمہ کی چال ہے وہ خود دجلہ کو عبور کر کے صراۃ کے قریب آگیا چوکسی کے لئے ابراہیم بن جعفر البلخی اور محمد بن حمید، شکلہ ام ابراہیم بن المہدی کا بھتیجا جیسے خود طاہر نے اس کام پر متعین کیا تھا موجود تھے طاہر کا یہ دستور تھا کہ جب وہ کسی خراسانی کو کوئی خدمت دیتا تھا تو خود ہی ایک جماعت کو اس کے تحت کر دیتا تھا محمد بن حمید نے جو طاہری کے نام سے مشہور ہے اور جسے وہ دوسرے سرداروں سے پہلے اہم خدمات پر متعین کیا کرتا تھا امین کو پہچان لیا اور اپنے سپاہیوں کو للکارا وہ وہیں اتر گئے اور انھوں نے امین کو پکڑ لیا اور اس نے بڑھ کر ان کی زلفیں پکڑ لیں اور پھر ان کی پنڈلیاں پکڑ کر گرا دیا اب ان کو ایک گھوڑے پر سوار کیا گیا اور سپاہیوں کی ایک معمولی بے بٹی چادر ان پر ڈالدی ان کو ابراہیم بن جعفر البلخی کی قیامگاہ کو لائے۔ ابراہیم باب الکوفہ میں قیام کرتا تھا اور قیدیوں کی طرح ان کے پیچھے ان کے ساتھ ایک اور شخص کو گھوڑے پر بٹھایا تاکہ وہ گرنے نہ پائیں۔

خطاب بن زیاد بیان کرتا ہے کہ جب امین اور ہرثمہ دریا میں گر پڑے تو طاہر اس خوف سے کہ کہیں ہرثمہ کی غرقابی کا الزام اس کے ذمے عائد نہ ہو اپنے پڑاؤ کی طرف لپکا جو باب الانبار کے مقابل بستان مونس میں تھا۔ جب طاہر باب الشام پہنچا ہم اس کے ہمراہ سواری میں تھے حسن بن علی المامونی اور حسن الکبیر رشید کا خادم بھی اس کے ساتھ تھے وہاں محمد بن حمید ہمارے پاس آیا وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور طاہر کے پاس جاکر اس نے اسے اطلاع دی کہ میں نے امین کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کو ابراہیم البلخی کی قیام گاہ کو باب الکوفہ بھیجدیا ہے، طاہر ہماری طرف ملتفت ہوا اور اس نے یہ خبر ہم سے بیان کی اور پوچھا کیا کہتے ہو مامونی نے کہا نہ کیجئے یعنی حسین بن علی کا سا سلوک اس کے ساتھ نہ کیجئے، طاہر نے اپنے مولی قریش الدندانی کو بلا کر اسے امین کے قتل کر دینے کا حکم دیدیا اور اس کے پیچھے خود طاہر بھی باب الکوفہ اس جگہ کو روانہ ہوا۔

محمد بن عیسی الجلودی مذکورہ بالا واقعات کے سلسلہ میں کہتا ہے، اتوار کی رات میں عشا کے بعد وہ جانے کے لئے آمادہ ہوئے قصر سے صحن قصر میں آکر کرسی پر بیٹھے اس وقت انھوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا اس پر سیاہ عبا تھی ہم ان کے پاس آئے اور گرز لئے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے کتلہ خادم حاضر ہوا اور عرض پرداز ہوا کہ ابو حاتم سلام عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ حسب وعدہ میں آپ کو لینے کے لئے حاضر ہوں مگر میری رائے یہ ہے کہ آج رات آپ برآمد نہ ہوں تو بہتر ہے کیونکہ میں نے دجلہ کے کنارے کچھ ایسی آہٹ پائی ہے جس سے میں متردد ہو گیا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے زیر کر لیا جائے گا اور آپ کو میرے ہاتھ سے چھڑا لیا جائیگا یا آپ مارے جائیں گے میری واپسی تک آپ ٹھیرے رہیں میں کل سارا انتظام کر کے رات کو حاضر ہوں گا اور آپ کو لے چلوں گا اگر اس وقت کوئی میری مزاحمت کرے گا تو میں آپ کے لئے لڑوں گا اور اس کے لئے پہلے ہی تیار رہوں گا، امین نے اپنے خدمت گار سے کہا کہ جا کر کہدو کہ تم وہیں ٹھیرے رہو میں ابھی آتا ہوں اس کے بغیر چارہ نہیں اور میں کل تک ٹھیر نہیں سکتا۔

امین بہت پریشان ہوئے کہنے لگے تمام لوگ اور خود میرے موالی اور پہرہ دار مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر یہیں مجھے صبح ہو گئی تو میری تنہائی کی خبر طاہر کو ہو جائے گی اور وہ مجھے یہیں آکر گرفتار کرے گا انھوں نے اپنا سیاہ بال تراشیدہ چاند تارے والا پچکلیاں گھوڑا زہری طلب کیا پھر اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر گلے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا کہ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جن کو انھوں نے اپنی آستین سے جذب کیا کھڑے ہوئے اور تڑپ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اب ہم ان کے آگے ہو کر قصر کے دروازے تک پیدل آئے اور پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے، صرف ایک شمع ان کے سامنے تھی جب ہم باب الخراسان سے ملی ہوئی محرابوں کے پاس پہنچے تو ابو حاتم نے مجھ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ

ان کے اوپر کر لو تاکہ اگر کوئی انپر تلوار کا وار کرے جس کا مجھے اندیشہ ہے تو اس کا وار تم روک لو اور وہ محفوظ رہیں، میں نے اپنے گھوڑے کی لگام زین کے ہرنے پر ڈالدی اور اپنا ہاتھ ان پر پھیلا دیا۔ ہم باب الخراسان آئے ہمارے حکم سے وہ کھولدیا گیا اب ہم گھاٹ پر آئے ہرثمہ کی آتش فشاں کشتی موجود تھی امین اس کی طرف بڑھے گھوڑے نے آگے بڑھنے میں پس و پیش کیا انھوں نے چابک مارا اور اسے پانی میں سے کشتی کے بالکل قریب لے آئے اور کشتی میں اتر گئے ہم گھوڑے کو لیکر پھر شہر کے اندر چلے آئے اندر آکر ہم نے دروازہ بند کرا دیا اب ہمیں شور سنائی دیا ہم دروازے کے برج پر چڑھ کر اس شور کو سننے کھڑے ہو گئے۔

احمد بن سلام صاحب المظالم (ناظم فوجداری) بیان کرتا ہے کہ دوسرے سرداروں کے ساتھ میں بھی ہرثمہ کی کشتی میں موجود تھا جب امین کشتی میں اترے تو ہم سب کے سب ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور خود ہرثمہ نے دو زانو ہو کر معذرت کی کہ نقرس کی وجہ سے میں کھڑے ہونے سے مجبور ہوں اس نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا ان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کو چومنے لگا اور کہتا جاتا تھا اے میرے آقا مالک اور میرے آقا اور مالک کے صاحبزادے امین ہم سب کو غور سے دیکھنے لگے عبید اللہ بن الوضّاح سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں عبید اللہ بن الوضاح ہوں امین نے کہا میں نے پہچانا اللہ تم کو جزائے خیر دے تم نے برف کے معاملہ میں میرے ساتھ اس قدر مہربانی کی ہے کہ اگر (اللہ اس کو زندہ و سلامت رکھے) اپنے بھائی سے میں ملا تو میں تمھارے اس احسان کا خاص طور پر ان سے ذکر کروں گا اور درخواست کروں گا کہ وہ میری طرف سے تم کو اس کا عوض دیں۔

ہرثمہ نے حکم دیا کہ کشتی ڈھکیلی جائے اسی وقت طاہر کے سپاہیوں نے جو سربند اور تباہ کن کشتیوں میں سوار تھے ہم پر حملہ کر دیا انھوں نے ایک شور برپا کر دیا اور کشتی کے پنکھے سے لپٹ گئے کچھ سپاہی اسے کاٹنے لگے بعض کشتی میں سوراخ کرنے لگے اور دوسرے ہم پر اینٹ اور تیر برسانے لگے کشتی

میں سوراخ پڑ گیا جس کی وجہ سے اس میں پانی بھر آیا وہ غرق ہونے لگی ہرثمہ
پانی میں کود پڑا ایک ملاح نے اسے دریا سے نکالا اسی طرح ہم میں سے
ہر شخص کسی نہ کسی طرح پانی سے نکل آیا۔ اس وقت میں نے امین کو دیکھا کہ
انھوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے چاک کئے اور پانی میں کود پڑے، جب
میں کنارے پہنچا تو طاہر کا ایک سپاہی مجھ سے آلپٹا اور وہ مجھے ایک شخص
کے پاس لیکر آیا جو ام جعفر کے محل کی پشت پر دجلہ کے کنارے لوہے کی
ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا سامنے آگ روشن تھی سپاہی نے فارسی میں اس
سے کہا کہ یہ بھی اُن کشتی والوں میں سے ہے جو پانی میں ڈوبے تھے اور اب
یہ نکل آیا ہے اس شخص نے جو کرسی پر متمکن تھا مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے
کہا ہرثمہ کے آدمیوں میں ہوں احمد بن سلام میرا نام ہے اور امیر المومنین
کے مولیٰ (ہرثمہ) کا صاحب شرطہ ہوں اس نے کہا تو نے جھوٹ بیان کیا
ہے مجھے صحیح پتہ دو میں نے کہا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس نے
پوچھا امین پر کیا گزری، میں نے کہا میں نے ان کو کپڑے چاک کر کے پانی
میں کودتے ہوئے دیکھا تھا یہ سنکر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا میرا گھوڑا
لاؤ وہ گھوڑا لائے وہ اس پر سوار ہو گیا اور مجھے ساتھ ساتھ چلنے
کا حکم دیا، میرے گلے میں ایک ڈوری باندھ دی گئی اور میں اس کے ساتھ
ہوا جب وہ رشدیہ کوچے سے ہوتا ہوا اسد بن المرزبان کی مسجد کے پاس
پہنچا تو چونکہ دوڑتے دوڑتے میں تھک گیا تھا مجھ سے اب دوڑا نہ گیا جو سپاہی
مجھے لئے جا رہا تھا اس نے کہا کہ یہ شخص ٹھہر گیا ہے اور اب ساتھ نہیں دوڑتا
اس نے کہا پھر کیا دیکھتا ہے اتر کر سر اتار لے میں نے کہا میں آپ پر قربان
آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور چونکہ میں نے
ناز و نعم میں زندگی بسر کی ہے اسی وجہ سے میں اب دوڑ نہ سکا میں اپنی
جان کے عوض دس ہزار درہم فدیہ دینے کے لئے آمادہ ہوں جب اس نے
دس ہزار کا نام سن لیا تو اب میں نے کہا صبح تک آپ مجھے اپنے
پاس رکھیں صبح کو مجھے ایک آدمی دیں میں اسے اپنے مختار کے پاس

اپنے مکان عسکر مہدی کو بھیجدوں گا اگر وہ دس ہزار نہ لادے تو آپ میری گردن ماردیں اس نے کہا یہ بات ٹھیک ہوئی اب اس نے میرے متعلق حکم دیا کہ مجھے سوار کرلیا جائے میں اس کے ساتھی سپاہیوں میں سے ایک کے پیچھے سوار ہو گیا وہ مجھے اپنے افسر اعلیٰ کے مکان میں جو ابو الصالح کاتب کا مکان تھا لے آیا اس نے اپنے غلاموں کو میری نگرانی کا حکم دیا اور اسکے لئے ان کو سخت تاکید کردی پھر اس نے مجھ سے ایمن اور ان کے پانی میں گرنے کے واقعے کو اچھی طرح سمجھ کر سنا اور پھر طاہر کو اس واقعے کی اطلاع دینے چلدیا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم البلخی تھا۔ اس کے غلاموں نے مجھے اس مکان کے ایک حجرے میں جس کا فرش ناہموار تھا اور دو تین تکیے پڑے تھے ایک روایت میں ہے کہ وہاں لپٹی ہوئی چٹائیاں رکھی تھیں داخل کیا انھوں نے ایک چراغ بھی وہاں لاکر رکھدیا میں اس حجرے میں بیٹھ گیا اور وہ دروازہ کو بند کرکے بیٹھکر باتیں کرنے لگے ایک گھڑی رات گزری تھی کہ رسالہ کی چاپ سنائی دی انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ ان کے لئے وا ہوا اور وہ یہ کہتے ہوئے "پسر زبیدہ" اندر آئے ایک برہنہ شخص جس نے صرف پائجامہ پہن رکھا تھا اور عمامہ سے نقاب ڈال لی تھی اور جس کے دوش پر ایک بوسیدہ خرقہ پڑا ہوا تھا میرے حجرے میں لایا گیا۔ لانے والوں نے محل کے ملازموں کو حکم دیا کہ اس کی پوری طرح نگرانی کی جائے اس کام کے لئے انھوں نے خود اپنی جمعیت کے کچھ سپاہی اور وہاں متعین کردے۔

جب وہ میرے حجرے میں بیٹھ گیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا وہ امین تھے ان کو دیکھ کر مجھے عبرت ہوئی اور میں نے اپنے اور ان کے حال کے تفاوت پر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا وہ مجھے غور سے دیکھنے لگے پوچھا کون؟ میں نے کہا آپ کا غلام کہا کیسے؟ میں نے کہا احمد بن سلام صاحب المظالم کہنے لگے ہاں اس نام کے بغیر بھی میں نے پہچانا تم رقہ میں میرے پاس آیا کرتے تھے میں نے کہا جی ہاں کہنے لگے تم تو اکثر میرے

پاس آتے اور دل خوش کرنے والی باتوں سے مجھے لطف اندوز کرتے تھے میں
تم کو خوب جانتا ہوں تم میرے مولیٰ نہیں ہو بلکہ میرے بھائی اور اپنے ہو
اس کے بعد انھوں نے مجھے آواز دی احمد میں نے کہا حاضر کہا میرے قریب
آؤ مجھے لپٹالو مجھے اس وقت سخت گھبراہٹ ہو رہی ہے' میں نے ان کو
اپنے سینے سے لگالیا دیکھا کہ ان کو سخت اختلاج قلب ہو رہا ہے دل اسطرح
دھڑک رہا تھا کہ اب سینے سے نکل جائے میں ان کو اپنے سینے سے لگائے
رہا اور ان کو تسکین دیتا رہا پوچھا احمد میرے بھائی کیسے ہیں میں نے کہا
وہ زندہ ہیں کہنے لگے وہاں کا وقائع نویس بھی کسقدر جھوٹا ہے غالباً اس
لڑائی سے بری الذمہ ہونے کے لئے اس نے یہ خبر مشہور کر دی ہے میں نے
کہا آپ ان کے ڈاک والے کو کیا کوستے ہیں اللہ آپ کے وزرا کا برا
کرے جنھوں نے آپ کو اس حالت پر پہنچایا ہے کہنے لگے سوائے کلمۂ خیر کے
میرے وزرا کے متعلق کچھ نہ کہو کامیابی بھی ہوتی ہے نا کامی بھی ہوتی ہے
میں ہی پہلا آدمی نہیں ہوں جس نے کسی بات کے حاصل کرنے میں کوشش
کی اور وہ ناکام رہا' پھر کہنے لگے احمد تمھارا کیا خیال ہے کہ یہ لوگ میرے
ساتھ کیا کریں گے کیا مجھے قتل کر دیں گے یا اپنے وعدۂ امان کو پورا کرینگے
میں نے کہا جناب والا میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ ایفائے عہد کریں گے' اب
وہ اس خرقے کو جو ان کے شانوں پر پڑا تھا سردی کی وجہ سے اپنے جسم
سے لپیٹنے لگے اور اسے داہنے بائیں اپنے بازوؤں سے روکا' میں ایک
صدری پہنے تھا میں نے اسے اتارا اور کہا اے میرے آقا آپ اسے
پہن لیں کہنے لگے چھوڑو بھی اس کا کیا ذکر کرتے ہو اللہ نے جس حال میں رکھا
ہے اس میں بھی میرے لئے خیر ہو گی۔

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ
کھولا گیا ایک مسلح شخص ہمارے پاس آیا اس نے امین کو اچھی طرح شناخت
کر لینے کے لئے غور سے دیکھا اور جب شناخت کر لیا تو وہ واپس چلا گیا
اور پھر دروازہ بند کر دیا گیا یہ محمد بن حمید الطاہری تھا اس کے اس وقت

آنے کی وجہ سے میں تاڑ گیا کہ امین مارے گئے۔ چونکہ اس رات میں نے اس وقت تک نماز وتر نہیں پڑھی تھی مجھے اندیشہ ہوا کہ بغیر وتر ادا کیے کہیں میں بھی ان کے ساتھ نہ مارا جاؤں میں وتر پڑھنے کھڑا ہو گیا کہنے لگے احمد مجھ سے دور مت جاؤ میرے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھو مجھے بہت سخت وحشت ہو رہی ہے میں ان سے بالکل لگ کر کھڑا ہو گیا جب نصف یا قریب نصف کے رات ہوئی تو میں نے رسالے کی چاپ سنی اب پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور کھولا گیا عجمیوں کی ایک جماعت ننگی تلواریں لئے اندر گھس آئی ان کو دیکھ کر امین کھڑے ہو گئے اور انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہنے لگے بخدا میری جان اللہ کی راہ میں جا رہی ہے کیا بچنے کی کوئی تدبیر کوئی فریاد رس یا شریف بہادر نہیں رہا' اتنے میں وہ لوگ خود ہمارے حجرے کی چوکھٹ پر آموجود ہوئے مگر پھر بھی ان کے مرتبے کی وجہ سے اس قدر مرعوب تھے کہ وہ وہیں ٹھٹک گئے اور اب ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ تو آگے بڑھ مگر وہ پیچھے ہٹ جاتا۔ میں کھڑا ہوا اور لپٹی ہوئی چٹائیوں کے پیچھے حجرے کے کونے میں چھپ گیا امین ایک تکیہ ہاتھ میں لیکر کھڑے ہو گئے اور کہتے جاتے تھے تم کو کیا ہو گیا ہے تم کس پر حملہ کر رہے ہو میں رسول کے چچا کا پوتا ہوں میں ہارون کا بیٹا اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے معاملے میں تم اللہ سے خوف کرو' ان میں سے طاہر کے مولی قریش الدندانی کے غلام خمارویہ نے آگے بڑھ کر ان پر تلوار ماری جو ان کی پیشانی پر لگی امین نے اس کے منہ پر تکیہ کھینچکر مارا اور اس کو گرا کر اس پر چڑھ بیٹھے اور اس کی تلوار چھین نے لگے اس نے فارسی میں چلا کر کہا مجھے مار ڈالا مار ڈالا۔ اس کی آواز پر ایک دم بہت سے آدمی امین پر چڑھ دوڑے ایک نے ان کی کمر میں تلوار بھونک دی اور اب وہ ان پر سوار ہو گئے اور گدی پر سے ان کو ذبح کر ڈالا ان کا سر کاٹ لیا اسے وہ طاہر کے پاس لیگئے اور جسم کو وہیں ڈالدیا۔ صبح کو آکر ان کے جسم کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر لادیے گئے جب صبح ہوئی تو مجھ سے دس ہزار کا مطالبہ ہوا میں نے

اپنے مختار کو بلا کر اس سے وہ رقم منگائی اور ادا کر دی۔ امین جمعرات کے دن مدینۂ منصور میں داخل ہوئے اور اتوار کے دن دجلہ آئے۔

یہی راوی اسی قصے کے سلسلے میں بیان کرتا ہے کہ جب امین اس حجرے میں میرے پاس آئے اور ان کو ذرا سکون ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کے وزیروں کا برا کرے ان کی وجہ سے آپ کی یہ گت بنی ہے کہنے لگے اے میرے بھائی اب یہ عتاب کا موقع نہیں پھر انھوں نے مجھ سے مامون کو دریافت کیا اور پوچھا کہ وہ زندہ ہے میں نے کہا جی ہاں اگر وہ نہ ہوتے تو پھر یہ لڑائی کس کی خاطر ہو رہی ہے اس پر انھوں نے کہا مگر مجھے تو عامر بن اسمٰعیل بن عامر کے بھائی یحییٰ نے جو ہرثمہ کی چھاونی میں وقائع نویس تھا یہ اطلاع دی کہ وہ مر گئے، میں نے کہا اس نے بالکل جھوٹ اطلاع دی ہے پھر میں نے کہا آپ کی ازار بہت موٹی ہے آپ یہ میری نرم ازار اور قمیص پہن لیں کہنے لگے جو میرے حال میں ہوگا اس کے لئے یہی بہت ہے، میں نے کہا آپ اللہ کو یاد کریں اور استغفار کریں وہ استغفار کرنے لگے ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایسا سخت شور سنائی دیا جس سے زمین لرزہ براندام ہوگئی طاہر کے سپاہی اس مکان میں داخل ہو چکے تھے اور اب وہ ہمارے حجرے کی طرف آ رہے تھے اس کا دروازہ بہت تنگ تھا امین کے پاس اس حجرے میں بھی ایک ڈھال تھی پہلے تو وہ اس سے اپنی مدافعت کرتے رہے مگر پھر انکی پیچھے سے ان کی ایڑی کاٹ دی گئی اور بہت سے آدمی ان پر کود پڑے انھوں نے ان کا سر کاٹ لیا اسے طاہر کے پاس لے گئے اور ان کے جسم کو لاد کر ان کی فرودگاہ واقع بستان مونسہ میں لے آئے اس وقت عبدالسلام بن العلا ہرثمہ کی فوج خاصہ کا سردار وہاں آیا یہ شماسیہ والے پل سے دریا کو عبور کر کے یہاں آیا تھا طاہر نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اس نے کہا کہ آپ کے بھائی نے آپ کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا ہوا طاہر نے اپنے غلام سے کہا طشت لاؤ وہ اسے اٹھا لائے اس میں امین کا

سر رکھا تھا طاہر نے اس سے کہا دیکھ لو یہ میں نے کیا ہے اور ان سے جا کر اس کی اطلاع کر دو، جب صبح ہوئی طاہر نے امین کے سر کو باب الانبار پر نصب کرا دیا بغداد کی ایک خلقت عظیم جس کا شمار نہیں ہو سکتا اسے دیکھنے آئی طاہر بھی اس مقام پر آیا اور وہ سب سے کہتا تھا کہ یہ امین کا سر ہے۔

ایک مرتبہ امین نے اپنے کپڑوں پر جوں دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ ایک چیز ہے جو عام طور پر لوگوں کے کپڑوں میں ہوا کرتی ہے کہنے لگے میں زوال نعمت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس روز یہ واقعہ پیش آیا اسی روز وہ قتل کیئے گئے۔

حسن بن سعید کہتا ہے کہ ان کے قتل کے بعد دونوں فوجیں طاہر کی اور بغداد کی ان کے قتل پر نادم ہوئیں کیونکہ اس ہنگامے میں ان کو بہت سا روپیہ ملتا رہتا تھا جس کوٹھری میں امین، عیسٰی بن ماہان اور ابو السرایا کے سر محفوظ تھے وہ میری نگرانی میں تھی میں نے امین کے سر کو دیکھا صرف ان کے چہرے پر ضرب کا نشان تھا ان کے سر کے بال اور داڑھی صحیح و سالم تھی ان میں کچھ قطع برید نہیں ہوئی تھی سر کے بالوں کا رنگ بھی اصلی حالت میں تھا۔

طاہر نے امین کے سر کو چادر، عصا اور مصلے کے ساتھ جو کھجور کے پتوں سے بنا گیا تھا اپنے چچا زاد بھائی محمد بن الحسن بن مصعب کے ہاتھ مامون کے پاس بھیجدیا مامون نے دس لاکھ درہم اسے مرحمت فرمائے ذوالریاستین نے امین کے سر کو ایک ڈھال پر رکھ کر خود اپنے ہاتھ سے مامون کے سامنے پیش کیا اسے دیکھ کر مامون نے سجدہ شکر ادا کیا۔

علی بن حمزۃ العلوی سے روایت ہے کہ امین کے قتل کے بعد آل ابی طالب کی ایک جماعت طاہر کے پاس آئی جو اس وقت بستان میں تھا ہم بھی وہاں موجود تھے طاہر نے ان کو صلہ دیا اور ہمیں بھی صلہ دیا پھر اس نے ہم سب کے لیئے یا ہم میں سے بعض کے لیئے مامون کو لکھا کہ

میں نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دی ہے ہم مرو آئے اور وہاں سے مدینہ واپس آگئے اہل مدینہ نے ہمارے مالا مال ہونے پر ہمیں مبارک باد دی اور وہ سب کے سب ہم سے ملنے آئے ہم نے ان سے امین کے قتل کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ طاہر نے اپنے ایک مولیٰ قریش نام کو بلا کر امین کے قتل کا اسے حکم دیا تھا یہ سنکر اہل مدینہ کے ایک شیخ نے ہم سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کہا؟ میں نے اسے پورا واقعہ سنایا اس نے کہا کیا خدا کی شان ہے ہم سے یہ بات روایت کی گئی تھی کہ قریش امین کو قتل کرے گا ہمارا گمان قبیلۂ قریش پر گیا تھا مگر اب تو خود قاتل کا نام اس روایت کے نام کے مطابق ہو گیا۔

ابراہیم بن المہدی کو جب امین کے قتل کی اطلاع ہوئی اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون کہا اور بہت دیر تک رویا اس نے ان کے مرثیے میں کچھ شعر کہے جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو یہ بات ان کو ناگوار گزری۔

طاہر نے اس فتح کی خوشخبری کے لئے حسب ذیل خط مامون کو لکھا۔

تمام تعریفیں اس اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں جو عزت والا جلال والا۔ ملک اور حکومت والا ہے اس کی یہ شان ہے کہ جب کسی بات کے کرنے کا وہ ارادہ کرتا ہے تو صرف حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے سوائے اس کے اور کوئی دوسری ذات الوہیت نہیں وہ بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

جو بات اللہ نے پہلے سے مقدر کی تھی وہ پوری ہوئی امین معزول نے اپنے عہد و پیمان کو توڑا اس کی وجہ سے اللہ نے اسے ایک فتنے میں مبتلا کیا اور اس کے اعمال کی پاداش میں کیونکہ خود اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اسے قتل کر دیا۔ میں امیر المومنین کو پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہماری فوج نے مدینۂ منصور اور خلد کا محاصرہ کر لیا اور

مدینۃ السلام کے تمام راستوں، ناکوں اور اُن گلی کوچوں پر جو دجلہ پر نکلتے ہیں پہرے لگا دیئے اور ان کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی۔ میں نے جنگی کشتیاں اور سربند کشتیوں میں عرادے اور جنگجو ملاح بٹھا کر ان کو خلد اور باب الخراسان کے مقابل ٹھیرا دیا تاکہ معزول کی نگرانی ہو اور وہ کسی راستے سے نکل کر بھاگ نہ جائے تاکہ پھر وہ باہر نکل کر اس محاصرہ اور ذلت کے بعد دوبارہ لوگوں کو اغوا کر کے آتش جنگ مشتعل نہ کرنے پائے۔

پیامبردن نے مجھ سے آکر کہا کہ ہرثمہ کا ارادہ ہے کہ وہ امین کو اپنی پناہ میں لے لے اور مجھ سے اس کی یہ خواہش ہے کہ میں امین کو اسکے پاس آجانے دوں اور ان کی مزاحمت نہ کروں اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے میں اور ہرثمہ یکجا ہوئے مگر چونکہ اللہ نے امین کو ذلیل کر دیا تھا اور اپنے مسفر کی کوئی اُمید کہیں سے اسے نہیں رہی تھی دوسروں کا تو ذکر ہی کیا خود اس پر پانی تک بند تھا میں نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا امین کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ خود اس کے نوکروں اور شہر کے حامیوں نے اپنے بچاؤ کے لئے اس کے قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ میں پہلے امیر المومنین کو لکھ چکا ہوں اُمید ہے کہ میری وہ تحریر ملاحظہ عالی میں گزر چکی ہوگی، میں نے ہرثمہ بن اعین کی اس تجویز پر جو اس نے امین کے لئے سوچی تھی اور جس کا وہ اس سے وعدہ کر چکا تھا اچھی طرح غور کیا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر اس بے بسی اور مجبوری کی حالت سے جس میں اللہ نے اسے ڈالدیا ہے وہ کسی طرح بچکر نکل گیا تو اس سے اس فتنہ کا خاتمہ نہ ہوگا بلکہ اطراف واکناف کے خود غرض طامع اس کو اپنا آلہ کار بنا کر اور زیادہ خلفشار برپا کریں گے، میں نے ہرثمہ کو صاف طور پر اپنی اس رائے سے آگاہ کر دیا کہ میں ہرگز تمہاری تجویز کو پسند نہیں کرتا مگر اس نے کہا کہ چونکہ میں وعدہ کر چکا ہوں اس سے کسی طرح انحراف ممکن نہیں مجبوراً میں اب اس بات پر آمادہ ہوا کہ امین رسول اللہ ؐ کی ردائے مبارک تلوار اور عصا اپنے نکلنے سے پہلے

میرے پاس بھیجدے تو میں پھر اس کی مزاحمت نہیں کروں گا، ہرثمہ کی اس تجویز سے میں نے محض اس لئے اتفاق کیا تاکہ ہم میں اب تک جو اتحاد و اتفاق ہے اس میں اختلاف رونما نہ ہو کہ پھر ہمارے اعدا کو ہم پر جسارت کا موقع ملے، ہم دونوں نے یہ طے کیا کہ سنیچر کی رات حسب قرارداد دونوں یکجا ہوں گے چنانچہ میں اپنے خاص مخلص اور بہادر معتمد علیہ اشخاص کے ساتھ خود موقع پر گیا شہر اور خلد کی نگرانی کے لئے خشکی اور تری میں جو انتظامات کئے گئے تھے اور جو لوگ متعین تھے ان سب کا میں نے معائنہ کیا اس کے بعد میں باب الخراسان میں آیا میں نے پہلے سے تباہ کن اور دوسری کشتیاں مہیا کر رکھی تھیں وہ اسلحہ اور انتظامات اس کے علاوہ تھے جو خود میں نے اپنے اور ہرثمہ کے درمیان طے شدہ وقت معین پر نکلنے کے لئے کئے تھے، میں اپنے خاص معتمد اور خدمت گاروں کے ساتھ باب الخراسان پر ٹھہر گیا اور اپنی جمعیت میں سے کچھ سوار اور پیادے میں نے باب الخراسان اور گھاٹ کے درمیان اور کچھ دریا کے کنارے متعین کر دئے ہرثمہ بھی پوری طرح مسلح اور مستعد ہو کر باب الخراسان کے قریب آگیا اس نے مجھے دھوکہ دیکر میرے علم کے بغیر امین کو نکل آنے کی دعوت لکھ بھیجی تھی کہ جب وہ گھاٹ پر آجائے گا تو ہرثمہ اسے اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لے گا اور اس طرح ردا، عصا اور تلوار میرے پاس نہیں آسکی حالانکہ یہ بات اس قرارداد کے جو میرے اور ہرثمہ کے درمیان ہوئی تھی سراسر منافی اور مخالف تھی، چنانچہ جب امین وہاں آیا تو وہ لوگ جن کو میں نے باب الخراسان پر متعین کر دیا تھا اس کے آتے ہی میرے حکم کی بجاآوری میں اس پر حملہ آور ہوئے میں نے ان کو حکم دیدیا تھا کہ میری اجازت کے بغیر وہ کسی کو آگے نہ بڑھنے دیں، امین ان سے بچنے کے لئے گھاٹ کی طرف لپکا ہرثمہ نے اپنی تباہ کن اس کے قریب کر دی اور وہ میرے آدمیوں سے پہلے کشتی میں پہنچ گیا مگر اس کا خادم کوثر پیچھے رہ گیا میرے

غلام قریش نے اس کو پکڑ لیا ردا، عصا اور تلوار کوثر کے پاس تھی قریش نے یہ اس سے لے لیں، جب امین کے ساتھیوں نے دیکھا کہ میرے آدمی امین کو جانے نہیں دیتے اور مزاحمت کر رہے ہیں ان میں سے کچھ ہرثمہ کی تباہ کن میں دوڑ آئے جس سے وہ جھک گئی اور پھر ڈوب گئی ان میں سے کچھ لوگ تو شہر چلے آئے امین کشتی سے دریا میں کود پڑا اور تیر کر کنارے آگیا اب وہ اپنے اس وقت برآمد ہونے پر نادم تھا مگر نقض عہد پر قائم اور اپنا شعار کہہ رہا تھا چونکہ میں نے تو اس سے کسی قسم کا عہد و پیمان کیا نہ تھا اس وجہ سے اب میرے سپاہیوں نے جن کو میں نے گھاٹ اور باب الخراسان کے درمیان متعین کیا تھا بڑھ کر جبراً اسے پکڑ لیا اس وقت بھی اس نے اپنے شعار کو کہہ کر ان کو دعوت دی اور اپنے نقض عہد پر قائم رہا بلکہ جواہرات کے سو دانے جس کے ایک دانے کی قیمت ایک لاکھ درہم بیان کی گئی ہے ان کو پیش کئے مگر میرے آدمیوں نے اپنے خلیفہ کی وفاداری اپنی فرض شناسی اور بات قائم رکھنے کے شریفانہ خیال کو پیش نظر رکھ کر اس کی رشوت کو ٹھکرا دیا پھر کیا تھا سب کے سب اس سے چمٹ گئے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہی اسے قتل کر کے میرے سامنے سرخروئی حاصل کرے انھوں نے اسے تلواروں پر رکھ لیا اور اس کا کام تمام کر کے اپنے اللہ رسول دین اور خلیفہ کی حمایت کا حق ادا کر دیا اس کا سر کاٹ لیا گیا مجھے اس کی اطلاع ہوئی میں نے اس کے سر کو اپنے پاس منگوا لیا اور تمام سپاہ کو جن کو میں نے مدینۃ منصور خلد اس کے اطراف اور تمام ناکوں پر متعین کیا تھا ہدایت بھیجدی کہ جب تک میرا دوسرا حکم ان کو موصول نہ ہو وہ اسی طرح اپنے ناکوں اور مقامات کی حفاظت اور نگرانی کرتے رہیں اس کے بعد میں اپنے مقام کو پلٹ آیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین اور اسلام پر اس فتح سے احسان عظیم کیا صبح کو پھر لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا امین معزول کے

متعلق مختلف چہ میگوئیاں ہونے لگیں کوئی کہتا تھا کہ وہ قتل کر دیا گیا کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا کسی کو شبہ تھا کسی کو یقین تھا میں نے مناسب سمجھا کہ اس شبہ کو بالکل رفع کردوں میں اس سر کو لیکر ان کے پاس آیا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اس طرح تمام بدنیت حیلہ جو اور فتنہ پرداز مفسدین کی بُری توقعات کا خاتمہ ہو جائے دن چڑھے میں شہر کے اندر گیا سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور امیر المومنین کی طاعت قبول کرلی اس طرح شہر کا شرقی اور غربی حصہ اور اس کے تمام مضافات اور اطراف وجوانب نے امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لی جنگ ختم ہو گئی باشندوں نے سر تسلیم خم کر کے سلامتی پائی اللہ نے فتنہ وفساد سے ان کو نکال دیا اور امیر المومنین کی برکت سے ان کو امن و سکون راحت اور اطمینان عطا کر دیا یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور اس پر اسی قدر اس کا شکر واجب ہے میں امیر المومنین کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور اب کوئی مفسد اور شریر باقی نہیں ہے سب کے سب آپ کے مطیع اور منقاد ہو چکے ہیں امیر المومنین کی حکومت کی حلاوت سے اللہ نے ان کو شیریں دہن کر دیا ہے وہ اب بالکل اطمینان اور اس کے ساتھ صبح و شام تجارت اور کسب معاش میں مصروف ہیں یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اسی نے اس معاملے کو ہمارے موافق پورا کیا ہے اور وہ اپنی رحمت سے اس میں اور اضافہ فرمائے گا میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اس نعمت فتح کو آپ کے لئے مبارک کرے اور اسی طرح ہمیشہ اپنے متواتر احسانات اور نعمتوں سے آپ کو سرفراز فرماتا رہے تاکہ اس طرح دین و دنیا کی بھلائیاں آپ کے لئے اور آپ کی اور آپ کی خلافت کی برکت سے آپ کے دوستوں اور مددگاروں کے لئے جمع ہو جائیں اور بیشک اللہ ہی اس بات کا سزاوار ہے کہ وہ ایسا کر دے وہ سننے والا اور اپنے منشا کو پورا کرنے کے لئے تمام موافق اسباب و حالات کا مہیا کرنے والا ہے۔

یہ خط اتوار کے دن جبکہ محرم ۱۹۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں، باقی ہیں لکھا گیا۔

اپنے قتل سے پیشتر جب امین مدینۂ منصور میں چلے آئے اور انھوں نے محسوس کیا کہ اب حکومت ان کے ہاتھ سے نکل جائیگی اور ان کے اعوان و انصار ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر کے پاس جا رہے ہیں وہ اس ضلع میں آکر جسے انھوں نے اس ہنگامے سے پہلے باب الذہب پر بنوایا تھا بیٹھے اور جو امرا اور سپاہ اب تک شہر میں ان کے ساتھ تھی اسے حاضر ہونے کا حکم دیا یہ سب لوگ صحن میں جمع ہوئے امین ان کے سامنے برآمد ہوئے اور تقریر کی جس میں انھوں نے کہا، "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو رفعت دیتا ہے اور گرادیتا ہے جو عطا کرتا ہے اور روک لیتا ہے جو روکتا ہے اور دیتا ہے وہی جائے بازگشت ہے، میں زمانے کے حوادث، حامیوں کی علیحدگی لوگوں کی تفریق، مال کی بربادی اور مصائب کی افتاد پر اس کی تعریف کرتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس حالت میں مجھے صبر دے گا اور اس کا اجر عظیم عطا کرے گا، میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں خود اس نے اور اس کے ملائکہ نے اسی توحید ذات کی شہادت دی ہے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے امین بندے اور رسول ہیں جو مسلمانوں کے لئے مبعوث فرمائے گئے اے تمام عالم کے پروردگار تو میری اس شہادت کو قبول فرما۔ امابعد اے شریف زادو اور ہدایت یافتہ لوگو میرے وزیر اور مشیر فضل بن الربیع کے عہد میں امور سلطنت کی طرف سے جو غفلت میں نے برتی اس سے تم بخوبی واقف ہو میں نے خاص اور عام تمام امور سلطنت اسی کے حوالے کر دیئے تھے بہت روز تک یہ آئین قائم رہا اور اس کی وجہ سے میں نادم ہوا تم لوگوں نے مجھے خبردار کیا اور میں بیدار ہوگیا

اور تم نے ہر اس بات میں جس کو تم نے اپنے اور میرے لئے برا سمجھا میری اعانت طلب کی اس کے لئے جس قدر دولت میرے پاس بھی چاہے وہ میری اندوختہ تھی یا مجھے اپنے اجداد سے ورثے میں ملی تھی میں نے اسے تمھارے لئے صرف کر دیا میں نے ایسے لوگوں کو عہدے دیئے جو ناکارہ ثابت ہوئے ایسے لوگوں کی مدد کی جو بالکل نکمے نکلے اللہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ تمھاری رضا جوئی میں میں نے کوئی دقیقہ اپنی طرف سے اٹھا نہیں رکھا اس کے برخلاف اللہ اس سے بھی خوب واقف ہے کہ تم نے میری برائی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی میں نے علی بن عیسیٰ کو جو تمھارا سردار تمھارا بڑا بزرگ اور تمھارے ساتھ نہایت ہی مہربانی اور لطف سے پیش آتا تھا اور تمھارا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا تمھارے پاس بھیجا تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے ذکر کے طول دینے سے اب کوئی فائدہ نہیں، میں نے تمھاری یہ خطا معاف کر دی بلکہ اور انعام و اکرام دیا اور صبر کر لیا بلکہ جب مجھے بعض متفرق کامیابیوں کی اطلاع ملی تو میں نے پچھلے واقعات کو اپنے دل سے بھلا دیا۔ اس کے بعد میں نے تم کو عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کے ساتھ جو تمھاری اس دعوت عباسیہ کے ایسے رکن رکین کا بیٹا جس پر خود تم کو ناز تھا اور جس کی وجہ سے تم دل سے اس دعوت میں شریک ہوئے تھے درہ حلوان کی نگرانی پر متعین کیا مگر تم نے اسی کے برخلاف ایسی ہنگامہ آرائی کی کہ اس کا تم پر قابو نہ رہا اور وہ ایسی حالت میں اپنے مقام پر ٹھیر نہ سکا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ تمھاری تعداد بیس ہزار تھی مگر تمھارا ہی جیسا ایک آدمی دو سال تک تم کو رگید تا رہا یہانتک کہ دشمن تمھارے سردار اور خلیفہ یعنے مجھ پر چڑھ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک اچھے آدمی کے احکام کو بدل و جان مانتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے، اسی اثنا میں تم نے حسین کے ساتھ خود مجھ پر حملہ کر دیا مجھے گالیاں دیں مجھے لوٹا اور پکڑ کر قید کر دیا اور ایسی ایسی حرکتیں

کیں کہ جن کا اس وقت ذکر نہ کرنا ہی مناسب ہے تمھارے قلوب کینہ دوز تھے اور اکثر و بیشتر تمھاری اطاعت نامعتبر ثابت ہوئی۔ چونکہ میں نے اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اس کے فیصلے پر راضی ہوں اس لئے میں ان تمام باتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں والسلام ''

محمد کے قتل کے بعد جب ہنگامہ فرو ہوا تمام کالے اور گوروں کو عام معافی دی گئی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے جمعے کے دن طاہر شہر میں آیا اس نے نماز جمعہ لوگوں کو پڑھائی اور ایک نہایت بلیغ تقریر کی جس میں زیادہ تر آیات قرآنی کو اس نے دُہرایا اسی تقریر میں اس نے کہا الحمدُ لِلہ مالک الملک یوتی الملک من یشاءُ وینزع الملک ممن یشاءُ ویعز من یشاء ویذل من یشاء بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر'' اس کے علاوہ اس نے کلام پاک کی اور بھی باموقع آیات یکے بعد دیگر اپنی تقریر میں پڑھیں اور تمام لوگوں کو حکومت کی اطاعت اور اتفاق پر قائم رہنے کی ترغیب و تحریص کی اور پھر اپنی فرودگاہ کو پلٹ آیا بیان کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن طاہر نے منبر پر چڑھ کر جبکہ مسجد میں بنی ہاشم اور امراء وغیرہ کی ایک بڑی جماعت موجود تھی اپنی تقریر میں کہا۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جو اس تمام ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے سب بھلائیاں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ ہر شئے پر قادر ہے، وہ فتنہ پردازوں کی کارروائیوں کو پروان نہیں چڑھاتا اور نہ وہ خائنوں کے مکر کامیاب ہونے دیتا ہمارے ہاتھوں یا ہماری تدبیر سے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے کیونکہ اللہ نے خلافت کو اپنے دین کا ستون اور اپنے بندوں کا نظام بنایا تاکہ اطراف ملک کا انتظام اور سرحدوں کی حفاظت

ہو، ضرورت کے لئے سامان مہیا کیا جائے، مالگزاری وصول کی جائے،
حکم نافذ ہو، انصاف کو قائم کیا جائے اور بری باتوں کو اور مہلک شہوات
سے اس تلذذ کو مٹا کر جس میں خلیفہ معزول ہر وقت منہمک تھا اور وہ
سمجھتا تھا کہ دنیا ہی میں ہمیشہ رہنا ہے جو دنیا کی فریب دہ آسائشوں
اور دولت واقتدار کی راحتوں کو اچھا سمجھ کر ان سے بہرہ ور ہو رہا تھا
اور دنیا کی ظاہری خوشنمائی پر دل و جان سے گرویدہ اور فریفتہ تھا
سنت کا احیا کیا تم نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے سرکش کو جب اس نے
اپنے عہد و پیمان سے انحراف کر کے اللہ کی نافرمانی کی اس کے حکم سے
سرتابی کی اور جس بات کی اللہ نے ممانعت فرمائی تھی اس کو بدل دیا تو
اللہ نے حسب وعدہ اسے نہایت ہی سخت سزا دی اس لئے اب تم
اطاعت حکومت پر مضبوطی سے قائم رہو جماعت کا سررشتہ کبھی ہاتھ سے
نہ جانے دو اور ان مفسدہ پرداز باغی سرکشوں کی راہ اختیار نہ کرو جنھوں
نے فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا اور اتحاد و اتفاق کے مستحکم قلعہ کو پاش پاش
کر دیا تو اللہ نے بھی ان کو دین و دنیا میں ذلیل کیا اور ان کو نقصان
ہی میں رکھا۔

فتح بغداد کے بعد طاہر نے ابواسحٰق المعتصم کو یا دوسرے راویوں
کے بیان کے مطابق ابراہیم بن المہدی کو یہ خط لکھا، مگر اکثر لوگوں کا
بیان یہ ہے کہ یہ خط ابواسحٰق المعتصم کو طاہر نے لکھا تھا،

اما بعد اگرچہ مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میں اہلبیت خلافت کے
کسی فرد کو بغیر امیر کے خطاب کروں لیکن چونکہ مجھے اس بات کی اطلاع
ملی ہے کہ تم امین معزول کے ہم خیال اور مؤید تھے اگر یہ واقعہ ہے تو
اس سے پہلے میں بارہا تم کو امیر کہہ کر خطاب کر چکا ہوں مگر اب بغیر
القاب کے خط لکھتا ہوں اور اگر یہ بات غلط ہے جو مجھے معلوم ہوئی
ہے تو پھر فالسلام علیک ایہا الامیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،، خط کے آخر میں
طاہر نے یہ دو شعر بھی لکھ دیئے۔

ركوبك الامر مالو تمل فرصته ❊ جهل و رايك بالتغرير تغرير
اقبح بدنيا نال المخطون بها ❊ خط المصيبين والمغرور مغرور

ترجمہ:- تمہارا عواقب پر غور کیے بغیر کسی کام کا کرنا سراسر جہالت ہے اور کسی دوسرے کو آمادۂ فساد کرنا خود دھوکے میں مبتلا ہونا ہے دنیا کس قدر بری شئے ہے کہ خطا کار کو یہاں دہری مصیبتیں حصے میں ملتی ہیں، اور جو شخص مغرور رہوتا ہے وہ دراصل فریب خوردہ ہے۔

جب طاہر نے امین کو قتل کردیا تو خود طاہر کی فوج نے اس کے برخلاف بغاوت کردی طاہر ان کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور چند روز تک روپوش رہا جب فوج نے دوبارہ اطاعت قبول کی تو یہ اپنی جگہ واپس آیا۔

طاہر کے مقابلے میں فوج کی بغاوت

امین کے قتل کو پانچ دن گزرے تھے، فوج طاہر پر چڑھ آئی اسوقت وہ بالکل خالی ہاتھ تھا ان کا انتظام نہ کرسکا وہ یہ سمجھا کہ مضافات والے درپردہ اس ہنگامے میں شریک ہیں حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ ان میں سے کسی شخص نے اس باب میں جنبش تک نہیں کی تھی، اس کی فوج کا زور بہت بڑھ گیا اور اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا وہ بستان سے بھاگ گیا، بلوائیوں نے ان کے کچھ سامان کو لوٹ لیا اور طاہر عاقرقوف چلا گیا مگر جانے سے پہلے اس نے یہ انتظام کیا تھا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کردی تھی اور ام جعفر اور موسیٰ اور عبداللہ امین کے بیٹوں کو قصر میں نظر بند کردیا تھا اس کے بعد اس نے ان سب کو ابوجعفر کے قصر سے قصر الخلد میں منتقل کردیا یہ جمعہ کی رات جبکہ ربیع الاول کی

بارہ راتیں باقی تھیں قصر الخلد میں منتقل کئے گئے اور پھر خود طاہر ان کو اسی رات ایک تباہ کن کشتی میں سوار کر کے اپنے ساتھ ہمنیا جو زاب الاعلیٰ کے مغربی کنارے واقع ہے لے گیا وہاں سے اس نے امین کے دونوں بیٹوں کو ان کے چچا ماموں کے پاس اہواز اور فارس کے راستے سے خراسان بھیجدیا۔

جب فوج نے طاہر کے خلاف بلوہ کر دیا اور اپنی معاش طلب کی انھوں نے باب الانبار کو جو خندق پر واقع تھا اور باب البستان کو جلا دیا اور ہتھیار علم کر لیئے وہ دن اور دوسرا دن انھوں نے اسی طرح بسر کیئے پھر انھوں نے موسیٰ یا منصور کا نعرہ بلند کر دیا اس پر لوگوں نے محسوس کیا کہ طاہر نے موسیٰ اور عبداللہ کو شہر سے لے جانے میں بڑی دانائی برتی اب طاہر اور وہ سردار جو اس کے ساتھ تھے پھر ایک جا جمع ہوئے اور بلوائیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے جب اس کی اطلاع بلوائی سرداروں اور سرغنوں کو ہوئی وہ سب کے سب طاہر کے پاس آئے اس سے معذرت کی اور اس ہنگامے کی ذمہ داری اپنے کم فہم سپاہیوں اور بے قاعدہ سپاہیوں کے سر رکھی اور طاہر سے درخواست کی کہ آپ ان سے درگزر کر دیں ان کی معذرت کو قبول فرمائیں اور ان کو معاف کر دیں انھوں نے اس بات کی ضمانت کی کہ جب تک آپ ہم میں قیام کریں گے اب کوئی بات آئندہ آپ کے خلاف طبع رونما نہ ہوگی، طاہر نے کہا بخدا میں تم سے علیحدہ ہو کر صرف اس وجہ سے یہاں چلا آیا ہوں کہ تلوار سے تمھاری خبر لوں اگر اب آئندہ تم نے کوئی ناشائستہ حرکت کی تو پھر میں بھی اپنے ارادے کو پورا کر کے چھوڑوں گا اور تم کو خوب سزا دوں گا اس جواب سے اس نے ان کے حوصلے پست کر دئے، طاہر نے ان کو چودہ ماہ کی معاش دلائی۔

واقعۂ مذکورہ کے متعلق مدائنی کہتا ہے، "جب فوج نے بلوہ کر دیا اور طاہر ان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا سعید بن مالک بن قادم۔ محمد بن ابی خالد اور ہبیرہ بن خازم شہر کے مضافات اور محلوں کے بعض اور

سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ طاہر کے پاس گئے اور مغلظہ قسمیں کھاکر انھوں نے اس ہنگامے سے اپنی قطعی برات ظاہر کی اور اپنے اپنے حلقوں کے آئندہ عمدہ طرز عمل کے لئے اس نے ضمانت کی اور اطمینان دلایا کہ ہم اپنی اپنی سمت کا پورا انتظام رکھیں گے اور اب کوئی بات آپ کے ناگوار خاطر ہماری سمت میں رونما نہ ہوگی، عمیرہ ابو شیخ بن عمیرۃ الاسدی اور علی بن یزید بھی دوسرے عمائد شرفا کو لیکر اس کے پاس آئے اور ابو خالد، سعید بن مالک اور ہبیرہ نے جو قیام امن کی ضمانت طاہر سے کی تھی اسی طرح کی ضمانت انھوں نے بھی کی اور بتایا کہ ہمارے دوسرے بھائی بند آپ کے متعلق بہت عمدہ خیال رکھتے ہیں آپ کے معترف ہیں آپ کے دل سے مطیع و فرماں بردار ہیں آپ کی فوج والوں نے بستان میں جو ہنگامہ برپا کیا اس میں انھوں نے قطعی کوئی حصہ نہیں لیا ان بیانات سے طاہر مطمئن ہوگیا مگر اس نے یہ کہا کہ بلوائی معاش کا مطالبہ کر رہے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے سعید بن مالک نے بیس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور یہ رقم طاہر کو بھیجدی جس سے طاہر خوش ہوگیا اور اب پھر اپنے پڑاو میں بستان چلا آیا۔

طاہر نے سعید سے کہا کہ میں اس رقم کو صرف اس طرح قبول کرتا ہوں کہ یہ تمھارا قرض مجھ پر ہوگا سعید نے کہا کہ اسے میں نذر کرتا ہوں اور آپ کا جو حق ہم پر عاید ہے اس کے مدنظر میری طرف سے یہ بہت ہی حقیر شے ہے جو پیش کی جارہی ہے طاہر نے اس رقم کو بطور صلہ قبول کیا اور اپنی فوج کو چودہ ماہ کی معاش دلادی جس سے وہ مطمئن اور خاموش ہوگئے۔

امین کے ہمراہ ایک شخص سمرقندی نام تھا جو ان منجنیقوں سے جو کشتیوں پر نصب تھیں دجلہ کے اندر سے سنگ اندازی کیا کرتا تھا جب کبھی مضافات والے اپنے مقابل امین کے ساتھیوں کو خندقوں میں بے بس کر دیتے ایسے نازک موقع پر اس کو طلب

کیا جاتا اور وہ ان پر سنگ اندازی کر کے ان کو پیچھے ڈھکیل دیتا وہ
ایسا قادر انداز تھا کہ اس کا کوئی پتھر خطا نہ کرتا مگر جہاں تک معلوم
ہوا ہے اس روز اس نے پتھر سے کسی شخص کو ہلاک نہیں کیا تھا
امین کے قتل کے بعد جب پل اوکھیڑ دئے گئے اور وہ منجلیقیں جو
دجلہ میں تھیں اور جس سے یہ سنگ اندازی کیا کرتا تھا جلا ڈالی گئیں
تو اب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا کہ میرے ہاتھوں جو لوگ
مارے گئے ہیں ان کے بدلے میں اب میں مارا جاؤں گا اس خوف
سے وہ روپوش ہو گیا لوگوں نے اس کی تلاش شروع کی مگر اس نے
ایک خچر کرایہ کر کے خراسان کی راہ لی اور ڈھونڈنے والوں کی گرفت
سے نکل گیا اثنائے راہ میں کسی جگہ ایک شخص سے اس کا مقابلہ ہوا
اور اس نے اسے پہچانا جب وہ آگے بڑھ گیا تو اس نے خچر کے مالک
سے کہا کہ اس شخص کے ساتھ تو کہاں جا رہا ہے تجھے معلوم ہے کہ
یہ کون ہے بخدا اگر تو بھی اس کے ہمراہ پکڑ لیا گیا تو قتل کر دیا جائے گا
ورنہ کم از کم قید تو یقینی ہے خچر والے نے یہ سنکر انا للہ وانا الیہ
راجعون کہا اور کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کرے مجھے تو اب
اس کا نام اور اس کا کام معلوم ہوا یہ شخص چپکے سے اپنے دوسرے
ساتھیوں کے پاس یا فوج کی چوکی کو گیا وہاں جا کر اس نے اس کا پتا دیدیا جو
سپاہی یہاں متعین تھے وہ کند غوش کے جو ہرثمہ کی فوج میں تھا
بیڑے سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے اسے گرفتار کر کے ہرثمہ کے پاس
بھیجدیا ہرثمہ نے اسے خزیمہ بن خازم کے پاس مدینۃ السلام بھیجدیا
خزیمہ نے اسے اس کے کسی مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا اس شخص نے
اسے جانب شرقی سے دجلہ کے کنارے لا کر زندہ سولی پر لٹکا دیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ اسے سولی کے تختے پر باندھنے لگے
تو ایک خلقت وہاں جمع ہو گئی اس نے اپنے مصلوب ہونے
سے پیشتر ان سے کہا کہ اس سلوک پر تم کو شرم نہیں آتی کل تک تم

میری تادرا اندازی پر میری تعریف کرتے تھے اور مجھے دعائیں دیتے تھے اور آج تم نے مجھے نشانہ بنانے کے لیئے پتھر اور تیر جمع کیئے ہیں۔

سولی کا تختہ اٹھا دیا گیا لوگوں نے پتھر تیر اور نیزوں سے اسے اپنا نشانہ بنانا شروع کیا اسی طرح اس کا کام تمام ہوا مگر مرنے کے بعد بھی انھوں نے اسے نہ چھوڑا بلکہ اسے مارتے رہے دوسرے دن اسے جلا دیا پہلے تو جب آگ اس کے جلانے کے لئے لائے اور اسے مشتعل کرنا چاہا وہ شعلہ پذیر نہ ہوئی پھر سرکنڈے نرسل اور ایندھن جمع کر کے ایک الاؤ روشن کیا اس سے اس کا کچھ حصہ جسم جل گیا اور باقی کو کتوں نے پھاڑ کھایا یہ واقعہ سینچر کے دن ۲ ربیع صفر کو ہوا۔

امین کے حالات کنیت عہد خلافت اور عمر

ہشام بن محمد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہارون ابو موسیٰ جمعرات کے دن جبکہ ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۹۳ ہجری کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں تھیں خلیفہ ہوا اور اتوار کی رات جبکہ صفر سنہ ۱۹۸ ہجری کے ختم میں چھ راتیں رہگئی تھیں قتل کیا گیا۔ اس کی ماں زبیدہ جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی بیٹی تھی اس طرح چار سال آٹھ ماہ پانچ دن اس کی مدت خلافت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو عبداللہ اس کی کنیت تھی۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ نصف جمادی الآخر سنہ ۱۹۳ ہجری میں امین خلیفہ ہوا، اس کی ولایت کے سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا تھا حالانکہ امیر حج ابو البختری مقرر ہوا تھا، اس نے اپنی خلافت کے دس ماہ پانچ دن کے بعد عصمہ بن ابی عصمہ کو ساوہ بھیجا اور ۳ ربیع الاول کو اس نے اپنے بیٹے موسیٰ

کو ولیعہد بنایا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اس کا صاحب شرطہ تھا ۱۹۴ھ ہجری میں علی بن الرشید کی امارت میں حج ہوا اس سال اسماعیل بن عباس بن محمد مدینہ کا عامل تھا اور داؤد بن عیسیٰ مکہ کا عامل تھا، اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کرنے اور ۱۹۵ھ ہجری میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور طاہر بن الحسین کے مقابلہ اور علی کے قتل میں ایک سال تین مہینے اور ۱۹ دن گزرے تھے۔ یہی راوی کہتا ہے کہ امین معزول اتوار کی رات میں جبکہ محرم کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں قتل کیا گیا۔ اس طرح اس کی پوری مدت حکومت جس میں اس فتنہ کا زمانہ بھی شامل ہے چار سال سات ماہ اور تین دن ہوئی۔ امین کے قتل کے بعد منگل کے دن ۱۲ صفر ۱۹۸ھ ہجری کو طاہر کا خط مامون کو موصول ہوا جس میں امین کے قتل کی مفصل کیفیت درج تھی اسی وقت مامون نے اس خبر کو مشتہر کر دیا اور دربار منعقد کیا تمام امرا باریاب ہوئے۔ فضل بن سہل نے طاہر کا خط پڑھ کر سنایا سب نے مامون کو اس فتح پر مبارک باد دی اور اس کے لئے دعائے خیر کی، امین کے قتل کے بعد مامون نے طاہر اور ہرثمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اب قاسم بن ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دو ان دونوں نے اس فرمان کو شائع کر دیا اور حسب فرمان احکام نافذ کر دئے۔ جمعہ کے دن جبکہ ماہ ربیع الاول ۱۹۸ھ کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں قاسم کی برطرفی کا فرمان سب جگہ پڑھا گیا، امین کی عمر ۲۸ سال ہوئی۔ امین بہت چوڑے چکلے تھے، کن پٹیوں پر بالکل بال نہ تھے آنکھیں چھوٹی تھیں، چونچدار ناک تھی، خوبصورت تھے، بڑے سُرین تھے، دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا اور وہ رصافہ میں پیدا ہوئے تھے۔

ان کے قتل کے بعد طاہر نے یہ شعر پڑھا۔

قتلت الخلیفۃ فی دارہ ❊ وانہبت بالسیف اموالہ

ترجمہ:۔ میں نے خلیفہ کو اس کے گھر میں قتل کر دیا اور بزور شمشیر

اس کے مال کو لوٹ لیا،

اس موقع پر طاہر نے یہ دو شعر اور بھی پڑھے تھے،

ملکت الناس قسراً واقتداراً ❊ وقتلت الجبابرة الکبارا

ووجهت الخلافة نحو مرو ❊ الی المامون تبتدر ابتدارا

ترجمہ:- میں بزور و طاقت سب کا فرمانروا بن گیا اور میں نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کر دیا میں نے خلافت کو مامون کے پاس مرو بھیجدیا ہے اور وہ تیزی سے ادھر چلی جا رہی ہے۔

امین کے قتل پر بہت سے لوگوں نے مرثیے لکھے ایک شاعر نے ہجو بھی کہی، عمرو بن عبد الملک وراق نے بغداد کا شہر آشوب لکھا اس میں طاہر کی ہجو کی اور اس پر تعریض کی،

لبابہ علی بن المہدی کی بیٹی نے یہ شعر کہے،

ابکیک لا للنعیم والانس ❊ بل للمعالی والرمح والترس

أبکی علی هالک فجعت به ❊ ارملنی قبل لیلة العرس

ترجمہ:- میں تجھے اپنی کسی راحت یا الفت کی بنا پر نہیں روتی بلکہ اعلیٰ کاموں نیزے اور ڈھال کی خاطر روتی ہوں میں اس مرنے والے پر جس کی جدائی کا صدمہ مجھے اٹھانا پڑا ہے اس لئے روتی ہوں کہ اس نے مجھے شب عروس سے پہلے ہی بیوہ کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار عیسیٰ بن جعفر کی بیٹی کے ہیں جو امین کے ساتھ منسوب ہو چکی تھی۔

حسین بن الضحاک الاشقر بنی باہلہ کے مولیٰ نے جو امین کا خاص مصاحب اور ندیم تھا اور جسے اس کے قتل کا یقین ہی نہ آتا تھا بلکہ وہ اس کی واپسی کا ہر وقت منتظر تھا اس کے کئی مرثیے لکھے عبد الرحمٰن بن ابی الہداید نے اس کے کئی مرثیے لکھے۔ مُقدس

بن صیقی نے مرثیہ لکھا، خریمہ بن الحسین نے امین کا ایک مرثیہ ام جعفر کی زبان میں لکھا اور ایک مرثیہ خود اس نے لکھا۔

موصلی کہتا ہے "جب طاہر نے امین کا سر مامون کے پاس بھیجا ذوالریاستین اسے دیکھ کر رونے لگا اور اس نے کہا کہ طاہر نے امین کو قتل کر کے لوگوں کی تلواریں اور زبانیں ہم پر کھولدیں ہم نے تو اسے یہ حکم دیا تھا کہ وہ امین کو اسیر کر کے یہاں بھیجدے مگر اس نے ان کو ذبح کر کے بھیجا ہے، اس پر مامون کہنے لگے جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب تم اس کے قتل کے الزام سے برات کی تدبیر کرو، اکثر لوگوں نے اس اعتذار کو لکھا اور اسے بہت طول دیا احمد بن یوسف ایک بالشت کاغذ لیئے ہوئے حاضر ہوا اور اس میں اس نے لکھا تھا،

اما بعد امین معزول نسب و قرابت میں امیرالمومنین کا شریک و سہیم تھا۔ مگر اللہ نے آپ کے اور اس کے درمیان حکومت و قرابت دونوں رشتوں سے اس وجہ سے افتراق کر دیا کہ اس نے اپنے عہد کا لحاظ نہیں رکھا اور اس نے اس معاہدے کی جس پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا تھا خلاف ورزی کی اللہ تعالیٰ حضرت نوح کے بیٹے کے قصے میں فرماتا ہے اِنّہ لیس مِن اھلک اِنہ عملٌ غیر صالح (وہ تمہارا نہیں ہے اس لئے کہ وہ بدکار ہے) اس بیان سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ جو شخص اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرے اس کی اطاعت ہرگز کسی پر لازم نہیں اور جس نے اللہ کی بات کو قطع کر دیا ہو اس سے قطع تعلق کرنا مورد الزام نہیں۔ میں امیرالمومنین کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں جبکہ اللہ نے معزول کو قتل کر کے اس کی بدعہدی کی پوری سزا اسے دی ہے اور امیرالمومنین کی حکومت کو راسخ کر دیا ہے اور اپنے حسن وعدہ کو ایفا کر دیا ہے کیونکہ اس کے وعدے کی صداقت کی وجہ سے اسی بات کا انتظار تھا۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے افتراق کے بعد الفت اور اختلاف امت

کے بعد اسے پھر اتحاد نصیب کیا ہے اور اسلام کی نشانیوں کو مٹ جانے کے بعد پھر نمایاں کر دیا ہے۔

امین کے واقعات

حُمید بن سعید بیان کرتا ہے کہ جب امین خلیفہ ہو گئے اور مامون نے بھی ان کی بیعت کر لی انھوں نے ہیجڑے جمع کئے ان کو خریدا اور ان سے بہت زیادہ انس کیا دن ہو یا رات وہ ہر وقت خلوت میں ان کے پاس رہتے امین کے نہ صرف کھانے اور پینے کا تمام انتظام انھیں کے سپرد تھا بلکہ امور سلطنت میں وہی دخیل اور شریک تھے امین نے ان کی ایک علیحدہ جماعت مرتب کی تھی اس کا نام جرادیہ رکھا جبشیوں کی ایک جمعیت بنائی اس کا نام غرابیہ رکھا انھوں نے ان خواجہ سراؤں کی وجہ سے اپنی شریف بیبیوں اور لونڈیوں سے قطع تعلق کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ سب ان سے نالاں تھیں اور ان میں سے کسی ایک نے امین کی اس بے التفاتی کی شکایت میں کچھ شعر بھی کہے جن میں زنانوں کے ساتھ ان کے اس قدر ارتباط پر تعریض بھی کی۔

خلیفہ ہونے کے بعد ہی انھوں نے تمام سلطنت سے مسخروں کو طلب کر کے اپنے پاس جمع کیا ان کے وظائف مقرر کئے بہتر سے بہتر گھوڑے خریدے اور بہت سے وحشی جانور درندے اور پرند وغیرہ جمع کئے اپنے بھائیوں۔ اعزا اور امرا سے ملنا چھوڑ دیا ان کی اہانت کی جس قدر نقد خزانوں میں اور خود ان کے پاس جواہرات تھے وہ سب اپنے خواجہ سراؤں مصاحبوں اور افسانہ گوؤں کو عطا کر دیئے یہاں تک رقہ میں بھی جس قدر جواہرات نقد اور اسلحہ تھے

وہ سب اپنے پاس منگوائے اپنے لہو لعب، عیش و نشاط اور تفریحی بزموں کے لئے قصر الخلد، خیزرانیہ، بستان موسیٰ قصر عبدویہ، قصر المعلّی رقہ کلواذی، باب الانبار، وباری اور رہوب میں نشاط گاہیں بنوائیں، شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکل کی پانچ کشتیاں دجلہ میں تیار کرائیں اور ان پر بے شمار روپیہ خرچ کر دیا

حسین بن الضحاک کہتا ہے کہ امین نے ایک بڑی کشتی بنوائی جس پر تیس لاکھ درہم لاگت آئی اس کے علاوہ انھوں نے سونس کی شکل کی ایک دوسری کشتی بنوائی۔

احمد بن اسحٰق بن برصوما شہور کوفی گویّا بیان کرتا ہے کہ عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر باعتبار اپنی شجاعت، فراست اور تعلیم و تربیت کے بنی ہاشم کے ممتاز لوگوں میں تھا اس کے بہت سے خدمتگار تھے ان میں منصور اس کا بہت ہی خاص اور محبوب خدمتگار تھا وہ کسی بات پر اس سے ناراض ہوا اور بھاگ کر امین کے پاس جو اس وقت امّ جعفر کے قصر قرار میں تھے چلا گیا امین نے اُسے بڑی خوشی سے اپنی ملازمت میں قبول کر لیا اور اس نے بہت رسوخ ان کے ہاں پیدا کر لیا ایک دن یہ خدمتگار امین کے اور خدمت گاروں کے ساتھ جن کی جماعت کا نام سیافہ تھا سواری میں عباس بن عبداللہ کی ڈیوڑھی کے سامنے سے خاص طور پر اس لئے گذرا تا کہ عباس کے خادم اسے دیکھ لیں کہ اب اس کی کیا شان و شوکت ہے، اس کی اطلاع عباس کو ہوئی سنتے ہی وہ محض کرتا پہنے ہاتھ میں گرز لئے جس پر کیمخت منڈھی تھی باہر نکل آیا، عباس نے ابوالورد کے دریبہ میں اسے جا ملایا اور اس کی لگام پکڑ لی، دوسرے خدمتگاروں نے اس کی مزاحمت کی مگر عباس نے جس جس کے گرز مارا اسے نکما کر دیا وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے عباس اپنے مفرور خدمتگار کی لگام پکڑے اسے کھینچتا ہوا اپنے گھر کے اندر لے آیا، امین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے ایک بڑی جماعت اسے چھڑانے

کے لئے بھیجی یہ وہاں آکر ٹھیر گئے عباس نے ان کے مقابلہ کے لئے اپنے غلاموں اور موالیوں کو جن کے پاس ڈھالیں اور تیر تھے اپنے قصر کی فصیل پر متعین کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ چونکہ امین کی فوج کا یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ عباس کے محل کو آگ لگا دے اس لئے ہمیں یہ خوف ہوا کہ اس کے ساتھ ہمارے مکانات بھی جل جائیں گے۔ اسی وقت رشید الہارونی اس سے آکر ملا اور اس نے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو کیا نہیں جانتے کہ اگر امین فوج کو حکم دیں تو محض نیزوں سے تمھارے اس سارے محل کو برباد کر دیں کیا تم ان کے مطیع نہیں رہے اس نے کہا میں ان کا بدستور مطیع ہوں رشید نے کہا تو ابھی چل کھڑے ہو، وہ درباری سیاہ لباس پہنکر چلا اپنے محل کے پھاٹک پر آکر اس نے اپنے غلام سے کہا گھوڑا لاؤ رشید نے کہا تم سوار نہیں ہو سکتے تم کو پاپیادہ چلنا پڑے گا یہ اسی طرح آگے بڑھا شارع عام پر پہنچکر اس نے دیکھا کہ ایک دنیا امڈی چلی آرہی ہے، جلودی ہے افریقی ہے ابوالبط ہے اور ہرش کی جمعیت بھی موجود ہے یہ ان کو غور سے دیکھنے لگا میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ وہ پیادہ جا رہا ہے اور رشید گھوڑے پر سوار ہے، ام جعفر کو اس کی اطلاع ہوئی وہ فوراً امین کے پاس گئی اور ان سے، اس کی سفارش کرنے لگی، امین نے کہا اگر میں اسے قتل نہ کردوں تو تم مجھے رسول اللہ کی قرابت میں نہ سمجھنا ام جعفر اب اور زیادہ الحاح اور زاری کرنے لگی امین نے برہم ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے تم پر ہاتھ اٹھانا پڑے گا یہ سنتے ہی اس نے اپنے بال کھولدیئے اور کہا کہ جانتے ہو جب میرا سر کھلا ہوا ہو اس حالت میں کون میرے پاس آسکتا ہے، ابھی یہی رد و قدح ہو رہی تھی اور ابھی عباس وہاں نہیں آیا تھا کہ صاعد خدمتگار نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے قتل کی خبر ان سے بیان کی اسے سنکر وہ اس کے عواقب و نتائج پر غور کرنے میں اسقدر منہمک ہو گئے کہ عباس کو بالکل

بھول گئے وہ دس دن تک دہلیز میں نظر بند پڑا رہا۔ دس دن کے بعد وہ یاد آیا حکم دیا کہ خود اس کے محل کے ایک حجرے میں اسے قید کر دیا جائے اور اس کے صرف تین معمر موالی اس کی خدمت میں رہیں اور تین الوان کھانا اس کا یومیہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

وہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے خروج کرنے اس کی مامون کے لئے دعوت خلافت دینے اور امین کو قید کر دینے تک اسی طرح اپنے قصر میں قید رہا۔ اس ہنگامے میں اسحق بن عیسیٰ بن علی اور محمد بن محمد المعبدی عباس کے پاس سے جو اس وقت بالاخانے پر تھا گزرے اور انھوں نے اسے للکارا کہ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو حسین بن علی کے پاس چلے آؤ یہ اپنی قید سے نکل کر حسین کے پاس آیا اور پھر باب الجسر پر ٹھیر کر اس نے امّ جعفر کو ہزاروں گالیاں دیں اسحق بن موسیٰ اس وقت لوگوں سے مامون کے لئے بیعت لے رہا تھا اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حسین مارا گیا عباس بغداد سے بھاگ کر ہرثمہ کے پاس نہر بین چلا گیا۔ اس کا بیٹا فضل امین کے پاس آیا۔ اس نے اپنے باپ کی امین سے سخت شکایت کی امین نے اپنے آدمی بھیجکر عباس کے محل پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے امین کو چالیس لاکھ درہم اور تین لاکھ دینار جو ایک کنویں میں دیگوں میں رکھے تھے ملے، دو دیگیں بچ رہیں سنکر اس نے کہا کہ میرے والد کی میراث میں سے صرف یہ دو دیگیں رہ گئی ہیں، ان میں ستر ہزار دینار تھے، جب یہ ہنگامہ قطعی فرو ہو گیا اور امین قتل کر دئے گئے عباس اپنے مکان آگیا۔ اس نے ان دو دیگوں پر قبضہ کیا اور اس ۱۹۸ سنہ ہجری میں اس نے حج کیا۔

اس واقعہ کے بعد عباس بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مامون کے محل میں ہم سب جمع تھے سلیمان بن جعفر نے مجھ سے کہا کیا تم نے اب تک اپنے بیٹے کو قتل نہیں کیا میں نے کہا چچا جان میں آپ پر قربان کوئی اپنے بیٹے کو بھی قتل کرتا ہے سلیمان نے کہا

تم اسے قتل کردو اسی نے تمہاری شکایت کی تھی اور تمہارے روپیہ کا پتہ دیا تھا جس کی ضبطی کی وجہ سے تم محتاج ہو گئے۔

احمد بن اسحق بن برصوما بیان کرتا ہے: جب امین محصور ہو گئے اور وہ اپنے معاملہ کو سنبھال نہ سکے انھوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کیا ایسا شخص ہے جس سے مشورہ لیکر اطمینان حاصل کیا جائے، لوگوں نے کہا جی ہاں اہل کوفہ میں ایک عرب وضاح بن حبیب بن بدیل التمیمی اس کا اہل ہے وہ گزشتہ نامور عربوں کی یادگار اور صائب الرائے شخص ہے، امین نے کہا اسے بلا بھیجا جائے، وہ ہمارے پاس آیا اور پھر امین کی خدمت میں پیش ہوا امین نے کہا مجھے تمہارے پختہ اخلاق اور اصابت رائے کی اطلاع ہوئی ہے تم میرے معاملے میں کچھ مشورہ دو اس نے کہا جناب والا اب کسی مشورہ کا موقع نہیں رہا زیادہ سے زیادہ آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جنگ کے متعلق اپنی کامیابی کی جھوٹی افواہیں مشہور کرا دیا کریں کیونکہ یہ بات بھی ایک موثر حربہ ہے امین نے حسبہ بکیر بن المعتمر کو جو دجیل میں فروکش ہوتا تھا اس کام پر متعین کر دیا چنانچہ جب امین کو کوئی حادثہ پیش آتا یا ان کو لڑائی میں ہزیمت ہوتی وہ اس سے کہتے کہ اس کے متعلق کوئی خبر تراش کر مشہور کرو وہ جھوٹی خبریں مشہور کرتا مگر جب خود لوگ ان کی تصدیق کرنے آتے تب ان پر اس کذب کی حقیقت منکشف ہوتی۔ یہ بکیر بن المعتمر جیسے میں نے خود دیکھا ہے ایک بڑا تنومند آدمی تھا۔

کوثر کہتا ہے ایک دن امین نے حکم دیا کہ قصر الخلد میں ایک چبوترے پر فرش کیا جائے چنانچہ زرعی بساط بچھائی گئی اس پر قالین اور دوسرے فرش اس کے مشابہ بچھا دئیے گئے چاندی سونے اور جواہر کے بہت سے ظروف سجائے گئے۔ امین نے اپنی لونڈیوں کی مہتممہ کو حکم دیا کہ سو لونڈیاں آراستہ پیراستہ کر کے طیار کی جائیں اور ان کا دس دس کا طائفہ اس طرح ہمارے سامنے بھیجا جائے کہ ان

سب کے ہاتھ میں عود ہوں اور وہ سب ملکر ایک آواز سے گاتی ہوئی آئیں پہلے وجلے میں دس بھیجی گئیں جب وہ اس چبوترے پر چڑھ آئیں تو پھر ایک دم اچھل کر سامنے آئیں اور یہ شعر انھوں نے گایا:۔

ھُم قتلوہ کی یکونوا مکانہٗ ﴿ کما غدرت یوماً بکسریٰ مرازبہ

ترجمہ:۔ انھوں نے اس کی جگہ لینے کے لئے اُسے قتل کر دیا جس طرح کہ ایک دن کسریٰ کے مصاحبین نے دھوکہ سے اسے قتل کر دیا شعر سنکر امین نے غصے میں آف کہا ان لونڈیوں اور ان کی مہتمہ دونوں پر لعنت بھیجی اور ان کو چبوترے سے اتروا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے مہتمہ کو حکم دیا کہ دوسری دس پیش کی جائیں اب وہ حسب سابق سامنے آئیں اور ایک آواز سے سب نے ملکر یہ شعر گائے

من کان مسروراً بمقتل مالک ﴿ فلیات نسوتنا بوجہ نہار

یجد النساء حواسراً یندبنہ ﴿ یلطمن قبل تبلج الاسحار

ترجمہ جو شخص کہ مالک کے قتل پر خوش ہو اسے چاہئیے کہ وہ دن کے وقت ہماری عورتوں کا حال آکر دیکھے کہ وہ ننگے سر اس پر نوحہ کر رہی ہوں گی اور طلوع فجر سے پہلے وہ اس کے ماتم میں اپنے منہ پیٹتی ہوں گی ان اشعار کو سنکر وہ بہت تلملائے اور اس جماعت کو اول کی طرح سامنے سے برخواست کرا دیا۔ پھر دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے اب پھر حکم دیا کہ دس اور حاضر کی جائیں اس مرتبہ دوسری دس حسب سابق ایک آواز سے یہ شعر گاتی ہوئی سامنے آئیں۔

کُلیبُ لعمری کان اکثر ناصراً ﴿ وایسر ذنباً منک ضُرّج بالدم

ترجمہ:۔ قسم ہے میری جان کی باوجودیکہ تمھارے مقابلے میں کلیب کا جرم بھی معمولی تھا اور اس کے مددگار بھی بہت زیادہ تھے پھر بھی وہ ذبح کر دیا گیا۔

اب تو ان کو تاب نہ رہی فوراً مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس جگہ کو منحوس سمجھ کر اس کے انہدام کا حکم دیدیا۔

محمد بن دینار کہتا ہے سخت محاصرے کی حالت میں ایکدن امین معزول بہت ہی پریشان اور رنجیدہ بیٹھے ہوئے تھے اس وقت دل بہلانے کے لیئے انھوں نے اپنے ندیموں کو پاس بلایا اور شراب منگائی ان کی ایک منہ لگی چہیتی لونڈی تھی اس سے کہا کچھ گاکر سنا اور پھر پینے کے لیئے شراب کا جام ہاتھ میں اٹھا لیا اللہ نے اس کی زبان گنگ کردی اور صرف یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔

کلیبُ لعمری کان اکثر ناصرًا ❊ والیسر ذنبامنك ضرّج بالدم

سنتے ہی جو پیالہ اُنکے ہاتھ میں تھا وہی پھینک کر اسکے مارا اور اُسے شیروں کے سامنے ڈلوادیا دوسرا جام اُٹھایا اور دوسری لونڈی طلب کی اُس نے یہ شعر گایا۔

ھم قتلوہ کی یکونوا مکانہ ❊ کما غدرت یوما بکسری مرازبہ

اس مرتبہ بھی اُنھوں نے پیالہ اُس کے منہ پر پھینک مارا اور پھر دوسرا جام اُٹھایا اور دوسری لونڈی کو گانے کا حکم دیا اُس نے یہ مصرع پڑھا۔

قومی ھم قتلوا امیم اخی (میری ہی قوم نے میرے بھائی امیم کو قتل کیا ہے

امین نے پھر وہ جام اس کے منہ پر مارا اور صینی کو لات ماردی اور جس طرح پہلے نہایت متردد و متفکر تھے پھر ملول و محزون سوچنے لگے اس واقعے کے کچھ ہی دن بعد وہ قتل کردیے گئے۔

جب انکی بیوی نظیم نے جو انکے بیٹے موسیٰ کی ماں تھی انتقال کیا تو انکو اسکی موت کا بہت سخت صدمہ ہوا اُمّ جعفر کو اسکو اطلاع ہوئی اس نے کہا مجھے امیرالمومنین کے پاس لے چلو جب وہ اُنکے پاس آئی امین نے اس کا استقبال کیا اور بہت ہی غمگین لہجہ میں کہنے لگے اماجان نظیم مرگئی اُمّ جعفر نے یہ شعر پڑھے،

نفسی فداؤک لایذھب بک اللھف ❊ ففی بقائک ممن قد مضی خلف

عُوِّضتَ موسیٰ فھانت کل مرزئة ۞ ما بعد موسیٰ علی مفقوده اسف

میں تم پر قربان، رنج سے اپنے کو ہلاک نہ کرو کیونکہ مرنے والی کے مقابلے میں تمھاری بقا زیادہ ضروری ہے اس کے عوض میں تم کو موسیٰ ملگیا ہے لہذا اس نعمت کے مقابلے میں اب کسی مرنے والی پر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس کے علاوہ امّ جعفر نے یہ بھی کہا ! اللہ تم کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے صبر دے اور اس صبر کو آخرت میں تمھارے لئے ذخیرہ بنائے۔

ابو نواس نے رشید کی زندگی میں بنی مضر کی ہجو میں ایک قصیدہ لکھا رشید نے اسے قید کردیا یہ امین کے برسر ولایت آنے تک قید رہا۔ ان کے خلیفہ ہونے کے بعد اس نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا یہ انکی امارت کے عہد میں بھی انسے تعلق رکھتا تھا، اس قصیدہ کو جسکا مطلع ہے۔

تذکر امین اللہ والعہد یذکر ۞ مقامی وانشادیک والناس حضر

ترجمہ۔ اللہ کے امین کو یاد کرو اور ملاقات یاد رکھی جاتی ہے اس حال میں کہ سب کی موجودگی ہیں میں یہاں کھڑا ہوا تم کو اپنے اشعار سنا رہا ہوں۔

ایک لونڈی نے امین کے سامنے گا کر سنایا انھوں نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں لوگوں نے کہا ابو نواس کے کہنے لگے وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ قید میں پڑا ہوا ہے امین نے کہا اب اسے ڈرنا نہ چاہئے اسحق بن فراشہ اور سعید بن جابر نے جو امین کے رضاعی بھائی تھے ابو نواس سے کہلا کر بھیجا کہ شب گزشتہ امیر المومنین نے تمھارا ذکر کیا اور کہا کہ اب اسے مطمئن رہنا چاہئے۔ اتنا سنکر ابو نواس نے ان کی مدح میں اور شعر لکھے اور ان کو امین کی خدمت میں بھیجدیا۔ جس میں ان کی مدح کیساتھ قید سے رہائی کی درخواست تھی۔ امین نے ان کو پڑھوا کے سنا اور کہنے لگے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ سچ ہے اسے میرے پاس لاؤ رات کے وقت وہ امین کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اس کی بیڑیاں کٹوادیں وہ قید سے نکل کر جب ان کے سامنے پیش

کیا گیا اس وقت بھی اس نے ان کی مدح میں چند شعر پڑھے امین نے اسے خلعت سے سرفراز کیا، رہائی دی اور اپنے مصاحبین میں شامل کر لیا۔
احمد بن ابراہیم الفارسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ابو نواس نے شراب پی۔ امین کو ان کے عہد میں اس کی اطلاع کی گئی انھوں نے ابو نواس کو قید کر دیا۔ فضل بن الربیع نے اسے تین مہینے تک قید رکھا اس کے بعد امین نے اسے یاد کیا اور دربار میں طلب کیا اس وقت بنو ہاشم وغیرہ دربار میں موجود تھے امین نے اس کے قتل کے لیے تلوار اور چمڑہ بھی طلب کیا اور جب وہ آگیا تو اب اسے قتل کی دھمکی دینے لگے ابو نواس نے اپنا وہ قصیدہ جس کا مصرع اوّل تذکرامین اللہ والعہد یذکر ہے ان کو سنایا امین نے کہا اچھا اب تو میں معاف کر دیتا ہوں مگر پھر پی تو ابو نواس نے کہا تب آپ کو میرا خون حلال ہے امین نے اسے رہا کر دیا۔ چنانچہ اس کے بعد پھر اس نے کبھی شراب نہیں پی البتہ اسے سونگھ لیتا تھا اور اسی طرف اس نے اپنے اس مصرع میں اشارہ کیا ہے، لا اذوق المدام الاشمیما۔ (میں شراب کو صرف سونگھ کر چکھ لیتا ہوں)
ابو نواس کا غلام دُہیم بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے کی وجہ سے امین اس سے ناراض ہو گئے اور اسے جیل میں ڈال دیا۔ فضل بن الربیع کا ایک ماموں تھا وہ قیدیوں کا مفتش تھا اس وجہ سے اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور ان کے حال کی خبر رکھتا تھا اس اثنا میں بہت سے زندیق قید کیے گئے، اس نے ابو نواس کو بھی جیل میں ان کے سات دیکھا چونکہ یہ اسے پہچانتا نہ تھا اس وجہ سے زندیق سمجھ کر اس سے پوچھا اے نوجوان تو بھی زندیق ہے، ابو نواس نے کہا معاذ اللہ مجھے ان سے کیا واسطہ اس نے پوچھا شاید بینڈھے کے پرستاروں میں ہے ابو نواس نے کہا ہرگز نہیں میں تو بینڈھے کو اس کی پشم سمیت نگل جاتا ہوں اس نے کہا تو معلوم

ہوتا ہے کہ آفتاب پرست ہو ابو نواس نے کہا یہ بھی غلط ہے میں تو آفتاب سے اس قدر بغض رکھتا ہوں کہ کبھی دھوپ میں بیٹھا بھی نہیں کرتا اس نے پوچھا تو پھر کس جرم کی پاداش میں تم قید ہو ابو نواس نے کہا مجھ پر بے بنیاد تہمت لگائی گئی ہے حالانکہ میں اس سے قطعی بری ہوں اس نے کہا کیا واقعہ یہی ہے جو تم بیان کرتے ہو ابو نواس نے کہا بیشک جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

اس نے فضل سے آکر کہا کہ اللہ کی بیشمار نعمتوں کا یہ کچھ اچھا شکریہ نہیں ہے کہ لوگ محض تہمت پر قید کردیئے جائیں فضل نے پوچھا کیا ہوا اس کے ماموں نے واقعہ بیان کیا فضل مسکرایا اور امین سے آکر اس کی اطلاع دی امین نے اسے بلایا اور عہد لیا کہ اب وہ آئندہ کبھی شراب نہ پیئے گا اور نہ کوئی اور نشہ کرے گا ابو نواس نے اس کا اقرار کرلیا امین نے کہا اللہ کے سامنے عہد کرتے ہو اس نے کہا ہاں میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اب شراب نہ پیونگا، اسے رہا کردیا گیا قریش کے بعض شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں بلایا مگر ابو نواس نے کہا کہ میں پیوں گا نہیں انھوں نے کہا اگر نہ پیوگے تو کیا حرج ہے کم از کم اپنی باتوں سے تو ہمیں محظوظ کرو، اس کا اس نے اقرار کیا اب ان میں شراب کا دور چلنے لگا جب وہ خود سرشار ہوگئے تو اس سے کہنے لگے کیا اب بھی شراب کی لہک پیدا نہیں ہوئی ابو نواس نے کہا بخدا اب یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اسے پیوں اور کچھ شعر بھی پڑھے،

ابو الورد السبعی کہتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ خراسان میں فضل بن سہل کے پاس تھے وہاں امین کا ذکر آگیا فضل کہنے لگا بھلا امین سے لڑنا کیوں کر جائز نہ ہو جبکہ اس کا شاعر اس کے دربار میں یہ شعر کہتا ہو،

أَلَا فَاسْقِنِي خَمْرًا وَقُلْ لِي هِيَ الْخَمْرُ ✣ وَلَا تَسْقِنِي سِرًّا إِذَا أَمْكَنَ الْجَهْرُ

ترجمہ : کھڑی ہو مجھے شراب پلا اور یہ کہکر دے کہ یہ شراب ہے،
اور جب علانیہ پینا ممکن ہے تو پھر چھپے چوری سے مت پلا۔
یہ قصہ امین کو معلوم ہوا انھوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ ابونواس
کو پکڑ کر قید کر دو،

ابونواس کے بعض دوستوں اور اس کے اشعار کے راویوں نے
بیان کیا ہے کہ اس نے کچھ شعر کہے اور آخر میں خود امین پر طنز کیا، امین
نے اسے طلب کیا اس وقت سلیمان بن ابی جعفر بھی ان کے پاس
بیٹھا ہوا تھا، جب ابونواس ان کے سامنے پہنچا انھوں نے اسے
نہایت فاحش ماں کی گالی دی اور کہا حرامزادے تو اپنے اشعار کے
ذریعے سے کمینوں کے ہاں گدائی کرتا پھرتا ہے اور اس پر تیرا یہ غرور
کہ تو مجھ پر طنز کرتا ہے اور ہمارے مقابلے میں اپنی غنائے نفس کا مدعی
ہے اب آئندہ کبھی تجھے ہمارے ہاں سے کچھ نہیں ملے گا، سلیمان
بن ابی جعفر نے کہا امیر المومنین بخدا یہ تو مذہب ثنویت کا بڑا رکن
ہے، امین نے کہا اس کی کیا شہادت ہے سلیمان نے بہت سے آدمیوں
کو شہادت میں پیش کیا ان میں سے بعض نے بیشک اس بات کی شہادت
دی کہ اس نے ایک بارش کے دن شراب پی اپنے قدح کو زیر سما
رکھا اس میں بارش کا ایک قطرہ گرا ابونواس نے کہا کہ ثنویت کے
ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر قطرۂ آب کے ساتھ ایک فرشتہ آسمان
سے اترتا ہے لہٰذا دیکھو اس وقت میں ملائکہ کو پی رہا ہوں یہ کہہ کر اس
نے اپنے جام کی شراب پی لی، امین نے اسے قید کر دیا اس موقع پر
ابونواس نے کچھ شعر کہے جس کا پہلا شعر یہ ہے،

یارب ان القوم قد ظلمونی ⁂ وبلا اقتراف تعطل حبسونی

ترجمہ۔ اے رب میری قوم نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے کہ بغیر کسی قصور
کے مجھے قید کر دیا،" اس کے آخر میں یہ شعر تھا۔

امّا الامین فلستُ ارجو دفعه ٭ عنّی فمن لی الیوم بالمامون

ترجمہ۔ امین سے مجھے یہ توقع نہیں کہ وہ میری حمایت کرے کاش آج مامون یہاں ہوتا۔

مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی کہنے لگے بخدا اگر میں نے اسے پالیا تو میں اس کے ساتھ وہ کروں گا جس کی اسے توقع بھی نہ ہوگی۔ مگر ابونواس مامون کے بغداد آنے سے پہلے ہی مرگیا۔

دعامہ کہتا ہے کہ جب ابونواس کی قید کو زمانہ گزر گیا تو اس نے حالت قید میں یہ شعر کہے۔

احمد واللہ جمیعًا ٭ یا جمیع المسلمینا

ثم قولوا لا تملّو ٭ ربنا ابق الامینا

صیّر الخصیان حتی ٭ صیّر التعنین الدنیا

فاقتدی الناس جمیعًا ٭ بامیر المومنینا

ترجمہ۔ ہم تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ کی حمد کریں، پھر بلا تردد کہو کہ اے ہمارے رب تو امین کو زندہ رکھ اس نے اسقدر خصی بنائے کہ اب نامرد بنانے کا عام طریقہ رائج ہوگیا ہے اور اب تمام لوگوں نے اس باب میں امیرالمومنین کی اقتدا کی ہے۔

جب یہ اشعار خراسان میں مامون کو پہنچے تو انھوں نے کہا کہ مجھے یہ توقع ہے کہ وہ میرے پاس بھاگ آئے گا۔

طاہر سے لڑائی کے اثنا میں ایک رات امین معزول رات کو دیر تک جاگتے رہے انھوں نے آواز دی کوئی ہو تو ہم سے آکر باتیں کرے ان کے حاشیہ کے لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس نہیں گیا انھوں نے اپنے حاجب کو آواز دی اور اس سے کہا کہ میرے دل میں بہت سے خطرات آرہے ہیں کسی بذلہ سنج شاعر کو میرے پاس لے آؤ

تاکہ اس سے باتیں کرکے میں یہ بقیہ رات بسر کردوں۔

حاجب نے ان کے پاس سے نکل کر سب سے قریب تر شخص کا رخ کیا ابو نواس مل گیا اس نے اس سے کہا کہ امیر المومنین بلاتے ہیں ابو نواس نے کہا تم کو شاید مغالطہ ہوا ہے کسی دوسرے شخص کو طلب کیا ہوگا حاجب نے کہا نہیں میں تم کو لینے آیا ہوں، غرض کہ ابو نواس امین کی خدمت میں حاضر ہوا امین نے پوچھا کون؟ اس نے کہا آپ کا خادم حسن بن الہانی جو کل تک آزاد تھا امین نے کہا خوف مت کرو اسوقت میرے قلب میں کچھ امثال آئی ہیں میں چاہتا ہوں کہ تم ان کو اشعار میں نظم کردو اگر تم نے اس کام کو کردیا تو جو مانگو گے دونگا، ابو نواس نے پوچھا وہ کیا ہیں امین نے کہا،

"عفا اللہ عما سلف ۰ و بئس واللہ ما جری فرس ۰ والکسری عودا علی الفلک اور و تمنعی اشتھی لک" ابو نواس نے کہا بہتر ہے میرے لئے چار نہایت عمدہ جسم اور ساخت کی باندیاں منگوائیے امین نے ان کے لانے کا حکم دیا ابو نواس نے یہ شعر پڑھے،

فقدت طول اعتلالک ۰ وما اری فی مطالک

لقد اردت جفائی ۰ وقد اردت وصالک

ماذا اردت بھذا ۰ تمنعی اشتھی لک

ترجمہ ایک مدت سے تو حیلے بہانے کررہی ہے، تو چاہتی ہے کہ میں تجھ سے علیحدہ ہوجاؤں اور میں تیرے وصال کا متمنی ہوں اس انکار اور ٹالنے کا غالباً یہ مطلب ہے کہ تیرے اعراض سے تیری خواہش میں اور اضافہ ہو،

اشعار سنا کر ابو نواس نے ایک باندی کا ہاتھ پکڑ کر اسے علیحدہ کرلیا اور پھر یہ شعر سنائے۔

قد صحّت الایمان من حلفک ⁘ وصحّت حتی امتّ من خلفک

باللّٰہ یا ستّی احنثی مرّۃً ⁘ ثم اکسری عوداً علی الفکِ

ترجمہ۔ قسمیں تیرے حلف سے درست ہوئیں۔ اور میں تندرست ہو کر تیری وعدہ خلافی سے مرمٹا۔ اے بی بی خدا کے لئے ایک مرتبہ اپنی قسم کو توڑ دے اس کے بعد جو چاہے کر،

ابو نواس نے دوسری باندی کا ہاتھ پکڑ کر اسے علیحدہ کر لیا اور پھر یہ شعر پڑھے،

فدیتکِ ماذا الصلفّ ⁘ وشتمک اہل الشرف

میں تجھ پر قربان شرفا کے ساتھ تیرا یہ جور اور ان کو ملامت کرنا کیسا؟

صِلی عاشقاً مدنِفاً ⁘ قد اُعتِبَ بما اقترف

تو اس عاشق بے تاب پر جو اپنی محبت کی وجہ سے معتوب ہے رحم کر،

ولاتذکری مامضی ⁘ عفا اللّٰہ عما سلف

ترجمہ۔ گزشتہ کو یاد مت کر کیونکہ گزری ہوئی بات کو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے،

اس کے بعد اس نے تیسری باندی کو علیحدہ کیا اور پھر یہ شعر سنائے،

وباعثات الیّ فی الغلس ⁘ ان ائتنا واحترس من العسس

بہت سی عورتیں مجھے ظلمت شب میں اپنے پاس بلاتی ہیں اور ہدایت کر دیتی ہیں کہ رات کے پہرہ داروں سے میں بچوں۔

حتی اذا نوّم العداۃ ولم ⁘ اخش رقیباً ولا منا قبس

جب دشمن سو گئے اور مجھے کسی رقیب یا روشنی کا اندیشہ نہ رہا۔

دکبتُ عُمُری وقد طربت الی ❊ حور حسانٍ نواعم لعُس

میں اپنے جوان گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت ہی شوق و طرب میں ایک نہایت خوبصورت ۔ حُور لقا، نرم اور گداز بدن محبوبہ کی طرف جس کے ہونٹوں پر مسی ملی ہوئی تھی لپکا۔

فجئتُ والصبح قد نهض له ❊ فبئس والله ما جرى فرسی

میں اس کے پاس اس وقت آیا جبکہ صبح نمودار ہو چکی تھی۔ اور اب میرے گھوڑے کی اس تگ و دو کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

امین نے کہا یہ سب باندیاں تم لے لو اللہ تمھیں مبارک کرے

جب امین خلیفہ ہوئے تو رشید کے خدمت گار حسین نے انکے ایک مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع تھا ایک نہایت ہی عمدہ اور بیش بہا سرکاری فرش بچھوایا اور امین سے کہا کہ آپ کے والد کے پاس جب دوسرے بادشاہ اور بادشاہوں کے سفرا آتے تھے تو وہ اسی فرش کو اس موقع پر بچھوایا کرتے تھے اور اس سے بہتر ان کے ہاں کوئی دوسرا فرش نہ تھا اس وجہ سے میں نے آپ کے لئے اسی کو بچھوایا ہے ' امین کہنے لگے مگر میں تو چاہتا تھا کہ میری خلافت کے عہد میں سب سے پہلے فردراج (قدیم ایرانی دربار کا قالین) بچھایا جاتا اس فرش کو ٹکڑے ٹکڑے کردو چنانچہ خدمتگاروں اور فراشوں نے اس قیمتی فرش کی دھجیاں اڑا دیں

ابراہیم بن المہدی نے ایک دن یہ شعر امین کو گا کر سنایا۔

هجرتک حتی قیل لا یعرف القلی ❊ و ذرتک حتی قیل لیس له صبر

میں تجھ سے جدا ہوا تو کہا گیا کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ نفرت کیا

ہوتی ہے، میں تیرے پاس آیا تو کہا گیا کہ تمہارے دیکھے بغیر اسے صبر نہیں، شعر سنکر امین کو وجد آگیا اور انھوں نے حکم دیا کہ اس کی کشتی کو سونے سے بھر دیا جائے۔

مخارق بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ امین کے پاس تھا اس روز بارش ہو رہی تھی وہ صبح کی شراب پی رہے تھے میں ان کے قریب بیٹھا گا رہا تھا اس وقت وہاں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا وہ ایک نہایت عمدہ زرتار کا جبہ پہنے تھے میں نے اس سے زیادہ خوبصورت جبہ کبھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے میں اسے غور سے دیکھنے لگا کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم کو بہت پسند ہے میں نے عرض کیا میرے آقا بیشک یہ بہت خوبصورت ہے مگر آپ کا چہرہ اس کے لئے باعث حسن ہے۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو نظر بد سے بچائے امین نے غلام کو آواز دی وہ حاضر ہوا انھوں نے ایک دوسرا جبہ طلب کیا اسے خود پہن لیا اور جو پہلے پہنے ہوئے تھے وہ مجھے عطا کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر میں ان کو غور سے دیکھنے لگا انھوں نے مجھ سے وہی سوال کیا جو پہلے کر چکے تھے میں نے بھی حسب سابق ان کو جواب دیا انھوں نے اس جبّے کو بھی مجھے دیدیا اسی طرح تین جبّے انھوں نے مجھے اس جلسے میں عطا فرمائے، مگر جب انھوں نے اُن جبّوں کو میرے جسم پر دیکھا تو اب وہ اپنی عطا پر سخت نادم ہوئے ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ میر بکاول کو جا کر حکم دے کہ وہ ہمارے لئے گوشت، بھونکر لائے اور اسے بڑی ترکیب سے تیار کرے اور ابھی لائے، غلام گیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک خوان لیکر حاضر ہوا یہ ایک چھوٹا سا خوان تھا جو بہت ہی نازک اور سبک بنا ہوا تھا اس کے وسط میں بہت سا فربہ اور چکنا پکا ہوا گوشت کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا اور دو روٹیاں تھیں، یہ خوان ان کے سامنے رکھدیا گیا انھوں نے ایک لقمہ توڑا اور اسے کھانے

کے لئے دستر خوان پر جھکے مجھ سے کہا مخارق تم بھی کھاؤ میں نے معافی چاہی کہنے لگے نہیں تم کو کھانا پڑے گا مجبوراً میں نے بھی ایک لقمہ توڑا اور گوشت کا کچھ حصہ لیکر ہاتھ سے اسے اپنے منہ میں رکھا میری اس حرکت پر برہم ہو گئے کہنے لگے تجھ پر اللہ کی مار تیری حرص نے میرا سارا مزا خراب کر دیا کیوں تو نے اپنا ہاتھ اسے لگایا۔ یہ کہکر اب انھوں نے وہ کباب اپنے ہاتھ سے اٹھا کر میری گود میں پھینکدیا اور کہا کہ چل اُٹھ جا میں کھڑا ہو گیا مگر اس کی تمام چکنائی اور روغن جُبوں سے بہنے لگا میں نے ان کو اتار کر اپنے گھر بھیجدیا اور پھر دھوبیوں اور رفوگروں کو بلا کر اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ ان کے یہ داغ مٹ جائیں اور وہ جبے پھر اصلی حالت پر عود کریں مگر اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

عبیداللہ بن ابی غسان بیان کرتا ہے کہ شدید سردی کے موسم میں ایک دن میں امین کی خدمت میں حاضر تھا وہ اس وقت اپنی ایک تنہا مجلس میں اکیلے بیٹھے تھے اور اس قدر بیش قیمت اور اعلیٰ درجہ کا فرش وہاں بچھا ہوا تھا کہ اس کی نظیر میری نظر سے نہیں گزری تھی اور اس روز تین دن و رات گزر چکے تھے کہ میں نے نبیذ کے علاوہ کچھ کھایا نہ تھا اس کی وجہ سے مجھ سے بات بھی نہیں کی جاتی تھی اور نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا میں پیشاب کے بہانے اٹھا اور میں نے ایک خاصہ کے خدمتگار سے کہا کہ میں مر رہا ہوں کسی ترکیب سے مجھے کوئی ایسی چیز کھلاؤ کہ میرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑے اس نے کہا بہتر ہے دیکھو میں ابھی ایک بات بتاتا ہوں دیکھو میں کیا کرتا ہوں تم صرف میرے قول کی تصدیق کر دینا۔ جب امین پھر مجلس میں آکر متمکن ہوئے خدمتگار مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔ امین نے پوچھا کیوں مسکرائے اس نے کہا کچھ نہیں سرکار امین برہم ہو گئے اس نے عرض کیا کہ یہ عبیداللہ بن ابی غسان بھی بڑے مزے کا آدمی ہے کہ یہ خربوزے سے بہت ہی سخت گھبراتا ہے

اس کی خوشبو تک اسے گوارا نہیں، امین نے پوچھا کیا واقعی یہ بات ہے
عبید اللہ نے کہا جی ہاں سرکار مجھے خربوزہ سے بہت ہی نفرت ہے
کہنے لگے اس کے اسقدر خوش ذائقہ اور خوشبودار ہونے کے باوجود تم اس سے
اسقدر کراہیت کرتے ہو، اس نے کہا کیا عرض کیا جائے ہے تو یہی
امین کو بڑی حیرت ہوئی انھوں نے اسی وقت خربوزہ طلب کیا متعدد
پیش کئے گئے ان کو دیکھتے ہی عبید اللہ کانپنے لگا اور ڈرتے ڈرتے دور
ہٹنے لگا امین نے حکم دیا کہ اسے جانے نہ دو پکڑ لو اور اس کے سامنے
خربوزے رکھوا اب عبید اللہ اور بھی زیادہ منہ بنانے لگا اور ان کے
کھانے سے توبہ و تحاشی کرنے لگا امین ہنسنے لگے اس نے کہا ایک کھاؤ
عبید اللہ نے کہا سرکار آپ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں بخدا اس کے
کھاتے ہی میرے پیٹ میں جو کچھ ہوگا اس میں ہیجان پیدا ہوگا اور
بہت سے امراض اٹھ کھڑے ہونگے میں اپنے بارے میں آپ کو
اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کر دیں کہنے لگے یہ خربوزہ
کھالو اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ یہ تمام
فرش تم کو دیدوں گا میں نے کہا اس کے کھاتے ہی جب میں مر ہی جاؤنگا
تو یہ فرش میرے کس کام کا ۔ غرضکہ میں برابر انکار کرتا گیا، اور وہ اصرار
کرتے رہے خدمتگار چھری لائے اور اسے تراش کر اس کی قاشیں میرے
منہ میں ٹھوسنے لگے دکھانے کے لئے تو میں شور مچاتا رہا اور اپنی سخت
بے چینی کا اظہار کرتا رہا مگر اسی کے ساتھ مزے سے اس کی قاشیں نگلتا
رہا اور امین پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ بہت ہی جبر و اکراہ سے میں کھا رہا
ہوں اسی حالت میں میں اپنا سر پیٹتا اور چلاتا بھی رہا وہ ہنستے رہے
جب میں کھا چکا تو وہ اس مجلس سے دوسری مجلس چلے گئے اور فراشوں
کو بلا کر حکم دیا کہ وہ فرش میرے گھر لے جائیں اس دوسرے کمرے میں
انھوں نے میرے ساتھ پھر وہی کیا کہ یہاں بھی زبردستی ایک خربوزہ
مجھے کھلایا اور اس کا فرش بھی مجھے عنایت کر دیا تیسرے کمرے میں گئے

اور وہاں پھر مجھے بلا کر ایک اور خربزہ کھلایا اور اس کا فرش بھی عطا کر دیا اس طرح اس روز انہوں نے مجھے تین نہایت ہی بیش قیمت فرش عطا کئے اور تین خربزے کھلائے، اس ترکیب سے بخدا میری حالت درست ہو گئی اور میری جان میں جان آ گئی، امین ہاتھ منہ دھونے چلے گئے منصور بن المہدی جو امین کا بڑا خیر خواہ بنتا تھا میرے پاس آیا میں بھی اس بات کو سمجھا تھا کہ دینے کو تو امین نے یہ فرش مجھے دیدیئے ہیں مگر بعد میں ان کو اس کی سخت ندامت ہو گی، چنانچہ ان کی غیبت میں منصور میرے پاس آیا اسے امین کی اس فیاضی کی اطلاع ہو چکی تھی اور کہنے لگا اے فاحشہ زادے تو اس طرح دھوکہ دے کر امیر المومنین کے مال پر قبضہ کرتا ہے دیکھ میں تجھے اس کی کیا سزا دیتا ہوں میں نے عرض کیا جناب والا اصل واقعہ اور سبب تو یہ ہے اب آپ کا جی چاہے آپ مجھے قتل کر کے گنہ گار ہوں یا معاف کر کے احسان کریں میں اب آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا اس نے کہا اچھا ہم نے معاف کر دیا۔

منہ ہاتھ دھو کر امین پھر مجلس میں آئے حکم دیا کہ اس حوض پر فرش کیا جائے، فرش بچھا دیا گیا وہ اور ہم سب اس پر بیٹھ گئے حوض پانی سے بھرا ہوا تھا کہنے لگے چچا جان میں چاہتا ہوں کہ عبید اللہ کو اس حوض میں ڈالدوں اور پھر آپ اس کی حالت دیکھ کر خوب ہنسیں منصور نے کہا جناب والا آپ ایسا نہ کریں ایک تو آج سردی اس قدر شدید دوسرے پانی بھی برف ہے اگر آپ اسے پانی میں ڈالدیں گے تو گویا اس کو مار ڈالیں گے میں اس سے بھی اچھی ایک ترکیب بتاتا ہوں وہ اس کیساتھ کی جائے امین نے پوچھا وہ کیا ہے، منصور نے کہا وہ یہ کہ آپ اسے تخت سے باندھکر غسل خانہ کے دروازے پر چھوڑ دیں تا کہ جو شخص پیشاب کرنے جائے وہ اس کے سر پر موتے کہنے لگے خوب بات بتائی ایک چوکی طلب کی اس پر مجھے باندھا گیا اور پھر ان کے حکم سے خدمتگاروں نے مجھے لاد کر غسل خانے کے دروازے پر ڈالدیا اب خدمتگاروں نے آ کر اپنے کمر بند

مجھ پر کھولے اور محض امین کو دکھانے کے لئے جھوٹ موٹ مجھ پر پیشاب کرنے لگے
میں دہائی دینے لگا وہ بہت دیر تک یہ تماشہ کراتے رہے اور ہنستے رہے
اس کے بعد مجھے کھولدیا گیا میں یہ ظاہر کرتا رہا کہ پیشاب کی بدبو
سے گویا میں بہت سخت پریشان ہوں اس بنا پر میرے کپڑے
بدلوائے گئے اور مجھے انعام بھی دیا گیا،

فضل بن الربیع امین معزول کا حاجب بیان کرتا ہے " میں
ایک دن ان کے سرہانے کھڑا تھا دن کا کھانا پیش ہوا اکیلے انھوں نے
اسے کھالیا اور عجیب طریقہ سے کھایا حالانکہ ان سے پہلے خلفاء
کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ باورچی خانے میں جسقدر کھانے پکتے تھے
وہ ان سب کو پہلے چکھ لیتے تھے اور پھر بعد میں اپنا خاصہ تناول
کرتے تھے، جب اس قدر کھا چکے تو سر اٹھا کر اپنی ماں کے خادمتگار
ابو العنبر کو حکم دیا کہ باورچی خانے جاؤ اور باورچیوں کو حکم دو کہ وہ
میرے لیے سموسے تیار کریں اس طرح کہ آٹے کی گولی تیار کر کے اسے
لانبا کریں پھر اسے نہ توڑیں اور اس میں مرغ کی چربی۔ مکھن، پودینہ
انڈے، پنیر، زیتون اور جوز بھریں اس قسم کے بہت سے سموسے
تیار کر کے جلد لے آئیں، تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک چوگور خوان میں
یہ سموسے اس طرح تو بر تو رکھے ہوئے کہ وہ ایک مخروطی مینار سا بنگیا
تھا امین کی خدمت میں پیش کیے گئے انھوں نے پہلے ایک اٹھا کر
کھایا اس کے بعد دوسرا اور تیسرا یہاں تک کہ اسی طرح ایک ایک
کر کے وہ سب چٹ کر گئے۔

مخارق کہتا ہے کہ ایک رات مجھے ایسی پیش آئی کہ اس کی نظیر
نہیں، رات گئے میں اپنے گھر میں تھا کہ امین کا آدمی جبکہ وہ خلیفہ
تھے مجھے بلانے آیا اور وہ مجھے نہایت تیزی کے ساتھ ان کے قصر میں
لایا میں اندر آیا میں نے دیکھا کہ ابراہیم بن المہدی کو بھی میری طرح
اسی وقت طلب کیا گیا ہے اور وہ اور میں ایک ساتھ آستانے پر

حاضر ہوئے تھے وہ قصر کے صحن میں آنے والے دروازے پر آیا ہم نے دیکھا کہ تمام صحن میں بڑی بڑی شمعیں جو خاص امین کے پاس تھیں روشن ہیں اور ان کی روشنی سے رات دن بنی ہوئی ہے خود امین ایک برجی میں جلوہ افروز ہیں اور تمام محل لونڈیوں اور خدمتگاروں سے بھرا ہوا ہے۔ بھانڈ نقل کر رہے ہیں اور امین اس برجی میں سب کے بیچ میں کھڑے ہوئے ناچ رہے ہیں ہم سے خدمتگار نے آکر کہا کہ امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ تم اسی مقام پر اس دروازے میں صحن سے متصل کھڑے ہو جاؤ اور میری آواز کے ساتھ ملا کر شہنائی بجاؤ چنانچہ ہماری شہنائی لونڈیوں اور بھانڈوں کی آواز میں موسیقی یکسانی پیدا ہو گئی یہ نظم تھی جو ہم سب گا رہے تھے 'ھذان دنانیر قنستانی واذکرھا' یہ دینار مجھے بھلا دیتے ہیں مگر میں ان کو یاد کرتا ہوں) میں اور ابراہیم دونوں اپنے حلق پھاڑ پھاڑ کر اس نفیری کی گت کو صبح تک گاتے رہے اور امین اسی طرح بغیر کسی تعب اور محنت کے محسوس کئے اپنے دیوان میں ناچتے رہے ناچتے ناچتے کبھی وہ ہمارے اتنے قریب آجاتے تھے کہ ہم ان کو دیکھ لیتے تھے اور کبھی ہمارے اور ان کے درمیان باندیاں اور خدمتگار حائل ہو جاتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی۔

حسین بن فراس بنی ہاشم کا مولی بیان کرتا ہے کہ امین کے عہد میں مجاہد اس شرط پر کہ ان کو مال غنیمت کا خمس دیا جائے گا جہاد کے لئے گئے چنانچہ جب خمس تقسیم ہوا تو ایک ایک غازی کے حصے میں چھ چھ دینار آئے یہ اس زمانے کے اعتبار سے بڑی رقم تھی۔

ابن الاعرابی کہتا ہے کہ جب حسن بن ہانی (ابونواس) فضل بن الربیع کے سامنے پیش کیا گیا میں وہاں موجود تھا فضل نے کہا امیرالمومنین سے شکایت کی گئی ہے کہ تم زندیق ہو اور وہ اس الزام سے قسمیں کھا کر اپنی برات کرنے لگا مگر فضل بار بار اس سے کہتا جاتا تھا کہ میں کیا کروں امیرالمومنین سے تمہاری اس قسم کی شکایت ہوئی ہے ابونواس

نے اس سے درخواست کی کہ آپ امیر المومنین سے میری سفارش کریں فضل نے اس کی سفارش کی اور امین نے اسے رہا کردیا۔ اس رہائی پر اس نے فضل کی تعریف میں کچھ شعر کہے مگر ابو حبیب الموشی کہتا ہے کہ ایک دن میں موسٰی بن عمران کے ہمراہ فضل کے پاس جارہا تھا اثنائے راہ میں موسٰی نے مجھ سے کہا چلو ذرا ابو نواس سے ملتے چلیں ہم دونوں جیل میں اس کے پاس آئے اس نے موسٰی سے پوچھا اے ابو عمران کہاں کا قصد ہے اس نے کہا میں ابو العباس فضل بن الربیع کے پاس جارہا ہوں ابو نواس نے کہا کیا میرا یہ رقعہ تم ان کو پہنچا دو گے اس نے کہا ہاں میں لے جاتا ہوں ابو نواس نے اس رقعہ میں چند شعر لکھ کر اسے دیئے اور یہی اشعار اس کی رہائی کا سبب بنے۔

جب امین نے ابو نواس کا یہ شعر

الا اسقنی خمراً ؛ وقل لی ھی الخمر

سنا اور نیز دوسرے وہ اشعار جس میں اس نے شراب کی مدح اور آرزو کی تھی سنے۔

اسقیمھا یا ذفافہ ؛ مزۃ الطعم سلافہ

ذل عندی من قلاھا ؛ لرجاءٍ او مخافہ

مثل ما ذلت وضاعت ؛ بعد ھارون الخلافہ

ترجمہ اے ذفافہ تو مجھے خالص تیز و تند اور تلخ شراب پلا میرے نزدیک ہر وہ شخص جو کسی طمع یا خوف کی وجہ سے شراب کو برا سمجھتا ہے ایسا ہی ذلیل خوار ہے جس طرح کہ ہارون کے بعد خلافت ذلیل و خوار ہو گئی ہے۔

اور پھر شعر سنا۔

فجاء بھا زیتیۃ ذھبیۃ ﴿ فلو نستطع دون السجود لھا صبرا

ترجمہ۔ وہ ایسی سنہرے رنگ کی دمکتی شراب لایا کہ ہم کو مجبوراً اسے سجدہ کرنا ہی پڑا۔

انھوں نے ابو نواس کو قید کر دیا اور اس سے کہا کہ بلاشبہ تو کافر اور زندیق ہے اس موقع پر ابو نواس نے فضل بن الربیع کو ایک منظوم درخواست لکھ کر بھیجی اس میں اپنی برائت ظاہر کی اور اس کی خوشامد کی تاکہ وہ امین سے اس کی سفارش کرے۔

خلافت مامون عبداللہ بن ہارون

(۵)

اس سال جو لڑائی امین اور مامون کے درمیان ہو رہی تھی بالکل ختم ہو گئی اور تمام مشرق، عراق اور حجاز نے مامون کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سال کے ماہ ذی حجہ میں ہرثمہ نے انفار و اراذل اور بدویوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حکومت کے خلاف علم بغاوت برپا کر دیا اور اپنے زعم میں آل محمد میں سے کسی بہتر شخص کے انتخاب کے لئے دعوت دی، یہ نیل آیا وہاں اس نے مالگزاری وصول کی تاجروں پر غارت گری کی، دیہات کو لوٹ لیا اور مویشی ہنکا لے گیا۔

امین کے قتل اور تمام لوگوں کے مطیع ہو جانے کے بعد اس سال مامون نے اس تمام جبال۔ فارس، اہواز، بصرے، کوفے، حجاز اور یمن کے علاقوں پر جن کو طاہر نے فتح کیا تھا فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو والی مقرر کیا، اور طاہر کو جو اس وقت بغداد میں مقیم تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے تمام زیر اقتدار علاقوں کو حسن بن سہل کے نائبوں کے حوالے کر دے اور وہ خود رقہ جا کر نصر بن شبث سے لڑے اور اس کے بجائے ہم تم کو موصل جزیرہ، شام اور تمام ممالک مغربی کا والی مقرر کرتے ہیں

چنانچہ حسن کا نائب علی بن سعید عراق کا والی خراج مقرر ہو کر عراق آگیا مگر جب تک طاہر نے فوج کی تمام معاش ادا نہ کر دی محکمہ خراج کو اس کے حوالے نہیں کیا البتہ ادائی معاش کے بعد اس نے اسے جائزہ دیدیا۔

اس سال مامون نے ہرثمہ کو خراسان بلابھیجا۔ اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے مشہور واقعات

اس سال حسن بن سہل عراق کا والی عام مقرر ہو کر بغداد آیا اور یہاں آکر اس نے تمام اضلاع اور شہروں میں اپنے عامل اور عہدیدار مقرر کیے۔ اس سال جمادی الاولیٰ میں طاہر رقہ روانہ ہوا، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد بھی اس کے ہمراہ رقہ روانہ ہوا۔ اور اسی سال ہرثمہ خراسان روانہ ہوا۔ اس سال ازہر بن زہیر بن المسیب ہرش کے مقابلے کے لئے گیا اور اس نے ماہ محرم میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ ابن ابی طالب نے جمعرات کے دن ۱۰ جمادی الآخر کو کوفہ میں خروج کیا اور آل محمد میں سے بہتر شخص کو خلیفہ منتخب کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی، اسی کو ابن طباطبا کہا جاتا ہے، ابو السرایا السری بن منصور جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد میں تھا ابن طباطبا کی اس تحریک کا اصلی کار پرداز

اس کا وزیر یا تدبیر اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔

محمد بن ابراہیم ابن طباطبا کا خروج

اس کے خروج کی وجہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعضوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان علاقوں کی ولایت سے جن کو طاہر نے فتح کیا تھا جب مامون نے اسے بدل دیا اور اس کی جگہ حسن بن سہل کو مقرر کیا تو عراق میں یہ بات مشہور ہوئی کہ فضل بن سہل نے مامون پر بالکل قبضہ کر لیا ہے نیز اس نے مامون کو ایک قصر میں نظر بند کر دیا ہے اور کسی کو ان سے ملنے نہیں دیتا چاہے عوام ہوں یا خاص امرا اور قریبی اعزا۔ اور وہی بغیر ان کی رائے، خواہش اور مشورہ کے تمام امور سلطنت کو اپنی استبدادانہ رائے سے سر انجام دے رہا ہے، اس خبر سے عراق کے بنی ہاشم اور دوسرے عمائد میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور انھوں نے فضل بن سہل کے اس طرح مامون پر قابو پا جانے کو بہت ہی بُرا سمجھا اسی وجہ سے یہ سب کے سب حسن بن سہل پر چیرہ دستی کرنے لگے عراق کے تمام شہروں میں فساد برپا ہو گیا، اس سلسلہ میں سب سے پہلے ابن طباطبا نے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کوفے میں خروج کیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو السرایا ہرثمہ کے تحتانی عمال میں تھا اس نے اس کی معاش دینے میں دیر لگائی اور اسے موخر کر دیا اس بنا پر ابو السرایا ہرثمہ سے بگڑ کر کوفے چلا آیا یہاں اس نے محمد بن ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی، کوفہ پر قبضہ کر لیا تمام کوفے والوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی محمد بن ابراہیم نے کوفے میں مستقل اقامت اختیار کی اطراف کوفہ کے رہنے والے اور بدوی وغیرہ اس کی حمایت کے لئے اس کے پاس آئے۔

اس سال حسن بن سہل نے زہیر بن المسیّب کو اس کی جمعیت کے ساتھ کوفے روانہ کیا، جب ابن طباطبا کوفے میں داخل ہوا ہے اس وقت سلیمان بن ابی جعفر المنصور، حسن بن سہل کی جانب سے وہاں کا عامل تھا مگر وہ خود تو کوفے میں تھا نہیں البتہ اس کا نائب خالد بن محجّل الضبّی اس کے بجائے کوفے پر متعین تھا جب اس کی اطلاع حسن بن سہل کو ہوئی وہ سلیمان پر بہت ناراض ہوا اور بگڑا حسن نے اسے بزدل ٹھیرایا اور اب اس نے زہیر بن المسیّب کو دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں سوار اور پیادہ دونوں طرح کی فوجیں تھیں کوفے بھیجا، جب یہ فوج کوفے کیطرف بڑھی اور اس کی پیش قدمی کی خبر باغیوں کو ہوئی وہ پہلے تو کوفے سے نکل کر مقابلے کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اس کی اپنے میں طاقت نہ پائی تو شہر ہی میں ٹھیرے رہے البتہ جب زہیر قریۂ شاہی پہنچ گیا تو اب کوفے والے بھی شہر سے نکل کر آگے بڑھے اور پھر ٹھہر گئے قنطرہ پہنچ کر زہیر نے ان کے سامنے آکر منگل کی شام کو صعنبب پر پڑاؤ کیا دوسرے دن علی الصباح اس نے کوفے والوں پر حملہ کر دیا مگر انھوں نے اسے بری طرح شکست دی اس کی فرودگاہ لوٹ لی اور جس قدر روپیہ، اسلحہ، جانور اور دوسرا اسباب و سامان زہیر کے ساتھ تھا اس سب پر قبضہ کر لیا، یہ بدھ کے دن کا واقعہ ہے، اس کے دوسرے ہی دن یعنی جمعرات یکم رجب ۱۹۹ہجری کو محمد بن ابراہیم ابن طباطبا نے یکایک انتقال کیا اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ابو السرایا نے اسے زہر دیدیا اور اس زہر دینے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب ابن طباطبا نے زہیر کی فرودگاہ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تو اس نے ابو السرایا کو اس میں دخل و تصرف کی قطعی ممانعت کر دی تمام فوج ابن طباطبا کی مطیع تھی اس طرز عمل سے ابو السرایا پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن طباطبا کے ہوتے ہوئے اسے کچھ اختیار نہیں اس نے ابن طباطبا کو زہر دیدیا اس کے مرنے کے بعد ابو السرایا نے ایک بے ریش نوبروت کمسن لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن الحسین رضی

بن علی رضؓ بن ابی طالب کو اس کی جگہ بٹھا دیا اس طرح اب اس دعوت کا اصلی کارفرما اور مختار کل ابوالسرایا ہو گیا وہی احکام نافذ کرتا تھا وہی عزل و نصب کرتا اور سارے اختیارات اسی کو حاصل تھے۔

جس دن زہیر کو شکست ہوئی اسی دن وہ قصر ابن ہبیرہ واپس آکر وہاں فروکش ہو گیا، اس کے کوفے روانہ ہو جانے کے بعد ہی حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد المروذی کو نیل بھیجدیا تھا مگر زہیر کی ہزیمت کے بعد عبدوس حسن بن سہل کے حکم سے کوفے کے ارادے سے آگے بڑھا جب یہ اپنی فوج کے ساتھ جامع پہنچا اسوقت زہیر قصر میں موجود تھا خود ابوالسرایا عبدوس کی طرف بڑھا اور اتوار کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں اس نے خود جامع پر پیش قدمی کرکے عبدوس پر حملہ کر دیا اسے قتل کر دیا ہارون بن محمد بن ابی خالد کو گرفتار کر لیا اور اس کی فرودگاہ کو لوٹ لیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر عبدوس کے ساتھ چار ہزار شہ سوار تھے مگر ان میں سے کوئی بھی بچ کر بھاگ نہ سکا یا مارے گئے یا گرفتار کر لئے گئے، اس کامیابی کے بعد طالبیین تمام شہروں میں پھیل گئے ابوالسرایا نے کوفے میں درہم مسکوک کرائے ان پر یہ آیت کندہ کی ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص،،

جب زہیر کو جو اس وقت قصر میں مقیم تھا معلوم ہوا کہ ابوالسرایا نے عبدوس کو قتل کر دیا ہے وہ اپنی تمام جماعت کو سمیٹ کر نہر الملک چلا آیا اس کے بعد خود ابوالسرایا اپنے مقام سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ میں اپنی فوج سمیت چلا آیا اس کے طلایع کوثی اور نہر الملک تک دیکھ بھال کرنے آتے تھے، پھر ابوالسرایا نے اپنی فوجیں بصرے اور واسط روانہ کیں اور وہ ان میں داخل ہو گئیں، عبیداللہ بن سعید الحرشی جو حسن بن سہل کی جانب سے واسط کا عامل تھا اس وقت نواح واسط میں کسی جگہ مقیم تھا، ابوالسرایا کے جیش نے واسط کے بالکل قریب اس کا مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا یہ

بغداد پلٹ آیا اس کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

جب حسن بن سہل نے دیکھا کہ کسی شخص کی ابوالسرایا کے مقابلہ میں پیش نہیں جاتی جو فوج بھی اس کے مقابلہ پر گئی اس نے اسے تباہ اور برباد کر دیا اور اب کوئی سپہ سالار یہاں ایسا نہیں ہے جو کامیابی سے اس کا مقابلہ کرے اس کی نظر نہایت بے تابی سے ہرثمہ پر گئی مگر ہرثمہ پر یہ گزری تھی کہ جب حسن بن سہل مامون کی جانب سے عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہرثمہ نے اپنے تمام سرکاری کام اس کے حوالے کر دئے اور خود حسن سے بگڑ کر خراسان چلدیا یہ ابھی حلوان پہنچا تھا کہ حسن نے سندھی اور صالح صاحب المصلّٰی کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ابوالسرایا سے لڑنے کے لئے بغداد واپس لے آئیں مگر ہرثمہ نے واپس آنے سے قطعی انکار کر دیا حسن کے وکیل نے واپس آکر اس کے انکار کی اسے اطلاع کر دی مگر اس نے دوبارہ سندھی کو ایک نہایت لجاجت آمیز اور خوشامدانہ خط دیکر ہرثمہ کے پاس بھیجا اس خط کے پڑھنے کے بعد ہرثمہ اس سال کے ماہ شعبان میں بغداد چلا آیا اور اب اس نے کوفے جانے کی تیاری کی، حسن بن سہل نے علی بن ابی سعید کو حکم دیا کہ تم مدائن، واسط اور بصرہ کی سمت چلے جاؤ۔ یہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے ابوالسرایا کو بھی جو اس وقت قصر ابن ہبیرہ میں مقیم تھا اس نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی وہ خود مدائن کی طرف بڑھا اور رمضان میں اس کی فوجیں مدائن میں داخل ہو گئیں البتہ وہ خود اپنی جمعیت کے ساتھ بڑھتا ہوا رمضان میں نہر صرصر پر کوفے کے راستے سے متصل فروکش ہوا جب پہلی مرتبہ ہرثمہ نے حسن کے پاس بغداد آنے سے انکار کیا تو اس وقت حسن نے منصور بن المہدی کو حکم دیا تھا کہ وہ فوج کے ساتھ بغداد سے چلکر ہرثمہ کے آنے تک یاسریہ جاکر ٹھیرا رہے، منصور نے حکم پر عمل کیا اس کے بعد جب ہرثمہ آگیا تو وہ بغداد سے چلکر سفینتین آیا اور یہاں اس نے منصور کے سامنے پڑاؤ کیا پھر یہاں سے بھی بڑھ کر اس نے نہر صرصر پر ابوالسرایا کے مقابل

پڑاؤ کیا صرف یہ نہر ان دونوں کے درمیان تھی علی بن سعید اسوقت کلواذی میں مقیم تھا عید الفطر کے دوسرے دن منگل کو وہ اپنی فرودگاہ سے جنگ کے لئے برآمد ہوا اس نے اپنے مقدمۃ الجیش کو مدائن بھیجدیا اور وہاں اس کی ابوالسرایا کی فوج سے جمعرات کے دن صبح سے شام تک نہایت شدید لڑائی ہوئی دوسرے دن علی الصباح ہرثمہ اور اس کی فوج پھر جنگ کے لئے مستعد ہو کر میدان کارزار میں آ گئے اور جنگ شروع ہوئی ابوالسرایا کی فوج مقابلہ سے بھاگ گئی ابن ابی سعید نے مدائن پر قبضہ کر لیا اس کی اطلاع ابوالسرایا کو ہوئی وہ ۵ ۱۰ شوال شب شنبہ میں اپنے نہر صرصر کے پڑاؤ سے پھر قصر ابن ہبیرہ میں واپس چلا آیا اور وہیں اتر پڑا، دوسرے دن صبح کو ہرثمہ کو اس کے جانے کی اطلاع ہوئی وہ تیزی سے اس کے تعاقب میں چلا اور اثنائے راہ ہی میں ابوالسرایا کی فوج کی ایک بڑی جماعت اس کے ہاتھ لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے ان کے سر حسن بن سہل کو بھیجدیے، اس کے بعد ہرثمہ قصر ابن ہبیرہ پہنچا اور وہاں اس کے اور ابوالسرایا کے درمیان ایک نہایت خونریز معرکہ پیش آیا جس میں ابوالسرایا کے بے شمار آدمی کام آئے وہاں سے ابوالسرایا چپکے سے نکلکر کوفے چلا گیا، کوفے میں محمد بن محمد اور اس کے ساتھی شیعوں نے عباسیوں اور ان کے موالی اور شاگرد پیشہ لوگوں کے مکانات پر دفعتاً دھاوا کر کے ان کو تاخت و تاراج کر دیا اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے نہایت شقاوت قلب اور ظالمانہ طریقہ پر خارج کر دیا عباسیوں کا جو روپیہ اور مال لوگوں کے پاس امانت تھا اس کو دریافت کر کے ضبط کر لیا اس موقع پر ہرثمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس نے لوگوں سے کہا کہ اس سال میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اس بہانے سے خراسان جبال جزیرہ اور بغداد وغیرہ کے جو حاجی حج کے لئے جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے وہ ان کو وہیں روک دیتا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ بہت جلد کوفے پر قبضہ کر لے گا ابوالسرایا نے مکہ اور مدینہ پر قبضہ کرنے اور امارت حج کے لئے اپنے آدمیوں کو پہلے سے بھیجدیا تھا اس وقت داؤد بن عیسیٰ بن

موسیٰ بن محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن العباس حرمین کا والی تھا۔ اس نے حسین بن حسن الافطس بن علی بن حسینؑ بن علیؓ بن ابی طالب کو مکے اور محمد بن سلیمان بن داؤد بن الحسن بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو مدینے بھیجا تھا محمد بغیر کسی مزاحمت کے مدینے میں داخل ہو گیا اور حسین بن حسن مکے گیا مکے کے قریب پہنچ کر وہ اہل مکہ کی مزاحمت کی وجہ سے کچھ دیر وہاں رکا وجہ اسکی یہ تھی کہ جب داؤد بن عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ ابو السرایا نے حسین بن حسن کو امارت حج کے لئے مکے بھیجا ہے اس نے بنی العباس کے موالیوں اور ان کے شاگرد پیشوں کو جمع کیا اس سال ہارون کا مشہور خادمت گار مسرور الکبیر بھی اپنے دو سو شہ سواروں کے ساتھ حج میں شریک تھا وہ اس بات کے لئے بالکل آمادہ ہو گیا کہ جو کوئی بھی زبردستی مکے میں داخل ہو اس سے لڑے اور شہر کو طالبیین کے قبضے سے بچائے اس نے داؤد بن عیسیٰ سے کہا کہ تم خود ورنہ تمھارا کوئی لڑکا میرے ساتھ آمادہ ہو جائے پھر میں دیکھ لیتا ہوں مگر داود نے اس سے کہا کہ حرم میں کسی طرح قتال جائز نہیں ایک راستے سے اگر وہ آئیں گے میں اس دوسرے راستے سے ان کو نکال دوں گا مسرور نے کہا یہ تم کیا کرتے ہو اپنی حکومت اور سلطنت اپنے ایسے دشمن کے سپرد کرنا چاہتے ہو کہ جو تمھارے مذہب تمھاری عزت اور مال کو تباہ و برباد کر دے گا اور اس بارے میں کسی معترض کے اعتراض کی بھی پروا نہیں کرے گا' داؤد نے کہا میری حکومت!! مجھے اس سے کیا جب تک کہ میں بالکل پیر فانی نہ ہو گیا میرے خاندان والوں نے کسی ملک کی ولایت مجھے نہیں دی اب اس بڑھاپے میں البتہ انھوں نے اس حجاز کی حکومت مجھے دی ہے جس سے میں صرف اپنا پیٹ پالتا ہوں یہاں اور کیا رکھا ہے اصل میں تو اس حکومت کے مالک تم اور تمھارے ایسے اور اشخاص ہیں تمھارا جی چاہے تم لڑو یا نہ لڑو۔

اب داؤد تو مکہ چھوڑ کر مشاش چلا آیا اس نے اپنا سامان اونٹوں پر بار کر کے عراق روانہ کر دیا اور مامون کی جانب سے ایک فرضی مراسلہ اپنے

بیٹے محمد بن داؤد کے امارت حج پر تقرر کا لکھ کر اسے دیدیا اور کہا کہ تم حج کرانے جاؤ ظہر اور عصر کی نماز منیٰ میں پڑھانا پھر مغرب اور عشا کی نماز بھی وہیں پڑھا کر رات بسر کرنا صبح کی نماز پڑھا کر سواریوں پر سوار ہونا اور وہاں سے چلکر عرفہ کے راستے میں اتر پڑنا وہاں سے اپنی بائیں جانب عمرو کے درے کے راستے منیٰ کے راستے آنا اور پھر بستان ابن عامر میں مجھ سے آملنا' اس کے بیٹے محمد نے اسی تجویز پر عمل کیا' داؤد کی اس علحدگی کی وجہ سے بنی عباس کے موالیوں اور شاگرد پیشوں کی جو جماعت مکے میں اس کے ساتھ تھی تتر بتر ہو گئی خود مسرور کے حوصلے پست ہو گئے اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے دشمن کا مقابلہ کیا تو خود اس کے اکثر ساتھی اس سے جا ملیں گے اس اندیشہ سے وہ بھی عراق واپس جانے کے ارادے سے داؤد کے پیچھے ہی چل کھڑا ہوا۔

اب صرف حاجی عرفات میں رہ گئے جب ظہر کا وقت آیا بہت سے مکے والوں نے امامت سے پہلو تہی کی احمد بن محمد بن ولید الرزمی نے جو مسجد حرام کے موذن' امام اور قاضی جماعت تھے دیکھا کہ والیوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے انھوں نے قاضی مکہ محمد بن عبدالرحمن المخزومی سے کہا کہ آپ قاضی شہر میں آپ آگے بڑھیں حج کا خطبہ پڑھیں اور دونوں نمازیں پڑھائیں انھوں نے کہا کہ نائب امام بھاگ گیا اور یہ باغی جماعت زبردستی مکے میں داخل ہونے پر تلی ہوئی ہے میں کس کے نام کا خطبہ پڑھوں۔ انھوں نے کہا کہ دعا میں آپ کسی کا نام ہی نہ لیں محمد نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ امامت کریں خطبہ پڑھیں اور نماز پڑھا دیں مگر انھوں نے اس سے قطعی انکار کیا آخر کار سب نے ملکر اہل مکہ کے ایک باہر والے شخص کو آگے بڑھایا اور اس نے بغیر خطبہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اس کے بعد تمام حاجی وہاں سے چلکر عرفہ کے موقف میں آئے اور غروب آفتاب تک سب نے وہاں وقوف کیا بعد مغرب سب لوگ بغیر امام کے عرفہ سے مزدلفہ آئے اور یہاں بھی ایک باہر والے نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھائی اس اثناء